

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الضَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ

فرائین قرآن کریم، ارشادات احادیث مقدسہ اور اقوال بزرگان دین
پر مشتمل ناقابل تردید دلائل کا مجموعہ

برائین صادق

از: علامہ

پاسان مسکد رضا

فیض پانچویں حصہ، قسط اول، باب اول، صفحہ ۱

پیش قدم
پیش مشق
ابوداؤد
علامہ

قلوی
صاحب
شعری

امیر جماعت
رضائے مصطفیٰ پاکستان

ترجمہ

امام رضا علی گجرانوالہ

الکتاب محمدیہ طبعیاتی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَى الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ رَهُوْقًا ○
ترجمہ: اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ہے شک باطل کو مٹا ہی تھا۔
(پارہ ۱۵، سورہ فی اسر، آیت ۸۱)

۔ احمد رضا کے فیض کے در ہیں کھلے ہوئے سردار احمد اس کے ہیں ساتی بنے ہوئے
فرائین قرآن کریم ارشادات احادیث مقدسہ اور اقوال بزرگان دین
پر مشتمل ناقابل تردید دلائل کا مجموعہ

برائے ترین صادق

یہ ضخیم کتاب ان اشتہار رات کا مجموعہ ہے جو کم و بیش نصف صدی سے لاکھوں کی تعداد میں
چھپ چکے ہیں اور اندرون و بیرون ملک بے شمار مساجد میں آویزاں ہیں۔ کبھی بھی کسی
مخالف کو ان کے کسی حوالہ کی تردید کی جرأت نہیں ہوئی۔ (ادارہ)

ترتیب و تدوین

الحاج محمد حقیق علی ندوی

انقاوت
مجاہدیت علامہ
محمد حقیق
رضا کے مصطفیٰ اکبر

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب براہین صادق

تالیف مفتی اعظم پاکستان پیر الوداد محمد صادق صاحب
(امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان)

ترتیب و تدوین الحاج محمد حفیظ نیازی

پروف ریڈنگ محمد نعیم اللہ خاں قادری

بی ایس سی۔ بی ایڈ۔ ایم اے اردو، پنجابی تاریخ

☆ مولا ابوسعید محمد سرور قادری رضوی

☆ صاحبزادہ محمد رؤف رضوی

کمپوزنگ محمد نوید رضوی۔ رضوی کمپوزنگ سنٹر

صفحہ 592

تعداد 1100

اشاعت اول ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

اشاعت دوم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

اشاعت سوم ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

ہدیہ 350 روپے

ملنے کے پتے:

✽ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور ✽ شبیر پراورڈ اردو بازار لاہور

✽ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ✽ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور ✽ مکتبہ مہریدہ مسک

✽ لوہی بک شال مسجد رضائے مجتبیٰ شیلز کالونی گوبرنوالہ ✽ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی

✽ مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی نمبر ۵۵ ✽ ادارہ صراط مستقیم دربار مارکیٹ لاہور

✽ مکتبہ قادریہ سرکلر روڈ نزد میلا د مصطفیٰ چوک گوبرنوالہ

فہرست

فضائل مصطفیٰ و شانِ محمدی

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱۔	انتساب	۹
۲۔	آغاز سخن	۱۱
۳۔	عید میلاد النبی کی تحقیق و اہمیت کا بیان	۱۷
۴۔	نبی محترم ﷺ کی نورانیت کا نورانی بیان	۲۹
۵۔	احمد مختار ﷺ کے اختیارات و انعامات کا بیان	۴۱
۶۔	نبی پاک ﷺ کے علم غیب شریف کا بیان	۵۳
۷۔	رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا بیان	۶۵
۸۔	زندہ نبی ﷺ کی حیات و سماعت کا بیان	۷۹
۹۔	رحمۃ للعالمین ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان	۹۳
۱۰۔	شان محمدی ﷺ اور عیسائی چیلنج کا بیان	۱۰۵
۱۱۔	نظام مصطفیٰ (ﷺ) کی تحریک و برکات کا بیان	۱۱۷

اصلاح معاشرہ

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
۲۱۳	۱۔ باطنی عیوب و روحانی امراض کی اصلاح کا بیان	
۲۲۵	۲۔ پیارے نبی ﷺ کی پیاری دعاؤں کا بیان	
۲۳۹	۳۔ احادیث نبوی کی روشنی میں اسلامی معاشرہ کا بیان	
۲۵۳	۴۔ موجودہ چند جرائم کے ہولناک انجام کا بیان	
۲۶۷	۵۔ فوٹو بازی و تصویر سازی کے شدید حرام اور گناہ ہونے کا بیان	
۲۷۹	۶۔ دربارہ عید و رمضان ریڈیو ٹیلیفون کا اعلان نامعتبر ہونے کا بیان	

مسائل نماز

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
۱۲۹	۱۔ نماز و طہارت کے ضروری مسائل کا بیان	
۱۴۱	۲۔ بوقت اذان صلوٰۃ و سلام اور انگوٹھے چومنے کا بیان	
۱۵۳	۳۔ بعد نماز بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا بیان	
۱۶۷	۴۔ حدیث نبوی میں نماز حنفی کا بیان	
۱۸۱	۵۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز ہونے کا بیان	
۱۹۱	۶۔ نقل نمازوں کے مسائل و فضائل کا بیان	
۱۹۹	۷۔ بیس تراویح کا جواب بیان	

مسلك حق

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱۔	اُردو کے بہترین ترجمہ و تفسیر کا بیان	۲۹۹
۲۔	اہل قبور و محبوبانِ خدا کی برزخی زندگی کا بیان	۳۱۳
۳۔	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شانِ صحابیت کا بیان	۳۲۳
۴۔	حدیث قیصر و یزید کے کردار انجام کا بیان	۳۳۵
۵۔	غوثِ اعظم کی شان اور گیارہویں شریف کا بیان	۳۴۹
۶۔	تاجدارِ سرہند و تاجدارِ بریلی کے مسلک کا بیان	۳۶۳
۷۔	جنگِ ستبر میں روحانی واقعات و صداقتِ اہلسنت کا بیان	۳۷۷

مخالفین اہلسنت کا کردار

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱۔	بدعاتِ اہلحدیث کا بیان	۳۹۱
۲۔	وہابیت کے ”پوسٹ مارٹم“ کا بیان	۴۰۳
۳۔	محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق پیشوائے اہلحدیث و دیوبند کا بیان	۴۱۵
۴۔	سردارِ اہلحدیث کے خلاف فیصلہ مکہ کا بیان	۴۲۵
۵۔	”اہلحدیث“ کے خلاف مولوی وحید الزمان کا بیان	۴۳۷
۶۔	تحفہ وہابیہ مسئلہ طلاق ثلاثہ	۴۴۹
۷۔	علماء دیوبند کے عقائد و مسائل کا لرزہ خیز بیان	۴۶۱
۸۔	علماء دیوبند کی دورنگی تو حید کا بیان	۴۷۵

۳۸۷	۹۔ صد سالہ جشن دیوبند کا بیان
۵۰۱	۱۰۔ مولوی غلام خاں اور اس کے عقائد علماء دیوبند کی نظر میں
۵۰۷	۱۱۔ جماعت اسلامی کے مخصوص پس منظر کا بیان
۵۱۹	۱۲۔ پاکستان کے حامی و مخالف علماء کا بیان
۵۳۱	۱۳۔ انگریز کے حامی و مخالف علماء کا بیان
۵۳۳	۱۴۔ انجمن سرفروشان اسلام کے عقائد و نظریات کا بیان
۵۵۵	تقاریظ حضرات علماء و مشائخ

توجہ فرمائیں

اتنے زیادہ اشتہارات کو کتابی شکل میں لانا بہت بڑا مرحلہ تھا جو بفضل خدا بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پایہ تکمیل تک پہنچا۔ کتاب کی پروف ریڈنگ بھی بہت مسئلہ ہوتا ہے۔ اپنی طرف سے احباب نے اچھے طریقے سے پروف ریڈنگ کی۔ پھر بھی اگر کمپوزنگ میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے صدقے ہم سب کی لغزشیں معاف فرمائے۔ آمین (محمد حفیظ نیازی)

انتساب

اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے شہزادہ اکبر حضرت جتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان (علیہما الرحمۃ) کے خلیفہ اکبر

حضرت محدث اعظم شیخ الحدیث ابوالفضل

مولانا علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز

کے نام منسوب کرتا ہوں

کہ جنہوں نے اپنے نائب اعظم مجاہد ملت حضرت مولانا مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ کی شکل میں گلستان اہلسنت کو وہ پھول عطا فرمایا جس کی خوشبوئیں چاروں اہل عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور ہمیشہ پھیلی رہیں گی۔

جنہوں نے محفل اہلسنت کو وہ روشن چراغ عطا فرمایا جس کی روشنی ہر مذہبیت کے اندھیروں پر غالب آگئی اور جس کی لوند کبھی مدہم ہوئی نہ ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز) جو آکاش سنیت کے وہ آفتاب و ماہتاب ہیں کہ جن کی کرنیں راہ حق کو منور کئے ہوئے ہیں۔

جو مسلک اہلسنت کی پاسپائی کے فرائض نصف صدی سے زائد عرصہ سے انجام دے رہے ہیں۔

جن کی حق بیانی، حق گوئی اور حقانیت و صداقت کے اپنے بیگانے معترف ہیں اور سچی بات کہنے سے کبھی بھی اور کسی بھی دور میں کوئی مصلحت انہیں باز نہ رکھ سکی۔

جو پوری دلیری اور الجہمی سے معاشرہ کی اصلاح اور امت مسلمہ کو کھوئی ہوئی میراث شان و شوکت اسلام دلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں اور جمیع اہل اسلام کی عاقبت کی بہتری کیلئے شب و روز جہاد فرما رہے ہیں۔

جن کی شریعت مطہرہ و سنت مصطفویٰ کی بے مثال پیروی انفرادی شہرت کی حامل ہے۔

جن کی بے داغ عملی زندگی و علمی و تبلیغی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا جاتا رہے گا جو استقامت کا ایسا کوہ گراں ہیں کہ عوام الناس، صلحائے امت، علماء کرام اور مشائخ عظام میں یکساں مقبول و محبوب ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ ان کا سایہ عاطفت ہم سب پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مرتب:

محمد حفیظ نیازی (عفی عنہ)

مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان

آغاز سخن

ہزاروں سال زمرس اپنی بے نوری پر روتی ہے..... بڑی مشکل سے ہوتا ہے جن میں دیدہ وری پیدا ہو جائے۔ گوجرانوالہ کا شہر پاسان مسلک رضا، فیض یافتہ امیر ملت و فقیہ اعظم کوٹلوی، ناب محمدت اعظم پاکستان حضرت مولانا الحاج مفتی میر ابو داؤد محمد صادق صاحب رحمہ اللہ کی تشریف آوری (۳۲۹ ہجری ۱۳۱۰ھ) سے قبل ایک قسم کا نجدیت کا گڑھ تھا۔ جامع مسجد زینت المساجد کے علاوہ صرف دو ایک مساجد اہلسنت کے پاس تھیں اور سال بھر میں صرف چند ایک سالانہ اجلاس ہوتے تھے۔ زینت المساجد کے سابق خطیب مولانا صابر حسین صاحب (مرحوم) سنیت کا بھرم قائم رکھے ہوئے تھے۔ ان کے بعد انجمن خدام الصوفیہ کے اراکین کی کوشش اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ کی شفقت سے جب عالم باعمل مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ کا بطور امام و خطیب زینت المساجد تقرر عمل میں آیا اور پہلی بار گوجرانوالہ کی فضاء میں صلوٰۃ و سلام اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت گونجے تو مخالفین اہلسنت پریشانی دے چینی میں مبتلا ہو گئے۔ ایک وہ دور تھا کہ بقول ان کے جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب ”تاریخ الحمدیث گوجرانوالہ“ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے زینت المساجد میں انعقاد پذیر جلسہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے مقرر سے تقریر شروع کرادی اور کئی بار ان تخریب کاروں نے خشت باری کر کے اہلسنت کے جلسے الٹ دیئے تھے۔ اب ان کیلئے یہ صورت حال ناقابل برداشت تھی کہ ان کے عقیدہ کے خلاف اہلسنت کے عقائد معاشرہ میں غلبہ پا رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ سے ”ندائے یار رسول اللہ“ کے مسئلہ پر ایک پمفلٹ شائع کیا جو اس طرح ترتیب دیا گیا تھا۔

”اسلم..... اے اسلم..... او اسلم.....“

اسلم پکارنے والے سے پوچھتا ہے کہ آوازیں دینے والے بتاؤ تو کسی تیرا کہنا کیا ہے۔ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہ حال ان بریلویوں کا ہے کہ یار رسول اللہ۔ یار رسول اللہ تو

کہے جاتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ آگے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ نیز یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو یا اُس کے رسول کو پکارنا ناجائز اور شرک ہے۔ وہابیہ کے اس پمفلٹ کے جواب میں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے قلم سے مرتبہ پمفلٹ شائع ہوا اور ان کے پمفلٹ کے معزومات کے رد کا ہر طرف شہرہ ہوا اور اہلسنت کی حقانیت کا خوب خوب چرچا ہوا۔ مخالفین نے اب۔۔۔۔۔ نیا جینٹرا بدلا اور اگلے ہفتہ کو نیا پمفلٹ شائع کر دیا کہ ”اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام“ تحریف فی الدین اور بدعت ہے۔ مولانا موصوف نے فوراً جواب شائع کر دیا جس میں ثابت کیا گیا کہ صلوٰۃ و سلام نہ تحریف ہے نہ بدعت بلکہ قرآن و سنت کی روشنی میں جائز اور باعث ثواب ہے۔

مخالفین کا تیسرا پمفلٹ مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق تھا کہ ”خدا کو حاضر و ناظر ماننے کے ساتھ رسول کو حاضر و ناظر ماننا شرک ہے۔“ اس پمفلٹ کا بھی منہ توڑ جواب شائع ہوا اور مخالفین قدرے دب گئے۔ تاہم اہلسنت نے ایک ہفت روزہ جریدہ کی اشاعت کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا تا کہ مخالفین کی بدنیاہوں کا بروقت محاسبہ ہوتا رہے۔ چنانچہ ہفت روزہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا ڈبلکٹریشن حاصل کر لیا گیا اور یوں گوجرانوالہ میں باطل پرستوں کی چہرہ دستیوں کا خاتمہ شروع ہو گیا۔ تاہم دوسرے علاقوں شہروں دیہات وغیرہ سے مخالفین کے اہلسنت کے خلاف پراپیگنڈا کی اطلاعات ملتی رہیں جس کا حضرت مجاہد ملت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے یہ حل تجویز فرمایا کہ تمام متنازع مسائل پر بڑے سائز کے اشتہارات شائع فرمائے۔ مثلاً بعد نماز بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا بیان، اذان صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان، نبی اکرم ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا بیان، علم غیب شریف کا بیان، نورانیت مصطفیٰ (ﷺ) کا بیان وغیرہ۔ ہوتے ہوتے یہ اشتہارات پچاس سے زائد عنوانات کے حامل ہو گئے اور ان کی تعداد اشاعت لاکھوں تک پہنچ گئی اور پاکستان کے علاوہ بھارت، کویت، دبی، لندن، ایسٹ برطانیہ و دیگر غیر مسلم ممالک کی مساجد اہلسنت میں آویزاں نظر آنے لگے۔ ان کی

مقبولیت اتنی عام ہوئی کہ ادارہ کو متعدد مقامات اور کثیر احباب کی طرف سے تقاضا کیا گیا کہ ان تبلیغی اشتہارات کو جلد کتابی شکل دی جائے۔ اگر حقائق کو نظر انداز نہ کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس نظر آئے گی کہ ان اشتہارات کی تبلیغ کے ذریعہ ہزاروں لاکھوں بد مذہبوں کی کائنات بدل گئی اور انہوں نے بد عقیدگی سے توبہ کر کے حق مذہب اہلسنت قبول کر لیا اور مسلک اہلسنت کا اس طرح چرچا ہونے لگا کہ بد مذہبوں کو اہلسنت کی مخالفت مشکل ہو گئی۔ حتیٰ کہ اُن کے رائیٹر مذہب حق کے حق میں بیانات دینے اور کتابیں لکھنے لگے۔ طوالت سے بچنے کیلئے صرف دو مثالیں عرض ہیں۔

✽ ندائے یارسول اللہ کو شرک قرار دینے والے دیوبندی حضرات کے ہم عقیدہ مولوی بشیر احمد آف ڈیرہ اسماعیل خاں نے کتاب لکھی اس کتاب کا نام ہے۔

”یا حرف محبت ہے“ اور مصنف نے کئی دیوبندی مولویوں کے نام اور عبارات اپنی تائید میں درج کئے ہیں۔ حضرت غوث اعظم کے منکرین کی طرف سے ایک کتاب شائع کی گئی جس کا نام تھا ”غوث اعظم جل جلالہ“ مطلب یہ کہ غوث اعظم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم کہنا کفر ہے۔ اسی طبقہ فکر کی طرف سے انہی کے ادارہ اسلامیات لاہور کراچی نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے ”غوث اعظم علیہ الرحمۃ“ آگے لکھا ہے یعنی

غوث اعظم قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ محی الدین

ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز، از مولانا محمد احتشام الحق کاندھلوی

پھر پھر کے تیری راہ پہ آجائیں گے گمراہ۔۔۔۔۔ محبوب خلائق تیر اور ہو کر رہے گا۔ گوجرانوالہ کی سرزمین پر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا اہلسنت کی صرف دو تین مساجد نہیں باقی غیر مقلدین و دیوبندی طبقہ فکر کے زیر تسلط تھیں اور اب تازہ رپورٹ یہ ہے کہ اس وقت گوجرانوالہ میں اہلسنت کی مساجد کی تعداد ۱۰۳۶ ہے۔

یہ اعداد و شمار بھی پیکر صدق و صفا مولانا الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق دامت

وامت برکاتہم العالیہ کی لمبوں پائیدار تھی اور کئی تبلیغ کی گواہی دیتے ہیں جو ”رضائے مصطفیٰ“ اور مطبوعات رضائے مصطفیٰ کی شکل میں اندرون و بیرون ملک وسیع پیمانہ پر جلوہ گر ہے۔

گیا دور جب تھا تھا میں انجمن میں..... یہاں اب میرے راز داں اور بھی ہیں
زیر نظر کتاب آپ کے تبلیغی اشتہارات کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ کافی عرصہ قبل مرکز اہلسنت بریلی شریف میں بعض احباب نے مختلف اشتہارات کو رسالوں کی شکل میں شائع کیا اور مولانا محمد عبدالحیڈ رضوی (آف جہن گورنوال) اور الحاج صوفی محمد عبدالغفور رضوی صادق آباد نارووال نے مذکورہ سب اشتہارات کو کتابی شکل دینے کی کوشش کی لیکن یہ معاملہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

کے مصداق اب چند ماہ قبل الحاج صاحبزادہ محمد داؤد رضوی الحاج صاحبزادہ محمد رؤف رضوی الحاج محمد حبیب الرحمن نیازی حافظہ محمد احمد رضانیازی اور الحاج صوفی محمد عبدالرشید رضوی (نارووال) کی بھرپور کوششوں سے الحمد للہ یہ معاملہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔ شاید یہ کام اسی لئے رکا ہوا تھا کہ ”برائین صادق“ کا تحفہ اہل محبت کو اس سال ملے جب وہ اہلسنت کے بین الاقوامی مقبول و محبوب ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کی اشاعت کے پچاس سال تکمیل ہونے پر اپنی محبت سے مختلف شہروں میں پچاس سالہ ”جشن رضائے مصطفیٰ“ منارہے ہوں۔ انشاء اللہ العزیز اشتہارات کی مقبولیت کی طرح اس کتاب کو بھی اہلسنت کے ہر طبقہ فکر میں پسند کیا جائے گا اور معاشرہ پر اس معلوماتی کتاب کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور اس کی افادیت ہر دور میں ایک علمی خزانہ ثابت ہوگی۔ اضافہ کی طرف سے مطبوعہ بعض مفید دیگر اشتہارات جو حضرت موصوف کی بجائے دیگر علماء اہلسنت کے مرتبہ ہیں اس کتاب میں شامل نہیں۔ نوٹ: اشتہارات کو ان کے موضوع کے مطابق یکجا کر کے مختلف ابواب میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اپنی پسند کا عنوان تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ ع..... اگر قبول افتد ذہبے عز و شرف

محمد حقیق نیازی ۱۳ اذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعرات

باب نمبر ۱

فضائل مصطفیٰ



الضَّلَاةَ وَالشَّيَاطِينَ ابْنَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا ابْنَؤَلَلَّهِ
وَعَلَى الْكَافِرِينَ أَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا خَيْرَ الْخَلْقِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَآلِكَ وَبَارَكَ فِيهِمْ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَيُّ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوَلٍ مِنَ الْآهَوَالِ الْمُقْتَحِمِ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمِ
فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ النَّوْجِ وَالْقَلَمِ



اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جب تم کو کتاب اور حکمت
دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم
شرور بالضرور اس پر ایمان لانا۔ (پارہ ۳، رکوع ۷، سورہ العنکبوت)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۰)
”جس نیک کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے۔“ (معانی ص ۲۹)

۔ جہاں میں جشنِ عید کا سامان ہوتا تھا
اُدھر شیطان تھا اپنی ناکامی پہ روتا تھا

عید میلاد النبی ﷺ کی
تحقیق و تہذیب کا بیان

بشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گمراہے جائیں گے

خاک ہو جائیں عداو جل کر مگر ہم تو رضا

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ارشاد خداوندی:

وَأَنْ تَعْلَمُوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا
”اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔“

(پارہ ۳۳، رکوع ۷، سورہ ابراہیم، آیت ۳۴)

بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لاتعداد و بے حساب اور شمار سے باہر ہیں مگر ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی جان، جانِ جہان و جانِ ایمان حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ جن کے طفیل باقی سب نعمت و انعامات ہیں۔

اٹلی حضرت مجدد ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر سب سے زیادہ اور بہت ہی اہتمام و تاکید کے ساتھ آپ کی ذاتِ بابرکات کے بھیجے کا احسان ظاہر فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے

ایک رسول بھیجا۔“ (پ ۳، رکوع ۸، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

چونکہ ایمانداروں پر سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑا احسان ظاہر فرمایا ہے۔

اس لئے اہل ایمان اس کی سب سے بڑھ کر قدر و منزلت جانتے اس کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتے اور جس ماہ و یوم میں اس احسان و نور و نعمت کا ظہور ہوا اس میں اس کا بالخصوص چہ چاؤ مظاہرہ کرتے ہیں اس لیے کہ مولیٰ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنی نعمتوں کی تذکیر و تشکر اور ذکر و اذکار کا حکم فرمایا ہے۔ خاص طور پر سورۃ النبی میں ارشاد ہے۔

وَأَمَّا نِعْمَتُ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پ ۳، رکوع ۱۸، سورہ النبی، آیت ۱۱)

پھر بطور خاص حضور کی ذات کے نعمۃ اللہ ہونے کا بیان اور ناشکری و ناقدری

کرنے والے بیدینوں کا رد فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا

”کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔“

(پ ۱۳، رکوع ۷، سورہ ابراہیم، آیت ۲۸)

بخاری شریف و دیگر تفاسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس و

حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”ناشکری کرنے والے کفار ہیں۔“

وَمَنْ حَقَّ نِعْمَتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَمَا يَكْفُرُ بِهِ

”جو اللہ کی نعمت پر کفار ہیں۔“

(بخاری شریف جز ثالث ص ۶)

جب اللہ کے فرمان اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کی خاص نعمت ہیں جس پر اللہ نے اپنے خاص احسان کا ذکر فرمایا اور پھر نعمت کا چرچا

کرنے کا بھی حکم دیا تو اب کون مسلمان و اہل ایمان ہے جو آپ کی ذاتِ بابرکات ’نور

کے ظہور اور دنیا میں جلوہ گری و تشریف آوری کی خوشی نہ منائے۔ شکر ادا نہ کرے اور سب

سے بڑی نعمت کا سب سے بڑھ کر چہ چاؤ مظاہرہ پسند نہ کرے اور نعمتِ عظمیٰ کے خصوصی

شکرانہ اور چہ چاؤ مظاہرہ کے لیے جشن عید میلاد النبی، مولود شریف اور یوم میلاد النبی ﷺ

کے جلوسِ مبارک پر برامنائے اور زبانِ طعن دراز کرے۔ مفسر قرآن حضرت مفتی احمد

یاد خاں نعیمی مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے:

۔ حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بِسْمِ اللَّهِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

یہ فرمان مولیٰ پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

رحمت کی خوشی: قرآن ہی میں یہ بھی بیان ہے کہ

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِذْ إِلَکَ فَلْيَقْوْ حَوَاطُ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ○

”تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (ملے) اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کی سب دشمن و دولت سے بہتر ہے“

(پ ۱۱ رکوع ۱۱، سورہ یونس، آیت ۵۸)

جس طرح اوپر نعمت کا چرچا کرنے کا ذکر ہوا ہے اسی طرح یہاں فضل و رحمت پر خوشی منانے کا بیان ہے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ اللہ کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت بلکہ جان رحمت اور رحمۃ للعالمین۔ آپ کی ذات بابرکات ہے۔

(پ ۷ رکوع ۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

یہاں فضل و رحمت سے اگر کوئی بھی چیز مراد لی جائے تو یقیناً وہ بھی آپ ہی کا صدقہ و سیلہ اور طفیل ہے۔ لہذا آپ بہر صورت بدرجہ اولیٰ فضل الہی و رحمت خداوندی اور نعمت اللہ ہونے کا مصداق کامل ہیں کیونکہ دونوں جہان میں آپ کا ہی سبب فیضان ہے اور آپ کی خوشی منانا، چرچا و مظاہرہ کرنا، آپ کے شایان شان و فرمان خداوندی کے تحت و اس کے مطابق ہے نہ کہ معاذ اللہ اس کے مخالف و منکر اور شرک و بدعت۔

۔ خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے

یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد

حصول فیض و رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے

حصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد

نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک و کفر و بدعت ہے

یہ روز شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد

یوم ولادت کی اہمیت: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے

سُئِلَ (سوموار) کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

فِيهِ وَلَدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ

”یعنی اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔“

(مسلم ۴۲/۲ مشکوٰۃ کتاب الصیام باب الصیام المتلوع پہلی فصل)

اس فرمان نبوی سے یوم میلاد النبی ﷺ اور یوم نزول قرآن کی اہمیت اور اس

الہامی یادگار منانا اور شکر نعمت کے طور پر روزہ رکھنا ثابت ہوا۔

جیسے ہفتہ واردوں کے حساب سے یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی یادگار و

اہمیت ہے ویسے ہی سالانہ تاریخ کے حساب سے بھی یوم ولادت و یوم نزول قرآن کی

اہمیت و امت میں مقبولیت ہے۔

جس طرح نزول قرآن کا دن پیر ۲ رمضان میں ہونے کے باعث پورا ماہ

۲ رمضان و ۲ رمضان کو سالانہ یادگار منائی جاتی ہے اسی طرح یوم میلاد النبی ﷺ کا دن پیر

۱۱ ربیع الاول میں ہونے کے باعث اہل اسلام میں ماہ ربیع الاول و ۱۲ ربیع الاول کی

یادگار منائی جاتی ہے۔ بلکہ امام احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری اور شیخ محقق علامہ

عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ (ج ۱ ص ۱۰۷)

جیسے محدثین نے نقل فرمایا کہ ”امام احمد بن حنبل جیسے امام و اکابر علماء امت نے

تاریخ کی ہے کہ شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔“

یہ فرمایا ”جب آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دن جمعۃ المبارک میں مقبولیت

کی ایک خاص ساعت ہے تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی ساعت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ (اس کی شان کا کیا عالم ہوگا)۔

(زر قانی شرح مواہب ج ۱ ص ۱۳۲-۱۳۵۔ مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۳) ملخصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا خوب تر جہانی فرمائی ہے:

۔ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

لفظ عید کی تحقیق: مذکورہ ارشادات کی روشنی میں مزید عرض ہے کہ بفرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم المبارک آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن بھی ہے اور عید کا دن بھی ہے بلکہ عند اللہ عید الاضحیٰ اور عید النضر سے بھی بڑا دن ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۰-۱۳۳) ملخصاً۔

لہذا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں ہو سکتا؟ جبکہ سب کچھ آپ کا ہی فیضان آپ کے قدم کی بہار اور آپ ہی کے نور کا ظہور ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۳) صحابہ کا فتویٰ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (سورہ المائدہ، آیت ۳)

تلاوت فرمائی تو ایک یہودی نے کہا ”اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔“ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ آیت نازل ہی اس دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں۔ ”یوم جمعہ اور یوم عرفہ۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۱)

☆ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال وجواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

☆ مقام غور ہے کہ دونوں طویل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید النضر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں اور ہمارے لیے کوئی تیسری عید منانا بدعت و منوع ہے

اللہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ واقعی جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو۔ خاص اس دن بطور یادگار عید منانا، شکر نعمت اور لائق و مسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں طویل القدر محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ البہاری نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ ”ہر خوشی کے دن کے لیے عید استمال ہوتا ہے“ الغرض جب جمعہ کا عید ہونا عرفہ کا عید ہونا یوم نزول آیت کا عید ہونا ہر انعام و عطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح ہو گیا تو اب ان سب سے بڑھ کر یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ جو سب کی اصل و سب مخلوق سے افضل ہے مگر:

۔ آکھ والا تیرے جلووں کا نظارہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن کی تائید: قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا

”عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ! ہمارے ہم پر آسمان سے ایک ٹوان (مائدہ) اتار کر وہ دن ہمارے لیے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کی۔“

(پارہ ۷، رکوع ۵ سورہ المائدہ، آیت ۱۱۴)

سبحان اللہ جب مائدہ اور من و سلوی جیسی نعمت کا دن عید کا دن قرار پایا تو سب سے بڑی نعمت یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید ہونے میں کیا شک رہا؟

محدثین کا بیان: امام احمد بن محمد قسطلانی، علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے یہ دعائیہ بیان نقل فرمایا:

فَوَرَّحَمَ اللَّهُ أَمْرَاءَ أَلَمَّاخَلَّ لَنَا لِي شَهْرٍ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا

”اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ماہ میلاد کی راتوں کو عیدوں کی طرح منائے۔“

(ذرقانی شرح مواہب جلد اول ص ۱۳۹ ماہیت من السنۃ ص ۶۰)
دیکھئے ایسے جلیل القدر محدثین نے نہ صرف ایک دن بلکہ ماہ میلاد و ربیع الاول کی سب راتوں کو عید قرار دیا ہے اور عید میلاد النبی منانے والوں کے لیے دعائے رحمت بھی فرمائی ہے۔ جس دن کی برکت سے ربیع الاول کی راتیں بھی عیدیں قرار پائیں۔ ۱۲ ربیع الاول کا وہ خاص دن کیونکر عید قرار نہ پائے گا؟ بلکہ امام داودی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت کی جگہ مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے اور اہل مکہ عیدین سے بڑھ کر وہاں محفل کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مبارک جگہ محفل میلاد میں حاضری اور مشاہدہ انوار کا ذکر فرمایا۔“

(جواہر البحار جلد سوم ص ۱۱۵۴ فیوض الرحمان ص ۲۷)

مفسرین کا اعلان: امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے امام فخر الدین رازی (صاحب تفسیر کبیر) سے نقل فرمایا۔ کہ ”جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم منجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا۔ برکت نبوی سے ایسا شخص محتاج ہوگا نہ اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔“ (السنۃ الکبریٰ ص ۹)

☆ مفسر قرآن علامہ اسماعیل حق نے امام سیوطی، امام سبکی، امام ابن حجر عسقلانی، امام ابن حجر ہمتی، امام سخاوی، علامہ ابن جوزی جیسے اکابر علماء و ائمہ سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ ”میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعظیم کے لیے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔“

(تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۶)

۱۲ ربیع الاول پر اجماع امت: ”بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔“ (مشکوٰۃ ص ۲۰) امام قسطلانی، علامہ ذرقانی، علامہ محمد بن عابدین شامی کے پیچھے علامہ احمد بن عبد الغنی دمشقی، علامہ یوسف نبجانی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے تصریح فرمائی کہ ”امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ علماء کی تحقیق ہے کہ یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول ہے۔ علامہ ابن کثیر نے کہا۔ ”بھی جمہور سے مشہور ہے“ اور علامہ ابن جوزی اور علامہ ابن جزری نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اس لیے کہ سلف و خلف کا تمام شہروں میں ۱۲ ربیع الاول کے عمل پر اتفاق ہے۔ بالخصوص اہل مکہ اسی موقع پر جائے ولادت باسعادت پر جمع ہوتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔ ملخصاً (ذرقانی شرح مواہب جلد ۱ ص ۱۳۲ جواہر البحار جلد ۳ ص ۱۱۴۷ ماہیت من السنۃ ص ۵۷ مدارج النبوت ص ۱۴)

واقعہ ابولہب: جلیل القدر آئمہ محدثین نے نقل کیا ہے کہ ”ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سن کر اسے آزاد کر دیا۔ جس کے صلہ میں بروز پیر اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اور انگلی سے پانی چوسنا میرا آتا ہے“ جب کافر کا یہ حال ہے تو عاشق صادق مومن کے لیے میلاد شریف کی کتنی برکات ہوں گی؟ (بخاری جلد ۲۳ ص ۲۳۳ مع شرح ذرقانی ص ۱۳۹)

دوسروں کی زبان سے: ہفت روزہ ”الحدیث“ لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے ”ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ بھی (عید میلاد النبی) ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی ہے اور اس امر واقعہ سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ اب ہر برس ہی ۱۲ ربیع الاول کو اس تقریب کے اجلال و احترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں تعطیل عام ہوتی ہے اور آپ اگر سرکاری ملازم ہیں تو اپنے منہ

سے اس کو ہزار بار بدعت کہنے کے باوجود آپ بھی یہ چھٹی مناتے ہیں اور آئندہ بھی یہ جب تک یہاں چلتی ہے آپ اپنی تمام تر "الحدیث" کے باوجود یہ چھٹی مناتے رہیں گے۔۔۔ خواہ کوئی ہزار منہ بنائے دس ہزار بار ناراض ہو لاکھ بگڑے جب تک خدا تعالیٰ کو منظور ہو یہاں اس تقریب کی کار فرمائی ایک امر واقعہ ہی ہے۔

جلوس: "حکومت اگر اپنے زیر اہتمام تقریب کو سادہ رکھے اور دوسروں کو بھی اس بات کی پر زور تلقین کرے تو اس کا اثر یقیناً خاطر خواہ ہوگا۔ انشاء اللہ اس تقریب کے ضمن میں جتنے بھی جلوس نکلتے ہیں اگر ان کو حکومت کے اہتمام سے خاص کر دیا جائے تو یہ کام ہرگز مشکل نہیں ہے۔ ہر جگہ کے حکام ہا سانی اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر ہر شہر میں صرف ایک ہی جلوس نکلتے اور اسے ہر جگہ کے سرکاری حکام کنٹرول کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مفاسد اچھل سکیں اور مصائب رونما ہوں۔" (الحدیث)

تنظیم الحدیث: "جماعت الحدیث" کے بالمعوم اور حافظ عبدالقادر روپڑی کے بالخصوص ترجمان ملت روزہ "تنظیم الحدیث" لاہور نے ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ "مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔ جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن خاتمہ بالخیر ہو۔ جس دن پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزرے۔ جس دن جنت میں داخل ہو اور جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ یاب ہو۔" (تنظیم الحدیث) کا یہ بیان حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (درۃ الناصحین ص ۲۶۳)

مقام انصاف ہے کہ جب مومن کی اکٹھی پانچ عیدیں متخیل دین کے خلاف نہیں تو جن کے صدقہ و وسیلہ سے ایمان قرآن اور خود جن ملان کے یوم میلاد کو عید کہہ دینے سے دین میں کونسا رخ پڑ جائے گا؟ جبکہ عید میلاد النبی ﷺ نہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مقابلہ کے لیے ہے اور نہ ان کی شرعی حیثیت ختم کرنا مقصود ہے۔

☆ "اگر عید میلاد کے نام پر ہی آپ کا یوم ولادت منانا ہے تو رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات گرامی کی طرف دیکھیں کہ آپ نے یہ دن کیسے منایا تھا؟ نبیے رسول اللہ ﷺ نے یہ دن منایا پر اتنی ہی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا "عید میلاد" نہیں رہنے دیا بلکہ "عید میلاد اور عید بخت" کہہ کر منایا اور منایا بھی "روزہ" رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر ہفتہ منایا۔" (ہفتہ روزہ الحدیث لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء)

سبحان اللہ "الحدیث" نے تو حد کر دی کہ صرف حضور ہی کے عید میلاد منانے کی تصریح نہیں کی بلکہ ایک اور عید "عید بخت" منانے کا بھی اضافہ کر دیا اور وہ بھی ہفتہ وار۔ ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند نومبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں ایک نعت شریف شائع ہوئی ہے کہ:

"یہ آمد آمد اس محبوب کی ہے کہ نور جاں ہے جس کا نام نامی خوشی ہے عید میلاد النبی ﷺ کی یہ اہل شوق کی خوش انتظامی کھڑے ہیں باادب صف بستہ قدسی حضور سرور ذات گرامی" الحمد للہ اس تمام تفصیل اور لا جواب و ناقابل تردید تحقیقی و انفرادی حوالہ جات سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے اس نعت کا چرچا کرنے، شکر گزاری و خوشی کرنے، محافل میلاد کے انعقاد و جلوس نکالنے کی روز روشن کی طرح تحقیق و تائید ہو گئی اور وہ بھی وہاں وہاں ہے جہاں سے پہلے شرک و بدعت کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ماشاء اللہ عید میلاد النبی نے اپنی عظمت و قوت عشق سے اپنی حقانیت کا لوہا منوالیا مگر ضروری ہے کہ میلاد شریف کے سب پروگرام بھی شریعت کے مطابق ہوں اور منانے والے بھی شریعت و سنت کی پابندی کریں۔

مسئلہ بدعت: مذکورہ تمام تفصیل و تحقیق کے بعد اب تو کسی "بدعت و دت" کا خطرہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بدعت و ناجائز تو وہ کام ہوتا ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو مگر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل و بنیاد اور مرجع و ماخذ قرآن و حدیث صحابہ کرام، جمہور اہل علم، محدثین، مفسرین، بلکہ اجماع امت اور خود مفسرین میلاد کے اقوال سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا اب تو اس کو بدعت تصور کرنا بھی بدعت و ناجائز اور محرومی و بے نصیبی کا باعث ہے۔

۔ میرے مولیٰ کے میلاد کی دھوم ہے

ہے وہ بد بخت جو آج بھی محروم ہے

استفسار: اگر اب بھی کوئی میلاد شریف کا قائل نہ ہو تو پھر اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ سیرت کانفرنس، سیرت کا اجلاس، سالانہ تبلیغی اجتماعات، تبلیغی کانفرنسیں اور مدارس کے سالانہ پروگرام وغیرہ منعقد کرے۔ ورنہ وہ جہ فرق بیان کرے کہ عید میلاد النبی کیوں بدعت ہے اور باقی مذکورہ امور کس دلیل سے توحید و سنت کے مطابق ہیں اور ہمارے دلائل اور حلیل القدر محدثین و اکابر کے حوالہ جات کا کیا جواب ہے؟

=====

جشن عید میلاد النبی (ﷺ) ناجائز کیوں؟

اور

جلوس المحدثین و جشن دیوبند کا جواز کیوں؟

از افادات: مولانا علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

صفحات ۵۶ ہدیہ مع ۱۳ اک خرچ ۲۵ روپے۔ ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

"بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"

(پارہ ۶، رکوع ۷، سورہ مائدہ)

ف کلیمے کہ چرخِ فلک طورِ اوست

ہمہ نور ہا پر تو نورِ اوست

نبی محترم ﷺ کی
نورانیت کا نورانی بیان

۔ ک گیسو کا دہن ی ابرو آنکھیں ع ص

کھلا ع ص اُن کا ہے چہرہ نور کا

۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(از: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہمارے نبی پاک ﷺ نور مجسم اور نورانیت و بشریت میں سے ہر ایک کے جملہ کمالات کے جامع اور تمام نوری و بشری مخلوق کے سردار ہیں۔
مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر

بہر حق سوئے غریباں یک نظر

اللہ تعالیٰ نے آپ کا نور سب سے پہلے پیدا کیا اور اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد لباس بشری میں آپ کا ظہور فرمایا۔ لہذا باعتبار اول مخلوق ہونے کے ہمارے حضور کی ذات پاک نور بھی ہے اور آپ بشر بھی ہیں لیکن نوری بشر بے مثل بشر اور سید البشر ﷺ۔ جامد بشریت کے باوجود آپ کی ہر بات میں آپ کی نورانیت و شان بے مثالی کا درما ہے اور آپ کا جسمانی طور پر بعض عوارض (بخار وغیرہ) سے بظاہر متاثر ہونا آپ کی بشریت و بعض حکمتوں کے لحاظ سے ہے جو آپ کی نورانیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ نور جب لباس بشریت میں جلوہ گر ہوتا ہے تو بشری عوارض سے متاثر ہونے کے باوجود نور ہی ہوتا ہے اور اس کی حقیقت و اصلیت کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن پاک میں ہاروت و ماروت کے واقعہ کے تحت تفاسیر میں مذکور ہے نیز حدیث پاک میں مروی ہے کہ ”ملک الموت علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں ایک ایسا طمانچہ مارا کہ ان کی آنکھ نکال دی“

(بخاری ج ۱ ص ۲۳۱، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۸)

دوسری حدیث میں ہے کہ ”(علیٰ الحدائقین) ایک موقع پر ایک نوری فرشتہ ایک شخص کے پاس کوڑھی کی صورت میں دوسرے کے پاس کبجی کی صورت میں اور تیسرے کے پاس اندھے کی صورت میں آیا۔“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۲۱۵)

معلوم ہوا کہ نور کی لباس بشریت میں جلوہ گری اور بشری عوارض سے متاثر ہونا صرف ممکن ہی نہیں بلکہ واقع و ثابت ہے۔ لہذا بتقاضائے حکمت نبی محترم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی صورت بشری میں جلوہ گری کو مستبعد خیال کرنا اور بعض عوارض بشری سے متاثر ہونے کو نورانیت کے منافی سمجھنا اور آپ کو اپنے جیسا بشر جاننا محض جہالت و حماقت ہے۔ (العبداللہ تعالیٰ)

شیخ محقق: علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”آنحضرت ﷺ ہر اقدس سے قدم مبارک تک تمام نور ہیں اور نقاب بشریت پہنے ہوئے ہیں۔“ (مدارج ج ۱ ص ۱۰۹)
اعتراف حقیقت: یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ منکرین نور و یونہی و ہالی کتب فکر کے اکابر بھی اس کے اعتراف پر مجبور ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی ہٹ دھرمی سے نورانیت کا انکار کرے۔ اس عقیدہ کو شرک و کفر قرار دے۔ آپ کو اپنے جیسا بشر اور بڑے بھائی کی طرح سمجھے تو اس کی بے دینی و بدبختی میں کیا شبہ ہے۔ سنئے:

۶۱ ”ظہور روح قدس ہیں بصورت بشری

سطوح نور ازل در تجلیات شہود“ (کلام شاہ اسماعیل دہلوی ص ۷۲)

۶۲ ”رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

نجانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار“ (قصائد رفاقی ص ۵)

۶۳ ”بہی بہتر ہے چپ رہے اگر کہے تو یہ کیسے

بشری شکل میں تھا جلوہ افزا نور یزداں کا“

(انوار ہدایت ص ۳۶۵، معنفہ ہادی حسن فاضل دیوبند مصدقہ قاری

طیب مولوی اعجاز علی عبدالمسیح محمد سہول مفتی)

۶۴ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

یعنی بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(پ ۶ رکوع ۷ سورہ المائدہ آیت ۱۵)

اس آیت میں حضرات مفسرین کی تصریح کے مطابق روشن کتاب سے مراد قرآن مجید اور نور سے مراد حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن عباس میں ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ اللَّهِ نُورٌ رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر جلالین میں ہے ہُوَ النَّبِيُّ ﷺ تفسیر صادی میں ہے: سَمِعِي نُورًا لِأَنَّهُ أَصْلُ كُلِّ نُورٍ حَسِّيٍّ وَمَعْنَوِيٍّ تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ۔ میں جس نور عظیم کا بیان ہے اس سے مراد ”نور الانوار“ نبی عطاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت قتادہ و زجاج نے اسی کو اختیار فرمایا اور (ربیع المحتزلہ) ابوی جہانی و (امام معتزلہ) دحشری نے نور سے مراد قرآن لیا ہے۔ (روح المعانی پ ۶ ص ۶۶)

معلوم ہوا کہ جلیل القدر صحابی و مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور آیت مبارکہ میں نور سے مراد نور الانوار نبی عطاء صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو تمام انوار کا منبع و سرچشمہ اور ہر حسی و معنوی نور کی اصل ہیں اور نور سے صرف قرآن مراد لینا فی الاصل مخالفین اہل سنت معتزلہ کا مسلک ہے جیسا کہ روح المعانی میں تصریح ہے۔

سراج منیر: پارہ ۲۲ رکوع ۳ سورہ الاحزاب، آیت ۴۶ میں فرمایا

وَكَانَ عِزِّي إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَيُسَوِّجَانِي ۝

”اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکانے والا آفتاب۔“

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں حضور کو نور اس آیت میں سراج منیر فرمایا ہے۔ یعنی آپ خود نور ہیں اور دوسروں کو روشن فرمانے والے (منیر) ہیں۔ خود چمکتے ہیں اور دوسروں کو

دکھاتے ہیں۔ سراج کا معنی چراغ بھی ہے اور آفتاب بھی اور ہر لفظ و معنی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت ثابت ہے اور یہ الفاظ صرف سمجھانے کے لیے ہیں ورنہ خود چاند سورج ستارے تمام نوری مخلوق اپنے نور و وجود میں نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چراغ ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کلیے کہ چراغ فلک طور اوست..... ہمہ نور ہا پر تو نور اوست

علامہ بیہانی نے شیخ محمد مغربی علیہما الرحمۃ سے نقل فرمایا ہے کہ ”نور محمدی عرش و کرسی نور و کلم زبین و آسمان“ (چاند و سورج) جنت و نار اور تمام کائنات کو محیط ہے۔۔۔۔ اور دنیا و آخرت کی ہر چیز چہرہ انور کے انوار سے مستفیض ہے۔ (جواہر البحار ص ۱۱۰۲)

نور مجسم: رسالہ ”التوسل“ جو مولوی مشتاق احمد صاحب دیوبندی کی تصنیف ہے اور مولوی محمد حسن مفتی کفایت اللہ اور مفتی محمد شفیع جیسے اکابر دیوبندی علماء کی تصدیقات سے مزید ہے اس میں مذکور ہے کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ میں نور سے مراد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔۔۔۔۔ نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں۔ نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنے اور توفیق کے طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور سر اسر نور بقینا تمام امت کے واسطے اللہ کے مقرر کئے ہوئے وسیلہ ہیں کہ حالت حیات میں بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ آپ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش عصیت کے وقت اسی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ (التوسل ص ۲۲)

نور خالص: دیوبندی و بابی کتب فکر کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ”حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے کہ

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَبُكْرَةٌ مِنَ اللَّهِ نُوْرٌ الْبَتِّ حَقُّ تَعَالَى كِي طَرَفٍ سَ تَهْمَارَ سَ پَاسَ آيَا نُورِ اَوْر كِتَابِ مَبِينٍ۔ نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اے نبی ہم نے آپ کو شاہد و مہر نذیر و داعی اور سراج منیر ﷺ بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ بھی اولاد آدم میں سے ہیں مگر آپ نے اپنی ذات کو اس طرح مطہر فرمایا کہ نور خالص ہو گئے اور حق تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا۔“ (امداد السلوک ص ۸۵)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ“ میں ایک تفسیر یہ ہے کہ نور سے مراد حضور ہوں اور اس کو ترجیح ہے نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مناسب ہے:

نبی خود نور اور قرآن ملا نور

نہ کیوں پھر مل کے ہو نور علی نور (رسالہ النور ص ۲-۳۱)

ابوالکلام آزاد: دیوبندی ”اہلحدیث“ مکتبہ فکر کے علماء نے مزید لکھا ہے کہ ”نور سے مراد حامل قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس ہے اور کتاب مبین قرآن ہے۔“

(خطبات ابوالکلام ص ۱۱۹)

مولوی ثناء اللہ ”رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں۔“

(فتاویٰ ثناء ج ۲ ص ۳۳۷)

قاضی سلیمان منصور پوری ”حضور پر نور سر اپا نور بیکر نوری۔ نور بخت (خالص)۔“

(کتاب رحمۃ اللعالمین جلد ۳ ص ۴۹)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا مسئلہ ایسا واضح و ضروری متفقہ اور مسلمہ ہے کہ ”بدی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری“ کے

عالمی منکرین نور احمدیث و دیوبندی علماء بھی اس کی شہادت دے رہے ہیں۔ یاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ و ہدایت وغیرہ کسی ایک صفت کو نور نہیں فرمایا بلکہ آپ کی ذات امام وجود پاک کو نور فرمایا ہے لہذا آپ کی نورانیت کو صرف ”نور ہدایت“ میں منحصر نہ کرنا صحیح ہے نہ اس میں کوئی خصوصیت ہے۔

امام نور: ”يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كُفِرُوا ظُفُرًا“ یعنی کافر چاہتے ہیں ”نور اللہ“ (اللہ کا نور) اپنے دلوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافر فرمایا نہیں۔“

(پ ۲۸ رکوع ۹ سورہ الصف، آیت ۸)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور اللہ یعنی ”اپنا نور“ بیان فرمایا ہے اور اس نور کے دشمنوں اور اسے بجھانے کا ارادہ کرنے والے کافروں کو بتایا گیا ہے کہ نور محمد نور خدا ہے جو کافر اسے بجھانا چاہے گا وہ اپنا ہی منہ جلانے کا اللہ نے اس نور کی حفاظت کرنا اور اسے پورا فرمانا ہے۔ گویا:

۔ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تفسیر صاوی وغیرہ کے علاوہ مشہور دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”مشیت الہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہ ہی حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے“ (حاشیہ قرآن ص ۱۶)

احادیث مبارکہ: امام مالک علیہ الرحمۃ کے شاگرد امام احمد علیہ الرحمۃ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث عبدالرزاق ابو بکر ابن ہمام نے اپنی

تصنیف میں اپنی سند کے ساتھ روایت فرمایا کہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے دربار رسالت میں عرض کیا ”یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان

(بفعلہم تعالیٰ آپ ”عالم ماکان و مایکون“ ہیں) مجھے خبر دیجیے کہ تمام اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شے کو پیدا فرمایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًا فَبِيكَ مِنْ نُورِهِ
”یعنی اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے ہی نبی کا نور (بلا کیفیت و تقسیم اور بغیر مادہ و بلا واسطہ) اپنے نور سے پیدا فرمایا۔“ (الحديث)

فائدہ: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے ”عطر الوردہ“ ص ۲۲ پر اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی مشہور کتاب ”نشر الطیب“ میں پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں پہلی روایت یہی نقل کی ہے اور اس سے ”نور محمدی کا اول المخلوق باولیت حقیقہ“ ہونا ثابت کر کے اس حدیث کی تفصیل میں لکھا ہے کہ ”..... جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور (محمدی) کے چار حصے کیے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش“ اس کے بعد یہ لکھ کر چھوڑ دیا کہ ”آگے طویل حدیث ہے۔“ (نشر الطیب ص ۵)

علامہ نبہانی نے شیخ احمد صاوی اور شیخ سلیمان جمل سے اس طویل حدیث کی مزید تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے حدیث نبوی کے صراحتہ یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ ”..... پس عرش و کرسی میرے نور سے ہیں۔ کروبی اور روحانی ملائکہ میرے نور سے ہیں اور جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے ہیں اور سورج چاند اور ستارے میرے نور سے ہیں اور عقل و علم و توفیق میرے نور سے ہیں اور شہداء و سعداء و صلحاء میرے نور کے نتائج ہیں..... هَكَذَا أَبْدَأُ خَلْقِي فَبِيكَ يَا جَابِرُ“ اے جابر اس طرح ہے تیرے نبی (ﷺ) کی پیدائش کی ابتداء۔“ (جواہر البحار ج ۳ ص ۸۱۵)

دوسری حدیث: شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ یعنی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ”سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا“ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۲) دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اسے حدیث مشہور اور معنی صحیح تسلیم کیا ہے۔ (رسالہ الرغب والرفع والوضع ص ۲۴)

نیز محدث ابن جوزی نے ”المیلا والنبوی“ میں حضرت شاہ ولی اللہ نے ”فیوض الحرمین“ میں مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے ”عطر الوردہ“ میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں مولوی حسین احمد مدنی نے ”شہاب ثاقب“ میں اور پیشوائے غیر مقلدین دو دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی نے رسالہ ”یکروزہ“ میں ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ کو بلا انکار بطور حجت و دلیل نقل کیا ہے جس سے اس کا صحیح و مقبول ہونا اظہار من الشمس ہے علاوہ ازیں اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان نے اپنے منظوم کلام (ص ۳۲) میں لکھا ہے کہ

سوال ہی ہے ہر طرح ان کا نور..... بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

تیسری حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالنُّورُ مِنْ نُورِي

”یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور اہل ایمان میرے نور سے“

مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد سوم ص ۳۲۶ مدارج النبوت جلد دوم ص ۶۱۰ امداد السلوک مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (فارسی ص ۱۸۵ رد و ترجمہ ص ۱۵۷)

چوتھی حدیث: ”امام زین العابدین اپنے باپ امام حسین سے اور وہ اپنے والد بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں آدم علیہ السلام کے پیدا

ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔“

(نشر الطیب تھانوی ص ۶ بحوالہ احکام ابن القطن)

پانچویں حدیث: بعض دوسری حدیثوں میں نور (محمدی) کے پیدا ہونے کے وقت کا تعین بھی آیا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ

قَبْلَ خَلْقِ السَّمَوَاتِ بِأَلْفِي عَامٍ

یعنی ”اللہ نے میرا نور آسمانوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے

پیدا فرمایا۔“ (مکتوبات جلد سوم ص ۳۳۳)

چھٹی حدیث: حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے خواب بیان کیا کہ زمزم سے ایک نور اٹھا جو آسمان تک پہنچا جس سے کعبہ اور تمام سرزمین مکہ منور ہو گئے اور وہ نور طیبہ تک پھیل گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا

”اَنَا وَاللَّهُ ذَلِكَ النُّورُ“

اللہ کی قسم وہ نور میں ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۵۳۵ بحوالہ دارقطنی واہن عساکر)

ساتویں حدیث:

بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت

جبریل علیہ السلام سے فرمایا ”اے جبریل آپ کی عمر کتنے سال ہے؟“

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ”یا رسول اللہ (ﷺ) اس کے سوا میں نہیں

جانتا کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال میں طلوع ہوتا تھا اور میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ طلوع ہوتے دیکھا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”يَا جِبْرِيلُ وَ عِزَّةُ رَبِّي جَلَّ جَلَالُهُ اَنَا ذَالِكَ الْكَوْكَبُ“

یعنی ”اے جبریل مجھے اپنے رب جل جلالہ کی قسم وہ ستارہ (نور) میں ہوں۔“

(سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۱۹ جواہر البحار ص ۱۱۰۳ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۳۳)

آٹھویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا

رسول اللہ آپ کو نبوت کب عطا ہوئی۔ فرمایا

”كُنْتُ نَبِيًّا وَ اَدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَ الْجَسَدِ“

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام کے روح و جسد کا تعلق بھی نہیں ہوا تھا۔“

(ترمذی ۲۰۱/۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

معلوم ہوا کہ بظاہر اگرچہ حضور ﷺ بصورت بشری حضرت آدم کے بعد

بعثت ہوئے لیکن حقیقتاً آپ آدم علیہ السلام سے پہلے ہیں اور آدم علیہ السلام سے پہلے آپ کا

نبی ہونا آپ کی نورانیت کی واضح دلیل ہے۔ اس لیے کہ حضرت آدم کی پیدائش و

بشریت کی تخلیق تو آپ کے بعد ہوئی ہے۔

نویں حدیث: نامور مصطفیٰ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ”آپ کی ولادت کے

وقت ایسا نور ظاہر ہوا جس نے جملہ عالم و مشرق و مغرب کو منور کر دیا۔ بصری و روم و شام

کے محلات نظر آ گئے۔ فاطمہ بن عبد اللہ بھی اس وقت موجود تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ

سارا گھر آپ کے نور سے معمور ہو گیا۔“ (مواہب اللدیۃ مدارج النبوت ص ۱۳)

دسویں حدیث: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بوقت حرم میں

کپڑا سی رہی تھی کہ اچانک چراغ بجھ گیا اور سوئی ہاتھ سے گر گئی۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک کے نور میں
میں نے سوئی تلاش کر لی اور اسی روشنی میں دھا کہ سوئی میں ڈال لیا۔ (سبحان اللہ)
(جواہر البحار ص ۸۱۳، نسیم الریاض ج ۱۰ ص ۳۲۸، مطالع المسرات ص ۲۳۹،
الخصائص الکبریٰ ۱/۱۵۶)

سوزن گشده ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

فائدہ:

مذکورہ مختصر دلائل کی بنا پر چونکہ آپ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا لہذا آپ کا
سایہ نہ تھا جیسا کہ فریقین کی کتب میں اس کی تصریح ہے۔

گنبد خضریٰ کے نظارے

اس خوبصورت کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بارگاہ رسالت کی
حاضری کی اہمیت و آداب، گنبد خضریٰ کی مختصر مبارک تاریخ اور عاشق مدینہ مولانا
الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب و الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی کے
سفر نامہ حرمین طہین کا پیارا پیارا تذکرہ ہے۔

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ، چوک دارالسلام، گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ

اور انہیں کیا برا لگا سکتی تھی کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیا۔ (۱۰۰۰، ۱۰۰۰)

سے دولت دنیا و دین مانگی نہ اس سے میں نے کب
جو ملی مجھ کو نہ اس فیاض سے بے فکر و غم
(تصیدہ بردہ مترجم ص ۱۲۱، از امام شرف الدین یوسفی رحمہ اللہ)

سے مگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدر گامش بیاؤ ہرچہ می خواہی تنہا کن
(اخبار الاخیار ص ۱۲۲، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ)

احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات و اعمال کا بیان

سے اشارے سے چاند چہرہ دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
کئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و توان تمہارے لئے

سے اصالت گل امامت گل سیادت گل امارت گل
حکومت گل ولایت گل خدا کے یہاں تمہارے لئے

(از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شانِ لولاک: حضور آقائے نامدار حبیب کردگار احمد مختار رحمہ اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم خلیفہ اعظم اور نائب اکبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو آپ کے واسطے پیدا فرمایا اور اپنے فضل عظیم و عطائے خاص سے ساری کائنات کا آپ کو مالک و مختار بنایا۔ اگر آپ کا پیدا فرمانا باری تعالیٰ کو منظور نہ ہوتا تو کائنات تو درکنار اللہ تعالیٰ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر اکابر نے حدیث قدسی نقل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا "لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلاكَ - لَوْلَاكَ لَمَّا اَظْهَرْتُ الرَّبُّوِيَّةَ" یعنی اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔

(مکتوبات ۱۲۲ ج ۳ ص ۲۴۳)

احادیث لولاک کی روشنی میں جب سب کچھ آپ ہی کے لیے بنایا اور پیدا فرمایا گیا اور جس کو جو بھی ملا آپ ہی کی طفیل ملا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب کریم اپنے حبیب کریم کے لیے سب کچھ پیدا فرمائے آپ کی طفیل سب کو نوازے اور خود آپ ہی کو اختیارات و تصرفات سے محروم رکھے نہیں بلکہ جس نے کل کائنات کو آپ کے لیے پیدا فرمایا ہے اس نے کل کائنات کا آپ کو مالک و مختار بھی بنایا ہے۔ وَلْيَعْلَمَنَّ مَا قِيلَ - خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

مقام محبوبیت: احادیث لولاک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اوصاف و کمالات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا محبوب بنایا ہے اور سب سے

مرآ آپ پر فضل عظیم فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

اَنَا وَآلَا حَبِیْبُ اللّٰهِ "من لو میں اللہ کا حبیب ہوں۔"

(ترمذی دارمی مشکوٰۃ ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

جب حضور اللہ کے محبوب ہیں اور سب سے بڑھ کر آپ سے محبت فرمانے والا آپ کا مولیٰ تعالیٰ آپ کا محبت ہے اور کوئی محبت اپنی کوئی شے اپنے محبوب سے چھپا اور چپا کر نہیں رکھتا تو پھر رب العالمین جیسا محبت اپنے لاڈلے پیارے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جیسے محبوب سے کائنات کی کوئی چیز کیونکر چھپائے گا۔ شانِ محبوبیت سے یہ واضح ہے کہ خالق کائنات کے محبوب اپنے محبت و طالب رب العزت کے اذن و عطا سے اس کی جملہ مخلوقات کے مالک و مختار ہیں اور جس شخص کا احادیث لولاک و آپ کے مقام محبوبیت پر ایمان ہے۔ لا ریب اس کا یہ اعلان ہے کہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہوا مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا (اعلیٰ حضرت)

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکرین شان رسالت کا یہ تحقیر آمیز خود ساختہ اور گستاخانہ اعتقاد ہے کہ "جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"

"اللہ صاحب جو آپ چاہتا ہے دیتا ہے ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی"

(تقویۃ الایمان از: اسماعیل دہلوی ص ۲۳۹-۲۴۰)

"رسول عاجز بندے ہیں۔ رسولوں کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔۔۔۔۔"

"آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں، آپ تو محض رسول ہیں۔"

(ملغۃ الحیران حسین علی والی پوری ص ۲۰۱-۲۸۳)

☆ ”حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) نہ اپنے لئے نفع اور نقصان کے مالک ہیں اور نہ اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کے لیے اور نہ امت کے لیے۔۔۔۔۔ اور نہ قیامت کو ہونگے۔۔۔۔۔ اگر مختار کل ہوتے تو دوسروں کے لیے نہ سہی اپنے رشتہ داروں کے لیے تو اختیار ہوتا۔“ (دل کا سرور سر فراز لکھنؤ وی ص ۶۸-۷۰)

مذکورہ خرافات و باطل نظریات کے برعکس اللہ تعالیٰ نے تورات مقدس میں صاف فرمادیا ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَبْدِي الْمُخْتَارِ
”یعنی محمد رسول اللہ میرے بند و مختار ہیں۔“

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

دوسری روایت ہے: ”عَبْدِي أَحْمَدُ الْمُخْتَارُ“

میرے بندہ خاص احمد مختار ہیں (السیرۃ الحلبیہ ص ۶۰ ج ۱)

نیز حدیث قدسی میں ہے كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رَضَائِي وَلَمَّا أَطْلُبْ رَضَاكَ يَكْمَحَمَدُ

اے پیارے محمد دو عالم میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۷ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کا نام پاک ہی ایسا رکھا ہے کہ جس سے آپ کا مختار و جہاں ہونا ظاہر و باہر ہے۔

اکابر علماء امت و اولیاء ملت کی مقبول و مستند کتاب ”دلائل الغیبات“

اور اس کی شرح ”مطالع المسرات“ میں ہے۔

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُّيمِنِي الْمَلِكِ حَايِ الْوَحْمَةِ

وَمِيْمِ الْمَلِكِ وَذَوَالِ الدَّوَامِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ“

یعنی نام محمد ﷺ کی پہلی میم ملک دنیا اور دوسری میم ملک آخرت کی ہے۔ رحمت کی ہے اور دال دوام و سید کامل کی ہے اور آپ اپنی رحمت کے ساتھ ہمیشہ کے لیے دنیا و

اور نہ اپنے عزیز ترین رشتہ داروں کے لیے اور نہ امت کے لیے۔۔۔۔۔ اور نہ قیامت کو ہونگے۔۔۔۔۔ اگر مختار کل ہوتے تو دوسروں کے لیے نہ سہی اپنے رشتہ داروں کے لیے تو اختیار ہوتا۔“ (دل کا سرور سر فراز لکھنؤ وی ص ۶۸-۷۰)

اہل سنت کی مشہور کتاب ”واعظ“ جلد ۱ ص ۳۵ میں کیا خوب لکھا ہے:

میم سے ہیں محبوب وہ رب کے۔۔۔۔۔ رح سے حاکم عجم و عرب کے

دوسری میم سے مالک سب کے۔۔۔۔۔ دال سے داتا دونوں جہاں کے

جوہ ہے ان کا عام۔۔۔۔۔ شہد سے بیٹھا محمد نام (ﷺ)

ابو القاسم: جس طرح حضور ابو القاسم محمد رسول اللہ ﷺ کا مشہور ذاتی نام محمد ﷺ ہے۔

اسی طرح آپ کی کنیت اور ایک مشہور صفاتی نام ابو القاسم ہے۔ جس کی ایک اہم

وجہ اکابر علماء امت و محدثین کرام نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی

امینین بالخصوص جنت کو تقسیم فرماتے ہیں۔ اس لیے آپ ابو القاسم کہلاتے ہیں۔

علامہ مناوی شرح شامل میں علامہ قسطلانی مواہب میں علامہ قاسمی مطالع المسرات میں

عالی قاری مرقات میں علامہ طحاوی شرح مراقی الفلاح میں اور شیخ عبدالحی محمد

الہدی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار ص ۲۱۶ میں نقل فرماتے ہیں۔ (واللفظ رخ)

نُورٌ تِلْكَ الْجَنَّةُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطَى مَنْ يَشَاءُ

وَيَمْنَعُ عَمَّنْ يَشَاءُ وَهُوَ السُّلْطَانُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

یعنی آپ جنت کے وارث و مالک ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں جسے چاہیں

مع فرمائیں آپ دنیا و آخرت کے بادشاہ ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۱۵)

معلوم ہوا کہ آپ کا ذاتی و صفاتی نام ہی ایسا جامع ہے جو آپ کا مالک کو نین مختار و جہاں

و قاسم جنت ہونا ظاہر فرما رہا ہے۔ حیف ہے ان کے عقل و شعور پر جو بظاہر آپ کے نام کا

کلمہ پڑھیں اور درپردہ انکار کریں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت و جمہور ملت پر وادہ شیعہ نبوت

پیکر عشق رسالت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

وہی نور حق، وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
(حدائق بخشش، حصہ اول)

عہدہ رسالت: ہر مسلمان جانتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا عہدہ رسالت بہت بڑا اور حلقہ نبوت بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ عالین کا رب ہے اور اس نے اپنے حبیب پاک کو عالین کے لیے رسول اور رحمت بنایا ہے۔ عالم علوی، عالم سفلی، جن و انس، اولین و آخرین، حیوانات، نباتات، جمادات، ملائکہ کرام اور انبیاء و مرسل عظام غرضیکہ تمام مخلوقات و کائنات آپ کے عہدہ رسالت کے تحت اور حلقہ نبوت میں شامل ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس کا عہدہ جتنا بڑا اور جس کا حلقہ جتنا وسیع ہوگا۔ اس کا علم اور اختیار بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

لہذا حضور ﷺ کے عہدہ رسالت و حلقہ نبوت کی وسعت و عظمت پر جس کا ایمان ہے اسے یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ آپ کے علوم و اختیارات تمام مخلوقات سے زیادہ ہیں اور آپ خدا تعالیٰ کے بعد سلطان، شہنشاہوں کے شہنشاہ، حاکموں کے حاکم اور کائنات میں تدبیر و تصرف فرمانے والے، ملائکہ کرام کے بھی قائد و آقا ہیں۔ (ﷺ)

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک..... اس جہا نگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگین..... اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

آیات مبارکہ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فَمِثْلُ الدِّينِ

قُلْ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلَمُوا تَسْلِيمًا ۝

”تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں

عالم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔“

(پ ۵ رکوع ۶، سورہ النساء آیت ۶۵)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۚ

”اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ

اور اس کا رسول حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔“

(پ ۲۲ رکوع ۲، سورہ الاحزاب آیت ۳۶)

أَتَيْنَا أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ والی و مالک ہے۔“

(پ ۲۱ رکوع ۷، سورہ الاحزاب آیت ۶)

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

(پ ۵ رکوع ۸، سورہ النساء آیت ۸۰)

وَمَا أَمَرَ الرَّسُولُ فَعَلُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔“

(پ ۲۸ رکوع ۵، سورہ الحشر آیت ۷)

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ لََّهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَ

لَهُنَّ الْحَيِّاتُ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

”وہ (نبی امی) انہیں بھلائی کا سبق دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستمی چیزیں

ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور

گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔“ (پ ۹ رکوع ۹، سورہ الاحزاب آیت ۱۵)

☆ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ

”لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے۔“

(پ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ التوبہ، آیت ۲۹)

☆ یس ”اے سردار“ (پارہ ۲۲ سورہ یس، آیت ۱)

معلوم ہوا: کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم و نائب اکبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احکام دین و فرامین شریعت میں ماذون و مختار بنایا ہے۔

آپ صرف شارح ہی نہیں بلکہ شارع بھی ہیں۔ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ آپ مسلمانوں کی جانوں کے والی و مالک ہیں۔ آپ کو امور دین شریعت میں امت کے لیے حاکم و قاضی بنایا گیا ہے اور امر فرمانے، منع کرنے، عطا فرمانے، روک دینے، اشیاء کے حلال کرنے، حرام فرمانے کا وسیع اختیار دیا گیا ہے اور آپ اپنے خداداد اختیارات سے لوگوں کا بوجھ ہٹاتے اور گلے کے پھندے اُتارتے ہیں۔

آپ کے حکم و فیصلہ کے خلاف آپ کے آگے لب کشائی اور چوں و چرا کرنا تو درکنار جو شخص آپ کے ارشاد و فرمان پر دل میں تنگی محسوس کرے اور آپ کو حاکم و مختار نہ جانے وہ مسلمان ہی نہیں رہتا۔ آپ کی ہاں آپ کی نہ آپ کی خوشی آپ کی ناراضگی بلکہ ظاہر لسیاں اور کسی امر پر آپ کی خاموشی بھی دین کا حکم شریعت کا مسئلہ اور اسلام کا قانون بن جاتی ہے۔

آپ مولیٰ کی طرف سے سردار اور ماذون و مختار ہیں کہ جسے چاہیں جو چاہیں جب چاہیں جیسا چاہیں حکم کریں یا اس کے لیے تخفیف فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

☆ وہن جس کی ہر بات وحی خدا..... چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں..... اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

گوئی اختیارات: وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى ○ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ○
وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ○ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث ○

(پ ۳۰ رکوع ۱۸ سورہ النحل، آیت ۱۱۲۸)

”اور (رب نے) تمہیں حاجت مند پایا، پھر غنی کر دیا تو یتیم کو نہ دباؤ اور مال کو نہ جھڑکوا اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“

☆ وَمَا تَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنِيَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ
”اور انہیں کیا برا لگا کہی تاکہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔“

(پ ۱۰ رکوع ۱۶ سورہ التوبہ، آیت ۷۴)

☆ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ

”اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ وہ دے گا ہم کو اپنے فضل سے اور اس کا رسول (ﷺ)۔“

(پ ۱۰ رکوع ۱۳ سورہ التوبہ، آیت ۵۹)

☆ حدیث شریف میں ہے: وَأَعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

”اور جان لو کہ زمین اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے۔“

(بخاری شریف ج ۲ ص ۲۰۲ مسلم شریف ج ۲ ص ۹۴)

☆ وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ

”بے شک تحقیق مجھے تمام زمین کی یا زمین کے تمام خزانوں کی تمام کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں۔“ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۷۹ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۰)

اللہ اکبر جب دیگر محبوبانِ خدا کو کن فیکون کی شان حاصل ہے تو سید لکھنؤ بین محمد رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑھ کر یہ شان کیوں حاصل نہیں اور جب یقیناً کن فیکون کی شان حاصل ہے تو پھر آپ کے معنی کائنات ہونے میں کیا شک ہے؟ مگر ع۔۔۔۔۔ دیدہ گور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

دیباچہ وہابیہ کے مذکورہ عقیدہ باطلہ کے برعکس قدرتِ خداوندی نے انہی کے قلم سے حبیبِ خدا کے اختیارات کا بھی اعلان کر دیا ہے سنیے!

☆ ”بزرگواروں کو (حق) پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے“ (صراطِ مستقیم ص ۱۲۳۳-۱۲۳۴ ساعیل دہلوی) ☆ ”آپ اصل میں بعد خدا مالکِ عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات یعنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم“ (ادلہ کاملہ ص ۹ محمود الحسن دیوبندی)

☆ ”سوائے حضرت خاتم (علیہ السلام) جو کوئی ہے۔ ملائکہ ہو یا جنات یا بنی آدم یا سوا ان کے اور مخلوقات سب کے سب کمالات علمی و عملی میں در پوزہ گر (سائل) در دولت احمدی ہیں“ (قبلہ نما ص ۹۳ مولوی قاسم نانوتوی)

☆ پیرو مرشد علمائے دیوبند حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ (ﷺ)

(گلزارِ معرفت)

نتیجہ: معلوم ہوا محبوبانِ خدا مشکل کشا حاجت روا ہیں۔ خصوصاً سید العالمین ﷺ کے در دولت سے تمام مخلوقات فیض حاصل کر رہی ہے۔

=====

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

”اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔“

(پارہ ۳۰، سورہ مکریم)

نبی پاک ﷺ کے عالم غیب شریف کا بیان

تو دانائے ما کان اور مایکوں ہے

مگر بے خبر! بے خبر دیکھتے ہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اخبارات ریلوے اور دنیا دار لوگ فرش زمین پر ہی زمین ہی کے بعض مقامات و حالات کے متعلق آپس میں ایک دوسرے کو بعض دنیاوی ظاہری امور کی خبر دیتے ہیں لیکن اللہ کے نبی ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ کے فضل سے غیب بتاتا اور فرش زمین پر عرش بریں کی وہ خبریں بیان فرماتا ہے جن تک اہل دنیا کی رسائی نہیں ہو سکتی چنانچہ نبی کا معنی ہی غیب بتانے اور عالم غیب کی خبر دینے والا ہے کیونکہ لفظ نبی نباء سے مشتق ہے اور نباء خبر کو کہتے ہیں۔ لفظ نبی یا قائل کے معنی میں ہو گا یا مفول کے معنی میں۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہیں غیب کی خبریں دینے والا اور دوسری صورت میں اس کے معنی میں غیب کی خبریں دیا ہوا اور دونوں صورتوں میں نبی کا غیب جاننا اور غیب کی خبریں بتانا واضح و ظاہر ہے۔ حضرت امام قاضی عیاض نے فرمایا:

”قَالَتْ بَوَّةٌ فِي لُغَةٍ مِّنْ هَمْزَةٍ مَاخُوذَةٌ مِنَ النَّبَاِ وَهُوَ الْخَبَرُ وَالْمَعْنَى أَنَّ اللَّهَ أَطْلَعَهُ عَلَى غَيْبِهِ“

یعنی نبوت نباء سے ماخوذ ہے اور نباء خبر کو کہتے ہیں اور نباء وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے غیب پر مطلع کیا پھر فرمایا: ”الْكَتَبَةُ هِيَ الْإِطْلَاعُ عَلَى الْغَيْبِ“

یعنی نبوت کا معنی ہی غیب جاننا ہے۔ (شفاء شریف ج ۱ ص ۱۶۱-۱۶۲)

حضرت علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری نے ”مواہب اللدنیہ“ میں اور دیگر علماء اعلام نے بھی اپنی تصانیف میں اسی طرح بیان فرمایا۔ اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ نبی کا معنی غیب جاننے اور غیب کی خبریں بیان فرمانے والا ہے۔ لہذا مطلقاً نبی کے علم غیب کا انکار درحقیقت نبوت کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے انبیاء ہیں اللہ نے سب کو ان کے شایان شان غیب پر مطلع فرمایا اور علم غیب عطا فرمایا۔

ہمارے حضور محمد رسول اللہ ﷺ چونکہ سب انبیاء کے سردار اور رسولوں کے امام ہیں اس

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ علماء عارفین نے فرمایا کہ ”تمام اولیاء اللہ کا علم حضرات انبیاء کے علم کی نسبت ایسا ہے جیسا سات سمندروں میں سے ایک قطرہ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا علم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے علم کی نسبت ایسا ہی ہے جیسا سات سمندروں میں سے ایک قطرہ“ (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۴۰۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ ”آپ کل شے کے جاننے والے ہیں“ علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرمائے ہوئے ہیں اور تمام کائنات میں ہر علم والے سے زیادہ علم والے ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۲)

بحکم قرآن لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی اور مشک و ترشے مذکور ہے اور حدیث اباب میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے قلم کو فرمایا تقدیر لکھ۔ پس قلم نے جو کچھ ہوا اور جو ابدا (قیامت) تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھ دیا“ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۱)

لوح و قلم کے یہ اتنے وسیع علوم حضور ﷺ کے علوم کا صرف ایک حصہ ہیں۔ امام اجمیری نے قصیدہ بردہ شریف میں فرمایا:

وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ الْلُوحِ وَالْقَلَمِ

ماطی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں

وَعِلْمُهُمَا أَعْمَا يَكُونُ سَطْرًا مِّنْ سَطُورٍ عَلَيْهِ وَتَهْوًى مِّنْ بِحُورٍ عَلَيْهِ

یعنی لوح و قلم کے جملہ علوم علوم محمدیہ کی سطروں میں سے ایک سطر اور آپ کے دریاؤں میں سے ایک نہر ہیں (زبدہ شرح بردہ) اہل ایمان اکابر علماء امت کی ان رہن تشریحات سے علوم محمدیہ کی وسعت و کثرت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

”فَسَبَّحَانَ مَنْ خَصَّ مِنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ“

آیات مبارکہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میری تمام امت اپنی

صورتوں کے ساتھ مجھ پر پیش کی گئی اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ کو علم دیا گیا کہ (ان میں سے) کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔

جب آپ کا یہ ارشاد منافقین نے سنا تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اور کہا کہ ”جو مومن ابھی پیدا نہیں ہوئے محمد ﷺ انہیں جاننے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ہم (منافق) ان کے پاس رہتے ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔“ جب رسول اللہ ﷺ کو منافقین کی یہ بات پہنچی تو آپ نے منبر پر قیام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ”ان قوموں (فروق) کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا۔“ پھر بطور چیلنج فرمایا ”(اے لوگو) جس چیز کے متعلق چاہو پوچھ کر دیکھ لو۔ اب سے قیامت تک (بلا تخصیص) ہر شے کے متعلق میں تمہارے سوالات کا جواب دوں گا۔“ اس پر عبد اللہ ابن حذافہ (جن کے نسب کے متعلق شبہ کیا جاتا تھا) کھڑے ہوئے اور انہوں نے پوچھا ”یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟“ حضور ﷺ نے فرمایا ”تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا ”کیا تم (میرے علم پر طعن کرنے سے) باز آؤ گے؟“ کیا تم باز آؤ گے۔ اس کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم غیب شریف کی تائید اور منکرین علم منافقین کی تردید میں فرمایا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْ تُؤْمِنُوا وَتَسْتَقِيمُوا فَلََكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ○
(ترجمہ) ”اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (اور پھر ان کو غیب کو علم عطا فرماتا ہے) تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔“

(پارہ ۳ رکوع ۹ سورہ آل عمران، آیت ۷۹، مع شان نزول از تفسیر خازن تفسیر حسنی جامع البیان و)

بخاری شریف میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ

لوگوں سے فرمایا ”مَسْلُونِي عَمَّا سَنُتَمُّ“ (بلا قید کلی طور پر) جو چاہو مجھ سے پوچھو۔ اہل قسم جس شے کا تم مجھ سے سوال کرو گے میں اس مقام میں اس کا جواب دوں گا۔ اس ایک شخص نے عرض کیا ”یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟“ فرمایا ”تیرا باپ حذافہ ہے۔“ دوسرے نے عرض کیا ”یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟“ فرمایا ”تیرا باپ سالم بن شیبہ ہے۔“ تیسرے نے عرض کیا ”یا رسول اللہ میرا بھائی کون ہے؟“ فرمایا ”جہنم میں۔“ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۹ ج ۳ ص ۲۵۹)

اس آیت و تفسیر وحدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ آپ کو قیامت تک ہر بات و کل شے ہر ایک کی اور اذ اصل ماں باپ اور تمام مومنوں، منافقوں، مسلمانوں اور کافروں، جنتیوں اور دوزخیوں کا علم ہے اور آپ سے غیب کی جو بات دریافت کی جائے آپ اس کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کے علم غیب کا انکار منافقین کا شیوہ ہے اور رسولوں پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ ان کی تمام صفات و معجزات اور علم غیب پر ایمان لایا جائے۔

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک موقع پر ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا ”اس کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے“ یہ سن کر ایک منافق نے کہا: محمد ﷺ کہتے ہیں اس کی اونٹنی فلاں وادی میں ہے حالانکہ یہ غیب کو کیا جانیں؟ اس پر جب حضور ﷺ نے اسے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ”تو ایسا ایسا کہہ رہا تھا“ تو اس نے کہا ”ہم نے تو یوں ہی ہنسی کھیل میں ایسا کہا ہے۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ○ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ○
(اے حبیب) اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہتے ہیں کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں

تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہستے ہو یا نہ ہستے؟ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ (پ ۱۰ رکوع ۱۴، سورہ التوبہ، آیت ۶۵، ۶۶، مع تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۰۵، تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۴۵۴)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کرنا منافقوں کے طریقہ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور رسول پاک سے ٹھٹھا کرنا ہے ایسے شخص کا ایمان بیکار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کافر فرمایا ہے۔

(۳) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ○

اور تمہیں اللہ نے سکھا دیا جو کچھ (احکام شرع) علم غیب ماسکان و ماسکان یکون احوال منافقین پوشیدہ امور و دلوں کے رموز تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(پ ۵ رکوع ۱۴، سورہ النساء، آیت ۱۱۳، مع تفسیر جلالین، حسینی، خازن وغیرہ)

(۴) "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ"

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا ہر شے کا روشن بیان ہے۔ (پ ۱۳ رکوع ۱۸، سورہ النحل، آیت ۸۹)

"وَتَفْصِيلٌ لِّكُلِّ شَيْءٍ" قرآن کل شے کی تفصیل ہے

(پ ۱۳ رکوع ۶، سورہ یوسف، آیت ۱۱۱)

معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں کل شے کی تفصیل و بیان ہے اور شے ہر موجود کو کہا جاتا ہے لہذا عرش تا فرش تمام کائنات، جملہ موجودات اور کل اشیاء کا قرآن میں بیان ہے اور حضور ﷺ ان سب کے عالم ہیں۔

(۵) "الرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ○ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ"

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا اور انہیں "مَا كَانُوا وَمَا يَكُونُونَ" کا بیان سکھایا۔

(پ ۲۷ سورۃ الرحمن، آیت ۳ تا ۴، مع تفسیر خازن، معالم التنزیل و حسینی وغیرہ)

(۶) ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ

"یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم غیبی طور پر تمہیں بتاتے ہیں"

(پ ۳ رکوع ۱۳، سورہ آل عمران، آیت ۴۴)

معلوم ہوا کہ سب انبیاء کے آخر میں مبعوث ہونے کے باوجود حضور ﷺ کا ان سب کے واقعات و غیب کی خبریں بتانا آپ کی شانِ اعجازی اور نبوت و علم غیب عطا فرمائے جانے کی دلیل ہے اور خدا کی طرف سے بتائے جانے کے باوجود اس کو "غیب" سے تعبیر کرنا حق و صحیح ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت سے بھی واضح ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (اور یہ نبی علم غیب بتاتے ہیں بخیل نہیں)

(پارہ ۳۰، سورہ نکویر، آیت ۲۴)

فائدہ: مولوی شبیر احمد "عثمانی" دیوبندی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان خبروں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔"

(حاشیہ قرآن شبیر احمد عثمانی ص ۶۲)

(۷) علمائے دیوبند کی مصدقہ و متفق علیہ مشہور کتاب "المہند" میں لکھا ہے کہ سیدنا

رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جو ذات و صفات، احکام شرع، حکم نظریہ، اسرار مخفیہ اور حقائق حق و غیرہ علوم سے متعلق ہیں۔ جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا نہ فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل بے شک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے (المہند ص ۴) مولوی حسین احمد "مدنی" سابق صدر دیوبند رقمطراز۔ "نبوت" کے واسطے ملائکہ کا علم قیامت

کے احوال کا علم، حشر و نشر کا علم، اصلاح کا علم، زہد و تقویٰ کا علم، ایمان و کفر وغیرہ کا علم اور علاوہ اس کے بہت سی چیزیں ہیں جن کا جاننا (نبی کے لیے) بہت ضروری ہے۔ جن کے کوسوں کوں تک کوئی فرد بشر بلکہ مخلوق کا کوئی فرد نہیں پہنچ سکتا۔

(شہاب ثاقب ص ۱۰۱)

☆ مولوی فردوس علی قصوری دیوبندی نے لکھا ہے کہ ”حقیقت محمدیہ وہ اصل کائنات ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا یعنی حضور ﷺ ”اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي“

اپنی حقیقت کے اعتبار سے اول مخلوق اور اصل مخلوقات ہیں۔ تمام موجودات کا وجود آپ کے وجود حقیقی میں لپٹا ہوا ہے اور تمام دنیا کے علوم آپ کے علم میں منطوی (پوشیدہ) ہیں۔ حقیقت (محمدیہ) کے اعتبار سے زمین و آسمان کا ایک ذرہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔“ (چراغ سنت ص ۱۸۸)

احادیث شریفہ

☆ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار نبی پاک ﷺ نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتداء مخلوق سے لے کر اہل جنت کے جنت اور اہل دوزخ کے دوزخ جانے تک کے تمام احوال کی خبر دی۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا (صحیح بخاری جز ثانی ص ۲۷۰)

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا اور میرے سینے میں اس کی شہدک محسوس ہوئی پس کل شے مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۷۶)

☆ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد غروب آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا اور بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے راتوں کی اور کام نہ کیا۔

فَاخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ وَاعْلَمْنَا احْفَظْنَا

اُس جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ ہم سے بیان فرمایا، ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(مسلم شریف ص ۳۹ ج ۲، مشکوٰۃ باب فی الحجرات، تیسری فصل)

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب تبارک و تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا جس کی شہدک مجھے سینے میں محسوس ہوئی ”فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ“

”فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ“ (ترمذی ص ۱۵۵ ج ۲)

یعنی مجھے زمین و آسمان اور مشرق و مغرب کی ہر چیز کا علم ہو گیا۔

☆ بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ“

میں نے اولین و آخرین کا علم جان لیا۔ (تحذیر الناس ص ۴)

ان احادیث مبارکہ صحیحہ صریحہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر تمام شعبوں کے

درازے کھلے ہیں اور آپ کو ابتداء سے انتہا تک جملہ مخلوقات کے تمام احوال ”ماکان ما بکون اولین و آخرین مشوق و مغرب“۔ زمین و آسمان اور کل اشیاء کے علوم حاصل ہیں اور آپ ان سب پر حاوی ہیں۔ جیسا کہ آئمہ اعلام و محدثین کرام نے ان احادیث کی شروح میں بیان فرمایا۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ”آپ کو دیوار کے پیچے کی خبر اور کل کا علم نہیں“ جیسا کہ غیر مقلدین و دیوبندی مودودی و بابی مذہب کی کتاب

”تقویتہ الایمان“ و ”براہین قاطعہ“ وغیرہ میں مذکور ہے (واللہ اعلم بالصواب)

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمان جہاد میں مشغول ہوں گے کہ اچانک ان کو دجال کی اطلاع پہنچے گی پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور دس سواروں کو حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے آگے روانہ کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”بے شک میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں وہ لوگ اس وقت روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے۔“ (مشکوٰۃ شریف باب الملام پہلی فصل ص ۳۶۷ بحوالہ مسلم شریف)

فائدہ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا علم کائنات وغیرہا کی تمام جزئیات و کلیات کو محیط ہے“

(مرقاۃ ج ۵ ص ۱۶۲)

اسی طرح شرح قصیدہ بروہ شریف اور شرح شفا میں بھی ملا علی قاری نے علوم کلیات و جزئیات کی تصریح کی ہے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب سے قیامت تک کے جتنے فتنے ہونے والے ہیں۔ مجھے ان کے متعلق سب لوگوں سے زیادہ علم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر اس وقت سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرمادیا اور کوئی چیز باقی نہ چھوڑی جسے یاد رہا یا درہا اور جو بھول گیا بھول گیا۔“

(مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰)

☆ ”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خدا کی قسم دنیا ختم ہونے تک جتنے فتنوں کے بانی اور گمراہ لیڈر پیدا ہونے والے تھے ان کے فرقہ کے تین سو آدمی ہوں یا

اس سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا ذکر نہیں چھوڑا۔ آپ نے اس میں ہر ایک کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام ہمیں بتا دیا۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن، دوسری فصل ص ۳۶۳ بحوالہ ابو داؤد شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ تَعْلَمُونَ مَا آتَعْلَمُ لَكُم مَّيِّمٌ كَثِيرٌ وَلَقَدْ صَدَقَ قَوْلُكُمْ قَلِيلًا

اگر تم لوگوں کے لیے عذاب خداوندی سرکشوں کے لیے شدت حساب اور خبیث نیاں و اشکال اسرار اور احوال قیامت و حقیقت مبداء و معاد کے متعلق ”جو کچھ میں جانتا ہوں کہ کیا ہوگا“ اور کیا کچھ ہونے والا ہے) اگر تم بھی جانتے تو البتہ روتے زیادہ اور ہستے تھوڑا۔

(مشکوٰۃ ص ۳۵۶ بحوالہ بخاری مع شرح مرقاۃ و اشعۃ المہجۃ و حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۳۶)

بھڑیا کا اعلام یہودی کا اسلام: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”ایک بھیڑیے نے ایک یہودی چرواہے کی ایک بکری کو پکڑ لیا جسے چرواہے نے جلدی بھیڑیے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا ایک اونچی جگہ بیٹھ گیا اور اس نے چرواہے سے کہا خدا نے مجھے رزق دیا تھا جسے تو نے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم آج کی طرح بھیڑیے کو کلام کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی اہم واجب بات یہ ہے کہ ”مدینہ“ میں ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

يُنْخَبِرُكُمْ بِمَا مَعْنَى وَمَا هُوَ كَمَا تَنْتَظِرُونَ

جو خبر دیتے ہیں ہر اس چیز کی جو ہو چکی اور جو تمہارے بعد ہونے والی ہے۔

یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور یہ واقعہ عرض کر کے اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا بھڑیا کا اعلام علامات قیامت سے ہے اور (آئندہ اس سے بھی بڑھ کر ہوگا کہ) ایک شخص گھر

سے لکھے گا اور اس کے گھر واپس آنے سے پہلے ہی اس کے پاؤں کا جوتا اور ہاتھ کا ڈرہ اسے بتا دے گا کہ اس کے بعد اس کے ال خانہ نے کیا کیا۔

(مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات، دوسری فصل، ص ۵۴۱)

حرف آخر:

مذکورہ دلائل سے جو اختصار کے باعث سمندر سے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہیں بخوبی واضح ہو گیا کہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ کے بے شمار خزانے عطا فرمائے ہیں۔ الحمد للہ ہم اہلسنت کا یہی عقیدہ ہے اب اگر ایسی بات نظر آئے جو بظاہر حضور ﷺ کے علم کے خلاف ہو تو وہ ذاتی علم و تواضع پر محمول ہوگی۔ یا کسی حکمت کی بناء پر ادھر توجہ نہیں ہوگی یا عطاءئے علم سے پہلے کی بات ہوگی یا اپنی سمجھ کا قصور ہوگا۔

(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ - وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ)

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○

”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈر سناتا“

(پارہ ۲۲، رکوع ۳، سورہ الاحزاب)

۔ ہر عرش پہ ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

رسول اللہ ﷺ کے
حاضر و ناظر ہونے کا بیان

۔ ہے انہیں کے نور سے سب عیاں
ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
ہے صبح تابش مہر سے
رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اکابر علماء اسلام و اولیاء کرام اور آئمہ اہل سنت و جماعت کی تصریحات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل و عطا سے بحیات حقیقی زندہ اور حاضر و ناظر ہیں۔ ملکوت و ملک آپ کے پیش نظر ہے۔ آپ کی شان رحمۃ اللعالمین نورانیت و روحانیت اور خدا داد علم و تصرف کی تمام کائنات میں جلوہ گری ہے اور دنیا کا کوئی مقام و کوئی شے آپ سے بعید و غفل نہیں ہے۔ آپ جب چاہیں جہاں چاہیں جتنے مقام پر چاہیں بیک وقت جلوہ فرما ہوتے۔ غلاموں کو اپنے دیدار و فیوض و برکات سے نوازتے اور ان کی دیکھیری فرماتے ہیں۔ مسئلہ ہذا کی تفصیل میں نہایت اختصار کے ساتھ چند آیات و احادیث مبارکہ اور اکابر علماء امت کے اقوال شریفہ درج ذیل ہیں۔ اہل سنت پڑھ کر اپنا ایمان تازہ فرمائیں اور مخالفین اہل سنت و عظمت و کمالات مصطفوی کے انکار اور اہل سنت کو کافر و مشرک بنانے سے توبہ کریں۔ واللہ الہادی والموفق۔

آیات مبارکہ: وَتَكْمِلُ لَكَ جَعَلْنَاكَ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ○

”اور اسی طرح ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ“

(پ ۲ رکوع ۱، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۳)

مولوی شبیر احمد ”عثمانی“ دیوبندی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں ”احادیث میں دایرہ ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعویٰ کی تکذیب کریں گے اور کہیں کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی۔ اس وقت آپ کی امت انبیاء کے دعویٰ کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول ﷺ جو اپنے (قیامت تک کے) امتوں کے

ہاں سے پورے واقف ہیں۔ ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے“

(حاشیہ قرآن شبیر احمد ص ۲۷)

ان آیت کریمہ اور احادیث و تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے تمام حالات سے پورے واقف ہیں اور اسی واقعیت کی بنا پر امت کے گواہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ اپنی تمام امت و ہر شخص کے جملہ اعمال و حالات کو نور نبوت سے ملاحظہ فرماتے ہیں چنانچہ شیخ التفسیر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مفسر قرآن علامہ محمد اسماعیل سیوطی رحمۃ اللہ علیہما اس مقام پر فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور حق و نور نبوت کے ساتھ تمام امت و ہر شخص کے ایمان کی حقیقت دین کے درجات اچھے اور برے واری اعمال اور اخلاص و نفاق کی دلی کیفیات کو جانتے ہیں۔“

(تفسیر عزیزی ص ۲۹۶ روح البیان جلد ۱ ص ۲۳۸)

شرح شفا ج ۳ ص ۶۳۶ ملا علی قاری نے فرمایا

”آپ کی روح تمام اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہے۔“

دوسری آیت

لَتَكُنَّ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ○

”پہنچا حال ہوگا (ان کافروں کا) جب لائیں گے ہم ہر امت سے اس کا (نبی) گواہ اور

لائیں گے ہم آپ کو ان سب پر گواہ (پ ۵ رکوع ۳، سورہ النساء، آیت ۴۱)

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے مطابق ہر نبی اپنی امت کے ایمان و کفر اور نیک و بد کا گواہ ہوگا اور ہمارے رسول پاک ﷺ ان سب امتوں کی گواہی دیں گے اس طرح اس آیت کریمہ میں پہلی آیت سے بڑھ کر حضور کی عظمت و شان اور نور نبوت کی روشنی کا بیان ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں صرف اپنی امت پر حضور کی گواہی کا بیان تھا اور اس آیت میں

گذشتہ تمام امتوں پر بھی حضور کو گواہ فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جیسے حضور اپنی امت کے اعمال و احوال کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی طرح پہلی امتوں کے احوال و اعمال بھی حضور کے پیش نظر ہیں۔

☆ چنانچہ مولوی شبیر احمد عثمانی (دیوبندی) نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ ”انبیاء سابقین جیسا اپنی اپنی امت کے کفار و فساق کے کفر و فساد کی گواہی دیں گے۔ تم بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کی بد اعمالی پر گواہ ہو گے۔ جس سے ان کی خرابی اور برائی خوب محقق ہوگی۔“ (حاشیہ قرآن شبیر احمد عثمانی ص ۱۰۹)

☆ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ حضور کے سب پر گواہ بنائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح ہر ایک کے دل اور ہر ایک نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (اور شاید کو مشاہدہ کی ضرورت ہے) حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا (لہذا عالم میں جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہی ہوا)

☆ تفسیر نسفی، تفسیر بغوی اور مظہری وغیرہ میں فرمایا۔ آپ تمام امت کے شاہد و گواہ ہیں اگرچہ کسی کو بظاہر نہ دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو (کیونکہ نور نبوت سے تو سب کا مشاہدہ فرما رہے ہیں) لہذا ہر ایماندار کے ایمان، کافر کے کفر اور منافق کے نفاق کی گواہی دیں گے اور سیدنا عبد اللہ بن مبارک نے سیدنا سعید بن مسیب تابعی رحمۃ اللہ علیہما سے نقل فرمایا کہ ہر روز صبح و شام آپ پر آپ کی امت پیش کی جاتی ہے اور آپ ان سب کی علامتوں اور عملوں کے ساتھ ان کو پہچانتے ہیں اور اس مشاہدہ کے باعث ان کے شاہد گواہ ہوں گے۔“ (ملخصاً) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تیسری آیت: اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا۔ یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر“ (پ ۲۲ رکوع ۳، سورہ الاحزاب، آیت ۴۵)

اس آیت پاک میں نبی پاک ﷺ کو شاہد فرمایا گیا ہے اور شاہد کا معنی ہے حاضر و ناظر اس لیے غائب کے مقابلہ میں شاہد کا استعمال عام ہے۔

امام بخاری میں جو ”شاهدنا و غائبنا“ پڑھا جاتا ہے اس میں بھی شاہد کا معنی حاضر و ناظر ہی ہے۔ گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہا جاتا ہے کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے اور مشاہدہ کرتا ہے جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ مفردات امام راغب و دیگر لغات میں ہے

الشَّهَادَةُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُورُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيرَةِ

علامہ حنفی نے امام قاشانی سے نقل فرمایا

”الشَّهِيدُ وَالشَّاهِدُ مَا يَحْضُرُ كُلَّ اَحَدٍ مِّمَّا بَلَغَهُ مِنَ الدَّرَجَةِ“ الخ (روح البیان ج ۲ ص ۲۱۱)

☆ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”شاهد یعنی عالم حاضر بحال امت و تصدیق و تکذیب و نجات و ہلاکت ایشاں“ (مدارج النبوة ج ۱ ص ۲۶۰)

☆ تفسیر ابواسعد و جمل تفسیر کبیر اور روح المعانی میں اس آیت کے تحت فرمایا

اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰهِدًا، عَلٰی مَنْ بَعَثْتَ اِلَيْهِمْ تَرَاقِبُ اَحْوَالِهِمْ وَ تَشَٰهَدُ اَعْمَالِهِمْ

یعنی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ و معائنہ فرماتے ہیں۔ روح المعانی میں مشکوٰۃ شریف کا یہ شعر بھی نقل فرمایا ہے کہ:

در نظر بودش مقامات العباد

ز ان سبب تا مش خدا شاہد نہاد

فرمان رسالت: حضور پر نور شاہد و شہید صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا ارشاد ”مسند احمد“ کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ”اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَا لَا يَرٰى الْغَائِبُ“

جو شاہد و حاضر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔ اس تمام تحقیق سے رسول اللہ ﷺ کا شاہد و حاضر ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ یاد رہے کہ ہر شاہد و گواہ اپنے منصب و حیثیت کے مطابق اپنے متعلقہ ماحول و مقام میں ”حاضر و ناظر“ ہوتا ہے اور حضور ﷺ چونکہ تمام امت و کل مخلوق کی طرف مبعوث ہیں اس لیے بخلق تعالیٰ آپ کل مخلوق و تمام امت کے لیے شاہد و حاضر و ناظر ہیں۔ قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَى ذَلِكَ

چوتھی آیت

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت عالمین کے لیے“

(پ ۷۷ رکوع ۷، سورہ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اس آیت میں رب العالمین نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو رحمتہ اللعالمین فرمایا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی نے بعض اکابر بزرگان دین سے نقل فرمایا کہ ”آپ کی رحمت مطلقہ تامہ شاملہ کاملہ عامہ اور تمام مقیدات و کائنات کو محیط و جامعہ ہے۔“

(تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

☆ علامہ یوسف مہمانی نے امام محقق شیخ عبدالکریم جلی (جو اکابر صوفیاء میں سے ہیں) سے نقل فرمایا کہ ”آپ کی رحمت عظمیٰ تمام موجودات کو عام ہے اور دوسری آیت کریمہ ”وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ“

(میری رحمت کل شے کو وسیع ہے) میں اس طرف اشارہ ہے یعنی آپ ہر چیز کے ”واسع“ ہیں اور کل شے آپ کے دائرہ رحمت و وسعت میں داخل ہے اور آپ جانِ جہان ہیں۔ جلیل القدر علماء امت نے اس مسئلہ کی تصریح فرمائی ہے۔“

(جواہر البحار ص ۲۳۵-۲۶۵/۱۰۳۹)

”معلوم ہوا کہ تمام عالمین آپ کی رحمت کے محتاج ہیں۔ آپ جانِ جہان کے جامع و واسع اور سب کے لیے حاضر و ناظر ہیں۔ تمام جہانوں میں آپ کی بارگاہی ہے اور عالمین کی ہر شے آپ کے دائرہ و احاطہ میں داخل ہے۔
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ

پانچویں آیت

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

”نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہے“

(پ ۲۱ رکوع ۷، سورہ الاحزاب، آیت ۶)

اس آیت مبارکہ میں مومنین کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے قرب اور نزدیکی کا بیان ہے کہ جس سے زیادہ قرب و نزدیکی نہیں ہو سکتی۔ جب آپ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے اتنے قریب و نزدیک ہیں تو پھر کسی مومن کو ایسی قریب و نزدیک سرکار کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

☆ تفسیر خازن معالم مظہری وغیرہ میں اسی آیت کے تحت سرکار کا اپنا ارشاد منقول ہے کہ ”میں کوئی مومن مگر یہ کہ میں دنیا و آخرت میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس کے قریب ہوں۔ اگرچہ ہو تو آئیہ الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ پڑھ لو۔“

☆ مزید فرمایا ”إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا حَيْثُ كَانُوا“ یعنی متقین سب لوگوں سے بڑھ کر میرے قریب ہیں (بلا قید زمان و مکان) جو بھی ہوں جہاں بھی ہوں۔“
(مشکوٰۃ ص ۲۶۳)

☆ وہابیت کے مرکز ”دارالعلوم“ دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے کہ ”بعد لجانا صلہ“ ”مِنْ أَنفُسِهِمْ“ کے دیکھتے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول

اللہ ﷻ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب (بہت قریب و نزدیک) ہے (تخذیر الناس ص ۱)۔
دیوبندی حکیم الامت مولوی محمد طفلی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”مرحباے تجنی اے مرتضیٰ اگر آپ غائب یعنی دور ہوں تو موت آ جائے اور فضا تاریک ہو جائے“

(طیۃ السالکین ص ۵)

معلوم ہوا کہ سرکار غائب اور دور نہیں بلکہ حاضر اور قریب ہیں۔

ایک تاریخی واقعہ: ایک صاحب حضوری ثقہ بزرگ جب اپنے شہر ”فاس“ سے روضہ انور پر حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس ارادہ سے حاضر نہیں ہوا کہ واپس ”فاس“ چلا جاؤں۔ اس لیے اجازت ہو تو مدینہ ہی میں رہ جاؤں۔ اس پر روضہ پاک سے فرمایا گیا اگر میں اسی قبر میں پابند ہوتا تو تم میں سے جو آتا یہیں رہتا۔ لیکن ”مُحَسِّنٌ مَعَ امْنِیِّ حَیْثُمَا کَانَتْ“ میں تو اپنی امت کے پاس ہوں۔ چاہے وہ کہیں بھی ہو۔ لہذا تم واپس لوٹ جاؤ۔“ (الابریز ص ۲۲۴)

احادیث مبارکہ

”إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ (السی قولہ) لَوْ تَعْلَمُونَ مَا عَلِمَ لَصَبِحَكُمْ قَلِيلًا وَكَبُكُمُ كَثِيرًا“

بے شک جو (غیب اور دور کی چیزیں) میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے

(اس لیے کہ اَلشَّاهِدُ یَوَی مَا لَا یَرِی الْغَائِبُ مَعْمَاو) اور جو

(غیب اور دور کی آوازیں) میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ اگر تم جانتے جو

(غیبی امور) میں جانتا ہوں الہتم تم ہستے تھوڑا اور روتے زیادہ“

(ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۳۵۷)

معلوم ہوا کہ سرکار کے سامنے نہ کوئی حجاب و پردہ ہے اور نہ کوئی چیز وہیلی ہے۔ ہر شے آپ کے زیر نظر و زیر سماعت ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسری حدیث: ”میں تمہارا شہید و گواہ ہوں اور حوض کوثر تمہارا وعدہ ہے۔“

”وَاللّٰهُ لَا يُنْظَرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا“ اور بے شک اللہ کی قسم تحقیق میں ابھی

میں اسی مقام سے اسے دیکھ رہا ہوں۔“ (بخاری ج ۲ ص ۲۹۹ مشکوٰۃ ص ۵۴۷)

بھان اللہ جس سرکار کی ساتوں آسمانوں سے اوپر جنت میں حوض کوثر پر نظر

فرش زمین پر فرش زمین کی کون سی چیز اور جگہ آپ پر پوشیدہ ہے؟

سر عرش پر ہے تیری گز ردل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں (اعلیٰ حضرت)

دوسری حدیث: ”مَنْ رَأَىٰ فِی الْمَنَامِ فَسَيَرَانِیْ فِی الْبَقْعَةِ“ جس نے مجھ

واب میں دیکھا وہ حالت بیداری میں بھی میری زیارت سے مشرف ہوگا۔“

(بخاری ج ۳ ص ۲۱۱ مسلم ج ۲ ص ۲۳۲)

معلوم ہوا کہ سرکار حیات حقیقی زندہ ہیں اور تمام روئے زمین پر جہاں چاہیں

ہلادہ افروز ہوتے اور اپنے عشاق کو خواب اور بیداری میں اپنی زیارت سے مشرف

رہاتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ۵۷ مرتبہ بحالت بیداری زیارت سے

مشرف ہوئے کیا اب بھی حاضر و ناظر ہونے میں کوئی شک ہے؟

چوتھی حدیث: جلیل القدر محدثین کرام طبرانی، معجم کبیر نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو

حسین علیہ السلام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روای کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”بے شک تحقیق اللہ نے دنیا میرے سامنے اُٹھادی ہے۔ پس میں

ایسا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں

”كَأَنَّمَا نَنْظُرُ إِلَى كَيْفِي هَذِهِ“ جیسا اپنی اس چھٹی کو دیکھتا ہوں“

(زرقاتی شرح مواہب ج ۷ ص ۲۰۵، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۳۰۰)

(روح البیان ج ۳ ص ۳۰۱ وغیرہ)

پانچویں حدیث: بحکم حدیث بخاری، مسلم، مشکوٰۃ وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ہر ملک اور ہر زمانہ کے مسلمان پر واجب و لازم ہے کہ وہ نماز میں بسینہ خطاب و حاضر سرکار کے حضور میں اس طرح سلام عرض کرتے۔

”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“

سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکات۔

اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر محدثین نے عارفین اہل تحقیق سے نقل فرمایا ہے کہ نماز میں یہ خطاب اس لیے ہے کہ ”حقیقت محمدیہ تمام موجودات میں جاری ہے اور آپ نے تمام ممکنات کا احاطہ فرمایا ہوا ہے لہذا آپ ہر نمازی کی ذات میں حاضر و شاہد اور موجود ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے۔

(اشعۃ اللمعات ص ۲۳۰، حاشیہ اخبار الاخیار ص ۳۱۶)

یہی مضمون غیر مقلدین و ہابیہ کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے ”مسک الختام“ (ص ۲۳۲، جلد ۱) پر بیان کرنے کے بعد یہ شعر بھی تحریر کیا ہے کہ:

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می نیست عیان و دعائی فرستمت

چھٹی حدیث: کتب حدیث و سیر کی روشنی میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ شب معراج سرکارِ دو عالم ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور پھر مختلف حضرات سے ساتوں آسمانوں پر ملاقات فرمائی حالانکہ وہ اپنی قبور میں بھی تشریف فرما

شیخ اکبر نجی الدین ابن عربی سے امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہما نے نقل فرمایا کہ حدیث معراج سے جسم واحد کا بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہونا ثابت ہوا اور علامہ یوسف زمالی نے شیخ علی حلبی رحمۃ اللہ علیہما سے نقل فرمایا کہ ”جب دیگر انبیاء کی یہ شان ہے تو امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر مکان میں موجود و حاضر ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔“

(ملخصاً کتاب البیواقیات ج ۲ ص ۳۶، جواہر البحار ج ۱ ص ۳۸۴)

ساتویں حدیث: بحکم حدیث بخاری، مسلم، مشکوٰۃ وغیرہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اے بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے (منکر نکیر) اس کے پاس آکر اسے ہتھاتے ہیں (آپ کی طرف اشارہ کر کے) فرماتے ہیں

”مَا كُنْتَ تَقُولُ لِيْ حَقِيْ هَذَا الرَّجُلُ“

”تو ان کے متعلق کیا کہتا تھا“

یہاں خدا میں حضور ﷺ کے حاضر و قریب ہونے کا اشارہ ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے اکابر نے اس معنی کو برقرار رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں ”مشاقان ایارت کے لیے بشارت ہے۔“ (شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

اور اس میں انکار و استعجاب کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر ملک الموت و منکر نکیر علیہم السلام کے ہر مرنے والے کے قریب اور ہر قبر میں حاضر و موجود ہونے سے شرک لازم نہیں آتا اور اس میں کوئی تاویل نہیں کی جاتی تو ان حضرات و تمام خلق کے آقا اور سب سے افضل و اعلیٰ کے سب جگہ حاضر و ناظر اور ہر قبر میں جلوہ فرما ہونے میں شرک کا لازم و تاویل کی ضرورت کیوں ہے؟ کیا ان حضرات کی یہ نسبت رسول اللہ ﷺ میں کسی کمال کی کمی ہے؟ حالانکہ جہاں ملائکہ کرام کی رسائی ہے وہاں سرکار کی رسائی کچھ مشکل نہیں اور جہاں سرکار کی رسائی ہے وہاں ان حضرات کی رسائی ہی نہیں۔

شب معراج سدرۃ المنتہی پر سردار ملائکہ سیدنا جبریل علیہ السلام کا قول مشہور ہے کہ

اگر ایک سر موئے برتر پریم
فروغ تجلی بسوز د پریم

حضور ﷺ کی سرکار تو بہت بڑی سرکار ہے۔ عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی جیسے اکابر فرماتے ہیں کہ ”خدام بارگاہ رسالت آمنہ فقہاء و صوفیاء اپنے مریدین و مقلدین کی شفاعت فرماتے ہیں اور بوقت نزاع و سوال منکر کبیر کے موقع پر انہیں ملاحظہ فرماتے اور ان کی اعانت کرتے ہیں۔“ (مختصر المیزان الکبریٰ ص ۵۳)

آٹھویں حدیث: اِذَا دَخَلْتَ الشَّوْكَهَ فَمِنْ رَجُلٍ اَحَدِكُمْ اَحَدُ الْمَهْمَا
”جب تم میں سے کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو میں اس کی تکلیف محسوس فرماتا ہوں“
(جو ابراہیم ص ۳۹، ج ۳ عن الامام العارف باللہ عبدالقادر الجزار ص ۱)

معلوم ہوا کہ جیسے روح جسم کے ہر حصہ سے قریب و متعلق ہے اسی طرح سرکار بھی اپنے ہر مومن غلام کے لیے قریب و حاضر ہیں اور اس کی ہر تکلیف سے باخبر ہیں۔

نویں دسویں حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں غبار آلودہ حالت میں نبی کریم ﷺ کو خون کی بوتل ہاتھ میں لیے ہوئے دیکھا اور عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھی شہداء کا خون ہے جسے میں آج جمع فرماتا رہا۔ جب میں نے تحقیق کی تو وہی (کربلا میں) شہادت کا وقت تھا۔ اسی طرح غبار آلودہ حالت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی زیارت سے مشرف ہوئیں اور حال پوچھا تو فرمایا ”شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اِنْفًا“ میں ابھی شہادت حسین پر حاضر تھا، صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(نہجی ترمذی مشکوٰۃ ص ۵۷۰، ۵۷۲)

کہاں مدینہ منورہ اور کہاں یزیدی دور اور کربلا کی سرزمین مگر سرکار کو تمام احوال کا علم بھی ہے اور نفس نفیس جلوہ گری بھی۔

گیارہویں حدیث: ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے (حق تعالیٰ کی طرح) تمام زمین کو میرے سینے میں دیا اور مجھے زمین کے مشارق و مغارب کی رویت ہوئی۔“

(مسلم شریف مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

بارہویں حدیث: ”جب بھی کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو دکھ دیتی ہے۔ اس شخص کی بیوی جنتی حور اس عورت سے کہتی ہے۔ اللہ تجھے دور کرے وہ تو چند دن کے لیے یہاں ہے اور قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آ جائے“ (پھر تو اسے کیوں کہہ دیتی ہے) (ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۲۸۱) شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری نے فرمایا کہ اس حدیث اور جس میں خاوند کی نافرمانی پر فرشتوں کی لعنت کا ذکر ہے۔ سے معلوم ہوا کہ ملا علی حورو ملائک اہل دنیا کے اعمال پر مطلع ہیں۔“ (مرقات ج ۳ ص ۳۶)

سچان اللہ جب علماء اعلیٰ حورو ملائکہ اور حضور کے غلام کی جنتی بیوی حور کے عطا ہوا اور جاننے سننے کا یہ عالم ہے کہ فرش زمین پر کسی جگہ کسی مکان میں جنتی خاوند کی بیوی کی حرکات سے وہ باخبر اور مطلع ہیں تو ان سب کے آقا کے کائنات کے شاہدہ فرمانے اور اعمال امت پر مطلع و حاضر و ناظر ہونے میں کسی شک و شرک کی کیا گنجائش ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مستقلہ فیصلہ: شیخ الحدیث علامہ عبدالحق محدث دہلوی نقل فرماتے ہیں کہ ”فروغی سال میں علماء امت کے مابین کئی اختلافات ہیں مگر کسی ایک عالم کا بھی اس مسئلہ میں اتفاق نہیں کہ آنحضرت ﷺ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل زندہ جاوید و آئی اور اعمال امت پر حاضر و ناظر ہیں اور جو بھی طالب حقیقت و آنحضرت کی طرف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اہل حق و اہل باطل: کے درمیان امتیازی عقائد و مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔ پیرانہ نجد و یوہند کے امام مولوی اسماعیل دہلوی نے نہایت منہ زوری و زبان درازی کے ساتھ ہمارے زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“

(تقویۃ الایمان ص ۷۵)

اہل باطل کے امام نے اپنی اس ناپاک عبارت میں یہ تاثر دیا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نہ صرف مردہ ہی نہیں بلکہ مر کر مٹی میں ملنے والے بھی ہیں۔ والعیاذ باللہ

منکرین حیات: کے ”تقویۃ الایمان“ بھائی مولوی حسین احمد ”مدنی“ سابق صدر دیوبند جنہیں مطالعہ تاریخ کے علاوہ عرب شریف میں رہ کر منکرین حیات کو قریب سے دیکھنے سننے کا بھی موقع ملا تھا۔ انہوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ

☆ ”نجدی (محمد بن عبدالوہاب) اور اس کے اتباع کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔“

☆ بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح۔“

☆ وہابیہ کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اسی وجہ سے توسل و حامیں آپ کی ذات سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔

☆ بلکہ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر۔ کفر نہ باشد کہ

”ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔“ (شہاب ثاقب ص ۴۵، ۴۷ ملخصاً مختصراً)

اہل حق: اہلسنت و جماعت کا اہل باطل کے مذکورہ عقائد باطلہ کے برعکس یہ عقیدہ ہے کہ حضرت انبیاء و امام الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو موت و وفات کے قانون و وعدہ خداوندی پورا ہونے کے بعد پھر حقیقی زندگی عطا فرمائی گئی ہے۔ اہل حق کے امام عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حق کے اسی عقیدہ کو مہار کی بدیں الفاظ ترجمانی فرمائی ہے۔ کہ

”انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط ”آتی“ ہے پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات، مثل سابق وہی جسمانی ہے روح تو سب کی ہے زندہ ان کا، جسم پر نور بھی روحانی ہے اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بے جوفانی ہے یہ ہیں جی ابدی ان کو رضا، صدق وعدہ کی قضا مانی ہے۔“

”اذا ان آپ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بالخصوص عرض کیا ہے کہ:

”تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

”و اذا ان: زندہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات حقیقی زندہ ہونے کی خود کلمہ اسلام ایک واضح دلیل ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں)

اسی طرح موزن پنجگانہ اذان میں کہتا ہے اَشْهَدُ اَنْ مَحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اس کو اسی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

☆ ایک عام آدمی اور سمجھ دار بچہ بھی جانتا ہے کہ لفظ ”ہیں“ زندہ ہونے کی دلیل ہے اور زندہ ہی کے لیے ”ہے“ ہیں“ استعمال ہوتا ہے جبکہ مردہ کے لیے ”تھایا تھے“ کہا جاتا ہے۔ لہذا کلمہ واذان میں ”رسول ہیں“ کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ جن کی رسالت کا کلمہ پڑھا جاتا ہے اور ہنچکا نہ اذان میں ”رسول ہیں“ کی شہادت دی جاتی ہے وہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی زندہ ہیں۔ گویا جس کلمہ پر مسلمان کے ایمان کا دارومدار ہے اس کلمہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے پر دارومدار ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی نہ مانا جائے تو نہ کلمہ صحیح ہو سکتا ہے۔ نہ ”ہیں“ کا معنی درست قرار پاتا ہے۔ لہذا جو لوگ بظاہر کلمہ واذان پڑھنے کے باوجود نبی کو زندہ نہیں مانتے ان کے اس دوغلہ پن سے ان کے دل کا کھوٹ اور منافقانہ روش صاف ظاہر ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا ہے۔

”زیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی

سلام اسلام ملد کو یہ تسلیم زبانی ہے

آیات مبارکہ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں۔

(پ ۲۶ رکوع ۱۲، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

خدا تعالیٰ کا ارشاد اور قرآن پاک کی یہ آیت بھی آپ کے زندہ نبی ہونے کی قرآنی دلیل ہے جیسا کہ ”کلمہ واذان“ کی دلیل کے تحت اوپر مذکور ہوا۔ اس آیت میں بھی ”محمد اللہ کے رسول ہیں“ میں لفظ ”ہیں“ آپ کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ کا ارشاد اول آخر لفظاً معناً ہمیشہ کے لیے حق اور ثابت ہے اور ”ہیں“ کا ترجمہ زندہ نبی کی زندہ دلیل ہے۔ وصف رسالت اور ختم نبوت کے باقی و زندہ ہونے پر اگر صحیح ایمان ہو تو خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا انکار نہیں ہو سکتا۔

الغرض نہ قرآن کے لفظ و معنی میں کوئی تبدیلی آئی۔

نہ کلمہ واذان میں تبدیلی ہوئی۔

اور نہ ہی زندہ نبی و رسول کے زندہ ہونے میں کوئی تبدیلی و کمی واقع ہوئی۔

دوسری آیت

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ
”اور جو خدا کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں
ان تمہیں خبر نہیں۔“ (پ ۲ رکوع ۳، سورہ البقرہ، آیت ۱۵۴)

تیسری آیت

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ۚ بَلْ اَحْيَاءٌ

عِنْدَ رَبِّہِمۡ یَرْزُقُوْنَ ۝

”اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے

رب کے پاس زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔“

(پ ۲ رکوع ۹، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

مذکورہ دونوں آیتوں میں خدا کی راہ میں قتل کئے جانے والے شہداء کا زندہ ہونا

انہیں رزق دیا جانا ایسا صریح بیان ہوا ہے جسے ہر مسلمان جانتا ہے اور اس میں بھی

کسی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا کہ جب عام مسلمان شہداء زندہ ہیں اور بحکم قرآن ان کو

وہ کہنا اور خیال کرنا منع ہے تو خود رسول اللہ ﷺ کے متعلق مرکز مٹی میں ملنے کا عقیدہ

اطلا کس قدر ظلم اور اسلام و قرآن کے مخالف ہوگا۔ جن کے وسیلہ اور جن کی غلامی و کلمہ

پا سنے کی بدولت شہداء کو یہ حیات و مقام حاصل ہوا۔ یاد رہے کہ شہید کے زندہ قرار

انے کے باوجود اس کا ورثہ تقسیم ہوتا ہے اور بیوہ نکاح کر سکتی ہے جبکہ پیغمبر کی کامل ترین

زندگی کے باعث یہ دونوں باتیں نہیں۔ لہذا مسلمہ طور پر حضرات انبیاء و امام
الانبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

چوتھی آیت

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے
پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں۔“

ہذا اور رسول ان کی شفاعت فرمائے

ہذا تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں“ (پ ۵، سورہ النساء آیت ۶۴)
اس آیت میں بھی زندہ نبی ہونے کا روشن بیان ہے۔

اس لیے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کے پاس حاضر ہونے کو ظاہری زندگی
کے ساتھ متفقہ نہیں فرمایا اور شروع سے آج تک اس آیت کے مطابق اہل اسلام کا یہی
عمل ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روضہ اقدس پر حاضر ہوتے اور شفاعت
چاہتے ہیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ جانتے اور مانتے ہیں۔

پانچویں آیت

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ لِمَنْ يُرِيدُ مِنْ لِقَائِهِ

”اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم ان کے ملنے میں شک نہ کرو“

(پ ۲۱، رکوع ۱۶، سورہ اسجد، آیت ۲۳)

اس آیت میں رب تعالیٰ نے شب معراج اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے
اپنے کلیم موسیٰ علیہ السلام کی ہونے والی ملاقات کے متعلق فرمایا کہ اس میں شک نہ کریں
چنانچہ شب معراج ایسا ہی ہوا۔ (روح المعانی)

پہلی آیت

وَسُئِلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا

”ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے“

(پ ۲۵، رکوع ۱۰، سورہ الزخرف، آیت ۳۵)

حضرت ابن عباسؓ، ابن جریرؓ، زہریؓ اور ابن زیدؓ جیسے آئمہ مفسرین سے روایت ہے کہ یہ
آیت اپنے ظاہر پر ہے اس لیے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء علیہم
السلام سے ملاقات والے کے ساتھ اجتماع ہوا“ (تفسیر روح المعانی وغیرہ)

مذکورہ دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ انبیاء
علیہم السلام دنیا سے پردہ فرمانے کے باوجود زندہ ہوتے ہیں اس لیے ان سے
ملاقات و سوال و کلام ہو سکتا ہے جیسا کہ شب معراج کے حوالہ سے بیان ہوا اور
اب احادیث و تفاسیر میں انبیاء علیہم السلام کا مسجد اقصیٰ میں نماز یا جماعت ادا
کرنا، پھر وہاں جلسہ سے خطاب کرنا، پھر مختلف آسمانوں میں ہمارے حضور ﷺ کا
استقبال کرنا، موسیٰ علیہ السلام کا ہمارے حضور ﷺ سے عرض کر کے پچاس سے
پانچ نمازیں کرانا تفصیل سے مذکور و مشہور ہے۔

ساتویں آیت

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“

(پ ۲۲، رکوع ۳، سورہ الاحزاب، آیت ۵۶)

درود و سلام کے متعلق یہ مشہور ہے یہ مبارک بھی زندہ نبی ہونے کی اعلیٰ عمدہ اور نمایاں دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام اہل ایمان کا دائمی طور پر مسلسل درود بھیجتا بھیجی درست ہو سکتا ہے جبکہ نبی زندہ و موجود ہوں ورنہ معاذ اللہ خاک بدین گستاخ "مر کر مٹی میں ملنے والے" پر اس شان و اہتمام کے ساتھ درود و سلام بھیجتا اور پڑھا جاتا نہ چسپاں ہوتا ہے نہ مناسبت رکھتا ہے اور نہ ہی موقع و محل بنتا ہے۔ اس لیے اس آیت اور درود و سلام کے مسئلہ کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہمیشہ زندہ ہونا اور درود و سلام سننا بکثرت احادیث میں خود نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

آپ کا درود و سلام خود سننا

ابن قیم (جو مخالفین اہلسنت کے امام ہیں) اپنی مشہور کتاب "جلاء الافہام" میں طبرانی، ترمذی، ابن ماجہ کے حوالہ سے بلا تردید نقل کرتے ہیں کہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو تحقیق یہ یوم مشہود ہے جس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ انہیں کوئی بندہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر مجھے اس کی آواز پہنچ جاتی ہے چاہے وہ (مشرق و مغرب میں) کہیں بھی ہو۔ ہم (صحابہ) نے عرض کیا "کیا وفات کے بعد بھی؟" فرمایا "میری وفات کے بعد بھی بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کھانا حرام فرمایا۔"

(جلاء الافہام ص ۷۳)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اس ارشاد کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا "قَسْبِي اللَّهُ حَتَّى يُرْزَقِي"

(یعنی اللہ کا نبی بعد وفات بھی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے)

(مشکوٰۃ ص ۱۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا "جو لوگ بظاہر حضور سے شائبہ ہیں (دوسرے ملکوں اور شہروں میں رہتے ہیں) اور جو حضور کے بعد آئیں گے (پیدا ہوں گے) آپ کے نزدیک ان کے درود کا کیا حال ہے؟" آپ نے فرمایا اَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ یعنی "اہل محبت کا درود (چاہے وہ نزدیک ہو یا دور) میں (بلا واسطہ) خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں"

(دلائل الخیرات مع شرح مطالع المسرات ص ۵۰)

نیز فرمایا "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کو بیداری میں بھی میرا دیدار ہو گا" (اور بیداری میں دیدار زندہ کا ہو سکتا ہے نہ کہ مردہ کا) (بخاری ج ۲ ص ۲۱۱)

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَفَعْتُ لَهُ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

یعنی "جو کوئی مسلمان مجھے سلام عرض کرتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم استغراق سے اس کی طرف متوجہ فرما دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

یہ جواب زائر روضہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کل مکان و زمان (قریب و بعید) کو شامل ہے" (مشکوٰۃ ص ۸۶ شرح شفاء ماعلی قاری ص ۳۹۹ ج ۳)

علامہ فتاحی اور ابن عساکر (رحمۃ اللہ علیہما) نے فرمایا کہ "بعد مسافت کے باوجود جمیع آفاق و اطراف سے آپ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے والوں کا جواب دیتے ہیں"

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۰ ملخصاً)

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس حدیث کی شرح میں لکھا کہ "سلام پڑھنے والے اگرچہ بظاہر بعید مقامات پر ہوں۔ آپ بلا واسطہ خود سنتے اور جواب ارشاد فرماتے ہیں" (الحادی للفتاویٰ ص ۱۵۲ ج ۲)

علاوہ ازیں

”ارشاد ہے مجھ پر پیر اور جمعہ کو (بالخصوص) درود پڑھو وفات کے بعد بھی اَسْمَعُ مِنْكُمْ بِمَا وَاسْطَیْطُوْہُ“ میں تمہارا درود بلا واسطہ سنوں گا۔“

(انجیل جلیس امام سیوطی ص ۲۳۵)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری وفات کے بعد بھی مجھے مشرق و مغرب کے امتیوں کا درود سنائے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کل دنیا قبر میں میرے سامنے فرما دے گا اور میں جمع خلق خدا کی آواز سنوں گا اور اسے ملاحظہ فرماؤں گا۔“

(درۃ المناہجین علامہ عثمان خوبوی ص ۲۲۵)

شکم اطہر میں

علماء دیوبند کے مدوح مولانا عبدالحی لکھنوی کے ”فتاویٰ کامل مبہوت“ کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے۔ ”حاجرت ہے کہ حضرت عباس کے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ“ میں شکم مادر میں لوح محفوظ پر قلم چلنے کی آواز اور عرش کے نیچے فرشتوں کے تسبیح کرنے کی آواز سنتا تھا۔“ (فتویٰ مذکورہ پر کئی علماء کی تصدیقات بھی ہیں)

اللہ اکبر (جل جلالہ)

شکم اطہر میں لوح و قلم اور تحت العرش تسبیح ملائکہ کی آواز سننے والے آقا کے لیے مزید ترقی مراتب کے بعد کسی اور دور دراز مقام و فرش زمین پر اپنے غلاموں کے درود و سلام اور نعرہ رسالت سننے میں کیا رکاوٹ و دشواری ہو سکتی ہے؟

ع..... ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

جل جلالہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی تحقیق اللہ نے فرمایا کہ ”قرب نوافل کے باعث جس بندہ کو میں محبوب بنا لیتا ہوں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے۔“ الحدیث (امامی شریف ص ۱۲۹ جز رابع مشکوٰۃ باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ پہلی فصل) امام رازی نے اس حدیث قدسی کی شرح میں فرمایا کہ ”اللہ کا نور جلال جب محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ قریب و بعید کی آوازیں سنتا ہے اور جب نور جلال اس کی آنکھ بن جاتا ہے تو وہ قریب و بعید کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔“

(تفسیر کبیر ص ۸ ج ۲۱)

جب قرب نوافل سے مشرف عام محبوبان خدا و اولیاء کرام کے لیے دور و ایک سے سننا دیکھنا یکساں ہے تو ان کے آقا سید المجاہدین و امام المرسلین ﷺ جنہوں نے خود فرمایا اِنِّیْ اَوَّلٰی مَا لَا تَسْرُوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ تحقیق (غیب دور کی) جو چیزیں تم نہیں دیکھتے وہ میں دیکھتا ہوں اور (غیب دور کی) جو آوازیں تم نہیں سنتے میں سنتا ہوں۔“

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۵ بحوالہ ابن ماجہ ترمذی شریف)

اس آقا کے قریب و بعید سے سننے دیکھنے میں مسلمان کو کیا تردد ہو سکتا ہے؟

اصل حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کا کیا نقیص بیان ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

فرشتہ قبر

مفسرین کے امام ابن قیم نے امام طبرانی علیہ الرحمۃ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے عمار (صحابی) اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس نے کل مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے۔ میرے انتقال کے بعد قیامت تک وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا رہے گا۔ پس میرا جو بھی امتی مجھ پر درود پڑھے گا۔ وہ فرشتہ اس امتی اور اس کے باپ کا نام لے کر کہے گا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر قلاں امتی نے اس طرح درود پڑھا ہے پس رب عزوجل ہر درود کے بدلے اس امتی پر دس رحمتیں فرمائے گا۔ (جلاء الافہام ص ۶۰)

امام سیوطی نے بھی امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہما) کی تاریخ کے حوالہ سے فرشتہ قبر کی روایت کو نقل کیا ہے۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۳۸)

مقام غور

ہے کہ جب فرشتہ قبر جو کہ خادم بارگاہ ہے۔ کل مخلوقات کی آوازیں سنتا اور ہر شخص اور اس کے باپ تک کو جانتا پہچانتا ہے اور اس کی اس عطائی صفت میں شرک و کفر کی کوئی بات نہیں تو جن کا وہ خدمت گار ہے اور جن کے وسیلہ سے اسے یہ مفت عطا ہوئی ہے۔ ان کے بنفس نفیس و بدرجہ اولیٰ سب کا درود و سلام سننے اور ہر امتی کو جاننے پہچاننے میں کیا ممانعت ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ کہ

چاہیں تو اشارے سے اپنے کا یا اپنی پلٹ دیں دنیا کی
یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

جنازہ مبارکہ

زندہ نبی ﷺ کا جنازہ مبارکہ بھی عام مردوں کی طرح امام کی اقتداء میں دعاء

است (اللھم اغفر لحینا و میتنا) کے ساتھ نہیں پڑھا گیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا کہ ظاہری زندگی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی تمہارے امام ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے بغیر امام باری باری گروہ درگروہ آپ کے پاس حاضر ہو کر ظاہری زندگی کی طرح بصیغہ خطاب صلوٰۃ و سلام

”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ“

وغیرہ پڑھ کر آپ کے شایان شان عمل فرمایا۔

(مواہب الدنیہ مع شرح زرقانی ص ۳۲۹ جلد ۵۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۴۴۰)

دیکھئے

زندہ نبی ﷺ کے جنازہ مبارکہ پر بھی مردوں جیسا کوئی عمل نہیں کیا گیا۔ بلکہ صحابہ کرام نے ظاہری زندگی کی طرح بعد از وصال بھی حضور ہی کو امام مان کر آپ کے پاس حاضری دی اور صلوٰۃ و سلام عرض کیا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدہ حیاۃ النبی کی مزید تحقیق ملاحظہ ہو۔

صدیق اکبر کی وصیت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال صحابہ کرام کو وصیت فرمائی کہ ”میری وفات کے بعد جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے روضہ نبوی ﷺ کے سامنے لے جا کر پہلے السلام علیک یا رسول اللہ کہنا اور پھر عرض کرنا۔

ابو بکر حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے روضہ پاک میں دفن کرنا اور دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لے جانا“

چنانچہ جب صحابہ نے بالاتفاق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کیا تو روضہ شریف کا قفل گر گیا اور دروازہ کھل گیا اور آواز آئی کہ ”پیارے کو پیارے کے پاس پہنچاؤ“۔

نوٹ: اس اہم تحقیقی و تاریخی واقعہ کو امام سیوطی نے خصائص کبریٰ جلد ۳ ص ۳۰۸۔
ملا جامی نے شواہد النبوت ص ۲۳۱۔ امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۸۷۔ علامہ
مستوری نے نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۳۰۰۔

علامہ علی حلیمی نے سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۴۸۸۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی
نے جمال الاولیاء اور نواب صدیق حسن غیر مقلد نے تکریم المومنین میں نقل کیا ہے۔
مذکورہ صدیقی واقعہ کی طرح دور فاروقی میں بھی بوقت قحط سالی حضرت بلال مرنوی
صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے زندہ و وسیلہ ہونے آپ کے سننے اور حاجت روائی
فرمانے کے عقیدہ سے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کی ”یا رسول اللہ“ امت کی ہلاکت کا
خطرہ ہے۔ اللہ سے بارش کی دعا کریں۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۱۳۸۔ وفاء الوفا ص ۱۳۷۔ البدایہ والنہایہ
جلد ۷ ص ۹۲۔ قرۃ العینین ص ۱۹۹ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مصنف ابن شیبہ جلد ۱۲ ص ۳۱)
حیات بعد الوفا کے مذکورہ دلائل کی بجائے صرف وفات پر اصرار و سراسر
مناقضت دھوکا و ہدیائی اور شان رسالت کی مخالفت ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ○

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی
نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔“

(پارہ ۶، رکوع ۵، سورہ مائدہ)

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

رحمتہ للعالمین ﷺ کے
نام اتمین ہوئے کامیاب

جس کے زیرِ لواء آدم و من سوا
اُس مزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ رب العالمین تمام جہانوں کا رب ہے اور اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے ان تمام عالموں اور جہانوں کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت اور نذیر و رسول بنایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"

اور قُبَارُكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

یعنی "ہم نے نہ بھیجا آپ کو مگر سارے جہان کے لئے" (پ ۱۸ رکوع ۱۶ سورہ الفرقان، آیت ۱۰) اور "بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا فرقان اپنے بندہ (عبد) پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہے"۔ (پ ۱۸ رکوع ۱۶ سورہ الفرقان، آیت ۱)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عالمین کی ہر چیز کا رب ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ عالمین کی ہر چیز کے لیے رحمت اور نذیر و رسول ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کا رب ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اس کے پیغمبر ہیں۔ جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے۔

خود فرمایا: أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً مِنِّي يَتُبُونِ
یعنی میں خالق کی ہر مخلوق کا رسول بن کر تشریف لایا اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔
(مسلم شریف، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

نیز فرمایا: مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ شَيْءٌ إِلَّا يَعْلَمُ إِلَيَّ رِسُولُ اللَّهِ إِلَّا غَاصِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ

"تا فرمان جنوں اور انسانوں کے سوا زمین و آسمان کے مابین ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔" (شفاء شریف ص ۲۰۶)

مزید فرمایا: أَنَا رَسُولُ مَنْ أَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ يُوَلِّدُ بَعْدِي
"جو میری حیات ظاہری میں ہے اس کا بھی جو قیامت تک میرے بعد پیدا

ہوگا میں اس کا بھی رسول ہوں۔"

میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت عامہ بعثت کاملہ اور رحمت جامعہ کی واضح اشارہ موجود ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ "نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے محمد اللہ کے رسول ہیں"۔ کہاں تک رسول ہیں کس طرف رسول ہیں کب رسول ہیں؟ اس کے لیے زمان و مکان کی کوئی قید نہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہر جگہ کے لیے رسول ہیں اور ہمیشہ کے لیے رسول ہیں۔ ہر مخلوق کی طرف رسول اللہ ﷺ کی رسالت ثابت ہو گیا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ﷺ اب بھی اللہ کے رسول ہیں۔

اسی رسالت سب کو عام اور رحمت سب کو جامع و شامل ہے تو آپ کی بعثت کاملہ کے بعد اب نہ کسی نئے نبی اور جدید پیغمبر کی ضرورت ہے اور نہ کسی اور کو ایسی رسالت کی بعثت کاملہ اور رحمت جامعہ حاصل ہو سکتی ہے۔

الغرض اللہ رب العالمین کے سوا نہ کوئی اور رب العالمین ہے اور نہ اس کی خدائی میں کوئی دوسرا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ و نَذِيرًا لِّلْعَالَمِينَ ہے۔ سچ ہے

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا
شفاعت کے جو طالب ہو تو کہہ دو دار پر چڑھ کر
پیغمبر مصطفیٰ کے بعد کوئی ہو نہیں سکتا

تاریخی واقعہ: ایک فاضل بزرگ کہیں تشریف لے گئے تو وہاں کے احباب کو بہت حیران پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ "ان کا ایک نوجوان لڑکا مرزائی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے"۔ فاضل بزرگ نے اس نوجوان کو بلا کر فرمایا "برخوردار! اتنا یاد رکھو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رسالت اور دربار رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ میں جس کس چیز کی نظر آئی ہے جسے پورا کرنے کے لیے تمہیں نبوت کے جھوٹے

دعویٰ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دامن پکڑنے کی ضرورت محسوس ہوئی؟ ”نو جوان ایمان افروز ارشاد کن کروجد میں آگیا اور عرض کرنے لگا ”حضرت جی! مجھے دوبارہ مشرف بہ اسلام فرماؤ“ میں مرزائیت سے توبہ کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت آخری نبی ہونے پر ایمان لاتا ہوں اور علماء اسلام کے فتویٰ شرعی کے مطابق غلام احمد قادیانی کو کذاب و دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہوں۔“

خاتم النبیین: اگرچہ آپ کی رسالت عامہ بعثت کاملہ اور رحمت جامعہ کے بیان میں آپ کی ختم نبوت کا مسئلہ بخوبی واضح ہو گیا ہے لیکن پھر بھی ضروری ہے کہ آپ کی شان رحمۃ للعالمینی کے ساتھ شان ختم المرسلینی کا بھی صریح طور پر ذکر ہو۔ رب العالمین نے اپنے پیارے حبیب رحمۃ للعالمین کے متعلق صریح طور پر ارشاد فرمایا: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○

”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں آخری اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“ (پ ۲۲ رکوع ۲ سورہ الاحزاب، آیت ۴۰) سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔

”خَتَمَ اللَّهُ بِهِ النَّبِيِّينَ قَبْلَهُ فَلَا يَكُونُ نَبِيٌّ بَعْدَهُ“
یعنی پہلے نبیوں کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔
(تجوید المقیاس من تفسیر ابن عباس ص ۲۶۲)

تفسیر نبوی اور دجال و کذاب: کہ نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا ”بے شک عنقریب میری امت میں تیس کے قریب دجال کذاب ہوں گے ہر ایک کا دم ہوگا کہ وہ نبی ہے وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي حَالًا تَكُونُ فِي (بحکم قرآن) خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں“ (بخاری، مسلم ترمذی وغیرہ)

حدیث مذکور میں نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال وضاحت کے ساتھ اپنے بعد ہونے والے کذابوں و جالوں سے اپنے غلاموں کو خبردار فرمایا اور ساتھ ہی خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرنے والوں کا رد کرتے ہوئے خود خاتم النبیین کی تفسیر بیان فرمادی کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔
خَاتَمُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ

حضرت علیؓ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جلیل القدر خلفاء کا نام لے کر فرمایا کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا“ (لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میرے بعد بھی نبی نہیں) رضی اللہ عنہ (ترمذی و طبرانی وغیرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون سے ہو اللہ علیہا السلام سے مکر تحقیق تم نبی نہیں“ (مسند رک وغیرہ)

اللہ اللہ! جب عمر فاروق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات کو بعد میں مل سکتی تو امت میں ان سے بڑھ کر اور کون ہے جو نبوت کا دعویٰ کرے جبکہ ان کا دل ہو گیا اور سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ حضور تو حضور قیامت تک آپ کے خلفائے راشدین جیسا کوئی پیدا نہیں ہوگا نہ نبی ہوگا۔

یاد رہے: کہ لغات میں دجال کا معنی مکار و فریب کار اور کذاب کا معنی بہت زیادہ اور دغ گو مذکور ہے اور تیس دجال و کذاب والی حدیث کے مطابق چونکہ سلسلہ کذاب کی طرح سلسلہ پنجاب غلام احمد قادیانی بھی ایک دجال و کذاب ہے۔ اس لیے اس کی ساری زندگی اور ساری تصانیف کذب و مکر، جھوٹ فریب اور ہیر پھیر و فلا بازیوں سے بھر پور ہے اور مرزا غلام احمد اور اس کے لاہوری و قادیانی پیروکار ختم نبوت کے انکار میں رسالت کے ارتکاب اور تحریف قرآن کے باعث علماء عرب و عجم کے فتویٰ شرعی کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں اور جو شخص ان کو ادنیٰ مسلمان سمجھے یا ان

کے کفر میں شک کرے وہ بھی ویسا ہی کافر اور مرتد ہے اور اس کے ساتھ رشتہ ناٹ دوسنانہ میل ملاپ سب ناجائز۔ مکمل بائیکاٹ۔

چند مثالیں: مرزا قادیانی کے مکرو جہالت و جل و کذب کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“ (دافع البلاء ص ۱۱) ”صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

حالانکہ سچے خدا نے اپنے سچے محمد ﷺ پر نبوت و رسالت ختم فرمادی ہے۔ مرزا کہتا ہے: ع..... منم محمد و احمد کہ بتجبی باشد ”میں ہی محمد و احمد بتجبی ہوں“ (درخشین ص ۲۳۸) حالانکہ اس گستاخ کا نام محمد و احمد نہیں بلکہ صرف غلام احمد ہے۔ غلام ہو کر خود آقا کی کا دعویٰ کرنا تو کر ہو کر گھر کا مالک بن بیٹھنا اور چپڑا اسی ہو کر بادشاہی کا مدعی ہونا کس قدر جھوٹ و بغاوت اور غداری ہے اور مرزا قادیانی کی یہ جرأت کس قدر حماقت و شقاوت ہے۔

☆ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں نازل شدہ آیات قرآنی کے متعلق غلام احمد قادیانی لکھتا ہے ”ایک یہ وحی اللہ ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
(پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۸)

اس میں صاف طور پر اس عاجز (غلام احمد) کو رسول کہہ کر پکارا گیا ہے۔

پھر اس کے بعد یہ وحی اللہ ہے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
(پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

اس وحی الہی میں میرا (غلام احمد) کا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳) لَا خَوْفٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللَّهِ

یہ سب کچھ کر دجل و کذب چوری و فریب کاری قرآن پاک میں تصرف و تحریف اور محمد ﷺ سے عداوت و بغاوت اور کیا ہوگی کہ آپ کی شان میں نازل شدہ صریح آیات کو ایک ناپاک شخص بحینہ اپنی طرف وحی الہی بیان کرے۔ ایک نام کا منی آرڈر کوئی شخص وصول کرنے پر اگر مجرم اور مکار ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی آیت نام اور اہانت اپنی طرف نسبت کرنے والا غلام احمد کیوں مجرم و مکار اور باغی و غدار نہیں۔

اور پاکستان میں وزیراعظم اور صدر وزیراعلیٰ اور گورنر ڈی سی اور ایس پی کے مقابلہ میں کوئی دوسرا جعلی صدر اور وزیراعظم گورنر اور وزیراعلیٰ ڈی سی اور ایس پی ناقابل برداشت ہے تو ایک امت میں سب سے سچے اور سب سے بڑے رسول و نبی ﷺ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا جعلی دینا سستی رسول و نبی کس طرح برداشت ہو سکتا ہے؟

اگر پاکستان کی منظور شدہ رائج الوقت کرنسی و سکہ کے مقابلہ میں کوئی جعلی کرنسی و سکہ اطلاق معافی جرم ہے تو قیامت تک ہر زمان و مکان کے لئے رسالت محمدی ﷺ کے رائج وقت کے سکہ کے مقابلہ میں قادیانی نبوت کا جعلی و کھوٹا سکہ کیوں ناقابل معافی جرم نہیں؟ اگر حکومت پاکستان ہر شہری کی جان و مکان اور آبرو کے تحفظ کی ذمہ دار ہے تو نبوت ﷺ محل اور ناموس رسالت کے تحفظ کی حکومت کیوں ذمہ دار نہیں جبکہ پاکستان کا نام و رباب حکومت کا اقتدار سب کلمہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرہون منت ہے۔

پاکستان کا مطلب کیا؟

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آب کی کہانی، اپنی زبان، مسلمہ پنجاب، دجال قادیان غلام احمد قادیانی نے ۱۶ دسمبر ۱۹۰۰ء بذریعہ اشتہار فاتح مرزا بیت حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عربی میں تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج کیا۔ جس میں لکھا کہ۔۔۔ ”اگر

ثابت ہو گیا کہ پیر مہر علی شاہ تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور ہم سے یہ کام نہ ہوسکا۔ تو میں اپنے تئیں مخدول اور مردود سمجھ لوں گا۔ مقام بحث لاہور کا۔ اگر میں حاضر نہ ہوتا تو اس صورت میں بھی کاذب (جھوٹا) سمجھا جاؤں گا۔ (مخلصا) سرکار گولڑوی نے مرزا کے اس چیلنج کو قبول فرما کر لاہور میں ۲۵ اگست تاریخ مقرر فرما کر مرزا کو اطلاع دے دی بلکہ اس کا اعلان عام فرما دیا اور پھر مقررہ تاریخ لاہور تشریف بھی لے آئے مگر مرزا خود چیلنج کے باوجود مقابلہ پر نہ آیا اور اپنے ہی اعلان اقرار کے مطابق مخدول و مردود اور کاذب و جھوٹا قرار پایا۔ نیز

بعض قادیانیوں نے حضرت گولڑوی سے کہا کہ ”آپ مرزا صاحب سے کسی اپاچ و اندھے کی صحت یابی کے لیے مہابہ کیوں نہیں کر لیتے۔“ آپ نے جواب دیا ”مرزا سے کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجائیں“ (کسی طرح آئے تو سکی) نیز آپ نے تفسیر نویسی کے چیلنج پر فرمایا کہ (خود لکھتا تو درکنار) ”امت محمدیہ میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے“ (سوانح حیات مہر منیر ص ۲۱۰ مہر جہان تاب ص ۴۱/۴۲)۔

علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت کی خدمات

جس طرح ہر دور میں دیگر دینی، ملی، قومی، ملکی مسائل میں علماء و مشائخ اہل سنت نے اہم تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ الحمد للہ اسی طرح تحفظ ختم نبوت و دروازیت میں بھی ان کا مثالی کردار ہے اور یہ شرف علماء و مشائخ اہل سنت ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد کی موت تک اس کا تعاقب کیا اور حقیقتاً مرزا یت کے تابوت میں آخری میخ لگائی۔ (فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

مجدد ملت: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے کتاب مستطاب ”حسام الحرمین“ میں علماء عرب و عجم کی تصدیق سے نہایت محترم

مولانا علی شائع فرمایا کہ ”غلام احمد قادیانی دجال و میلہ کذاب کا بھائی ہے۔ جو اس دجال ہاتوں میں سے کسی بات پر راضی ہو یا اسے اچھا جانے وہ اسی کی طرح کافر اور کفر گراہ ہے اور یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں“ علاوہ ازیں منکرین ختم نبوت کے رو میں جو اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة اور ”اَلْکُفُوءُ وَالْعِیَاقَابُ عَلٰی الْمَسِیْحِ“ کذاب ”وغیرہ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵) کتب تصنیف فرمائیں۔

(فجزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

محدث ملت: مولانا حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ و اشاعت ۱۱۱۱ھ شیعہ لکھنؤ کی سے فی الواقع مرزا یت کا جنازہ نکل گیا۔ ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی مع اپنے گروپ کے لاہور آیا۔ احمدیہ بلڈنگ کے سفید میدان میں روزانہ مرزا یت میں تقریریں ہوتی تھیں۔ مرزا کا خیال تھا کہ تبلیغی دورہ یا لکھنؤ تک کیا جائے گا۔ دوسری طرف کچھ فاصلہ پر دوسروں کے مغربی قاطع پر پیر صاحب کا اعلیٰ خیمہ لگا ہوا تھا اور حضرت صاحب کی سرپرستی میں علماء اہل سنت مرزا یت کے اعلیٰ ادھیڑتے چلے جاتے تھے۔ ۲۲ مئی کو شاہی مسجد میں دوران وعظ حضرت صاحب نے فرمایا ”اگر مرزا کو سیا لکھنؤ جانے کی طاقت ہے تو وہاں جا کر دکھلائے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ وہاں کبھی نہیں جاسکتا۔ سب لوگ گواہ رہو کہ مرزا بہت جلد ذلت اور عذاب کی موت مارا جائے گا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مرزا کو لاہور سے نکال کر جاؤں گا۔ بلکہ یہ محمدیوں کے ایمان کا ڈاکو ہے۔“

۲۵ مئی شب کو نہایت جوش سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ ”ہم کئی روز سے مرزا کے حال میں آئے ہوئے ہیں۔ پانچ ہزار روپے کا انعام بھی مقرر کیا ہوا ہے کہ جس طرح لاہور ہم سے مناظرہ کرے یا مہابہ کرے لیکن وہ مقابلہ میں نہیں آتا“ آج میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ صاحبان سب دیکھ لیں گے کہ ۲۴ گھنٹے میں کیا ہوتا ہے؟“ آپ اتنے

الفاظ کہہ کر بیٹھ گئے۔ ادھر اسی رات مرزا ہیضہ سے بیمار ہو گیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو دہلی تک مر گیا۔ مرزا کی تاریخ وفات لَقَدْ دَخَلَ فِي قَعْرِ جَهَنَّمَ (۱۳۲۶ھ) ہے۔“
(الکاویہ علی الغاویہ ص ۳۸۶)

علامہ ابوالحسنات: مولانا محمد احمد صاحب قادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی عظیم تحریک کی قیادت فرمائی۔ آپ مجلس عمل کے صدر منتخب ہوئے۔ اس سلسلہ میں پیرانہ سالی کے باوجود دو سال جیل میں رہے اور آپ کے تحت جگر مولانا ظلیل احمد قادری اور فدائے ختم نبوت مولانا عبدالستار خان نیازی ناظم اعلیٰ جمعیت علمائے پاکستان کو اس سلسلہ میں پچاسی کی سرانسی گئی لیکن بعد میں بتقدیر خداوندی یہ سزا منسوخ ہو گئی۔

مولانا شاہ احمد نورانی: صدر جمعیت علمائے پاکستان نے اندرون ملک اور بیرون ملک ختم نبوت و رومرزاہیت کے سلسلہ میں عظیم خدمات سرانجام دیں۔ ۶۰۰ مرزائیوں کو مشرف باسلام فرمایا۔ قومی اسمبلی میں سب سے پہلے ختم نبوت کی حمایت و مرزاہیت کی مخالفت میں آواز بلند فرمائی۔ آپ ہی کی شروع کردہ جدوجہد کے نتیجہ میں آئین پاکستان میں ”مسلمان کی تعریف“ شامل ہوئی۔ آپ نے مرزاہیت کی تردید میں ”حیات مسیح علیہ السلام“ اور انگریزی زبان میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی۔ آپ کے والد ماجد عالمی مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عربی میں کتاب ”المرآۃ“ انگریزی میں THE MINOR اور اردو میں ”مرزائی حقیقت کا اظہار“ تصنیف فرمائی۔ انگریزی زبان میں ”مرزائی حقیقت کا اظہار“ کا ترجمہ ہوا جس کے نتیجہ میں ملائیشیا میں مرزائیوں کا داخلہ ممنوع ہو گیا۔ (فالحمد للہ رب العالمین)

یادگار واقعہ:

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۳ء کے دوران مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے

آپ نے قومی اسمبلی کے اندر اور ملک میں بھی زبردست جدوجہد کی اور تبلیغی فرمائے۔ پھر اس سلسلہ میں ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کرنے کے لیے آپ ہی آپ ہی کو حاصل ہوا اور قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ”مرزا غلام احمد کے چروکار خواہ انہیں لاہوری قادیانی یا کسی نام سے پکارا جاتا ہو مسلمان نہیں ہیں“ قرارداد پیش کرنے سے قبل لاہوری مرزائیوں نے آپ کو پچاس لاکھ روپے کی پیش کش کی کہ قرارداد میں ہمارا ذکر نہ لایا جائے۔ مولانا نورانی نے فرمایا ”آپ کی پیش کش ماننے والے جوئے کی نوک پر ہے۔ قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا۔“ مولانا محمد عمر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ”مقیاس نبوت“ صفحات ۱۲۵۸ اور پروفیسر محمد الیاس دہلوی نے بھی ”قادیانی مذہب“ صفحات ۹۴۶ لکھ کر اتمام حجت فرمائی۔

سرور عالم نور مجسم شفیع معظم رہبر اعظم
جن کی رحمت عالم عالم ان کی رحمت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزاہیت مردہ باد
تحت ہے اُنکا تاج ہے اُنکا دونوں جہاں میں راج ہے افکا
مشرق و مغرب اُنکی حکومت اُنکی حکومت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزاہیت مردہ باد
ان کی عظمت ان کی کرامت ان کی امانت ان کی صداقت
ان کی لطافت ان کی عدالت ان کی عدالت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزاہیت مردہ باد
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم اس کے حکم سے سب کے حاکم
ان کی رسالت قائم دائم ان کی رسالت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزاہیت مردہ باد

وہ ہی اول وہ ہی آخر وہ ہی باطن وہ ہی ظاہر
لو لاک لما کی ان سے نسبت ان کی نسبت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
آپ نے کھولا باب نبوت آپ ہیں خاتم دور رسالت
آپ کے ہی سر تاج رفعت آپ کی رفعت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
ہے جو بشر کی جائے نفرت مسلمانوں سے جس کو کدورت
جس نے اٹھائی ہر جا ذلت اس کی جہالت مردہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
مرزائیت کا ہے جو بانی دور غلامی کی ہے نشانی
انگریز کا پودا انگریزی لعنت انگریز کی لعنت مردہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
لوگو دین محمد رحمت دین سراپا خیر و برکت
دیں کے مجدد اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
”رضائے مصطفیٰ“ کی شہرت ترجمان الہی سنت
اہل حق کو اس سے الفت اس سے الفت زندہ باد
مہر علی شاہ صداقت بوالحسنات ہیں حسن اطاعت
بہر جماعت ماہ فراست ان کی فراست زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد
کلمہ طیب پڑھنے والو دین نبی پہ مرنے والو
آؤ مل کر نعرہ لگاؤ ختم نبوت زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شاہ بطحا کی مدح سرائی، اہلسنت کے حصے میں آئی
بگڑی آقا نے سب کی بنائی، اپنی قسمت چگائے ہوئے ہیں

شہان محرمی صلی اللہ علیہ وسلم

اور

پیسائی چیلنج کامیاب

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے سے اونچا سمجھتے جسے
ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

پاکستان عظیم مملکت خدا داد ہے مگر انیسویں قیام پاکستان کو عرصہ دراز گزرنے کے باوجود تاحال نہ پاکستان کو صحیح معنی میں (اسم با مسی) پاکستان بنایا جاسکا اور نہ ہی نظریہ پاکستان اور قرارداد پاکستان و قرارداد مقاصد کو عملی جامہ پہنایا جاسکا جس کی وجہ سے اس وقت پاکستان بکثرت گونا گوں مسائل کے باعث ”مسائلستان“ بن چکا ہے اور دیگر مسائل کے علاوہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ اسلام و شان الوہیت شان رسالت شتم نبوت مقام سنت حضرات صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کے خلاف کوئی کچھ کہے شائع کرنے کھلم کھلا بے حیائی و فحاشی پھیلا کر اسلام و پاکستان کا تقدس مجروح کرے اور پاکستان کا دامن ناپاک کرنے کی کوشش کرے اس کے متعلق کوئی مؤثر و مستقل قانون نہیں۔ عملاً کوئی عبرت ناک تعزیری کارروائی نہیں اور گستاخ و دریدہ و ہن افراد اور غلیظ و گستاخانہ لٹریچر کے استیصال و سد باب کے لیے کوئی حکومتی بندوبست نہیں۔

قَالِيَ اللَّهُ الْمَشْشَكِي وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

نوبت بابت رسید کہ پہلے تو خبری مودودی دیوبندی وہابی مکتب فکر عرصہ دراز سے اپنے گستاخانہ لٹریچر اور کفریہ عبارات کی اشاعت سے فضا کو مسموم بنا رہا تھا۔ عشق رسالت سے محروم جاہل و سادہ لوح عوام کو درغلا رہا تھا اور ”تبلیغی جماعت“ کے ذریعے عوام کا ”مذہبی اغوا“ کر رہا تھا مگر جب اہل سنت کے بارہا احتجاج کے باوجود اس صورت حال کی کوئی روک تھام نہ ہو سکی تو کھلم کھلا منکرین اسلام کا بھی حوصلہ بڑھا اور مسیحی مشن و عیسائی مشنری نے اپنی دیگر کاروائیوں کے علاوہ دیوبندی وہابی مکتب فکر کو مسلمان ظاہر کر کے ان کے گستاخانہ عقائد و کفریہ عبارات کے ذریعے مسلمانوں کو پھانسنے عشق رسالت سے محروم کرنے اور عیسائیت کو فروغ دینے کا پروگرام بنایا۔ اس سلسلہ میں

اللوٹ کے پادری ولیم مسج نے ایک چھوٹے سائز کا اشتہار شائع کیا جس کا دیوبندی وہابی مکتب فکر کی طرف سے کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔ چنانچہ اہل اسلام کو اس سازش سے خبردار کرنے اور دیوبندی وہابی مکتب فکر کو احساس دلانے کے لیے ماشاء اللہ اہل سنت کے کثیر اشاعت بین الاقوامی ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ میں ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ مطابق مارچ ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں عیسائی پادری ولیم مسج کا اشتہار بمصدق۔ ع۔ نقل کفر کفر نباشد۔ بدیں انداز شائع کیا گیا۔

عیسائی بنام وہابی دیوبندی: پادری ولیم مسج سیالکوٹی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں بعنوان ”مسلمانو! جواب دو“ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے علماء کو یہ الفاظ پہنچایا گیا ہے کہ ”تمہارے علماء مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں۔

﴿ محمد صاحب مرکز مٹی میں ملنے والے ہیں ﴾۔ (کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲)

﴿ محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ﴾۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۰)

﴿ محمد جیسا علم زید بکر بچوں اور پاگلوں کو بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے۔ ﴾

(حفظ الایمان صفحہ ۸ اشرف علی تھانوی)

﴿ مسلمانو۔ جب تمہارے نبی مرکز مٹی میں مل گئے۔ جب تمہارے نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تمہارے نبی کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے۔

﴿ تو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن (سورہ المائدہ) سے ثابت ہے کہ

﴿ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ مسیح آسمانوں پر زندہ موجود ہیں

﴿ اور ہمارے نبی حضرت عیسیٰ مسیح آسمانوں کو پھانسی بخشنے، کڑیوں کو تندرستی بخشنے، مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ (سورہ المائدہ، آیت ۱۱۰)

﴿﴾ اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا۔

﴿﴾ اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔ اس لیے آدھے مسلمانوں ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ و با اختیار اور علم والے ہیں ورنہ مردہ بے اختیار بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سوچے اور تم کا فریبی رہو گے۔“

(منہاج نبی: ولیم مسیح سیالکوٹ بلفظہ)

خاموشی: ”رضائے مصطفیٰ“ میں ”عیسائی بنام وہابی دیوبندی“ کی اشاعت عام کے باوجود پورا مہینہ (اور اس کے بعد اب تک) دیوبندی وہابی مکتب فکر میں قبرستان کی سی خاموشی طاری رہی اور مسلمانان عالم و سواد اعظم اہل سنت کو بات بات پر کافر و مشرک بنانے والے اور خود کو اسلام و توحید و ختم نبوت کا محافظ ظاہر کرنے والے نہ عیسائی پادری کے چیلنج و دعوت کفر کا کوئی جواب دے سکے نہ عیسائی کے بالمقابل اسلام کا تحفظ کر سکے نہ شان مسیحائی کے سامنے شان مصطفائی بیان کر سکے اور نہ ہی کفریہ عبارات سے خلاصی حاصل کر کے خود کو کفر سے بچا سکے۔ الحمد للہ عشق نبوی و شان محمدی کے مظاہرہ کی سعادت بریلوی اہل سنت کے حصہ میں آئی۔ شاہ بطحا کی مدح سرائی، اہلسنت کے حصہ میں آئی چنانچہ اسلام و پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط فہمی دور کرنے اور بھولے بھالے مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے ”رضائے مصطفیٰ“ میں بفضلہ تعالیٰ حسب ذیل جواب شائع کیا گیا۔

سنی بنام عیسائی: ”رضائے مصطفیٰ“ کے گذشتہ شمارہ میں ”عیسائی بنام وہابی دیوبندی“ کی اشاعت کے باوجود چونکہ عیسائی سوالات و چیلنج کا کسی طرف سے بھی دیوبندی وہابی مکتب فکر کا کوئی جواب دیکھنے سننے میں نہیں آیا اور فی الحقیقت وہ جواب

ابھی نہیں سکتے جب تک کہ اپنے عقائد باطلہ و عبارات کفریہ سے توبہ کر کے سیدھی طرح راہ راست پر نہ آئیں اس لیے سنی بریلوی کا جواب درج ذیل ہے۔

ولیم مسیح نے ”مسلمانو! جواب دو“ کا جو عنوان جمایا ہے وہ صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اس نے ”اسماعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی“ کی جو توہین آمیز عبارات نقل کی ہیں یہ نہ مسلمانوں کے عقائد ہیں۔ نہ کوئی مسلمان ان کا تصور کر سکتا ہے بلکہ مسلمان تو مسلمان کوئی اہل وفادار و مخلص عامی اپنے پیشوا کے متعلق، کوئی غلام اپنی آقا کے متعلق اور امتی اپنے پیغمبر کے متعلق ایسی توہین و تنقیص آمیز باتوں کا تصور نہیں کر سکتا۔ یہ حلق سے اوپر اور پر کلمہ و قرآن پڑھنے والے نام نہاد مسلمانوں کی گستاخانہ عبارات ہیں جن کی اس قسم کی گستاخیاں ان سے بہت زیادہ ہیں اور عرب و عجم میں اپنے نبی کے مخلص و وفادار غلام اہل اسلام شروع سے ان عقائد باطلہ کا رد و انکار فرماتے آئے ہیں۔ (جزاؤں اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

حیاۃ النبی: ولیم مسیح کی نقل کردہ عبارت ﴿﴾ ”مرکز مٹی میں ملنے والے ہیں۔“ (مسلمان) مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بحیات حقیقی زندہ ہیں جس کی خود کلمہ اسلام واضح دلیل ہے۔ لا الہ الا اللہ نہیں لای ”عبود سوائے اللہ کے محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اسی طرح مؤذن و مجنگا نہ اذان میں کہتا ہے۔ اشہد ان محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ایک عام آدمی اور سمجھدار بچہ بھی جانتا ہے کہ لفظ ”اس“ زندہ ہونے کی دلیل ہے اور زندہ ہی کے لیے ”ہیں“ استعمال ہوتا ہے جبکہ مردہ کے لیے ”تھے“ کہا جاتا ہے۔ لہذا ”رسول ہیں“ کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ جن کی رسالت کا کلمہ پڑھا جاتا ہے اور مجنگا نہ اذان میں ”رسول ہیں“ کی شہادت دی جاتی ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی زندہ ہیں جیسا کہ مسلمانوں کے پیشوا عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا انہما بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے (ﷺ)

رضائے محمد (ﷺ): بقول ولیم مسیح مسلمانوں کا عقیدہ یہ نہیں کہ معاذ اللہ ”محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ جو چاہتے ہیں ان کا رب اپنے فضل سے وہی فرما دیتا ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبلہ (کعبہ) کا تقرر بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے کا ہی عملی و مجسم نمونہ ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں خود رب تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَنُؤَيِّنَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۝

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۴۴)

نیز فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَاهُ ۝

(پارہ ۳۰، سورہ النحل، آیت ۵)

(اے حبیب) ”بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“

اس لیے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بہم عہد باندھے وصل ابد کا رضائے خدا اور رضائے محمد (ﷺ)

علوم مصطفیٰ: بقول ولیم مسیح مسلمانوں کا عقیدہ یہ نہیں کہ معاذ اللہ ”محمد جیسا علم زید بکر بچوں پاگلوں بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے“ بلکہ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اولیاء کا علم انبیاء کے سامنے ایسا ہے جیسا سات سمندروں میں سے ایک قطرہ اور تمام انبیاء کا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے سامنے ایسا ہے جیسا سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۴۰۳)

اے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

سر عرش پر ہے تری گزردل فرس پر ہے تری نظر

ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اور یہ کہا:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

ولیم مسیح

کو دیکھنا چاہیے کہ اپنے پیارے نبی کے متعلق مسلمانوں کے کتنے پیارے کلام ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کتنی نرالی ہے جس پر ولیم مسیح جیسا کوئی شخص ملن و اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ بشرط انصاف اسلام قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

شان مسیحائی: جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے متعلق ولیم مسیح کا بیان ہے اہل اسلام اس کا بھی انکار نہیں کرتے اور محبوبانِ خدا میں سے کسی کی بھی توہین و تمسخر سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں مگر مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ محبوبانِ خدا کو جو بھی کمال و کمالات عطا ہوئے ہیں وہ سب حبیبِ خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طفیل عطا ہوئے ہیں اور پھر مجموعی طور پر وہ سب کمالات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع فرمائے گئے ہیں نیز ان سب سے بڑھ کر آپ کو وہ خصائص دیئے گئے ہیں جن کی کمال بھی آپ کا مثل و شریک نہیں۔ ”قصیدہ بردہ“ شریف میں لکھا ہے۔

وَكُلُّ أَيْ آتَى الرَّسُولَ الْكَرَامُ بِهَا

فَلَمَّا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمْ

مُنْزَلَهُ عَنْ شَرِيكَ لِي فِي مَحَابِبِهِ

فَجَوَّهَرُ الْحُسَيْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ

اور فارسی زبان میں ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچه خواہاں همه دارند تو تنها داری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وہ کنواری پاک مریم 'وَلَقَدْ خَلَقْتُ فِيْهِ كَامِ' ہے

ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا

نیز فرمایا:

جس کے قدموں کا دھوون ہے آب حیات

ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی (ﷺ)

شان مصطفائی: بہر حال شان مسیحائی کے متعلق ولیم مسیح نے جو کچھ لکھا ہے ویسے ہی

بلکہ اس سے بڑھ کر شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم مختصر مسلمانوں کے عقائد

بیان کر چکے ہیں اور ان کا مزید ایمان افروز جامع بیان مفسر قرآن مولانا مفتی احمد یار

خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

”مسلمانوں کو لازم ہے کہ عظمت رسول اللہ کے گیت گایا کریں۔ اپنے بچوں کو

اس کی تعلیم دیں اور واعظین و علماء کو چاہیے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔ یہ یقین کرو کہ

حضور علیہ السلام کی عزت کے ظاہر کرنے میں اسلام کی عزت کا اظہار ہے کیونکہ مکان کی

عزت مکان والے کی عزت سے اور کام کی وقعت کام والے کی وقعت سے ظاہر ہوتی ہے۔

مشترکہ اجلاس: مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ ایک جلسے میں ہندو عیسائی یہودی اور

مسلمان جمع ہوں۔ ہندو اٹھ کر کہے کہ میرا آرام چند روہ قوت والا ہے کہ اس نے بیٹا سے

شادی کرنے کے لیے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ عیسائی اٹھ کر کہے کہ میرے

جس کے ہائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر کے

پڑھا لیا۔ یہودی اٹھ کر کہے کہ میرے ہائی مذہب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ

شان تھی کہ انہوں نے پتھر پر عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیے مگر آپ اٹھ کر وہ باتیں

کہہ کر مولوی اسماعیل دہلوی نے ”تقویۃ الایمان“ اور مولوی خلیل احمد دیوبندی نے

”ان کا طبع“ میں لکھی ہیں کہ میرے نبی تو بندہ مجبور تھے۔ ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی

علم نہ تھا۔ وہ تو ذرہ ناچیز سے بھی کم تھے۔ ان کا علم شیطان اور ملک الموت سے بھی کم

تھا۔ (ملاحظہ) تو بتاؤ تم نے اسلام کی تعظیم کی یا تو ہیں۔ وہ لوگ سن کر یہی کہیں گے ایسے

مردم! ہمارا دور ہی سے سلام ہے کہ جس کے پیشوا کی مجبوری یا بے بسی کا یہ عالم ہو۔

شان اسلام: ہاں اس موقع پر کوئی مجھ فقیر کی طرح کا نیاز مند سنی حاضر ہو تو وہ تڑپ کر

کہا کہ ارے ہندو اگر رام چندر نے ایک بھاری کمان کو توڑا تو ذرا میرے مصطفیٰ کی

قدرت کو تو دیکھ کہ انہوں نے انگلی پاک کے اشارے سے پورے چاند کو توڑ کر دو

تکڑے کر دیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

آمد سے مردک دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

عیسائی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بے جان مردوں میں جان ڈالی تو میرے

اللہ کی خدا دا قوت دیکھ کہ جنہوں نے سوکھی لکڑیوں اور جنگل کے درختوں اور کنکروں

سے ہاتھ پیرا ہوا لیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی زالی ہاتھ میں

شکر بے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

یہودی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں سے پانی نکالا تو میرے مصطفیٰ ﷺ کی

بھی شان دیکھ جنہوں نے انگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیے۔ امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا:
انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

غرضیکہ: اسلام کی شوکت دکھانے کے لیے ہائی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت دکھانے
از بس ضروری ہے۔ ("سلطنت مصطفیٰ" از حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی)
بہر حال: ولیم مسیح کا مسلمانوں کو خطاب کرنا سراسر غیر معقول و مبنی بر عقائد دیانہ و باطل
ہے۔ پیغمبر اسلام کی شان مختاری وہ ہے جو ہم نے بیان کی ہے لہذا عیسائی مذہب کی
دعوت دینے کی بجائے ولیم مسیح کو خود دعوت اسلام قبول کرنی چاہیے۔ وہابی عقائد
مسلمانوں پر حجت نہیں۔

(ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" کو جرنالہ۔ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ مطابق اپریل ۱۹۸۵ء)

مکتبہ جلیلیہ: سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے جن معجزات و کمالات کا بیان ہوا ہے۔ یہ
شک اہل اسلام کا ان پر ایمان ہے لیکن اس شان مسیحائی کا بطور نیابت و کرامت آپ
کے کسی امتی عیسائی و حواری سے ظہور نہیں ہوا اور کسی ماتحت و امتی پر اس کی کسی جھلک وہم
تو کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ گویا شان مسیحائی کا ظہور آپ کی ذات تک محدود تھا۔ آپ کے
شرف صحبت و نسبت سے کوئی اور "مسیح" نہ بن سکا مگر شان مصطفائی کا یہ کمال ہے کہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو آپ۔ آپ کے غلاموں، خادموں اور امت
کے ولیوں میں بھی شان مصطفائی کی ظلیل بطور کرامت شان مسیحائی کی جھلک و پرتو
نظر آتا ہے اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ جس چیز کا نبی سے بطور معجزہ صدور ہو سکتا ہے اس چیز کا
ولی سے بطور کرامت ظہور ہو سکتا ہے نیز ولی کی کرامت درحقیقت (بالواسطہ) اس کے
نبی کا ہی معجزہ ہے اس لیے کہ نبی کی غلامی و پیروی سے ولی کو یہ کمال حاصل ہوا ہے لہذا

ولی کو یہ کمال حاصل ہے تو نبی بدرجہ اولیٰ اس کمال سے متصف ہے۔
عقل و نقل کے اس معیار کے مطابق چونکہ امت محمدیہ کے اولیاء میں بطور کرامت
و کمالات کا ظہور ہو چکا ہے اس لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
و ولی ان معجزات و کمالات کے حصول میں کسی ذی عقل کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اسی
کا بیان ہے کہ:

عیسیٰ کے معجزوں نے مردے جلا دیے ہیں
محمد کے معجزوں نے مسیحا بنا دیے ہیں

الغرض:

چاہیں تو اشارے سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں عالم کی
یہ حال ہے خدمت گاروں کا سردار کا عالم کیا ہوگا

علماء کی شان: امت محمدی میں اگر چہ کلی و جزوی طور پر بکثرت اولیاء کرام علیہم
السلام کو ایسی کرامات و کمالات حاصل ہیں مگر چار حضرات کے لیے بالخصوص ان
کرامات و کمالات کی تصریح کی گئی ہے۔ اس لیے (اہل ولایت و معرفت میں) ان کا
امامی "بزرگہ" رکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ نور الدین علی بن یوسف اور علامہ محمد بن یحییٰ جلیلی
رحمۃ اللہ علیہما نے نقل کیا ہے کہ "مشائخ عراق و گذشتہ صدی کے مشائخ عظام نے چار
اعلیاء کا نام "بزرگہ" رکھا ہے۔ اس لیے کہ بغضہ تعالیٰ وہ مادر زاد اندھوں اور
اندھوں کو تندرست کرتے اور مردوں کو زندہ فرماتے تھے یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ
ابن ابی شیبہ، شیخ بقا بن بطور اور شیخ ابوسعید قیلوی رضی اللہ عنہم

(بجۃ الاسرار صفحہ ۶۳، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸

قیلوی نے تصریح فرمائی ہے کہ ”آپ باذن اللہ اندھوں کو دیکھنا“ کوڑھی کو تندرست اور مردوں کو زندہ فرماتے ہیں۔“ (بجۃ الاسرار صفحہ ۶۳)

اس سلسلہ میں عملی و مثالی طور پر مختصر ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

غوث اعظم بنام پادری: ایک پادری نے چیلنج کیا کہ ہمارے نبی عیسیٰ مسلمانوں کے پیغمبر سے افضل ہیں اس لیے کہ انہوں نے مردے کو زندہ فرمائے۔ غوث اعظم جیلانی نے فرمایا ”میں نبی نہیں بلکہ اپنے نبی کا ایک غلام ہوں۔ اگر میں مردہ کو زندہ کر دوں تو کیا میرے نبی پر ایمان لے آئے گا“ جب اس نے ہاں کہا تو غوث اعظم نے ایک پرانی قبر کے مردہ کو زندہ فرما دیا اور عیسائی پادری ہمارے نبی ﷺ کے غلام کی شان اور غوث اعظم کی کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔“ (تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر صفحہ ۱۶)

اسلام زندہ باد شان رسالت پائند و باد

=====

عالمی تحریک تحفظ ناموس رسالت کے اہم کردار عاشق احمد مختار فخر نوجوانان اسلام غازی محمد عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات پر مشتمل کتاب مسکلی ہے

حیات محمد عامر چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ

از: الحاج صاحبزادہ ابو الرضا محمد داؤد رضوی

اس خوبصورت کتاب میں سرکارِ مدینہ ﷺ کی غازی محمد عامر چیمہ پر خصوصی نگاہ عنایت محمد عامر چیمہ کی حضور پاک ﷺ سے بے پناہ عقیدت و محبت، انگوٹھے چومنا اور اسم محمد ﷺ کی تعظیم کی خاطر تیس ہزار ماہانہ نوکری کو ٹھکراتا، نماز جنازہ و ختم چہلم کے روح پرور مناظر اور بد عقیدہ لوگوں کی ناکامی و رسوائی، مزار شہید پر معمولات اہلسنت اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا سارو کی میں فیضان عام و دیگر اہم واقعات صفحات ۲۸ ہدیہ مع ڈاک خرچ ۲۵ روپے۔ ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

۔ ہر زمانے کی ضرورت ہے نظام مصطفیٰ
سب فسانے ہیں حقیقت ہے نظام مصطفیٰ
۔ غیر فطری اشتراکیت پنپ سکتی نہیں
عین حق ہے عین فطرت ہے نظام مصطفیٰ

نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک و برکات کا بیان

۔ جاگ اٹھے ہیں اہل سنت گونج اٹھا یہ نعرہ ہے
دور بنو اے دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے
۔ اہلسنت دے رہے ہیں ہر طرف کامل پیام
دین و دنیا میں ہے کافی کملی والے کا نظام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نعرہ نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پس منظر: ۱۹۷۰ء پاکستان میں نظریاتی کشمکش کا ایک اہم و ہناک باب ہے۔ اس سال اسلام کے بالمتقابل سوشلزم جیسے باطل و طغیان اور دینی نظام کا نعرہ لگا کر بھٹو، بھاشانی اور مجیب الرحمن نے گھیراؤ جلاؤ کا وہ تحریریں ہی بیج بویا کر جس کے نتیجہ میں بالآخر مملکت خداداد پاکستان کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

۲۲ مارچ ۱۹۷۰ء: میں ملک کے دونوں حصوں کو سوشلسٹوں کیونسٹوں نے ”کسان کانفرنس“ کے نام سے ٹوبہ ایک سنگھ ضلع لاکھنؤ (فیصل آباد) میں نہایت طعنه اندہ مظاہرہ کیا اور ”ماریں گے مرجائیں گے سوشلزم لائیں گے“ کا بر ملا نعرہ بلند کیا۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان کے کمیونسٹ لیڈر عبدالحمید بھاشانی کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا اور سوشلزم و کمیونزم کی یادگار کے طور پر ٹوبہ کو ”لینن گراؤ“ قرار دیا گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون دارالسلام سنی کانفرنس: علمائے اہلسنت و جماعت نے اپنے تاریخی کردار و فرض کی ادائیگی کیلئے بھٹو، بھاشانی اور مجیب کی ان خلاف اسلام تحریریں حرکات، بالخصوص کسان کانفرنس ٹوبہ کا بطور خاص نوٹس لیا اور جمعیت علماء پاکستان کے مختلف دھڑوں کو مجتمع کر کے سواد اعظم کی صفوں کو منظم کیا۔ ٹوبہ کو ”لینن گراؤ“ کی بجائے دارالسلام کا نام دیا اور کارل مارکس، لینن اور موزے تنگ کے لادینی و باطل نظام سوشلزم کے مقابلہ میں نظام مصطفیٰ (علیہ التحیۃ و الثناء) کا ایمان افروز و ولولہ انگیز نعرہ لگا کر یہ واضح کر دیا کہ اس پاک سرزمین میں پیارے مصطفیٰ (علیہ التحیۃ و الثناء) کے پیارے نظام کا پرچم بلند ہوگا اور کسی طغیانہ باطل نظام کو یہاں پنپنے نہیں دیا جائے گا۔

تحریک پاکستان: کے دوران کانگریس و کانگریسی علماء کے مقابلہ میں ”آل انڈیا ہندو

کانفرنس“ کی طرح علماء اہلسنت نے ”کسان کانفرنس“ کے مقابلہ میں عین اسی سال ۱۳-۱۴ جون ۱۹۷۰ء کو دارالسلام ٹوبہ میں ”آل پاکستان سنی کانفرنس“ کا انعقاد کیا۔ ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی فرمائی، قوم میں ایک نئی روح پھونکی اور ”نظام مصطفیٰ“ کے نفاذ و ”مقام مصطفیٰ“ کے تحفظ پر مبنی منشور شائع کر کے دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں حصہ لینے کا تاریخی اعلان کیا۔

آل پاکستان سنی کانفرنس میں تقریباً تین لاکھ سنی عوام اور تین ہزار علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ چار چاند لگا دیئے۔ بھاشانی کے مقابلہ میں مدینہ منورہ سے جانشین قطب عالم مولانا مفتی محمد فضل الرحمن صاحب مدنی قادری رضوی کو بطور مہمان خصوصی مدعو کیا گیا۔ ان کے عربی میں ولولہ انگیز تاریخی خطاب کا مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان نے اردو ترجمہ سنایا اور جو انان اہلسنت نے ”کسان کانفرنس“ کے نعرہ ملعونہ ”ماریں گے مرجائیں گے سوشلزم لائیں گے“ کے جواب میں یہ نعرہ بلند کیا کہ ”سینے پہ گولی کھائیں گے نظام مصطفیٰ لائیں گے“۔

نعرہ کا پیش منظر: یہ تو تھا ”نظام مصطفیٰ“ کے نعرہ مبارکہ کا پس منظر۔ اب سنئے! اس کا نتیجہ: صدر دار نظام مصطفیٰ صدر جمعیت علماء پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے خطاب اور فطری مناسبت سے ”نظام مصطفیٰ“ کے نعرہ کو بطور خاص اپنایا اور اس کثرت و اہمیت اور التزام سے اس کا پرچار کیا کہ ”نظام مصطفیٰ“ کا نعرہ ایک مستقل تحریک بن گیا۔ یہ ایک پہلے تو سواد اعظم اہلسنت کے حلقہ و جمعیت علماء پاکستان کے دائرہ میں جاری رہا۔ لیکن جب بھٹو حکومت نے مارچ ۱۹۷۰ء میں انتخابات کا اعلان کیا تو مولانا شاہ احمد نورانی نے زیر اثر ”پاکستان قومی اتحاد“ نے بھی ”نظام مصطفیٰ“ کو اپنا لیا اور چودہ مارچ ۱۹۷۰ء کو اسی نعرہ پر مبنی ملک گیر تحریک چلائی گئی اور ہر پارٹی کے چھوٹے بڑے لیڈروں

نے ”نظام مصطفیٰ“ کے حق میں اتنے بیانات جاری کئے کہ پاکستان کا گوشہ گوشہ ”نظام مصطفیٰ“ کے نعرہ سے گونج اٹھا اور پاکستان کی پوری سیاست صحافت اور آبادی اس سے متاثر ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک

اعتراف حقیقت: تحریک استقلال کے سربراہ اور ”پاکستان قومی اتحاد“ کے مرکزی لیڈر ریاض ڈائیر مارشل اصغر خاں نے اپنے ایک خصوصی انٹرویو میں کہا کہ ”نظام مصطفیٰ“ کا نعرہ انتخابی مہم کے آغاز کے وقت صرف جمعیت علماء پاکستان کا نعرہ تھا لیکن بعد میں ”اپنے میں سب کچھ سمو لینے والا“ یہ نعرہ قومی اتحاد کی انتخابی مہم کا روح رواں بن گیا۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ ستمبر ۱۹۷۷ء)

(دروغ برگردن راوی) سابق وفاقی وزیر و پیپلز پارٹی کے معروف رہنما مسٹر عبداللہ پیرزادہ نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ ”جون ۱۹۷۷ء میں مسٹر بھٹو نے جب اس پر زور دیا کہ مارچ کے انتخابات کے بعد قومی اتحاد نے اپنی مہم (تحریک) کی بنیاد ”نظام مصطفیٰ“ کو بنایا تھا۔ (لہذا اس کی ترویج کے بارے میں بات کریں) تو (مذاکراتی مہم میں) قومی اتحاد کے رہنماؤں (مفتی محمود پروفسر غفور احمد نوابزادہ نصر اللہ خاں) نے کہا کہ ”نظام مصطفیٰ“ تو جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کا مسئلہ ہے۔“

(روزنامہ امروز مساوات آفاق یکم ستمبر ۱۹۷۷ء)

بہر حال ”نظام مصطفیٰ“ علماء اہلسنت کا نعرہ جمعیت علماء پاکستان کا منشور اور مولانا شاہ احمد نورانی کی تحریک ہے جو ان کی قیادت میں پورے ملک میں مقبول و محبوب ہے۔

وجہ تسمیہ: ”نظام مصطفیٰ“ کے نعرہ مبارکہ کے پس منظر و پیش منظر کے بعد اب سننے اس کی ”وجہ تسمیہ“ اگرچہ نظام اسلام نظام شریعت نظام مصطفیٰ حقیقت میں ایک ہی چیز ہے لیکن بالخصوص ”نظام مصطفیٰ“ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی اور لفظ و اصطلاح کا پیش کرنے

کسی لیڈر کوئی شخص ہو سکتا ہے کہ اسلام و شریعت کے نام پر کسی اپنے مخصوص و خود ساختہ ”نظریہ“ ہی کو اسلام و شریعت قرار دے کر مظلوم دے لیکن ”نظام مصطفیٰ“ میں کسی لیڈر کے سربراہ و کسی لیڈر کے ذاتی ”فکر و نظریہ“ کا مغالطہ نہیں ہو سکے گا بلکہ ”نظام مصطفیٰ“ کا تعلق حقیقتاً حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و السلام کی ذات و برکات و برکات سے ہوگا جس میں کسی ذاتی فکر و ماڈرن نظریہ کی آمیزش نہیں ہوگی۔ نیز ”نظام مصطفیٰ“ میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کا پیارا نام بھی موجود ہے۔ لہذا اس پیارے نام کا غنا ہے کہ جو بھی خلوص قلب سے یہ نعرہ لگائے اس کے دل میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کا پیارا اور آپ کی محبت و تعظیم ہو۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کی محبت و تعظیم جان ایمان کا دار و مدار ہے۔ آپ ﷺ کا وسیلہ جلیلہ بارگاہ ذوالجلال میں قرب کا ذریعہ ہے اور اس کے بغیر کوئی ہمت کوئی حکومت اور اسلام و شریعت کا کوئی دعویٰ قابل قبول نہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ:

۔ بارگاہِ خدا تک وہ پہنچے گا کب
ہاتھ میں جس کے دامن تمہارا نہیں (ﷺ)

نظام مصطفیٰ: وہ مقدس ترین اور عظیم ترین نظام مبارک ہے جو حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کریم کے حکم و منشاء کے مطابق مہد سے لے کر لحد تک اور گھر سے لے کر عمارت تک جزوی کلی اور انفرادی و اجتماعی طور پر نہایت جامعیت و کامیابی کے ساتھ عمل میں پیش فرمایا اور پھر آپ ﷺ کی نیابت میں آپ ﷺ کے خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی قائم کردہ بنیاد پر اسے دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلایا اور نظام قیامت تک کیلئے ایک بہترین مثالی نظام و نشان منزل اور مشعل راہ قرار پایا اور مسلم فکرین تک نے اسے شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

نظام مصطفیٰ: دنیا کے دیگر ہر نظام و دستور منشور اور ازم سے اس لئے ارفع و اعلیٰ اور برتر

و بالا ہے کہ یہ ہر ایک کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے جامع و مکمل ہے اور اس نظام کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ حقوق اللہ، حقوق العباد و دنیا و آخرت، موت و حیات، ظاہر و باطن، عقائد و عبادات، اخلاق و معاملات، تہذیب و تمدن، سیاست و معاشرت، معیشت و مملکت سب کو وسیع ہے اور مسلمان تو مسلمان، انسان تو انسان، جانوروں تک کے حقوق و ضروریات کا ضامن، کفیل اور محافظ ہے اور غوغا و سنگدل سرمایہ داری اور اندھی بہری خوفناک اشتراکیت کے برعکس طبقاتی کشمکش اور باہم بدی زیادتی، فساد و عناد کی بجائے امیر غریب، مالک مزدور، حاکم و محکوم، مرد و عورت سب کو اخوت و خیر خواہی، امن و سلامتی، عدل و انصاف، پاکیزہ کردار اور باہمی احترام کا پیغام دیتا ہے اور ایک اور نیک بنا کر سب کو ایک لڑی میں پرو دیتا ہے اور معاشرتی و قلبی کدورتوں کا صفایا کر دیتا ہے۔

نظام مصطفیٰ: حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلق عظیم کو بقول شاعر اس طرح بیان کرتا ہے اور ان اخلاق حسنہ سے فیضیاب ہونے کی ترغیب دلاتا ہے کہ:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا

فقیروں کا بچا، ضعیفوں کا مآویں، یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطاکار سے درگزر کرنے والا

بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفسد کو ذمہ و زبر کرنے والا، قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا اور اک نسخہ کیسیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرونوں سے تھا جہل چھایا

پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

نظام مصطفیٰ: زمانہ رسالت سے پہلے کے غیر مہذب، ظالم، جاہل، حراغور و بدکردار افراد

کی اصلاحیہ اثرات و ان کی کایا پلٹ کو بقول شاعر اس رنگ میں ظاہر کرتا ہے کہ:

پھر شریعت کا ان کو پڑھایا حقیقت کا گر ان کو اک اک بتایا

گھڑے کے گھڑے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

پتہ اصل مقصود کا پا گیا جب

نشان گنج و دولت کا ہاتھ آ گیا جب

دل سے دل ان کا گرما گیا جب سماں ان پہ توحید کا چھا گیا جب

ان کو سوداگری کے سوجھائے اصول ان کو فرماں دہی کے بتائے

سکھائے معیشت کے آداب ان کو

پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو

ان کو محنت کی رغبت دلائی کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی

اکہ لو اس سے اپنی پرانی نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی

امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر

کہ ہیں تم میں جو اغنیاء تو انگر

اپنے طبقے میں ہوں سب سے بہتر۔ نئی نوع کے ہوں مددگار و یار

میر دل ان کے مکر و ریا سے بھرا ان کے سینہ کو صدق و صفا سے

بچایا انہیں کذب سے افترا سے

کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے

خلیفہ تھے امت کے ایسے نگہبان ہو گئے کہ جیسے نگہبان چوپاں سمجھتے تھے ذی و مسلم کو یکساں نہ تھا عبد و حر میں تفاوت نمایاں کینز اور ہانو تھیں آپس میں ایسی زمانہ میں ماں جانی بہنیں ہوں جیسی

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی جہاں کر دیا نرم زمانہ گئے وہ جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

سب اسلام کے حکم بردار بندے سب اسلامیوں کے مددگار بندے خدا اور نبی کے وفادار بندے یتیموں کے رائیوں کے غمخوار بندے رہ کفر و باطل سے بیزار سارے نشے میں مئے حق کے سرشار سارے

ہوا غفلتہ نیکوں کا بدوں میں پڑی کھلی کفر کی سرحدوں میں ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں لگی خاک سی اڑنے سب معبودوں میں ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کر بنے اکیچا سارے دنگل پھجڑ کر

سبحان اللہ ”نظام مصطفیٰ“ کی تعلیمات و برکات کیسی پیاری اور نورانی ہیں اور اس کے تشکیل کردہ معاشرہ کا منظر کتنا جانفزاد و دلربا ہے۔ افسوس ان نام نہاد لیڈروں پر جو مسلمان کہلانے کے باوجود ”نظام مصطفیٰ“ کی بجائے سوشلزم وغیرہ باطل ازموں کے چکر میں گرفتار ہیں اور ایسے ہی بے وفاؤں اور صاحب خلق عظیم پیغمبر اعظم اور آپ ﷺ کے نظام مصطفیٰ کے بالتقابل اغیار کی قصیدہ خوانی کرنے والوں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ:

نہ تھوڑو دامن احمد ہو مت بیوفا یارو ہے دامن محمد ہی جہاں کا آسرا یارو مجھے حیرت ہے روئی کیلئے حیران پھرتے ہو کیا کافی نہیں تم کو محمد کا خدا یارو بجز اسلام کے انصاف ہر گز مل نہیں سکتا ہے قانون محمد میں ہر اک ڈکھ کی دوا یارو (ﷺ)

مثال خود کاروائی نظام: نظام مصطفیٰ کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی ملک حکومت علاقہ زمانہ انتخاب و انقلاب کا محتاج نہیں۔ اگر کوئی ملک قوم کی امت ”نظام مصطفیٰ“ کو اپنالے تو یہ اس کی اپنی خوش نصیبی و خوشحالی کی علامت ہے۔ ”نظام مصطفیٰ“ کو کسی کی کوئی ضرورت و احتیاج نہیں کیونکہ اس کی بنیاد ارکان خمسہ پر قائم ہے اور ارکان خمسہ کا ہر عمل ہر زمانہ و علاقہ میں ہمیشہ کیلئے جاری و ساری ہے۔ فرمان مصطفیٰ (علیہ التحیۃ و السلام) ہے کہ ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱۔ توحید و رسالت کی شہادت ۲۔ منجگانہ نماز کا قیام

۳۔ زکوٰۃ کی ادائیگی ۴۔ حج

۵۔ اور روزہ رمضان۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

اس ارشاد و فرمان کے مطابق اسلام و نظام مصطفیٰ بجائے خود ایک مستقل نظام ہے جس کے ”نظام الاوقات“ کے تحت مسجدوں، کھلوں، اذانوں، نمازوں، عیدوں، خطبوں، زکوٰۃ و حج، روزہ و تراویح، اعتکاف و عید اور قربانی کا اہتمام و انتظام کی ساری وسائل و کسی اقتدار کے سہارے کے دائمی طور پر خود بخود قائم و نافذ ہے۔ یہ نظام ہر ایک طرف قدرت کی تائید و تائیدی ہے اور دوسری طرف رحمۃ اللعالمین کے انوار کی نگہبانی ہے۔

ملا جائی ﷺ نے کیا خوب فرمایا ہے:

”ج زکوٰۃ زہد و جہاد و صلوة و صوم..... بکسر چہ و لفریب نظام محمد است (ﷺ)“

حکومتی خاکہ: ”نظام مصطفیٰ“ میں حکومت کا قرآنی خاکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ زمین میں تصرف و حکمرانی کا موقع عطا فرمائے۔

”أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ“

وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور (شرعاً) ہر نیک کام کا حکم کریں اور ہر

برے کام سے منع کریں۔ (پارہ ۷، ص ۱۳)

ویسے تو ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے نماز، زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تاکید ہے مگر جن لوگوں کیلئے بطور حکمران نماز، زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم ہے وہ صرف ذاتی و انفرادی طور پر ان امور کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہو سکتے بلکہ ان پر بطور حکمران لازم ہے کہ وہ اپنے ذاتی عمل کے علاوہ پورے ملک میں بیجا نہ نماز، زکوٰۃ کا حکم جاری کریں، اسلامی احکام و فرائض و اعمال صالحہ کو قانوناً فروغ دیں اور ہر طرح کی برائی، بد اخلاقی، بے پردگی و بے حیائی، حرائق و حرام کاری، فوٹو بازی و ویڈیو بازی اور ظلم و ستم کو حکماً ممنوع قرار دیں اور تعزیرات اسلامی کا نفاذ کر کے ایک ایسا مثالی معاشرہ تشکیل دیں جس کا نقشہ اوپر دکھایا گیا ہے۔

نوٹ: مذکورہ اشتہار ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ (ﷺ) کے دوران تحریر کیا گیا جس کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی۔ فالہمد للہ علی ذالک

=====

باب نمبر ۲

مسائل نماز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ
وَاللَّهُ يَسْتَبْدِلُ الْبَاقِيَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ○

بے شک اللہ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستمروں کو“
(پارہ ۲، رکوع ۱۲، سورہ البقرہ)

قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

”ان (کچے) نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔“

(پارہ ۳۰، رکوع ۳۲، سورۃ الماعون)

نماز و طہارت کے ضروری مسائل کا بیان

”اپنی سات برس کی اولاد کو نماز شروع کراؤ

اور دس برس پر انہیں مار کر نماز پڑھاؤ“ (حدیث پاک)

۔ بوڑھا ہو یا جوان ہو سب پر نماز فرض ہے

بچے کو دس سال کے مار کے لاؤ نماز میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝

”بے شک مراد کو پہنچے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں“
(پ ۱۸ رکوع ۱ سورہ المؤمنون آیت ۲۰)

نیز فرمایا: إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ ذَاهِمُونَ ۝

(پارہ ۲۹، رکوع ۷، سورہ المعارج، آیت ۲۳، ۲۴)

”مگر نمازی جو اپنی نماز کے ہمیشہ پابند ہیں۔۔۔۔۔“

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يَحَافِظُونَ ۝

”اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔“

(پ ۲۹ رکوع ۷ سورہ المعارج آیت ۳۳)

معلوم ہوا: کہ دنیا و آخرت کی اصل فلاح و کامیابی اور بھلائی کے لیے بیخگانہ نماز ضروری ہے اور صحیح و کامل نماز وہ ہے جو خشوع و خلوص اور عاجزی و توجہ سے ادا کی جائے اور جس کی ہمیشہ پابندی کی جائے اور اس کے اوقات بیخگانہ اور ارکان و مسائل کی حفاظت کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی جانتا چاہیے کہ جس طرح فلاح و کامیابی کے لیے بیخگانہ نماز ضروری ہے اسی طرح نماز کے لیے طہارت اور پاکیزگی بھی ضروری ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ”جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔“

(امام احمد بن حنبل جابر رضی اللہ عنہ)

مگر افسوس کہ عام بے نماز متکبر اور غافل لوگ اس حقیقت سے ناواقف و جاہل ہیں۔ کئی تو نماز ہی سے بے نصیب ہیں اور بعض نمازی مرد اور عورتیں بھی نماز و طہارت کی

کنجی نہ ہونے کے باعث نماز کی برکات و صحیح ادائیگی سے محروم ہیں۔ اس لیے نماز و طہارت کے ضروری مسائل کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ناپاک پاک ہو جائیں اور نمازی نماز درست کر کے جنت کی کنجی کی صحیح حفاظت کریں۔ وَمَا قَوْلِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فہم حدیث نبوی کے مطابق کنجی کے لفظ سے نماز کی اہمیت کا اندازہ فرمائیں اس لیے کہ کنجی کے بغیر آدمی کے لیے اپنے مکان، دکان اور کار و غیرہ کا داخلہ دشوار ہوتا ہے تو جنت کی کنجی نماز کے بغیر جنت میں داخلہ کیسے ہوگا اور بے نماز جنت سے محروم رہ کر جہنم کی سزا کیسے ادا کر سکیں گے۔ ع۔۔۔۔۔ ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

نماز اور طہارت کے ضروری تعلق سے معلوم ہوا کہ نماز ہی انسان کا ظاہر و باطن تک پہنچاتی ہے اور چونکہ نماز سے محروم صحیح طہارت سے بھی محروم ہوتا ہے اس لیے بے نماز ناپاک شخص کی زندگی انسان و مسلمان کی زندگی نہیں بلکہ حیوانوں اور لڑکوں جیسی ناپاک زندگی ہے۔ جیسا کہ عام بے نماز مرد و عورتیں استنجا نہیں کرتے اور مغرب زدہ فیشن اہل مرد کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں اور لبوں پر سرخی کی تہ جھاتی ہیں جس کے باعث اصل جسم پر پانی نہ پہنچنے کی بناء پر غسل اترتا ہے نہ وضو ہوتا ہے اور نہ نماز ہوتی ہے اور وہ اسی طرح پلید رہتی ہیں بلکہ ایسی ”میک اپ“ زدہ عورتیں اور لڑکیاں عموماً ویسے ہی نماز اور طہارت کی حامل اور عامل نہیں ہوتیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

استنجا کا بیان: جب پیشاب یا پاخانہ کے لیے جائے تو داخل ہوتے وقت پہلے ہاتھ قدم داخل کرے اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے پاخانہ یا پیشاب طہارت کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ ہونہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے۔ چاہے مکان کے اندر ہو یا میدان میں بلکہ اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ پاپشت کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے

ہی فوراً رخ بدل دے اور جن مساجد و مکانات میں بیت الخلاء اور استنجاء خانہ کا رخ ایسا ہو کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت ہوتی ہو تو ان کا رخ فوراً تبدیل کیا جائے۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور عام لوگ اس سے غافل ہیں۔ بچے کو پیشاب یا پاخانہ کرانے والا اگر بچے کا منہ یا پشت قبلہ کی طرف کرے تو بھی گنہگار ہوگا۔ اسی طرح مرد کو سونا پہننا چونکہ حرام ہے لہذا اگر چھوٹے بچوں کو کوئی سونے کی انگٹھی وغیرہ پہنائے تو وہ گنہگار ہوگا۔ چونکہ بچہ تو غیر مکلف ہے اور بے سمجھ ہے۔ ننگے سر پیشاب یا پاخانہ کو جانا یا ایسی چیز ہاتھ میں لے جانا جس پر کچھ لکھا ہو یا ایسی انگٹھی اس وقت پہننے رکھنا اور یونہی اس موقع پر گفتگو کرنا ممنوع و مکروہ ہے۔ آگے یا پیچھے سے جب نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجاء کرنا سنت ہے۔ اگر صرف پانی سے طہارت کر لی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔

☆ کاغذ سے استنجاء منع ہے اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابو جہل ایسے کافر کا نام لکھا ہو۔
☆ واسنہ ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو تو پھر جائز ہے۔
☆ زمزم شریف کے پانی سے استنجاء مکروہ اور ڈھیلا نہ لیا ہو تو ناجائز ہے۔
خبردار: استنجاء کی حالت میں پورا پردہ ہونہ کوئی دیکھے نہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر پڑیں۔
پلیدی سے اجتناب اور طہارت کا پورا اہتمام ہو۔

ہذا یزوں کی طرح بچوں کا پیشاب بھی ناپاک ہے اور اس سے احتیاط ضروری ہے۔ اسی طرح شیر خوار بچہ نے دودھ پئے کیا اگر وہ منہ بھرے نجس ہے۔

وَعَا: بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھے اور باہر نکل کر غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِنِیْ وَآمَسَّکَ عَلَیْ مَا یَنْفَعُنِیْ کہے۔ (ترمذی ۳/۱، مشکوٰۃ ص ۴۴)

خل کا بیان: مادہ اپنی جگہ سے ثبوت کے ساتھ جدا ہو کر نکلا غسل واجب ہو گیا۔
اس سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پانی اور اس تری کے منی یا ندی ہونے کا یقین بالاحوال ہو تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یا نہ ہو۔ جماعت سے غسل واجب ہے اور مال ہو یا نہ ہو۔ ان تین اسباب سے جن پر غسل فرض ہوا ان کو جنبی اور ان اسباب کو اجنبی کہا جاتا ہے۔ ان تین کے علاوہ عورت کے حیض سے فارغ ہونے اور بچہ کی حائض کے بعد نفاس کے ختم ہونے پر بھی غسل واجب ہے۔

طریقہ غسل: غسل کے تین فرض ہیں۔ (۱) کلی کرنا اس طرح کے ہونٹ سے لے کر ان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک منہ کے ہر پرزے گوشے تک پانی پہنچ جائے۔ اس تک کہ دانتوں کی جڑوں اور کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو جو پانی پہننے سے نکلے تو اس کا چھڑانا بھی ضروری ہے۔ اگر چھڑانے میں ضرر اور حرج نہ ہو۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نچھٹوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے پانی سونگھ کر اوپر نہ جائے کہ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رو نہ جائے۔ ناک کے اندر ریشم سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا اور ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔

(۳) تمام بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوے تک جسم کے ہر پرزے ہر ٹکڑے پر پانی بہ جانا۔ غرضیکہ بال برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناف نامی اقلی ڈال کر دھوئیں اگر پانی پہننے میں خشک ہو اور مع ان فراغت کے پورا مسنون طریقہ یہ ہے کہ غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر دھوئیں جگہ دھوئے۔ خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کر کے پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چڑھے۔ پھر تین مرتبہ دھوئے پانی بہائے کہ بائیں کندھے پر تین بار اور تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے اور پھر سر پر پھر تمام

بدن پر تین بار پانی بہائے۔ خیال رہے کہ نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہو اور کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دعا پڑھے فارغ ہو کر پڑھ سکتا ہے۔

انتباہ: سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے لوک تک پانی بہانا فرض ہے اور بال گندھے ہوں تو عورت کا سر پر پانی بہا کر بالوں کی جڑیں تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری نہیں اور اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

☆ کانوں اور ناک وغیرہ کے زیور کا حکم یہ ہے کہ سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا ضروری ہے اور اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے ورنہ نہیں۔

☆ کسی زخم پر پنی وغیرہ بندھی ہو کہ کھولنے میں ضرر یا حرج ہو یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہانا ضرر کرے گا تو اس پورے عضو کا مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی موضع حاجت سے زیادہ نہ دکھی جائے ورنہ مسح کافی نہ ہوگا۔

(مگر صحیح ہو اور گنجائش سے غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے)

☆ جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو اور وہ دستیاب نہ ہو یا ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو تو اس صورت میں پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھے۔ نماز ترک نہ کرے، اس سے اکثر مسلمان غافل ہیں۔

۔ بے نماز کیا غضب کرتے ہو تم

حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم

احکام: جس پر نہانا فرض ہو اس کو مسجد میں جانا طواف کرنا قرآن مجید چھونا (اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے) یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا اس کا چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقلعات کی انگوٹھی حرام ہے۔

قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔

درو و شریف اور دعاؤں وغیرہ کے پڑھنے میں انہیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔

ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

رات کو غسل واجب ہوا مگر صبح فجر کے وقت نہانا چاہتا ہے تو استنجاء اور وضو کر کے وضو کر کلی کر کے سو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس حالت میں ضرورت ہو تو وضو کر کے یا وضو کر اور کلی کر کے کھاپی سکتا ہے۔ سبحان اللہ کیسا کامل دین اور آسان شریعت ہے۔

نہانے کا بیان: وضو میں چار فرض ہیں۔

(۱) منہ دھونا اور لہائی میں شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جھننے کی انتہا ہو) تھوڑی تک اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک منہ ہے۔ اس حد کے اندر ہر حصہ پر پانی بہانا فرض ہے۔

(۲) ہاتھ دھونا۔ اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ اگر کہنیوں سے ناخن تک کوئی حصہ بھر بھی دھونے سے رہ جائے گی وضو نہ ہوگا۔ (اس لیے ناخن پالش کی حالت میں وضو نہ ہوگا۔ اس لیے کہ پالش کی رکاوٹ سے اصل جسم و ناخن تک پانی نہیں پہنچ سکتا) کہنے چھلے انگوٹھیاں چوڑیاں وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو

ان کو دھونا فرض ہے اور اگر ہلانے سے پانی بہہ سکتا ہے تو حرکت دینا ضروری ہے اور اعلیٰ ہوں کہ بے ہلانے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔

(۳) سر کا مسح۔ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ مسح کرنے کے لیے ہاتھ تر ہونا چاہیے۔ اگر کسی اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو

☆ سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی اور بال ہوں تو خاص سر پر بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے۔

☆ عمامہ ٹوپی دوپٹے پر مسح کافی نہیں۔

(۴) پاؤں دھونا۔ پاؤں کو گٹھوں سمیت ایک دفعہ دھونا فرض ہے۔

☆ چھلے اور پاؤں کے گٹھوں کا وہی حکم ہے جو دھونے کے بیان میں گزرا

☆ بعض لوگ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے پاؤں کے انگلیوں میں اس قدر کھجی کر دھا کہ باندھ دیتے ہیں کہ پانی بہتا تو درکنار اس طرح نہ دھا کے کے نیچے تر ہوتا ہے نہ وضو ہوتا ہے۔

☆ مچھلی کا سنا (چٹنا) اعضائے وضو پر چکارہ گیا وضو نہ ہوگا کہ پانی اس کے لیے نہ سنبھے گا اور یہی وجہ ناخن پالش کی حالت میں وضو نہ ہونے کی ہے۔

طریقہ وضو: اب مع فرائض سنت و مستحب سمیت وضو کا مختصر طریقہ ملاحظہ ہو۔

”حکم الہی بجالانے کی نیت کرے اور بسم اللہ شریف پڑھے اور ہاتھوں کو گٹھوں تک تین بار دھوئے۔ کم سے کم تین مرتبہ داہنے بائیں اور اوپر نیچے کے دانٹوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھوئے پھر تین چلو پانی سے منہ بھر کر تین کلیاں کرے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغہ کرے پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور روزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے اور یہ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرے پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر دونوں ہاتھ سے تین بار منہ دھوئے منہ دھوتے وقت انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرے بشرطیکہ احرام نہ باندھے ہو پھر تین تین بار دونوں ہاتھ پورے دھوئے پھر پورے سر، کان اور گردن کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھوئے اور ہاتھ اور پاؤں دھونے میں انگلیوں سے شروع کرے اور جو اعضاء دھونے کے ہیں ان کو تین تین

☆ دھوئے۔ داہنی جانب سے ابتداء کرے اور اعضاء کو اس طرح دھوئے کہ پہلے والا عضو دھوئے جائے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا ان کے درمیان خلال کرے ہو سکے تو وضو کا بجا آئی لڑے ہو کر تھوڑا سا پانی لے کہ شفاء امراض ہے اور آسمان کی طرف منہ کر کے **اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوبُ اِلَيْكَ** اور **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** پڑھے پھر دو رکعت تحسینۃ الوضو پڑھے تو بہت ثواب ہے۔ قبلہ کی طرف تھوک یا کلی کرنا وضو میں دنیاوی بات کرنا مکروہ ہے۔

☆ ہر عضو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیے کہ بوندیں بدن یا کپڑے پر نہ چسکیں۔

☆ نماز سجدہ تلاوت نماز جنازہ اور قرآن مجید چھونے کے لیے وضو فرض ہے۔ وضو غسل میں پانی ضرورت و اندازہ سے استعمال کریں بلا وجہ فضول خرچی نہ کریں۔ پاخانہ پیشاب وغیرہ مرد یا عورت کے آگے پیچھے سے نکلیں وضو جائز ہے گا۔ مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج ہوئی وضو جائز رہا خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہہ گیا تو وضو جائز رہا اور اگر بہنے کے قابل نہ تھا تو وضو نہ ٹوٹا۔ سو جانے سے وضو جائز رہتا ہے۔

☆ نماز کا بیان: نماز میں چھ شرائط ہیں (طہارت، سنہ عورت، استقبال قبلہ، وقت، نیت، تکبیر تحریمہ) سات فرائض ہیں۔ (تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود، قعدہ اخیرہ، خروج، صعدہ) ۱۲ اجزائے اور ۷ سنتیں ۱۵ مستحبات ہیں۔ تکبیر تحریمہ حقیقۃً شرائط نماز سے ہے مگر الحال نماز سے بہت زیادہ اقبال کی وجہ سے فرائض نماز میں بھی اس کا شمار ہوا۔ اب اس پر مشتمل سی خفی نماز کا طریقہ ملاحظہ ہو۔

طریقہ نماز: (قیام) با وضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگلی کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو۔ دونوں ہاتھ یہاں تک اٹھائے کہ کان کی لو سے چھو جائیں۔ ہتھیلیاں قبلہ ہوں اور نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے یوں کہ دینی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اگلے بغل ہو اور شاہ پڑھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَكَبَّارُكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ
پھر اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے پھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ کہے پھر الحمد شریف پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین (چھوٹی آیات) کے برابر ہو۔ (رکوع) اب اللہ اکبر کہتا ہوں رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے اس طرح پکڑے کہ انگلیاں خوب پھیلی ہوں اور سر پیٹھ کے برابر ہو، اونچا نیچا نہ ہو اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے۔ (قومہ) پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور اکیلا ہو تو اس کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہے۔ (سجدہ) پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ اور پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے (زمین پر کوئی ایسی نرم چیز نہ ہو کہ اس پر پیشانی اور ناک کی ہڈی جم نہ سکے) اور بازوؤں کو پہلوؤں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو خوب جھے ہوں اور ہتھیلیاں پیچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہے۔ (جلسہ) پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم

کھڑا رہے اور پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے۔ پھر سر اٹھائے پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ (دوسری رکعت) اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر رکوع شروع کر دے پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کر کے (قعدہ) داہنا قدم کھڑا کر کے (اس قدم) بچھا کر بیٹھ جائے اور التحیات و تشہد پڑھے اور جب کلمہ لا کے قریب پہنچے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ الا پر اس کے بعد اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرے۔ (تیسری اور چوتھی) اگر دو سے زیادہ رکعتیں ہوں یعنی تین تو اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت کی طرح ادا کرے مگر فرضوں کی آخری رکعت میں (یا یقینی) رکعت میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ (قعدہ اخیرہ) پھر قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا۔ اس میں التحیات و تشہد کے بعد نماز والا سجدہ کرے اور پھر دعا پڑھے۔ (سلام) پھر داہنے شانے کی طرف منہ کر کے اَلَامَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہے۔ پھر بائیں طرف سلام پھیرے اور فرض نماز کے ختم ہونے کے بعد دعا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ پڑھے۔

اور نماز خشوع و توجہ کے ساتھ پڑھی جائے۔ جلد بازی میں وضو صحیح طرح نہ کرنا، ہاتھ نہ بال کر جانا اور اپنی نماز میں رکوع و سجدہ اطمینان سے نہ کرنا، رکوع کے بعد پورا کھڑا ہونا، دو سجدوں کے درمیان پوری طرح نہ بیٹھنا اور دیگر مسائل و افعال کا خیال نماز میں غمرونی و خرابی کا باعث ہے۔

مفتدی کو امام کے پیچھے قرأت اور سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا منع ہے۔
نماز فرض وتر، عیدین و سنت فجر میں قیام کرنا (کھڑے ہو کر رکعت ادا کرنا)

فرض ہے۔ بلا عذر صحیح بیٹھ کر پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر عصا یا دیوار کی لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو بھی کھڑا ہو کر پڑھے۔ بلکہ اگر کھڑا ہو کر صرف اللہ اکبر کہہ سکتا تو اتنا کہہ لے پھر بیٹھ کر پڑھے۔ بعض عورتوں اور حیلہ بہانہ کرنے والوں کو اس کا دیکھنا چاہیے۔ کھڑے ہو کر نفل پڑھنا بیٹھ کر پڑھنے سے دو گنا ثواب ہے۔

عورتیں: جو نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کر کے کپڑے کے اندر صرف موٹھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لا کر سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھیں۔ رکوع میں اتنا جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پھر انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھیں اور ٹانگیں ہونکی رکھیں۔ سجدہ سمٹ کر کریں کہ بازو پسلیوں سے پیٹ ران سے دان پٹلیوں اور پنڈلیاں زمین سے ملی رہیں۔ سجدہ کے بعد دونوں پاؤں دفنی جانب نکال کر ہاتھ سرین پر بیٹھیں۔ باقی نماز اسی طرح پڑھیں جیسا کہ ذکر ہوا نیز قمیض کی آستین بائیں ہو۔ دوپٹہ اور کرتہ اتنا موٹا ضرور ہو کہ جسم کی رنگت اور بالوں کی چمک نظر نہ آئے۔ شلو اور ٹخنوں سے نیچے ہو۔ سبحان اللہ نماز میں بھی پردہ کا کتنا اہتمام ہے۔

نوٹ: نماز اور طہارت کے یہ مختصر و ضروری مسائل خلیفہ اعظم حضرت صدر شریعت محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق تصنیف ”بہار شریعت“ سے منقول ہیں۔ زیادہ تفصیل و معلومات کے لیے ”بہار شریعت“ حصہ دوم سوم کا مطالعہ اور باقی حصص کا بالعموم مطالعہ کرنا چاہیے یہ واقعی بہار شریعت ہے۔

حرف آخر: مسلمان کے لیے نماز بہت ہی اہم و مہتمم بالشان اسلام فرض ہے۔ مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے علاوہ اپنے بال بچوں کو بھی دیندار و پنجگانہ نمازی بنائے۔ بحکم حدیث وقفہ جب اولاد سات برس کی ہو انہیں نماز شروع کرا دیں اور اگر دس برس کے بچے بچیاں اور بیوی نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھائیں اور نماز کے مسائل اچھی طرح یاد کریں اور کرائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَتَوْفِقُنَا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتَعَزُّوۃ وَتَوْقِرُوۃ

لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

(پارہ ۲۶، رکوع ۹، سورہ الفتح)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

محبیب! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (پارہ ۳۰، رکوع ۱۹)

”رود شریف محبت“ تعظیم کا شعبہ ہے۔ (القول البدیع)

”مسئلوۃ و سلام بوقت اذان بھی اس آیت کے تحت ہے۔“

(میرت حلیہ جلد ۱، ص ۳۹۳)

بوقت اذان صلوٰۃ و سلام

اور

انگوٹھے چومنے کا بیان

کلموں میں نمازوں میں خطبوں میں اذان میں

ہے نام الہی سے ملا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال: اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے خلاف زبانی مخالفت کے بہت پمفلٹ بازی و اشتہار بازی ہو رہی ہے۔ اسے بدعت و ناجائز اذان میں اس دین میں مداخلت اور اذان ہلائی کے مخالف قرار دیا جا رہا ہے اس کے متعلق صورتحال و شرعی حیثیت سے مدلل طور پر مطمئن کیا جائے نیز اذان میں انگوٹھے پر ہاتھ کے مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے۔

الجواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پارہ ۲۲، سورہ الاحزاب، آیت ۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (پیغمبر) پر اے ایمان والو! پروردگار خوب سلام بھیجو۔“

قرآن پاک کی اس مشہور و معروف آیت مبارکہ میں حضور ﷺ کی تعظیم شان اور آپ پر صلوٰۃ و سلام کے متعلق بہت جامع بیان ہے اور مانعین صلوٰۃ و سلام کے خلاف جو بھی اعتراضات کرتے ہیں ان سب کا اس میں جواب ہے کیونکہ آیت کریمہ میں صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا مطلق حکم ہے کہ

☆ جہاں چاہو پڑھو

☆ جب چاہو پڑھو اور جن الفاظ و صیغوں کے ساتھ چاہو اسے ادا کرو اس پر کوئی پابندی نہیں جب تک کسی معقول دلیل سے کسی پہلو کو ناجائز ثابت نہ کیا جائے مانعین کے امام ابن قیم تلمیذ ابن تیمیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

الْتُوا عَلَيْهِ فِي صَلَاتِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمْ وَفِي كُلِّ مَوْطِنٍ

یعنی ”اے ایمان والو! اپنے نبی کی ثناء کرو (درود و سلام پڑھو) اپنی نمازوں میں اور ہر موقع و جگہ میں۔“ (جلاء الافہام ص ۲۹۰)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بلفظ ”تنبیہ“ فرمایا ”۳ شخصت ﷺ اوقات میں درود و سلام مستحب و مستحسن ہے۔“

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۳۲۳)

فقہ اسلامی کی مشہور و معتبر کتاب (در مختار و رد المحتار ج ۱ ص ۳۸۲) میں فرمایا:

وَمُسْتَحَبَّةٌ فِي كُلِّ أَوْقَاتٍ الْأَمْكَانِ حَيْثُ لَا مَنَاعَ

یعنی ان تمام ممکن و جائز اوقات میں درود شریف مستحب ہے جہاں کوئی مانع نہیں۔ علامہ یوسف مہمانی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا کہ ”درود شریف ہر وقت و جگہ میں مستحب ہے۔“ (سعادة الکونین ص ۱۹۵)

اگر کوئی قرآن کریم و ان سب تصریحات کے برعکس کہیں صلوٰۃ و سلام سے منع ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایسی ہی تصریحات سے ممانعت ثابت کرے ورنہ یہ اذیانوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ درود شریف میں خیر و برکت اور بہتری ہی بہتری ہے۔ درود کی فضیلت و ثواب پڑھنے والے کو حاصل ہے۔

خطاب: حضور ﷺ پر درود و سلام کا حکم خداوندی اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دنیا سے پردہ فرمانے کے باوجود بحیات حقیقی زندہ ہیں آپ کو درود و سلام پہنچتا ہے جسے آپ سنتے اور وصول فرماتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ پر درود و سلام کا حکم نہ فرماتا یا آپ کے پردہ فرمانے کی صورت میں اس کی ممانعت کر دی ہوتی۔ حکم خداوندی مطلق اور دائمی ہے اور اس سے آپ کی حیات و سماعت ثابت

ہے۔ لہذا بصیغہ خطاب بھی صلوٰۃ و سلام عرض کرنا جائز و ثابت ہے اور تفسیر روح المعانی میں مَسْلَمُوا تَسْلِيمًا کی تفسیر ہی یہ فرمائی ہے کہ

قُولُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَنَحْوُهُ

یعنی بصیغہ خطاب و حاضر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

یا اس کی مثل اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا حَبِيبَ اللَّهِ وغیرہ پڑھو۔

پھر فرمایا ”هَذَا مَا عَلَيْهِ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ الْأَجَلَةِ“

اکثر اجل علماء کی یہی تفسیر و مسلک ہے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان خداوندی کے موافق اپنی امت کو عین نماز و تشہد میں سلام کی تعلیم ہی بصیغہ خطاب حاضر فرمائی ہے۔ جسے ہر نمازی مسلمان پڑھتا ہے

”اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ (سلام ہو آپ پر اے نبی پاک)

اگر اس میں شرک و بدعت کا کوئی شبہ ہوتا تو قرآن وحدیث میں اور عین حالت نماز میں ہرگز یہ تعلیم نہ دی جاتی اور جب نماز جیسی خاص عبادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء کے ساتھ سلام شرک و بدعت نہیں تو بیرون نماز نداء کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کی ممانعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگ نماز والے درود کی تو بہت فضیلت دیتے ہیں بیان کرتے ہیں مگر نماز کے سلام بصیغہ خطاب (اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ) کا ذکر زبان پر نہیں لاتے۔ یہ نا انصافی نہیں تو اور کیا ہے؟

لفظ صلوٰۃ: جس طرح تمام اوقات میں درود پڑھنا اور نداء و خطاب کرنا جائز و ثابت ہے اسی طرح نماز کے علاوہ کسی بھی لفظ کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی پابندی نہیں علامہ قاری علیہ الرحمۃ نے شرح دلائل الخیرات ص ۲۶ میں فرمایا:

”جس طرح بھی درود پڑھے لفظ صلوٰۃ کے ذکر کے بعد وہ درود ہے“

اور امام سخاوی نے فرمایا:

”بمہر کے نزدیک جس لفظ سے بھی صلوٰۃ (درود) کا مفہوم و مرادوا ہو جائز ہے“

(القول البدیع ص ۶۴)

الحمد للہ آیت مبارکہ کی روشنی میں تصریحات مذکورہ سے واضح ہو گیا کہ درود

پڑھنے میں وقت اور الفاظ و جگہ کی کوئی پابندی نہیں۔ درود شریف جب پڑھا جائے جہاں پڑھا جائے اور جن الفاظ سے پڑھا جائے سب جائز ہے۔

کثرت و کثرت: قرآن پاک نے حضور ﷺ کے ذکر کی بلندی کا اعلان فرمایا ہے:

(وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) (پارہ ۳۰، سورہ الم نشرح، آیت ۲)

اور حدیث میں کثرت درود کا ارشاد فرمایا ہے۔

”إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ“ (مشکوٰۃ شریف)

لہذا درود شریف جس قدر اور جتنے مقام پر پڑھا جائیگا اتنی ہی کثرت اور بلندی

مقام کی اس لیے بحکم قرآن وحدیث اہل سنت و جماعت کے ہاں ہر موقع پر درود کی کثرت ہوتی ہے اور یہی اہلسنت اہل محبت کی علامت ہے جیسا کہ امام سخاوی نے قول البدیع ص ۳۳ میں نقل کیا ہے۔

صلوٰۃ بوقت اذان: بیشتر ازیں قرآن کریم تفسیر وحدیث اور علماء کی تصریحات کی

روایت میں باممانعت ہر جگہ ہر وقت و ہر حالت بصیغہ خطاب وغیرہ ہر طرح درود شریف

پڑھنے کے ثبوت سے اگرچہ اذان سے پہلے اور اذان کے بعد بھی صلوٰۃ و سلام پڑھنا

جائز و درست ہے مگر خاص اس مسئلہ میں آٹھ سو سال سے زائد اہل اسلام و آئمہ کرام

مبارک دین کا ”اجماع“ پیش کرتے ہیں اس لیے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے

”بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا“ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

(کتاب جماعت ص ۲۹ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

برکت تمہارے اکابر (بزرگوں) کے ساتھ ہے۔ (کشف الغمہ ص ۱۱۹ امام شعرانی)

صلاح الدین ایوبی: تاریخ اسلام کے سرمایہ افتخار عاشق مصطفیٰ ﷺ قاری

المقدس مجاہد اسلام عادل و دیندار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۹ھ)

نے چھٹی صدی ہجری میں اپنے دور حکومت میں بوقت اذان الصلوٰۃ والسلام

عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنے کا حکم جاری کیا اور اس کے باوجود کہ سلطان موصو

بذات خود جلیل القدر عالم و فاضل تھے اتنے سو سال کے عرصہ میں متفقہ و مسلمہ آ

دین و بزرگان عظام نے سلطان موصوف و صلوٰۃ و سلام کے خلاف فتویٰ جاری کر

کی بجائے اس کی تائید و تصویب فرمائی اور اسے اپنی دعاؤں سے نوازا۔ ملاحظہ ہو۔

امام سخاوی: امام محمد بن عبدالرحمن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ پانچ سو سال پہلے) نویں

صدی ہجری کے جلیل القدر امام و بزرگ اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری

رحمۃ اللہ علیہما جیسے شیخ کے قابل فخر شاگرد ہیں جو اپنی مشہور کتاب "الْمَقُولُ الْبَدِيعُ فِي

الصَّلَاةِ عَلَى الْحَبِيبِ الشَّافِعِ" میں فرماتے ہیں کہ "مؤذن حضرات فجر

جمہ کی اذان سے پہلے اور (یعنی وقت کے باعث مغرب کی نماز کے علاوہ)

باقی اذانوں کے بعد جو

الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

پڑھتے ہیں اس کی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب (ایوبی) کے

میں ان کے حکم سے ہوئی۔ ان سے پہلے لوگ اپنے خلفاء پر "السلام علی الامام الظاہر" وغیرہ

کہہ کر سلام کہتے تھے جبکہ سلطان صلاح الدین نے اپنے عہد میں اس بدعت کو باطل

اس کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کا حکم جاری کیا، اسے اس کی

جگہ خیر عطا ہوا اور اس کے مستحب ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

وَالْمَعْلُومُ الْخَيْرُ اور نیک کام کرو۔ (پ ۷۷ ع ۱ سورہ الحج، آیت ۷۷)

اور معلوم و ظاہر ہے کہ صلوٰۃ و سلام اجل خیر و عبادت ہے اور اس کی ترغیب پر

احادیث وارد ہیں۔ پس حق بات یہ ہے کہ اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ و سلام بدعت حسہ

(اللہ انہی نئی بات) ہے جس کے کرنے والے کو اس کی اچھی نیت کے باعث اجر و

ثواب ہوگا۔ (القول البدیع ص ۱۹۲)

امام شعرانی: امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) چار سو سال پہلے وہ

جامع شریعت و طریقت عارف باللہ اور محقق مذاہب اربعہ بزرگ ہیں جو امام جلال

ابن سیوطی، شیخ ذکریا انصاری، شیخ محمد شادی اور شیخ علی الخواص رضی اللہ عنہم جیسے اکابر

کے شاگرد ہیں۔ آپ نے بھی امام سخاوی کی طرح سلطان ایوبی کا واقعہ لکھتے ہوئے فرمایا

سلطان عادل صلاح الدین نے ردائش کے اپنے خلفاء پر سلام کی بدعت کو مٹا دیا

اس کی بجائے مؤذنون کو الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنے کا حکم دیا

جمہوں اور دیہاتوں میں اس کا حکم نافذ فرمایا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

(کشف الغمہ ص ۸۷ باب الاذان)

امام ابن حجر: امام احمد بن محمد ہتیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ چار سو سال پہلے)

جامع مشکوٰۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ اور جلیل القدر امام اور بزرگ

ہیں۔ آپ نے بھی امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق مضمون نقل کرنے کے بعد فرمایا:

"وَلَيْغَمَ مَا فَعَلَ فَعَجَزَاهُ اللَّهُ خَيْرًا" یعنی سلطان صلاح الدین نے

ان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا طریقہ جاری فرما کر بہت اچھا کیا، اللہ اسے جزائے خیر

دے۔

عطا فرمائے، مزید فرمایا کہ ”صلوٰۃ بوقت اذان کی اصل سنت اور کیفیت ”بدعت“ ہے۔ یعنی جس (نئے نیک کام کی شریعت و سنت میں اصل موجود ہو وہ اپنی ہی صورت و موجودہ کیفیت میں اپنی اصل سے تعلق کے باعث بدعت حسنہ، کار خیر اور باعث ثواب ہوگا۔ جیسا کہ سلطان ایوبی کے متعلق بیان ہوا)

☆ مزید فرمایا کہ ”اذان سے پہلے جو سنت اعتقاد کر کے درود پڑھے اسے روکا اور منع کیا جائے، یعنی باعتقاد سنت اذان سے پہلے درود ممنوع ہے اور اگر اس صورت کو سنت اعتقاد نہ کرے بلکہ مطلقاً نیت خیر، کار خیر کے طور پر پڑھے جیسا کہ اہل سنت پڑھتے ہیں تو منع نہیں (فتاویٰ کبریٰ جلد ۱ ص ۱۳۱ وغیرہ)

(سُبْحَانَ اللَّهِ، مسئلہ کی کسی نفیس تحقیقی و بہر پہلو تفصیل فرمادی ہے۔ ماشاء اللہ) ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے بھی اپنے زمانہ میں صلوٰۃ بوقت اذان کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے استاذ محترم امام ابن حجر مکی کے موافق اس کی اصل سنت اور کیفیت بدعت لکھی ہے (جس کی تفصیل مذکور ہوئی) (مرقاۃ ص ۴۲۳ ج ۱)

اسی طرح علامہ حنفیؒ نے ”در مختار“ میں علامہ شامی نے رد المحتار میں علامہ عمر بن نجیم نے ”مہر الفائق“ میں امام سیوطی نے صلوٰۃ و سلام بوقت اذان کا ذکر فرمایا اور اسے بری بدعت کہنے کی بجائے بدعت حسنہ قرار دیا۔ بفضلہ تعالیٰ اس تحقیق و تفصیل کی روشنی میں اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا جواز و استحباب ثابت ہو گیا جو عملاً اور ابتداً آٹھ سو سال سے زائد عرصہ سے مختلف مقامات پر جاری چلا آ رہا ہے۔ چونکہ اس طرح پڑھنا واجب و سنت نہیں اس لیے ہمیشہ ہر جگہ اس کا التزام نہیں کیا گیا لیکن چونکہ یہ درود شریف ہے اس لیے اس کیفیت سے پڑھنا ناجائز بھی نہیں بلکہ جائز و مستحب ہے لہذا اس کو بدعت و ناجائز اور اذان میں اضافہ و مداخلت فی الدین وغیرہ قرار دینا بجائے خود ناجائز و غلط ہے۔ کیا مانعین میں سلطان ایوبی اور دیگر آئمہ اور علماء کا کسی لحاظ سے بھی کوئی ہم پایہ

میں جود ہے؟ ہرگز نہیں تو پھر ”چھوٹا منہ“ بڑی بات کہاں کی شکستہ دی ہے۔ اگر کوئی مانع نہ پڑھے تو اس کی مرضی لیکن اس کی مخالفت تو سراسر زیادتی و محرومی ہے۔

اذان بلائی: پھر اگر بوقت اذان صلوٰۃ و سلام اذان بلائی کے خلاف ہے تو کیا لاؤ؟ اس میں لازماً اذان کہنا اذان بلائی کے خلاف نہیں؟ پیکر میں اذان کی ”بدعت“ کو مانع نہیں بنایا جاتا۔ کیا صرف درود شریف ہی سے میر ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحْمِلُکَ وَ اَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرْیشِہِ اَرَحُّ

(کتاب ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۴)

اگر اذان سے پہلے یہ کلمات بدعت و اضافہ نہیں تو صلوٰۃ و سلام کے لیے یہ ”کوئی“ کیوں ہے؟ اور پھر مانعین اذان بلائی کی موافقت کے لیے اذان سے قبل یہ دعا پیکر اذان کیوں نہیں پڑھتے؟

حدیث مشہور میں ہے کہ حالت مرض میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بعد اذان ہر عرض کیا الصلوٰۃ والسلام عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَحُّ

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۸۷)

اور یہ بھی اذان کے ساتھ سلام پڑھنے کی اصل اور موافقت ہے۔

☆ چومنے کا بیان: مفسر قرآن الامام العالم والشیخ اکمل علامہ اسماعیل حتی رحمہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۷ھ ۱۷۲۶ سال پہلے) نے آیہ مبارک

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ ”درود و سلام کے مقامات میں سے ہے کہ اذان کے وقت رسول اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس سن کر درود پڑھے۔ امام تہستانی نے شرح کبیر میں

”کنز العباد“ سے نقل کیا ہے ”مستحب ہے کہ اذان میں پہلی مرتبہ نام اقدس سن کر (انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھے اور دوسری مرتبہ سن کر قُرْآنَ عَنِّي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہے پھر اَللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ پڑھے۔

اس کا عامل حضور ﷺ کی قیادت میں جنت میں داخل ہوگا۔ محیط میں روایت ہے کہ مسجد میں حضور ﷺ کے پاس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان شروع فرمائی اور جب اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ پڑھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور قُرْآنَ عَنِّي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھا۔ جب اذان ختم ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اے ابو بکر! جس نے میرے شوق میں تجھ جیسا عمل کیا خدا تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

امام ابوطالب کی نے بھی امام بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما سے ”قوت القلوب“ میں یہی روایت نقل فرمائی ”اس مضمون کے بعد مفسر قرآن علیہ الرضوان نے ایک سوال کا جواب بھی تحریر فرمایا۔ سنئے:

اعتراض: انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔

جواب: ”علماء کرام نے اعمال میں ضعیف حدیث کو بھی مقبول رکھا ہے۔ حدیث کے مرفوع نہ ہونے سے اس کا عمل چھوڑنا لازم نہیں۔ امام قسطلانی کا اس کو مستحب فرمانا درست ہے اور ہمارے لیے امام ابوطالب کی کا قول کافی ہے کیونکہ شیخ شہاب الدین سہروردی نے ان کے علم و حفظ اور قوت حال کی شہادت دی ہے اور انہوں نے ”قوت القلوب“ میں جو کچھ لکھا ہے اس کو قبول فرمایا ہے۔“ (تفسیر روح البیان جلد ۷ پارہ ۲۲ ص ۲۳۸)

اکبر: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر کیسے کیسے جلیل القدر آئمہ فقہاء و ائمہ بزرگان دین اور مفسرین نے انگوٹھے چومنے کو مقبول و مستحب فرمایا ہے اور بدعت کہنے کا رد کیا۔ آج علم و فضل و زہد و تقویٰ خوف خدا اور عشق مصطفیٰ ﷺ علیہ وسلم میں ایسے اکابرین امت کا ہم پایہ کون ہے جو اسے منع کرے اور ان کے احکام میں جس کا ”فتویٰ“ قابل قبول ہو؟ کوئی نہیں ہرگز نہیں اب یہ کسی کی اپنی مرضی ہے ان اکابر بزرگان دین کا دامن پکڑے یا آج کے کسی ”مولوی“ کے پیچھے چلے۔

یاد رہے ”ایمانت شرط ہے۔ اور محبت و تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام“ قصص الانبیاء وغیرہ میں روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں دیدار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے انگوٹھوں میں آنکھ کی طرح جمال محمدی ﷺ دکھایا۔ پس آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور یہ اولاد آدم کیلئے اصل قرار پائی پھر جب جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا ”جو اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے کبھی تائب نہ ہونے پائے۔“

(روح البیان حوالہ مذکورہ)

تفسیر ”روح البیان“ کے اس بیان کی تفسیر جلالین (مطبوعہ اصح المطابع) نے ”حاشیہ پر نقل کر کے چھٹی نے فرمایا ”ہم نے یہ تفصیل اس لیے لکھی کہ بعض علماء علم کی بناء پر اس مسئلہ میں تنازعہ کرتے ہیں۔“ (تفسیر جلالین ص ۳۵۷)

اور واقعی جو شخص ایسے شواہد اور آئمہ جلیل القدر بزرگوں کے مقابلہ میں اس تنازعہ کرتا اور اسے بدعت و بے ثبوت کہتا ہے اس کی علمی کمزوری و ہٹ دھرمی ظاہر ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ عشق و ہدایت نصیب فرمائے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ:

شارح مشکوٰۃ اور دسویں صدی کے مجدد ہیں آپ نے اس سلسلہ کی روایات صحیح نہ ہونے کے جواب میں فرمایا ”جب صدیق اکبر ؓ تک اس کا مرفوع ہونا ثابت ہے تو یہ اس پر عمل کے لیے کافی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم پکڑ لو۔“

(موضوعات کبیر ص ۶۳)

مجدد الف ثانی ؒ

جس وقت اذان سنتے انگوٹھے چوم کر
قُرْءَةً غَنِيًّا بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھتے تھے۔

(جواہر مجددیہ مکتوبات)

اعلیٰ حضرت:

امام احمد رضا بریلوی ؒ کی تصنیف ”منیر العین“ اور ”نہج السلامہ“ اس موضوع پر قابل دید ہیں۔

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

(پارہ ۲۲، رکوع ۴، سورہ الاحزاب)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“

بعد نماز و بعد از اذان سے
درود شریف پڑھنے کا بیان

نبیوں کے سرور و امام تم پہ درود اور سلام
پڑھتے ہیں مل کے ہم تمام تم پہ درود اور سلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بلند فرمایا ہے بلکہ آپ کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ایک تفسیر میں منقول ہے: "جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي"

میں نے تجھے اپنے ذکر میں سے ذکر بنایا پس تیری یاد میری یاد ہے جس نے تیرا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔ (شفا شریف ج ۱ ص ۱۲)

نیز آپ کا ایک نام مبارک "ذکر اللہ" بھی ہے۔ (دلائل خیرات ص ۳۵) بہر حال حضور کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اور آپ پر درود و سلام پڑھنا نہایت اہم ذکر اور بہترین وظیفہ ہے اور اس کا پڑھنا نہایت سعادت و برکت و ثواب کا باعث ہے اور جن مجالس میں درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بڑی مبارک مجالس ہیں۔ نیز نماز کے بعد مل کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا بھی شرعاً جائز ہے اور احادیث مبارکہ سے نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا ثابت ہے۔ صحیح مسلم و بخاری میں "ذکر بعد نماز" کے زیر عنوان مذکور ہے۔

"إِنَّ رَفَعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمُحْتَوَى كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ"

یعنی حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "جب میں اس ذکر کو سنتا تھا تو معلوم کر لیتا تھا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو گئے ہیں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بچپن کی وجہ سے چونکہ گھر میں ہوتے تھے اس لیے ذکر پاک کی آواز اپنے گھر میں سن لیتے تھے اور معلوم کر لیتے تھے کہ اب نماز ختم ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر

اللہ تعالیٰ کر پڑھنا جائز و ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح مسلم میں اس حدیث کے تحت نقل فرمایا ہے۔

لَهُ ذِكْرٌ عَلَى جَوَازِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ عَقَبَ الصَّلَاةِ

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔ علامہ نے بھی شرح صحیح مسلم میں اسی حدیث کے تحت بعض سلف سے نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب نقل فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی و ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے "اللہ کو یاد کرو کہ جاہل لوگ تمہیں مجنون سمجھیں" (تہذیب وحلیۃ الاولیاء) یہ دونوں حدیثیں ابن ماجہ پر دلالت کرتی ہیں۔ (تہذیب الفکر)

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا بعد نماز کے بعد بلند آواز سے فرماتے

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ الْحُكْمُ وَاللَّهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الْقَنَاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَافِرُونَ" (مسلم مکتوۃ ص ۸۸ کتاب الصلوۃ باب الذكر بعد الصلوۃ ج ۱ فصل)

نور بخشی کی مشہور کتاب "رد المحتار شرح درمختار" میں حضرت امام شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اجتمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة

في المساجد وغيرها

"یعنی علماء سلف و خلف کا اجماع ہے کہ مساجد میں جماعت کا ذکر کرنا

ہے اسے اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرنا اور اپنے اس غلط نظریہ سے باز آنا چاہیے کہ اس میں جتلا رہنا بسا اوقات آدمی کو بڑے فساد میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۶۳)

آپ کا درود و سلام خود مستنا: ابن قیم (جو مخالفین اہلسنت کے امام ہیں) اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں طبرانی و ترمذی و ابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جبکہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو تحقیق یہ یوم مشہود ہے جس میں حاضر ہوتے ہیں۔ نہیں کوئی بندہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر مجھے اس کی آواز پہنچ جائے چاہے وہ (مشرق و مغرب) کہیں بھی ہو۔ ہم (صحابہ) نے عرض کیا:

کیا وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ زمین پر انبیاء کے اجسام کھانا حرام فرمادیا۔ (جلاء الافہام ص ۷۳)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اس ارشاد کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا

”قَتَبَنِي اللَّهُ حَتَّى يُورِثَنِي“

یعنی اللہ کا نبی بعد وفات بھی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۱، کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ، تیسری فصل)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا:

جو لوگ بظاہر حضور سے غائب ہیں (دوسرے ملکوں اور شہروں میں)

ہیں) اور جو حضور کے بعد آئیں (پیدا ہو گئے) آپ کے نزدیک اُن کے درود کا حال ہے؟ پس آپ نے فرمایا:

”أَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ“

یعنی اہل محبت کا درود (چاہے وہ نزدیک ہو یا دور) میں (بلا واسطہ) خود مستنا ہوں اور انہیں پہنچاتا بھی ہوں اور غیر اہل محبت کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

(دلائل الخیرات ص ۵۶ مع شرح مطالع المسرات ص ۵۰)

”مَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ“
اے مسلمان مجھے سلام عرض کرتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو عالم استغراق سے اس کی طرف لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب زائرِ روضہ کے خاص نہیں بلکہ کل مکان و زمان (قریب و بعید) کو شامل ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۸۶،

السلوٰۃ النبی ﷺ، فصلھا دوسری فصل، شرح شفا علی قاری ج ۳ ص ۴۹۹)

يُنِي أَوْي مَالًا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَالًا تَسْمَعُونَ

(غیب و دور کی) جو چیز تم نہیں دیکھتے وہ میں دیکھتا ہوں اور (غیب و دور کی) جو چیزیں سنتے میں سنتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵)

ملاوہ از اس ارشاد ہے ”مجھ پر پیر اور جمعہ کو (بالخصوص) درود پڑھو وفات کے بعد بھی اَسْمَعُ مِنْكُمْ بِكَلَامِ الْإِسْلَامِ میں تمہارا درود بلا واسطہ سنوں گا۔“

(انیس اکیس، امام سیوطی ص ۲۴۵)

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”ما“ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری وفات کے بعد مجھے مشرق و مغرب کے امتیوں کا درود سنائے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کل دنیا قبر میں میرے سامنے رکھے گا اور میں جمع خلق خدا کی آواز سنوں گا اور اسے ملاحظہ فرماؤں گا۔“

(درة الناصحین علامہ عثمان خولوی ص ۳۲۵)

علامہ یوسف میمانی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے نقل فرماتے ہیں ”اے مسلمان! جب تو حضور ﷺ کو یاد کرے اور درود عرض کرے تو نہایت حیا و ادب و تعظیم کی

حالت اختیار کرے۔ اس لیے کہ تحقیق حضور ﷺ تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سننے میں آتا ہے۔ کیونکہ آپ صفات خداوندی سے متصف ہیں اور صفات الہی میں سے ایک یہ بھی ہے اَنَا جَلِيسٌ مِّنْ ذَكَرَنِي جو میرا ذکر کرے میں اس کے پاس ہوں۔“

(سعادة الدارين ص ۳۵۴ مدارج النبوة ص ۶۲۱)

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

صحابہ کرام علیہم الرضوان اسی صیغہ خطاب و صلوة و سلام کے ساتھ دربار رسالت میں تحیت پیش کرتے تھے۔ (نسیم الریاض شفا ج ۳ ص ۳۵۴)

”السيرة الحلبية“ میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس پتھر اور درخت پر گزر فرماتے وہ حضور کی خدمت میں عرض کرتا الصلوة والسلام عليك يا رسول الله (سیرت حلبیہ ص ۲۱۴)

یہی روایت السلام عليك يا رسول الله کے الفاظ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

علامہ شہاب احمد خاں نے شرح شفا شریف میں روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے دس مرتبہ مجھے سلام عرض کیا یعنی

السلام عليك يا رسول الله

کہا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔“ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۴۹۳)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب ”انتہا فی سلاسل اولیاء“ میں فرماتے ہیں ”جب صبح کی نماز پڑھے تو سلام پھیرنے کے بعد ”اوراد فقہیہ“ پڑھے جو کہ چودہ سو اولیاء کرام کے متبرک کلام کا مجموعہ ہے اس مجموعہ میں ۷۱ صیغوں کے ساتھ درود شریف مذکور ہے۔“

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا خليل الله

الصلوة والسلام عليك يا نبی الله

ان شخص یہ اوراد حضوری و پابندی کے ساتھ پڑھے گا وہ چودہ سو اولیاء کرام کی تحیت پائے گا۔“ (انتہا ص ۲۴)

ابن قیم نے (جلاء الافہام) میں درود پڑھنے کے مقامات میں بیستیسواں ۳۵ درود ان کے بعد درود شریف پڑھنا لکھا ہے۔

الْمُؤَطِّنُ الْخَامِسُ وَالْثَلَاثُونَ مِنْ مَوَاطِنِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَبَ الصَّلَاةَ

اور اس کے تحت حضرت شکی رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ آخِرُ سُورَةٍ تَتْلُونَ“ تک تلاوت فرما کر تین مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اس کے بعد درود شریف پڑھتے تھے۔ اس کے سبب انہیں بارگاہ رسالت میں ایسا قرب حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے خواب میں ان کے لیے قیام فرمایا اور ان کے ساتھ معاف فرمایا

اور ان کو آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ ابن قیم نے اس کو بطور سند ذکر کر کے پنجگانہ درود کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پڑھنا ثابت کیا ہے

(جلاء الافہام ص ۲۰۵)

تفسیر ”روح البیان“ میں درود شریف

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

ان درود کے ساتھ ذکر فرمایا اور لکھا ہے کہ یہ درود شریف علماء میں مشہور ہے اور

اس کے بہت سے خواص و فوائد ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۲۳۵)

ان مختصر حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ درود شریف

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ

پڑھنا بارگاہ رسالت میں لفظ یا کے ساتھ بے خطاب صلوٰۃ و سلام عرض کرنا شرعی و ثابت ہے اور عہد رسالت سے لے کر آج تک اہل اسلام و علماء و اولیاء کرام میں یہ روایت معمول ہے اور نماز کے بعد اس کا پڑھنا بہت سی برکات و بارگاہ رسالت میں قبولیت قرب کا باعث ہے۔ مدینہ منورہ میں پانچوں نمازوں کے بعد بارگاہ رسالت میں اس طرح درود شریف پیش کیا جاتا ہے۔ اور خود نماز میں ہر نمازی اپنے اپنے مقام پر بعد از نماز و خطاب بارگاہ رسالت میں

السلام عليك ايها النبي ورحمته الله وبركاته

عرض کرتا ہے، یعنی اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔ نماز میں نداء و خطاب کے ساتھ جب سلام عرض کرنا واجب ہے تو نماز کے علاوہ طریقتہ شرک و بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟

مولوی حسین احمد "مدنی" سابق صدر دیوبند نے اپنے رسالہ "شاہ

ثاقب" کے ص ۶۵ پر لکھا ہے کہ ہمارے (دیوبند کے) بزرگان دین اس صورت

(الصلوة والسلام عليك يا رسول الله)

پر جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بے خطاب و نداء ہی کیون نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔

(اس امر کے باوجود معلوم نہیں دیوبند کے متعلقین اس درود شریف کے بارے میں کیا اختلاف کرتے ہیں اور اس کے درود سے محروم کیوں رہتے ہیں)

(الاذان: ۵۶۷ھ میں فاتح بیت المقدس مجاہد اسلام امیر عادل سلطان

الاسلام نے مولانا کو حکم فرمایا کہ اذان کے بعد

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

پڑھنا اور شہر میں یہ حکم جاری کیا۔ (فیجازہ اللہ خیر)

امام شعرانی ص ۸۷ القول البدیع امام سخاوی ص ۱۹۲ رد المحتار علامہ شامی

ص ۳۹۱ سعادة الدارين علامہ نبھانی ص ۱۷۳

امام سخاوی علامہ شامی علامہ عمر صاحب ضمیر الفائق اور علامہ نبھانی

فرماتے ہیں:

وَالصَّوَابُ أَنَّهُ بِدْعَةٍ حَسَنَةٍ يَوْجَرُ لَهَا عِلَّةٌ بِحُسْنِ نِيَّةٍ

یعنی یہ ہے کہ صلوٰۃ عند الاذان بدعت حسنہ (اچھی چیز) ہے اور اس کا

باعت کی مستحق ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ علماء اعلام و فقہاء اسلام

کے مطابق اذان کے ساتھ صلوٰۃ و سلام ماشاء اللہ ۸۲۸ سال سے مسلمانان

دنیا میں سنت و جماعت میں جاری ہے اور اس کو "نئی چیز" کہنے والے خود

مذہب کی پیدوار ہیں۔

شریف کی مجالس: دیلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ نے فرمایا "مجھ پر درود پڑھ کر اپنی مجالس کو زینت دو۔ تحقیق مجھ پر درود پڑھنا

میرے دن تمہارے لئے نور ہوگا" نیز فرمایا "جس قوم نے اپنی مجلس میں نہ اللہ کا ذکر

کیا ہے نہ نبی پر درود پڑھا، قیامت کے دن اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں

مجلس میں ذکر و درود نہ پڑھنے کی وجہ سے اس ثواب کی کمی کے باعث) انہیں

مہر کی۔ (حصن حصین ص ۲۳۲)

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ”جس مجلس میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس مجلس سے ایک ایسی پاکیزہ خوشبو آئے جو آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ پس فرشتے کہتے ہیں یہ وہ مجلس ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا گیا۔ (دلائل الخیرات ص ۲۵)

ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی مجالس کی اہمیت اور ان کا معطر و مبارک ہونا ظاہر ہے۔ الحمد للہ اہلسنت و جماعت کی محافل و مجالس و اجتماعات درود شریف کی عام کثرت ہوتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو درود پاک کی قائم کرتے، ان میں شریک ہوتے اور سب مل کر حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق سلام سے اپنی مجالس کو زینت دیتے ہیں۔

نوٹ: عام طور پر یہ مشہور ہے کہ کسی نمازی کے پاس بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہیے۔ بعض لوگ جو عموماً نماز باجماعت کے بعد آتے ہیں یا ایسے لوگوں کی حمایت کرتے ہیں کہ وہ نماز کے بعد پڑھنا چاہتے ہیں، اس مسئلہ کی آڑ لے کر مساجد میں نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے اس کو روکنا چاہتے ہیں، حالانکہ چاہیے یہ کہ وہ لوگ خود وقت پر آنے کی شریعت کے مطابق نماز باجماعت ادا کریں اور اس کے بعد مسلمانوں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام پیش کریں، مگر اس کے برعکس وہ ایک تو جماعت کرتے ہیں کیونکہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جب لوگ سنت کے مطابق باجماعت ادا کرنے کے بعد کلمہ شریف اور درود شریف پڑھیں یا قرآن پاک کا ذکر یا کوئی دینی جلسہ منعقد ہو یا بقرعید کے ایام میں بعد نماز تکبیریں پڑھی جائیں یا نماز بعد طواف شروع ہو تو ایک دو تارک الجماعت آ کر کہیں کہ ہم نے نماز پڑھنی ہے۔

لہذا تم یہ ذکر وغیرہ کا سلسلہ بند کر دو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کا لوگ نماز میں مشغول ہوں یا کسی جگہ پہلے سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی کوئی شخص بعد میں آ کر اس کے پاس بلند آواز سے نہ پڑھے۔ بہر حال کسی جماعت کی خاطر جماعت کے بعد ایک معقول و باقاعدہ طریقہ سے ذکر وغیرہ کو پڑھائے جائے ایسے شخص کو تنبیہ کی جائے کہ وقت پر جماعت میں شریک ہو اور ذکر پڑھنے میں شامل ہو کر سعادت سے بہرہ ور ہو اور اگر کبھی جماعت سے رہ جائے تو دوبارہ زیادہ توجہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ لیکن ذکر پاک کو روکنے کا وبال ہرگز نہیں لے کیونکہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

(والله ورسوله اعلم)

دوسروں کی زبان سے ”گلو پھاڑنے سے منع کیا ہے اور مطلق آیات و احکامات (ذکر جہر کے) جواز پر دال ہیں۔“

(اگر جہر و ذکر خفی) دونوں میں فضیلت ہے من وجہ کسی وجہ سے جہر افضل
 اس وجہ سے خفی افضل ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ دیوبندیہ ص ۲۱۳-۲۱۴)
 اگر اور دعا میں جہر اللہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں بلکہ ذکر کو نفس میں ثابت و
 مستحکم کر کے اور دوسرے اشغال سے روکنے کے لیے ہے۔“

”فتح البیان“ صدیق حسن خان جلد ۶ ص ۵۳)

پریشانی نہ ہو تو اس کو منع نہیں کرتا چاہیے مطلقاً حرمت کی نسبت امام ابو حنیفہ کی درست نہیں اور شامی نے رد المحتار جلد اول میں نقل فرمایا ہے کہ سب اہل علم متفقہ متاخرین کا اس پر اجماع ہے کہ مل کر ذکر کرنا خواہ مساجد میں ہو پسندیدہ ہے۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن مولوی غلام خاں راولپنڈی جولائی ۱۹۶۷ء)

بلند آواز سے کلمہ پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ تلفظ درست ہو یا کاشائہ نہ ہو نماز پڑھنے والے یا سونے والے تلاوت کرنے والے کو تشویش نہ ہوتی ہو۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی فروری ۱۹۶۷ء)

ضروری حوالہ اور لطیفہ: بعد نماز و بوقت اذان صلوٰۃ سلام کے منکرین اور بدعت و بناوٹی درود کہنے والوں کے امام مولوی حسین علی وال بھیج دیئے آیت سلام کا ترجمہ بدیں الفاظ میں تحریر کیا ہے کہ

”اللہ تعالیٰ اور ملائکہ رسول پر آفرین آفرین کر رہے ہیں“

کہ یا رسول واہ وا۔۔۔۔۔ اے مومنو تم بھی آفرین آفرین کرو۔“

(بلغتہ الخیر ان ص ۲۶۶-۲۶۷)

کتاب ”تحدوہا بیہ ص ۱“ مرتبہ اسماعیل غزنوی میں بدیں الفاظ سلام پڑھا ہے۔

”سَلَامٌ عَلٰی نَبِیِّہِ وَمَنْ حَلَّ بِالنَّبِیِّہِ“

دیوبندیو ہا یہ کیا یہ آفرین واہ وا اور نجدی سلام بے ثبوت نہیں؟

=====

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حدیث نبوی ﷺ میں نماز حنفی کا بیان

از افادات:

شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمائش

مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

اذان: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک شخص (فرشتے) کے پاس تاقوس دیکھ کر فرمایا: "اگر تپتو تو میں خریدتا ہوں تاکہ ہم اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے بلا سکیں۔" فرشتے نے کہا: "بہتر یہ ہے کہ تم بدیں الفاظ اذان دیا کرو" (جیسا کہ احناف) بلا ترجیح اذان مشہور ہے) جب انہوں نے اس خواب کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: "بال کو سناؤ کہ وہ اذان دے فَإِنَّهُ أُنْذَى صَوْتُكَ مِنْكَ کیونکہ وہ تم سے آواز ہے۔" (سنن بیہقی صفحہ ۹۰، جلد ۱۔ ابوداؤد صفحہ ۷۱، جلد ۱)

پھر آپ نے فجر کی اذان میں دوبارہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنے کا بھی حکم دیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۳)

اقامت: بروایت حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرشتے نے عَلَمَهُ الْإِقَامَةَ مِثْلَ ذَلِكَ اذان کے برابر اقامت کے کلمے بھی سکھائے اور دوبارہ اِقَامَتِ الصَّلَاةُ پڑھنے کا اضافہ کیا۔ (جامع المسانید صفحہ ۳۰۰)

اس طرح اذان کے ۱۵ اور اقامت کے ۷ کلمے ہوئے۔ حضرت ابو مخنف نے بھی فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اقامت کے ۷ کلمے سکھائے۔

(ابوداؤد صفحہ ۷۳، ابن ماجہ صفحہ ۵۲، ترمذی صفحہ ۲۰، مشکوٰۃ صفحہ ۶۳، حواشی صفحہ ۸۱۸، بیہقی صفحہ ۳۱۳)

ایک شخص نے اقامت مختصر پڑھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِسْفَعَهَا لَا أَمَّ لَكَ

تیری ماں مرے اذان کی طرح اقامت کے بھی دو دو کلمے پڑھ۔

(عمدة القاری صفحہ ۱۰۳، جلد ۵)

اس روایت میں حضرت ابو مخنف رضی اللہ عنہ سے ۱۹ کلمات بالترجیع مروی ہیں۔ تعارض واضع اب کے ساقط ہے۔

اس طرح جس روایت میں تَخْفِضُ بِهَا صَوْتُكَ ثُمَّ تَوَكُّعُ صَوْتُكَ آیا بھی ضعیف ہے۔ اس میں حارث بن عبید ابوقدامہ راوی ہے جس کو امام احمد نے اللہ ہیٹ اور ابن معین نے ضعیف کہا ہے۔ امام نسائی نے بھی فرمایا کہ وہ قوی ہے اور نفی نماز و اذان و اقامت اعلیٰ تحقیق پر مبنی ہے۔

اقامت: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اقامت کے لیے اقامت کہی جائے کھڑے نہ ہو (بیٹھے رہو) یہاں تک کہ مجھے (۱۲ رکوع) لگتے دیکھ لو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۶۷)

اس لیے فقہاء احناف کے نزدیک شروع اقامت کے وقت کھڑے نہیں ہوتا بلکہ اس وقت کوئی آئے تو وہ بھی بیٹھ جائے اور جب مکمل حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی السلام کہے اس وقت سب کھڑے ہوں کیونکہ بمطابق حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقت تشریف لاتے ہوں گے۔ ملخصاً۔ (اشعۃ لمعات صفحہ ۳۲۱، جلد ۱)

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ" نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں" (مشکوٰۃ صفحہ ۹۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر صبح کی سنتیں فوت ہو جائیں قَضَا هُمَا لَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ تو آپ طلوع آفتاب کے بعد قضا کرتے۔ مدینہ منورہ کے علماء کا حکم بن محمد بھی اسی پر عمل فرماتے۔ (موطا امام مالک مع توبیخ لحوالک صفحہ ۱۳۸، جلد ۱)

البتہ اگر کسی نے لاعلمی کی بنا پر سنتیں پہلے پڑھنی شروع کر دیں تو اسے ان کو دوبارہ پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے گا کیونکہ ان رکعتوں کا اگرچہ وقت نہیں مگر

جب شروع کر لی گئیں تو ان کا مکمل کرنا لازم ہو گیا۔ قرآن مجید میں ہے

لَا تَبْطِلُوا آعْمَالَكُمْ اِنْ بَطِلَ بَاطِلٌ مِّنْكُمْ (پارہ ۸، سورہ محمد آیت ۳۳)

حدیث شریف میں ہے "اِلَّا اَنْ تَطْلُوْعَ" یعنی جو نماز فرض نہ ہو اگر شروع

لی جائے تو اس کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۳)

اسی بنا پر ایک غیر متصل السند حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ

ایک شخص کو نماز فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنت فجر پڑھتے دیکھا تو آپ

اسے نہ اس کے توڑنے کا حکم دیا نہ دوبارہ پڑھنے کا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۹۵)

کیونکہ اس وقت اگرچہ نماز پڑھنا ممنوع تھا لیکن جب شروع کر کے پڑھا

گئی تو اب ہو گئی یہ ہے بحکم حدیث حقی نماز کی تحقیق۔

اسفار فجر: حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ لِيَاْتَهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ یعنی نماز فجر

اسفار کرو (روشنی میں ادا کرو) کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔ (یہ حدیث

ابوداؤد واری اور ترمذی نے روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح

کہا ہے) دیکھی کی ایک روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص فجر کی

روشنی میں پڑھتا ہے اللہ اس کی قبر اور قلب کو منور کرتا ہے اور نماز قبول فرماتا ہے

علاوہ ازیں عکس و اندھیرے میں فجر پڑھنا جماعت کی قلت و لوگوں کی مشقت کا باعث

مکروہ ہے اور حقی نماز روشنی میں پڑھنا زیادہ ثواب و کثرت جماعت اور سہولت

کے باعث ہر طرح بہتر و مبارک ہے۔ ملخصاً (اھتدوا للمعات)

ابراہیم: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایات ہے کہ "ایک مرتبہ دوران

۱۷۱ ان کہنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ٹھنڈا کرو (گرمی کی شدت کم اور وقت ٹھنڈا ہونے دو)

تھوڑی دیر بعد مؤذن نے پھر ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔

تھوڑی دیر بعد مؤذن نے پھر ارادہ کیا تو تیسری بار بھی آپ نے فرمایا ٹھنڈا

ہونے دو۔

یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہوتی ہے۔

(بخاری باب الاذان صفحہ ۸۷)

(معلوم ہوا کہ گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا مستحب ہے جیسا

احناف کا مسلک و عمل ہے اور نماز جمعہ کا بھی یہی حکم ہے)

عصر: حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی

سنت میں حاضر ہوئے تو آپ عصر کی نماز میں تاخیر فرماتے تھے جب تک سورج سفید و

سرخ رہتا۔ (زرد ہونا شروع نہ ہوتا) (ابوداؤد شریف)

معلوم ہوا کہ نماز عصر بوقت عصر تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر اتنی تاخیر نہ

کے کہ سورج زرد ہونے لگے کیونکہ اتنی تاخیر مکروہ ہے۔

نماز با عمامہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا "با عمامہ نماز کا ثواب بچیں گنا اور با عمامہ جمعہ کا ثواب ستر گنا زیادہ ہے۔

(ابن عساکر۔ جامع صغیر صفحہ ۲۸ جلد ۲)

نیز فرمایا عَلَيْكُمْ بِالْعَمَامَةِ "عمامہ باندھنا لازم کرو۔"

(مشکوٰۃ شریف جامع صغیر صفحہ ۱۶۴، مجمع الزوائد صفحہ ۱۲۰ جلد ۵)

نئے سر نماز بدعت: مولوی عبد اللہ خطیب جامع مسجد "المحدیث" ڈیرہ غازی خان کا فتویٰ ہے کہ "بدن پر قیمتی کپڑے موجود ہیں۔ ہاتھ میں گھڑی بندھی ہے لیکن سر سے ٹوپی یا پگڑی اتار کر نماز ادا کرنا من گھڑت مسئلہ ہے بلکہ بدعت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی نے سر پر ٹوپی یا پگڑی اتار کر نماز ادا کی ہو کسی صحیح حدیث میں ہرگز نہیں۔" (رسالہ ضرب الفاس کا جواب صفحہ ۲-۱۷)

"صحیفہ المحدثیث": کراچی یکم محرم ۱۳۷۱ھ صفحہ ۲۹ پر یہ فتویٰ مذکور ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (پارہ ۸ سورہ الاعراف، آیت ۳۱) اس آیت سے ثابت ہوا کہ ٹوپی یا عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی اولیٰ افضل ہے کیونکہ ٹوپی اور عمامہ باعث زینت ہے اور نماز کو اچھی بینت میں کھڑا ہونا چاہیے۔"

کانوں تک ہاتھ اٹھانا: حضرت وائل صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہُوَقَعَ اِبْهَامُيْهِ فِي الصَّلَاةِ اِلَى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ کہ آپ نے ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھائے۔ (ابوداؤد شریف صفحہ ۱۰۵، ۱۰۸)

بعض حدیثوں میں موضع ہوں تک اور بعد میں کانوں کے بالائی حصے تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ اس حدیث پر عمل کرنے سے سب میں تطبیق ہو جاتی ہے کیونکہ جب انگوٹھے کانوں کی لو تک اٹھیں گے تو ہاتھوں کا نچلا حصہ موضع ہوں تک بھی پہنچ جائے گا اور اس طرح دونوں صورتوں پر عمل کے باعث یہ فعل جامع و کمال ہوگا اور صرف موضع ہوں تک ہاتھ اٹھانا ناقص رہے گا۔

(فتح القدیر صفحہ ۲۳۵ جلد ۱ نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد ۱) ملخصاً

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن حجر۔۔۔ عورت بوقت نماز اپنے دونوں

ہاتھ اپنے کے برابر کرے۔" (مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۲ جلد ۱)

بچے ہاتھ باندھنا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز میں اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ہتھیلی کے سرے پر رکھا اور فرمایا اَلْسُنَةُ وَضَعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ (ابوداؤد صفحہ ۱۱۰ جلد ۱۔ الدرر النيرة صفحہ ۶۹)

دریہ اور تہمتی میں اس حدیث کی سند ضعیف بتائی گئی ہے مگر تہمتی کے قول سے "اللہ ہر الہی" میں اس کی تصحیح ثابت کی گئی ہے۔ (الجوہر مع السنن صفحہ ۳۱ جلد ۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ تین چیزیں اخلاق نبوت سے ہیں۔

(۱) روزہ کھولنے میں تعجل۔

(۲) سحری کھانے میں تاخیر۔

(۳) وَضَعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا۔

(الجوہر صفحہ ۲۲ جلد ۲)

اس حدیث سے پہلی حدیث نے تقویت پائی اور اس کا ضعف جاتا رہا۔

حضرت وائل صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا؟ وضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة کہ آپ نے نماز میں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا تھا۔ (رواہ ابن ابی شیبہ۔ التعلیق المجد صفحہ ۲۸۴)

ترمذی محدث ترمذی نے حنفی نہ ہونے کے باوجود ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو جائز کہا اور اس متعدد اہل علم صحابہ کرام و تابعین عظام کا معمول بتایا۔ (ترمذی صفحہ ۳۳ جلد ۱) اس کا مسئلہ دوسرا ہے۔

آیت خلف الامام: منفرد امام دونوں پر واجب ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ

پڑھیں مگر مقتدی کو امام کے پیچھے کسی سورۃ کے پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمایا اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا "جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو"۔ (پارہ نمبر ۹، ع ۱۴ سورہ الاعراف، آیت ۲۰۴)

حدیث: کچھ لوگوں نے امام کے پیچھے قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی نے بھی آیت پڑھی اور فرمایا اِنَّا لَنَكُفُّ عَنْ تَعْقِلُوْا کیا ابھی تک تم نے اس آیت کے متعلق نہ سمجھے۔ اَنْصِتُوا كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ خاموش رہو جس طرح تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ (ابن کثیر صفحہ ۲۸۰ جلد ۲)

محدث نسائی نے اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث بردایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِذَا قَرَأَ قُلٌّ اَنْصِتُوا جب امام قرأت شروع کرے تو تم خاموش رہو۔ (صفحہ ۱۳۶ جلد ۱)

امام مسلم نے اسی کی تصحیح فرمائی۔ (مسلم شریف صفحہ ۱۷۴ جلد ۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً و مرفوعاً مروی ہے کہ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ جو کوئی رکعت بے سورۃ فاتحہ کے پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

(تو پھر فاتحہ نہ پڑھے) (ترمذی صفحہ ۳۲ جلد ۱، لمحاوی صفحہ ۱۲۸ جلد ۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ" جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ (مسند الامام الاعظم صفحہ ۶۱، جامع المسانید صفحہ ۳۰۸، ۳۱۰)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ تشریف لائے آپ کے لیے مصلی امامت خالی کر دیا گیا۔ اخذ رسول اللہ ﷺ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ مِنْ حَيْثُ انْتَهَى أَبُو بَكْرٍ توجہاں تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید پڑھا تھا

پڑھنا شروع فرمایا۔

(لمحاوی صفحہ ۲۳۶ جلد ۱) ابن ماجہ صفحہ ۸۸۔ مسند صفحہ ۲۳۱ جلد ۱)

اگر جماعت کے ہر فرد پر فاتحہ پڑھنا لازم ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز خفی کے فاتحہ پڑھنے کو اپنے لیے کافی نہ سمجھتے۔ پھر یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر روز کی آخری نمازوں میں سے ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر پہلے کبھی سورۃ فاتحہ پڑھا تو پھر پھر لازم تھا تو اب لازم نہیں رہا منسوخ ہو گیا ہے کیونکہ آپ کے صرف نماز میں پڑھنا لازم تھا۔ (بخاری صفحہ ۹۶ جلد ۱)

ماہرین حدیث لا صلوة لیمن لم یقرء بقایحیہ الکتاب کی تشریح امام غزالی کے استاذ امام احمد بن حنبل اور استاذ الاساتذہ سفیان عیینہ نے فرمایا: اِذَا قَرَأَ خَلْفَهُ لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ یعنی جو شخص امام کے بغیر تنہا نماز پڑھے وہ فاتحہ ضرور پڑھے۔ اس کی نماز بے فاتحہ کے نہیں ہوتی۔

(ترمذی صفحہ ۳۲ جلد ۱۔ ابوداؤد صفحہ ۱۱۹ جلد ۱)

معلوم ہوا کہ خفی نماز قرآن وحدیث سے مؤید ہے۔

ابن آہستہ: ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ہارون علیہ السلام نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اجِيبَتْ دَعْوُكُمَا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ (پارہ ۱۱، ع ۱۴ سورہ یونس، آیت ۸۹)

پتہ چلا کہ آمین دعا ہے۔ بخاری میں بھی اسے دعا کہا گیا ہے۔

(صفحہ ۱۰۷ جلد ۱)

اور اللہ تعالیٰ نے دعا میں اخفاء کو پسند فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ اَدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اپنے رب سے دعا کرو گڑ گڑاتے اور آہستہ۔ (پ ۸، ع ۱۴ سورہ الاعراف، آیت ۵۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام "وَلَا الضَّالِّينَ" پڑھو تو آمین فائزہ من وافق قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَكَةِ نَجْمَةَ غَيْرُكَ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَلِكُمْ تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہوگا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (بخاری صفحہ ۱۰۸ جلد ۱۔ نسائی صفحہ ۱۳۷ جلد ۱) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

فاتحہ پڑھنا امام کے ذمے ہے مقتدی کے ذمے نہیں۔

آمین آہستہ کہی جائے تاکہ فرشتوں کی آمین کے موافق ہو کیونکہ فرشتوں کی آمین ہم نہیں سنتے تو آپس میں بھی ایک دوسرے کی نہ سنیں۔

دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا امام کے "وَلَا الضَّالِّينَ" کہتے ہی تم آمین کہو کیونکہ اِنَّ الْاِمَامَ يَقُولُ اَمِينَ اس وقت امام بھی آمین کہتا ہے۔ (نسائی صفحہ ۱۳۷ جلد ۱)

معلوم ہوا کہ امام بلند آواز سے آمین نہیں کہتا ورنہ بتانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ سن کر ہی مقتدی معلوم کر لیتے۔

سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما نماز میں بلند آواز کے ساتھ نہ بسیم پڑھتے نہ آمین کہتے۔ (الجواہر صفحہ ۳۸ جلد ۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۵۲ جلد ۶)

حضرت علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے "وَلَا الضَّالِّينَ" پڑھ کر "آمین" کہا "وَحَفِصَ بِهَا صَوْتَهُ"

اور آمین کے ساتھ اپنی آواز مبارک پست فرمائی۔

(ترمذی صفحہ ۲۳ جلد ۱۔ بیہقی صفحہ ۵۷ جلد ۱)

حضرت ابراہیم خنی راوی ہیں کہ

ارْبَعٌ يُخْفِيْنَهُنَّ الْاِمَامَ التَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَحَسْبُكَ اللّٰهُمَّ وَامِينَ چار چیزیں امام آہستہ کہے۔

الحمد لله

بسم الله

حسبنا الله

آمین۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۵۲ جلد ۲۔ جامع المسانید صفحہ ۳۲۲ جلد ۱)

جب حدیث میں آمین بالجہر کی حدیثیں بھی موجود ہیں مگر انہیں احادیث اخفاء میں ان میں ان مجید سے تائید حاصل نہیں لہذا وہ مرجوح ہیں یا مؤول یا منسوخ۔

پہلے رکوع میں اور سجدہ میں جاتے وقت یونہی رکوع سے اور سجدہ سے سر بلند ہو کر رفع یدین جارتھا۔ (نسائی صفحہ ۱۲۵ جلد ۱)

پھر اسے منسوخ فرما دیا گیا اور صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مشروع رکھا گیا۔ بعض اہل ذہن نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت دیکھا کہ وہ سر بلند ہوتا ہے۔ آپ نے اسے ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے یہاں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے "ثم تركه" پھر آپ نے اس جگہ ہاتھوں کا ہٹا دیا۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۲۷۳ جلد ۵)

کچھ لوگوں کو نماز میں بار بار رفع یدین کرتے دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "لَا تَرَوْكُمْ وَالْاَيْدِيْكُمْ كَمَا تَلْهٰ اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ" کہ میں تمہیں بار بار رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا سرکش گھوڑوں کی دمیں اٹھ رہی ہیں نماز میں سکون سے رہو۔

(مسلم صفحہ ۱۸۱ جلد ۱۔ ابوداؤد صفحہ ۱۳۳ جلد ۱)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر نہ دیکھا کہ **فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً** پھر انہوں نے نماز پڑھی اور ان کے ہاتھ نہ اٹھائے۔

(نسائی صفحہ ۱۶۱ جلد ۱۔ ابوداؤد صفحہ ۱۰۹ جلد ۱۔ ترمذی صفحہ ۳۵ جلد ۱)
اَلرُّخْصَةُ فِي قَوْلِكَ ذَالِكَ کے زیر عنوان محدث نسائی نے یہ حدیث نقل کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ **”رَفَعَ يَدَيْنِ عِنْدَ الرَّكْعَةِ“** والی حدیث منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے۔

”ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا مِوَايَ ذَالِكَ“ پھر کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے (مسند امام محمد صفحہ ۳۷ جلد ۱)۔ مسئلہ رفع یدین میں بھی حنفی مذہب جامع و کامل ہے اس لیے کہ اختلاف رفع یدین و ترک رفع یدین دونوں قسم کی احادیث و روایات کے قائل ہیں اور ترک رفع یدین آخری عمل ہونے کے باعث اس کے حامل ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین اہل سنت کہلانے کے باوجود ترک رفع یدین کی احادیث کے تارک و منکر ہیں۔

جلسہ استراحت: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ **يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ مَا صَدُرَ قَدَمَيْهِ** یعنی نبی اکرم ﷺ نماز میں دوسرے سجدے سے سر مبارک اٹھا کر قدموں کے کناروں پر سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (ترمذی صفحہ ۳۸ جلد ۱)

یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت نہ کرتے تھے بلکہ بیٹھ جائیں پھر کھڑے ہوں کیونکہ اس جلسہ کا ذکر جن حدیثوں میں آیا ہے وہ سب کمزوری اور بڑھاپے کی حالت پر محمول ہیں۔ (بخاری صفحہ ۱۱۳ جلد ۱)

انگلیوں کے پیٹ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جب سجدہ کروں پاؤں کی انگلیوں کے اطراف بھی زمین پر رکھوں۔ (بخاری صفحہ ۱۱۲)

حضرت ابو حمید الساعدیؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ فرماتے **اسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ** انگوٹھوں کی انگلیوں کے کناروں کو بھی قبلہ رخ کر لیتے۔ (بخاری صفحہ ۱۳۴)

معلوم ہوا کہ سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر جانا ضروری ہے جو لوگ سجدہ میں پاؤں اٹھائے رکھتے ہیں یا صرف انگلیوں کے کنارے اٹھاتے ہیں۔ انگلیوں کے پیٹ زمین پر جانا کرنا نہیں کرتے وہ سجدہ میں اپنی انگلیوں کو مکمل کریں اور ذرا سی غفلت کے باعث اپنی نمازیں خراب نہ کریں۔

نماز میں نماز: حضور اقدس ﷺ سفر میں سواری پر نماز نفل پڑھتے تھے لیکن جب سجدہ کا ارادہ فرماتے **”نَزَلَ لَمَّا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ“** تو سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ پڑھتے اور قبلہ رخ ہو کر فرض پڑھتے۔ (بخاری صفحہ ۱۳۸ جلد ۱)

اہل اہل میں و تر نفلوں کی مانند تھے تو نفلوں کی طرح سواری پر پڑھے جاتے تھے۔ سفر میں انہیں فرضوں کی طرح واجب و مکہ کر دیا گیا۔ بنا بریں حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا **”لَهُمَا عَقْنُ ذَاتَيْهِ“** فرض بھی اور وتر بھی سواری سے اتر کر قبلہ رخ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ (مسند الامام الاعظم صفحہ ۸۶) چلتی سواری و گاڑی میں اس کا خیال رکھیں۔

مذہب اہل اہل کے باوجود ہم نے حدیث نبویؐ کی روشنی میں نماز حنفی کے بعض اہم مسائل کو مدلل طور پر بیان کر دیا ہے جس سے ہر انصاف پسند سمجھ سکتا ہے کہ نماز حنفی صرف احادیث سے ثابت ہے بلکہ افضل و اعلیٰ تحقیق اور احتیاط پر مبنی ہے اور غیر حنفیوں کا آئے دن اشتہار بازی و پمفلٹ بازی کے ذریعہ یہ پراپیگنڈا سراسر غلط اور غلط ہے کہ معاذ اللہ حنفی نماز خود ساختہ و احادیث کے خلاف ہے اور اسی طرح

مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دیگر مسائل بھی محقق و مدلل ہیں اور غیر مقلدین خفی کے خلاف غوغا آرائی محض ان کی جہالت اور فقہ و فکر سے محرومی ہے۔ نماز دیگر مسائل کی پوری تفصیل و تحقیق کے لیے احناف اہل سنت اور غیر مقلدین کے ورج ذیل کتب کا مطالعہ بہت مفید و معلومات افزا ہوگا۔

﴿﴾ خفی نماز مدلل فقہ الفقہ و دلائل المسائل

از مولانا مفتی محمد شریف محدث کوٹلوی

﴿﴾ جاء الحق حصه اول و دوم

مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی

﴿﴾ مقیاس الصلوٰۃ

از مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمتہ اللہ علیہم

﴿﴾ امام الانبیاء (ﷺ) کی نماز

از: مولانا ابوسعید محمد سرور قادری گوندلوی

مذکورہ کتب کا ہدیہ وغیرہ معلوم کرنے کے لیے مکتبہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ رابطہ قائم کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

نوٹ: ”براہین صادق“ میں سارا مواد مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا تحریر ترتیب فرمودہ ہے۔ صرف مذکورہ بالا مضمون ”حدیث نبوی میں نماز خفی کا بیان فیض یافتہ محدث اعظم پاکستان مولانا حافظ محمد احسان الحق رحمہ اللہ کا تحریر فرمودہ ہے جو آپ نے مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کی فرمائش پر تحریر فرمایا۔ اس لئے اس مضمون کو بھی اس کی افادیت کے پیش نظر ”براہین صادق“ میں شائع کیا گیا ہے۔

=====



الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَاصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
”اے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے“

(پارہ ۲۱، رکوع ۱۹، سورہ الاحزاب، آیت ۲۱)

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي اُصَلِّي

”اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔“

(بخاری شریف جز اول، ص ۷۱)

نماز میں لاؤٹاٹیکر کا استعمال

ناچار نہ ہونے کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سنت مصطفویٰ وضابطہ شرعی کے مطابق اگر تمام نمازیوں تک امام کی آواز نہ ملے
امام کے ساتھ نماز میں شامل مقتدیوں میں سے ضرورت و حاجت کے مطابق اگر
متعدد مبلغ و مکبر امام کی آواز پر تکبیرات کہہ کر دوسرے مقتدیوں تک آواز پہنچا کر
ان تکبیرات سے مقصود اپنی نماز کی تکبیرات و ادائیگی ہو اور اعلان سے دوسروں کی
پہنچانا۔ اگر مکبرین نے اس کی بجائے محض اعلان کا قصد کیا تو نہ صرف ان کی نماز
فاسد ہوگی بلکہ ان کی آواز پر نماز شروع کرنے والوں کی نماز بھی نہیں ہوگی۔ یاد رہے
امام کی آواز تمام نمازیوں تک نہ پہنچنے کی صورت میں تکبیر تحریمہ و تکبیرات رکوع و
سننے کے باعث چونکہ پچھلی صفوں کی نماز میں خلل و حرج واقع ہوتا ہے اس لئے امام
پچھے جو مکبر کھڑے ہوں گے وہ صرف تکبیرات اور تہجد و سلام ہی بلند آواز سے کہیں
امام کے ساتھ ساتھ قرأت نہیں پڑھیں گے کیونکہ قرأت سننا نہ مقتدی کیلئے ضروری
اور نہ ہی قرأت کے نہ سننے سے کسی مقتدی کیلئے حرج اور ارکان نماز کی ادائیگی میں خلل
واقع ہوتا ہے قرأت کے متعلق صرف اتنا ہے کہ آواز پہنچے تو کان لگا کر سنو ورنہ غائب
کھڑے رہو۔ الغرض نماز میں بوقت حاجت مکبر کا مقام مقرر و متعین اور ایک
شدہ سنت وضابطہ شرعی ہے جس پر عہد رسالت سے ہمیشہ تمام امت کا عمل چلا آیا ہے۔
لہذا شرعاً مکبر کے مقرر و متعین مقام سنت مصطفویٰ وضابطہ شرعی اور تمام امت
کے معمول و متواتر عمل کو ختم کر کے اس کی بجائے ”بطور فیشن“ دیکھا دیکھی اپنی خواہش
رائے اور عوام کے دباؤ سے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بنظر تحقیق و انصاف صراحتاً بدعت
و ممنوع اور ناجائز و مفسد نماز ہے اور اس پر حسب ذیل دلائل شرعی و احکام دینی شاہد ہیں۔

۱۔

لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ مَسْبِلًا

(پ ۱۵ رکوع ۱۲، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۱۱۰)

ترجمہ: ”اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے
میان میں راستہ چاہو“ (کنز الایمان)

۲۔ آیت: وَأَذْكُرُ رَبِّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ

بِالْقُدُّوْ وَالْأَصْوَالِ (پ ۹، رکوع ۱۳، سورہ الاعراف، آیت ۲۰۵)

ترجمہ: ”اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو۔ زاری اور ڈر سے اور صبح و شام صلوٰۃ الجہر
(مشرقیہ) میں درمیانہ آواز سے پڑھو۔“

(تفسیر مظہری و ابن عباس رضی اللہ عنہما)

علوم ہوا کہ نماز میں قرأت کیلئے حاجت کے مطابق جہر متوسط و درمیانہ آواز کی
تعمد مقرر ہے۔ لہذا جب امام کو خود اپنی آواز اس سے زیادہ بلند کرنا حکم قرآن
میں منع و ممانعت ہے تو خارجی طور پر لاؤڈ اسپیکر کے تکلف سے نماز پڑھنے کا سوال ہی
نہیں رہتا کیونکہ امام کے زیادہ سے زیادہ جہر سے لاؤڈ اسپیکر کا کم از کم جہر بھی بہت
زیادہ ہوتا ہے۔ جس سے قرأت کی مقررہ شرعی مقدار وحد کی خلاف ورزی لازم آتی
ہے۔ نماز تراویح وغیرہ میں قرآن سننے کے ”شوق“ کے بہانے لاؤڈ اسپیکر استعمال
کے عین نماز کی حالت میں حکم قرآن کی خلاف ورزی و قرأت کی مقدار وحد سے
تجاوز و تجاوزت ہے۔ اسی مسلمان ”عاشق قرآن“ کو زیبا ہے؟

حضرت شریف: اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ مُتَقَدِّمًا عَلَیْہِم لِيَسْتَلْفِہُمْ

أَفْعَالِي جَبْرِيلَ۔ یعنی جب (منجانب اللہ تعلیم اوقات کیلئے) حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھائی تو حضور ﷺ ان کے پیچھے اور صحابہ کے آگے نماز میں آئے تھے اور انہیں جبریل علیہ السلام کے افعال نماز کی تبلیغ فرماتے (اور پیچھے والوں کو آواز پہنچاتے) تھے۔ (مرقات ج ۱ ص ۳۹۶، بحوالہ نسائی)

دوسری حدیث: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّبِيِّ وَأَبُو بَكْرٍ يُسَمِعُهُمُ التَّكْبِيرَ۔ یعنی مرض کی حالت میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کی تکبیر سناتے تھے۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۹)

معلوم ہوا: کہ پہلی حدیث کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ (مکرم) تھے اور دوسری حدیث میں خود حضور ﷺ امام اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے مکرم تھے۔ لہذا نماز میں مکرم کا قیام صرف خلیفہ راشد صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہی نہیں بلکہ خود حضور ﷺ کی بھی سنت ہے اور اسے آپ کی سنت کی تقریری ہونے کا شرف حاصل ہے جو سر عنوان آیت وحدیث اور عَلَيَّكُمْ بِسْمِ اللَّهِ سُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ کے مطابق بہت زیادہ لائق اہتمام وقابل توجہ ہے اور پر عمل کی بجائے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال سراسر بدعت واحداث ہے کیونکہ اس کے استعمال سے یہ عظیم الشان سنت ومنصب شریف مرفوع و ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

منصب شریف: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تحقیق نماز میں مبلغ و مکرم کا ایک شریف و بزرگ منصب ہے جس پر (نہ صرف افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین) صدیق رضی اللہ عنہ بلکہ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے ہیں اس کے ساتھ مکرمین کی منکرات سے اجتناب ضروری ہے۔“ (مجموعہ رسائل ص ۶۶)

نماز میں مبلغ و مبلغ کے جس منصب کی اتنی اہمیت اور عظمت و شرافت ہے کہ اس پر کوئی شخص اور وہاں آدمی کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ آج لوگوں نے سرے سے اس منصب ہی کو ملحوظ نہ کیا ہے اور اس کی جگہ سراسر غیر مکلف ولا ینظر اور جماد محض ”لاؤڈ اسپیکر“ کو اس میں داخل کر دیا ہے۔ سغالی اللہ المشنکی

نماز میں ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں کہ مکرم امام کے ساتھ نماز میں شامل ہونے میں سے ہوگا اس لئے کہ جو نماز میں داخل نہ ہو اس کی آواز پر نماز کی ادائیگی امام کی پیروی نہیں ہوتی۔ جلیل القدر فقہاء کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ تلقین من بعد امام اور اقتداء بمن لم یدخل فی الصلوۃ مفسد صلوۃ ہے جیسا کہ شامی ج ۱ ص ۳۵۰ میں بیان کیا ہے۔ بہار شریعت ج ۳ ص ۷۷ اور فتاویٰ رضویہ ج ۳ وغیرہ میں ہے۔ لہذا لاؤڈ اسپیکر جیسا بے شعور و جماد محض آلہ جو نہ صرف نماز سے خارج ہے بلکہ نماز و اقتداء کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ اس کی آواز پر بدرجہ اولیٰ نماز نہیں ہوگی۔

غرض آخر: ان مختصر دلائل کی تائید میں چند فتاویٰ بھی پیش کئے جا رہے ہیں۔ جن کی اسباب فتاویٰ کے نام سے ظاہر ہے اہلسنت وجماعت کے فتاویٰ دوسری جانب ہیں جو دینی و باہنی فرقہ پر اتمام حجت کیلئے دیوبندی و باہنی علماء کے فتاویٰ مختصر اور ج ذیل ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی: ”تبلیغ صوت سامعین بعید تک شرعاً غیر ضروری ہے۔“ (بہار عیدین کو دوسرے غیر مخدوش ذریعہ (مکرمین) سے تبلیغ ممکن ہے۔ لہذا اس کا ترک اور منع لازم ہوگا۔“

مولوی شبیر احمد عثمانی: ”نماز میں اس (لاؤڈ اسپیکر) سے احتراز کیا جائے۔“

مولوی حسین احمد ”مدنی“: ”نماز کو لاؤڈ اسپیکر سے پاک کیجئے اس میں خارج نماز

آواز وغیرہ امور خارج ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ عدم جواز)

ابوالکلام آزاد: ”امام کی قرأت اور تکبیرات انتقال کے استماع کیلئے مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال صحیح نہ ہوگا۔“

مولوی محمد دہلوی ”المحدث“: (نماز میں) ”مکبرین مقرر کرد آلہ مکبر الصوت نہ لانا“

مولوی عبدالقادر ملتانی ”المحدث“: ”نماز میں اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال جائز نہیں ہے لیکن خطبہ میں کوئی حرج نہیں۔“ (القول الاظہر فی اتقان من الہم)

اعلیٰ حضرت: امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلویؒ

اپنے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں فرماتے ہیں ”اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو“

نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو“ اس کی تفسیر میں حاشیہ پر آپ

نائب معتمد صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لیکن

متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بآسانی سن لیں۔“

(کنز الایمان مع خزائن العرفان پارہ ۱۵)

سرکار اعلیٰ حضرت کے ترجمہ مبارکہ اور صدر الافاضل علیہما رحمۃ کی تفسیر

صراحۃً واضح ہو گیا کہ آپ کے نزدیک نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بحکم قرآن ممنوع

ہے کیونکہ نماز میں امام کو متوسط و درمیانہ آواز سے پڑھنے کا حکم ہے اور اسپیکر کا مقصد

آواز کو زیادہ بلند کرنا ہے اور اس کی آواز امام کی متوسط آواز سے بدرجہا بلند ہوتی ہے

حالانکہ یہ حکم قرآن و ترجمہ ہذا کے بالکل خلاف ہے۔

☆ ”وجوب سجدہ کیلئے قاری جس مکلف سے ہونا عِنْدَ الْاُكْتَرَادِ وَهُوَ الصَّحْبَةُ اور مذہب اہل حق پر بالفعل اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے۔“

اس صدا استماع معاد ہے اور فونو (گراموفون) کی تو وضع ہی اعادۂ سماع

نماز میں ہے لہذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں۔“

(الکھف شافیا مصنفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ص ۳۵-۳۶)

اعظم ہوا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع و ناروا ہے کیونکہ نماز میں قرأت

قرآن کریم کیلئے قاری (وامام) کا مکلف و عاقل و اہل ہوش سے ہونا اور اس

کا سنا اس کی (یا نماز میں شامل مکبرین کی) اپنی اصلی قدرتی آواز کا سنا جانا

ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر نہ مکلف و عاقل اور اہل ہوش سے ہے اور نہ اس کی

حالت پر امام کی خالص آواز ہے۔ لہذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اور

اس کے استعمال کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

امام اعلیٰ حضرت (ترجمان اعلیٰ حضرت): ”نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز

نہیں ہے۔ اور دور کے مقتدی جن تک امام کی آواز پہنچ ہی نہیں سکتی اور وہ لاؤڈ اسپیکر ہی کی

مدد سے سنا کر رہے ہیں۔ ان کی وہ نماز نہ ہوگی۔“ (شہادۃ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم)

حضرت رضا قادری نوری غفرلہ (رحمۃ اللہ علیہ) بریلی شریف

الافاضل رحمہ اللہ: ”مُسْمِعًا وَ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسْلِمًا۔ امام کی قرأت

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم“

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کے استعمال میں امام کیلئے شغل بھی ہے اور تکبیر مکبرین

سنت بدعت سید ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ ص ۱۵۸)

محدث پکھو چھ شریف رحمۃ اللہ علیہ: ”تَحَذَّرْكَ الْحَوَابُّ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَىٰ بِالصَّوَابِ“ (فقیر ابوالخالد سید محمد اشرفی جیلانی پکھو چھوی)

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ: ”خطبہ کی حالت میں آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر نماز کی حالت میں امام کا اس آلہ کو استعمال کرنا درست نہیں اس آلہ کے ذریعہ سے جن لوگوں نے تکبیرات کی آواز سن کر رکوع و سجود کیا ان کی نماز نہیں ہوئی۔“ (فتاویٰ امجدیہ ج ۲، ص ۹۹۶، از صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب ”بہار شریعت“)

شہزادہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ: ”اگر مقتدی آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کی آواز پر تکبیر تحریر کی بنا اور نماز ادا کریں گے تو نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہوگی۔ التلقین من الغیر ملّا لاحمالہ (عنائیہ) تکبیرات امام کی تبلیغ کیلئے مکبرین مقرر کئے جائیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین سے ثابت ہے۔“ (صاحبزادہ) سید محمد حسین اللہ عنہ (خلف الرشید امیر ملت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

ملک العلماء رحمۃ اللہ علیہ: ”نماز میں مقتدیوں کو امام کی تکبیرات و مکبروں کی تکبیرات رکوع و سجود نقل و حرکت کرنا چاہیئے نہ کہ لاؤڈ سپیکر کی آواز پر۔ جس نے صرف لاؤڈ سپیکر کی آواز پر رکوع و سجود کیا نہ امام کی آواز پر نہ مکبروں کی آواز پر۔ اس کی نماز درست نہیں ہوگی کہ لاؤڈ سپیکر نمازی نہیں تو تلقین خارج صلوٰۃ سے ہوئی۔“ واللہ تعالیٰ اعلم (ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری صاحب ”صحیح البخاری“)

محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ: ”اللَّهُمَّ هِدَايَتِ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ نماز پڑھانے وقت امام کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال شدید ممنوع ہے۔ آئمہ مساجد کو اس سے احتراز لازم

امام دارالکین مسجد کمیٹی اور مقتدیوں پر ضروری ہے کہ جس جگہ امامت کیلئے یہ آلہ استعمال ہوتا ہو اس کو بند کرانیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی نمازیں صحیح طور پر ادا کریں۔ جس چیز سے نماز میں قباحت و کراہت یا فساد و بطلان لازم آئے اس چیز سے احتراز کریں۔“ (المفتیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ خادم اہلسنت و جماعت لاکھپور)

اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ: ”لاؤڈ سپیکر پر نماز کی افتداء ناجائز ہے بلکہ جن مسلمانوں کو امام کی تکبیرات کی آواز نہیں پہنچتی اور وہ لاؤڈ سپیکر کی آواز سن کر رکوع و سجود کرتے ہیں ان کی نماز فاسد اور کالعدم ہوگی۔“ (فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ) (انجمن حزب الاحناف لاہور)

ابوالحق رحمۃ اللہ علیہ: ”میں اور میرے مشائخ طریقت نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے کیونکہ صورتہ مستفسرہ (لاؤڈ سپیکر و نماز) میں

افتداء بما لا یدخل فی الصلوٰۃ لازم آتی ہے جو کہ مقصد صلوٰۃ ہے۔“ (علامہ ابوالحق مولانا) محمد عبدالغفور ہزاروی عفی (رحمۃ اللہ علیہ)

محدث امر و ہوی استاذ علامہ کاظمی: ”نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال خلاف سنت و بدعت ہے۔“ (فقیر محمد ظلیل کاظمی) (محدث امر و ہوی) (رحمۃ اللہ علیہ)

امام احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ: ”لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے کیونکہ اس میں ضرورت و احتیاج نہیں اور نہ ہی آواز تلقین ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے۔“

(حاشیہ قرآن ص ۳۶۷)

عالم اسلام مولانا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ: ”نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال خلاف سنت ہے۔“ (۱۲ رمضان ۱۳۸۴ھ)

علامہ قلام رسول: سابق شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد
مقتدی امام کی اصل آواز نہیں ان کی اقتداء صحیح ہے اور جو صرف لاؤڈ سپیکر کی آواز
اقتداء کریں وہ امام کی اقتداء نہیں لہذا ایسے مقتدیوں کی نماز نہ ہوئی اس لیے نماز
لاؤڈ سپیکر کا استعمال جائز نہیں۔

مفتی محمد امین صاحب کا تاکیدی فتویٰ: ”نماز پڑھاتے وقت لاؤڈ سپیکر کا
استعمال مکروہ و ناپسند ہے ہرگز نہ چاہئے۔ (ایسی) بلند آواز منع ہے آئینہ مسجد کو اس
احترام چاہئے۔ متولی دارالکین مسجد کو چاہئے اس کو بند کرانیں۔ نماز کیلئے اس کو ہرگز نہ
جائے۔ مسلمانوں کی نمازیں خطرہ میں نہ ڈالی جائیں۔ ہمارے اکابر علماء نے اس
لگانے کو پسند نہیں کیا۔ لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز میں ہرگز نہ کیا جائے۔“ (مفتی ابو الیاس
محمد عتیق احمد جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ الجواب صحیح الفقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ) (فیصل آباد)
فرمان رسالت:

”خیر وبرکت تمہارے اکابر کے ساتھ (ان کی موافقت میں) ہے“

(کشف الغمہ ص ۱۹)

مقاصد حسنہ کی روشنی میں اکابر کا فتاویٰ پڑھیں اور نمازوں کی حفاظت کریں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہ زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

نفل نمازوں کے مسائل و مسائل کا بیان

ٹھکانہ گور ہے تیرا عبادت کچھ تو کر راقب
کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا
نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نماز تہجد: یہ نماز قلی نمازوں میں بہت اہم بالشان بڑے اجر و ثواب اور بہت بابرکات کا باعث ہے۔ ویسے بھی سونے کے بعد اٹھ کر یہ نماز پڑھنا چونکہ آرام اور دنیا قربانی کی وجہ سے بڑی محنت و مشقت کا موجب اور نفس پر بہت بھاری ہے۔ اس لئے ہر برکت بھی زیادہ اور دعا کی خاص قبولیت کا بھی ذریعہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نماز کے متعلق بالخصوص فرمایا

وَمَنْ الْكَلَّ فَتَهْجَذَ بِهِ نَافِلَةٌ لَّكَ۔ (پ ۱۵ رکوع ۹)

”اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کر دینا خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔“

تفسیر: نماز تہجد بعد عشاء (تھوڑا بہت) سونے کے بعد جو پڑھی اس کو کہتے ہیں۔ نماز تہجد کی حدیث میں بہت فضیلتیں آئی ہیں۔ نماز تہجد سید عالم ﷺ پر فرض تھی۔ جمہور کا یہ قول ہے۔ حضور ﷺ کی امت کیلئے یہ نماز سنت ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

مسئلہ: رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلوٰۃ الیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں اور صلوٰۃ الیل ہی کی ایک (خاص) قسم نماز تہجد ہے۔ کم از کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور حضور اقدس ﷺ سے آٹھ تک ثابت ہیں۔ (بہار شریعت) لہذا: وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت و صحت کے لحاظ سے دو چار چھ آٹھ جتنی رکعت ہو سکیں پڑھ سکتا ہے اور مذکورہ حوالہ کے لحاظ سے آٹھ بہتر افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔ مزید برآں: بعض حضرات تہجد کے بارہ نوافل بھی پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر العرفان میں ذکر فرمایا اور زیادہ حصول ثواب و برکت کیلئے سورت قل حوالہ اللہ احد بھی ہر رکعت میں بارہ مرتبہ پڑھ کر شروع کرتے ہیں اور بعد والی ہر رکعت میں قل حوالہ اللہ احد ایک

حنا کم کرتے جاتے ہیں تاکہ دوسری رکعت پہلی سے بڑی نہ ہو۔ سبحان اللہ۔ گزرا اور عبادت گزار حضرات کس کس طریقے سے عبادت کرتے اور بارگاہ الہی میں کس طرح رہتے ہیں۔ نماز تہجد کی مناسبت سے ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہے نور کی جلی گہری اندھیروں میں
بکنا ہے رات ہی کو سوا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں
تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

حاجت: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے (وہابی) دے“۔ فرمایا ”اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے تو صبر کرو اور یہ تیرے لئے ہے۔“ انہوں نے عرض کیا ”حضور دعا فرمادیں“۔ اس پر آپ نے انہیں حکم فرمایا کہ صبر کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَسَّلُ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ
مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي
فِي حَاجَتِي هَلِيْمٍ لِنَقْضِي لِي - اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِي -

راوی حدیث حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”خدا کی قسم! ہم وہاں پہنچے ہی نہ پائے تھے کہ وہ نابینا صحابی حضور کے حکم کے مطابق نماز و دعا پڑھ کر واپس آئے۔ اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں“ حضور ﷺ نے نابینا کو نماز و دعا کی جو دعا خود سکھائی اس کا ترجمہ یہ ہے ”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا

ہوں اور تو سب (وسیلہ پیش) کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد کے وسیلہ سے جو نبی الرحمۃ ہیں یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت کے بارے میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (ابن ماجہ شریف وغیرہ ص ۱۰۰)

فائدہ جلیلہ: کتاب ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل حدیث شریف کی مشہور کتاب ہے جس میں ”صلوۃ الحاجۃ“ کے عنوان سے مذکورہ نماز اور دعا نقل کی گئی ہے جبکہ ابن ماجہ کا حاشیہ پر مذکور ہے کہ یہ حدیث ترمذی شریف و نسائی شریف میں بھی مذکور ہے اور یہ دونوں کتب بھی صحاح ستہ میں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں بیہقی اور طبرانی کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حرفِ ہند اویا کے ساتھ پکارتا اور اللہ کے حضور آپ کا وسیلہ پیش کرنا خود رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے اور صحابہ کرام و محدثین و بزرگانِ دین کا مسلک ہے اور اسے شرک و بدعت قرار دینا بے دینی و منافقت ہے۔ نیز ابن ماجہ اور ”المحسن المحسن“ محدث ابن جوزی میں ”صلوۃ الحاجۃ“ کے عنوان سے اس حدیث کا دعا کے بیان سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کیلئے ہر حاجت مند مسلمان کا اس دعا کو پڑھنا حضور علیہ السلام کا وسیلہ پیش کرنا اور آپ کو پکارنا بلا شک و شبہ جائز اور حاجت روائی کا باعث ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا

مفلو سامان دولت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے (علیہ السلام)

مذکورہ دعا حاجت روائی کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے زندہ نبی ہونے اور امت کے لیے اہلِ ایمان و مسلمان کے لیے جیسا کہ ”الحیات“ میں اکتسلاَمُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھنا۔

اشراق: حضور ﷺ نے فرمایا ”جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر الہی کرتا رہا اور اس کا قاتل بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔“ (ترمذی شریف)

چاشت: نماز چاشت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے دو رکعت چاشت کی پڑھیں غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور پڑھنے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی گئی اور اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُسے قاضیوں میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک محل بنا دے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان و عفو نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔“ (طبرانی شریف)

چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال (یعنی نصف النہار شرعی) تک ہے۔ زوال اور غروب نمازوں کے اوقات جانے کیلئے مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ”تذکرہ و انبی اوقات“ طلب کریں۔

اَوَّابین: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے ان کو دس یا کوئی بری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر ہو جائیں گی۔“ (ابن ماجہ شریف)

صلوۃ التَّسْبِيح: اس چار رکعت نماز میں بے انتہا ثواب ہے مگر ہو سکے تو ہر روز ایک بار پڑھے روزانہ نہ پڑھ سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار یہ بھی ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پوری زندگی میں ایک بار اور اس کی ترکیب وہ ہے ”جو سنن ترمذی شریف“ میں بروایت عبداللہ بن مبارک مذکور ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَكَبَّارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ پڑھے پھر پندرہ بار پڑھے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور الحمد اور کوئی سورت پڑھ کر رکوع سے اٹھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھے دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سمع اللہ لعن حمدہ کہہ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر سجدہ کو جائے اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر دوسرے سجدہ کو جائے اور اس میں حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے اور اس طرح رکعت پوری کرے۔ باقی تین رکعت بھی اسی طرح ادا کرے۔ ہر رکعت میں ۵۷ اور چاروں رکعت میں تین سو تیس جات ہوں گی۔

نوٹ: نماز تسبیح صرف رمضان شریف میں ہی نہیں بلکہ سارا سال پڑھی جاسکتی ہے مگر نہ نوافل باجماعت پڑھے جائیں نہ عورتوں کا صف کے آگے یا درمیان میں کھڑے ہو کر جماعت کرنا صحیح ہے نہ خارج از نماز لقمہ دینا درست ہے اپنی اپنی پڑھنی چاہیے اور پانچ وقت فرض نماز کی پوری پابندی کرنی چاہیے۔

نماز استخارہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

فرماتے تھے کہ نماز استخارہ کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے فرمایا ”جب نماز کی امر کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر اپنی حاجت ذہن میں رکھ کر دعا کرے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَأَعِجَلِ أَمْرِي وَأَجِلْهُ فَإِقْدِرْهُ لِي وَتَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ ثَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلْهُ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَدِّبْنِي بِهِ۔

ہے کہ سات بار استخارہ کرے“ حدیث میں ہے ”اے اس! جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے رب سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کرتیرے دل میں کیا آکرے شک اسی میں خیر ہے اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکور پڑھ کر لہارت قبلہ رو سو رہے اگر خواب میں پسیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور اگر سبزی دیکھے تو برا ہے اس سے بچے“۔ (رد المحتار)

مسجد: جو شخص مسجد میں آئے اس کیلئے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے چونکہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

”جو شخص مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔ ایسے وقت مسجد میں جس میں نفل نماز نہ ہو ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے

بلکہ تسبیح و تہلیل اور درود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔ (رد المحتار)

☆ ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی ہر بار پڑھے بہتر ہے جو شخص بے وضو مسجد میں گیا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہے لے۔

(درغلام)

تحیۃ الوضوء: وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

☆ غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے وضو کے بعد فرض وغیرہ نماز قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔ (رد المحتار)

نماز توبہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں ”بندہ سے گناہ کا ارتکاب ہو جائے پھر وضو کر کے نماز پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا۔“

سجدہ شکر: مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال حاصل کیا یا گمشدہ چیز مل گئی یا مریض شفا پائی یا سفر واپس آیا۔ غرض کسی نعمت پر سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔ اس کا طریقہ وہی جو سجدہ تلاوت کا ہے کہ ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور تسبیح پڑھ کر سجدہ سر اٹھائے اس میں تشہد و سلام نہیں۔ اور اگر یہ شکر کے دو نفل ”دو گناہ شکر“ پڑھے بہتر اور زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

=====



الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلتک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر
کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے
مال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

(پارہ ۵، رکوع ۱۴، سورہ النساء، آیت ۱۱۵)

تیسری تلاوت
کا
الاجمل بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنت نبوی و خلافت راشدہ: نبی پاک صاحبِ اولاد نبی غیب دان و رسول اللہ ﷺ نے ایک مشہور حدیث میں فرمایا قِیَاسُهُ مَنْ یُعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ قَسْبٌ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَّیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ۔

پس تحقیق میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہا۔ وہ بکثرت اختلافات دیکھے گا پس موقع پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔ (مکتوۃ ص ۳۰)

سنت نبوی اور صحابہ: نبی غیب دان و عالم ماکان و مایکون (گذشتہ و آئندہ

جاننے والے) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تحقیق بنی اسرائیل ۲ فرقوں میں بٹ

اور میری امت میں ۳ فرقے ہوں گے اور سوائے ایک کے سب جہنم میں ہوں گے

صحابہ نے عرض کیا "وہ ایک نجات پانے والا کون ہوگا؟" فرمایا "جو میری سنت

میرے صحابہ کی جماعت کا پیروکار ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وَ وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَ

الْجَمَاعَةُ یعنی ۳ میں سے ۲ جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت

ہے۔" (مکتوۃ شریف صفحہ ۳۰ بحوالہ احمد۔ ابوداؤد و ترمذی شریف)

سوا و اعظم: جیسے ۳ فرقوں کی حدیث میں "الجماعت" کے جنتی و ناجی ہونے کا

ہے اسی طرح دیگر متعدد احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"عَلَّیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَاقِبَةِ۔"

بڑی جماعت اور عام اہل اسلام کا دینی طریقہ لازم پکڑنا۔ (مکتوۃ ص ۳۰)

"بے شک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ اللہ کا

رحمت جماعت پر ہے اور جو جماعت سے الگ ہوگا وہ جہنم میں ڈالا گیا۔" سوا و اعظم

پیروی کرو۔ پس تحقیق جو الگ ہوگا وہ جہنم میں ڈالا گیا۔" (مکتوۃ ص ۳۰)

امام احمد نے کتاب السنن میں امام محمد نے موطا میں ابن قیم نے کتاب

الاعلام الموقعین میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جمعات (ص ۲۹) میں دیگر

محققین نے اپنی تصانیف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

اَللّٰهُمَّ فَرَمَا مَا رَاَهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ یَّعْنِیْ دِیْنِ

میں مسلمان جس عمل و فعل کو اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُونَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ لِیْ الْاَرْضِ۔

یعنی مومن زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔"

(اور کسی چیز کی اچھائی برائی کے متعلق ان کی گواہی اللہ کے ہاں مقبول ہے)

(مکتوۃ ص ۱۳۵)

جامع اکابر: عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا کہ

الذی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الْکِبْرَکَةُ مَعَ الْاَکْبَرِ کُمْ۔ یعنی تمہارے

۱۰۰ بزرگوں کی معیت و پیروی میں برکت ہے۔

نیز ارشاد ہے:

"لَیْسَ مِنْا مَنْ لَّمْ یُوقِّرِ الْکَبِیْرَ۔"

وہ جس کی عزت و توقیر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"

(کشف الغمہ صفحہ ۱۹ جلد ۱)

جامع صغیر میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا "الْکِبْرَکَةُ مَعَ الْاَکْبَرِ کُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ یعنی تمہارے اہل علم بزرگوں کی معیت و

احادیث مبارکہ میں ہے۔" (جامع صغیر ص ۱۰۰ احاشیہ ص ۴)

حضرت عبداللہ درازی نے حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہا سے بھی نقل فرمایا: **إِيَّاكُمْ وَمُخَالَفَةَ الْأَكْبَابِ**۔ اپنے اکابر بزرگان دین کی مخالفت سے بچو اور احادیث میں ان کے اذن و مشورہ سے عمل کرو۔ (تفسیر روح المعانی ص ۲۳۰ ج ۸)

چار اصول: مذکورہ دس احادیث مبارکہ میں

- ☆ سنت نبوی و خلافت راشدہ کی پیروی
- ☆ سنت نبوی و جماعت صحابہ کی پیروی
- ☆ دینی امور میں سواد اعظم اور مسلمانوں کی اکثریت کی اہمیت و پیروی
- ☆ بالخصوص اکابر علماء امت و بزرگان دین کی معیت و پیروی۔

کے جو چار اصول بیان فرمائے گئے ہیں یہ ایسی مستقل و کارآمد بنیادی چیز ہے۔ جس کی روشنی میں دیگر اختلافی مسائل کا بالعموم اور مسئلہ تراویح کا بالخصوص صحیح طور پر سمجھا جاسکے گا۔ آسان ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ انصاف و خلوص کا رفرما ہو۔ خاص کر ”اہلحدیث“ کے کہلانے والے حضرات کیلئے یہ چاروں اصول بہت ہی قابل توجہ ہیں کیونکہ یہ اصول اور صرف احادیث کثیرہ کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ایک مسئلہ تراویح اپنی کسی پسند کی روایت کے تحت من مانی کر کے اتنی احادیث صریحہ و اہم اصول کو کھل کر دیا جائے تو پھر ”اہلحدیث“ کہلانے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ اہلحدیث کہلائے متعصب ہی عامل حدیث ظاہر کیا جاتا ہے۔ پھر اس قدر تارک حدیث اہلحدیث کہلائے کیونکر مستحق ہو سکتا ہے؟ بہر حال مذکورہ دس احادیث مبارکہ و چار اصول اور انصاف و اخلاص پیش کرنے کے بعد اب چاروں اصولوں کے تحت نمبر وار نہیں تراویح کی حقیقت و اصلیت اور تفصیل و دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

حضرت نبوی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”رسول اللہ ﷺ میں رکت تراویح میں دو رکعت اور فرماتے تھے۔ وَكَانَ يَتَرَوَّحُ فِيهَا بَيْنَ كُلِّ أَرْبَعٍ رَكَعَاتٍ سَاعَةً“۔ چار رکت کے بعد ایک ساعت استراحت فرماتے تھے پھر آٹھ کر باقی ساتھ پڑھتے تھے۔ (کشف الغمہ ج ۱، ص ۱۱۶)

تراویح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے نبی تراویح کے عدد و مسنونہ ”بسرّوح“ کے لفظ سے تراویح کا معنی و مطلب بھی واضح ہو گیا کہ اس طویل و سہل ہر چار رکت کے بعد استراحت کے لئے جو چار مرتبہ ترویجہ ہوتا ہے تراویح اس لئے کہ ہے۔ اور تراویح کا یہ نام و لفظ بجائے خود نبی تراویح کا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ یہ ترویجہ کم از کم تین کا عدد ہوتا ہے۔ لہذا آٹھ رکت چونکہ ایک یا دو ”ترویجہ“ پر مشتمل ہے۔ اس لئے آٹھ رکت کے ایک دو ترویجہ کو تراویح نہیں کہہ سکتے۔ لفظ تراویح رکت پر ہی صحیح طور پر صادق ہے کیونکہ اس میں چار مرتبہ ”ترویجہ“ ہوتا ہے اور صیغہ ”تراویح“ تین یا تین سے زائد پر مشتمل ہونا چاہئے۔ لہذا از روئے علم و انصاف نبی تراویح کے منکرین کو یا تو نبی تراویح کا قائل و عامل بننا چاہئے یا پھر اپنی آٹھ رکت کیلئے ”ترجیع“ کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ (فانھم و تدبر)

تراویح کی ہر چار رکت کے بعد جو ترویجہ و وقفہ ہوتا ہے۔ اہل مکہ اس کو ”ترویجہ“ کہتے ہیں اور وہ طائفہ پڑھنے کی بجائے کعبہ معظمہ کا طواف کر لیتے تھے اور چونکہ مدینہ میں طواف کی صورت میسر نہیں تھی۔ اس لئے اہل مدینہ اہل مکہ کے عمل طواف کے متوالی ہر ترویجہ کے وقفہ میں چار رکت نقل پڑھ لیتے تھے اور اس طرح نبی تراویح کے بعد چار ترویجوں میں سولہ (۱۶) نوافل پڑھ کر وہ ۳۶ رکت ادا فرماتے تھے۔

المصالح امام سیوطی، فتاویٰ عزیزی ص ۱۳۱، جلد ۱، رسالہ اہلحدیث لاہور ۸۱۔ ۷۔ ۱۷۱

اہل مکہ مدینہ: کا عمل بھی مذکورہ تحقیق سے واضح ہو گیا کہ وہ بھی شروع سے یہ کہ تیس تراویح سنت کے عامل تھے بلکہ تیس تراویح کے ساتھ مکہ میں ہر تہجد دوران طواف کرتے تھے اور مدینہ میں چار نوافل ادا کرتے تھے اور اس طرح سنت کے ساتھ مزید نیکی و عبادت میں سرگرم تھے مگر منکرین تیس تراویح عجیب اور کہ تراویح میں طواف و نوافل جیسی زائد عبادت تو درکنار متفقہ عمل حریم کے اصل تیس تراویح ہی کا انکار و خلاف کر کے "چار سو بیس" کر رہے ہیں اور موجودہ میں سعودی حکومت سے مالی مفاد حاصل کرنے کیلئے ویسے تو سعودی حکومت و نجی کی قصیدہ خوانی کرتے ہیں مگر آج بھی متفقہ طور پر حریم میں تیس تراویح کے خلاف سنت کہہ کر فتویٰ بازی کر رہے ہیں۔

تیس رکعت کی توثیق: امام ربانی علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس رکعت تراویح ادا فرمانے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو روایت نقل فرمائی ہے

یہی روایت جلیل القدر محدث علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "لی تراویح" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح) کے عنوان سے درج فرمائی ہے۔

(کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ ص ۵۰۸)

امام جلال الدین نے "المصابیح" میں امام ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے رافعی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس رکعت ادا فرمانے متعلق نقل کیا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امام شعرانی، امام ابن جوزی رافعی جیسے اکابر ائمہ محدثین کا بغیر جرح و اعتراض اس روایت کو نقل کرنا اگرچہ اپنی بہت مہتمم بالشان ہے مگر اس حدیث کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

میں تراویح سے تیس تراویح کے ثبوت پر مشتمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتراض و شبہ پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت محدث دہلوی جیسی شخصیت نے اس پر جواب دیا کہ صحابہ اور دیگر روایات صحیحہ و دلائل قویہ کے ساتھ محققانہ محذورانہ عقلاً نقل اس کا ضعف رفع فرما دیا اور ہر طرح تیس تراویح کا مسنون و مستحکم ہونا واضح فرما دیا۔ بہر حال یہ ہے پہلا اصول ارشاد نبوی کے مطابق تراویح تیس رکعت اور ما آتا علیہ کی پیروی (فالحمد للہ علی ذالک)

صحابہ اکابر: جہاں تک سنت خلفاء و ائمہ اہل بیت و اصحابی اور اکابر کی پیروی کا تعلق

ہے ”قادی عزیزی“ کے حوالہ سے صحیح سند کے ساتھ اس کا بھی اوپر ذکر ہو گیا ہے۔ دوسرے خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں میں تراویح کا رواج راشدین (حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی) اور صحابہ کا عمل و اجراء ہو گیا تھا۔ میں تراویح پر عمل کرنے سے سنت خلفاء اور مَا آتَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابُہِی کے اَلْبَیِّنَاتُ مَعَ الْکِتَابِ کے ارشادات کی بھی پیروی ہوگی کیونکہ خلفاء و صحابہ اکابر کے اکابر اور سب امت کے بزرگوں سے بڑھ کر بزرگان دین ہیں۔ (جنتی)

ترمذی کی شہادت: صحاح ستہ میں سے ترمذی شریف میں میں تراویح کے جو تصریح کی گئی ہے کوئی مخالف صحاح ستہ کی کسی کتاب میں آٹھ رکعت کے متعلق تصریح نہیں دکھا سکتا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”حضرت علی، حضرت عمر و دیگر صحابہ کرام سے میں تراویح مروی ہیں۔ اکثر علماء امت کا بھی مسلک ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابن مالک اور امام شافعی کا قول ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ”مکہ مکرمہ میں لوگوں کو میں تراویح پڑھتے پایا“۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۹۹)

سبحان اللہ: خلفاء راشدین، صحابہ کرام، ائمہ علماء اور خود ائمہ اربعی، مکہ مکرمہ کے ہاں میں تراویح کا چرچا ہے اور آٹھ رکعت کا کہیں دور تک نام و نشان نہیں۔ تمام جلیل القدر اکابر امت کو آٹھ اور گیارہ کی روایات کا علم نہیں تھا۔ کیا وہ میں کی روایت کو سنت سمجھ بیٹھے تھے؟

”ابو احمد بیٹھ“ کی تائید: ”میں تراویح یا اس سے زیادہ رکعتوں کے ثبوت کے روایتیں ملتی ہیں..... بالکل یہ ان سب کا انکار کرنا علمی راہ نہیں ہے۔“

مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے کہ ”پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے پھر میں پڑھنے لگے۔ میں رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت

”لَمْ یَسْکُنُوا بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ“

(ترجمہ مؤطا امام مالک، ص ۱۸)

غیر مقلد کا خلیجان: ”یہ بات بڑا خلیجان پیدا کرتی ہے کہ شروع سے میں رکعت میں تراویح ہیں..... صحابہ اور تابعین کے دور میں اس پر عمل جاری رہا ہے اور کسی نے بھی اس کا منہ نہ منا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ضرور کوئی حکمت ہے۔“

(ہفت روزہ الحمدیٹ لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء)

اجماع سنت خلفاء و اجماع صحابہ کے بغیر اس کا کوئی علاج نہیں۔

اور جامع تطبیق: ذور فاروقی کے شروع میں گیارہ رکعت کے متعلق جو تنازعہ زمان کی جاتی ہے اس سلسلہ میں مولوی وحید الزمان نے بھی بالآخر میں پر ہی عمل کیا۔ اس سے سنت خلفاء راشدین تسلیم کر کے گیارہ اور میں کی روایت میں جو تطبیق ہے اس کے علاوہ غیر مقلدین کے مسلک محدثین کے ترجمان ہفت روزہ ”الحدیث“ نے علامہ باجی کے حوالہ سے ایک اور تطبیق نقل کی ہے کہ ”حدیث عائشہ کے مطابق گیارہ رکعت آپ کا عام معمول تھا اور حدیث ابن عباس کے مطابق میں رکعت۔“

(الحدیث لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء) بحوالہ تحفۃ الاخیار علامہ عبدالحی عکرمی۔

تفسیر کہتا ہے کہ گیارہ اور میں رکعت کے سلسلہ میں قبل و قال اور نشیب و فراز کا یہ علامہ باجی کے متعلق ”ابو احمد بیٹھ“ کا یہ انکشاف ایک جامع و بہتر تطبیق کا ہے۔ جب گیارہ اور میں رکعت دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو بعض اوقات ہوا۔ اگرچہ اس روایت میں بعض کے نزدیک کچھ ضعف ہے مگر قرآن سے اس ضعف کو اٹھا دیا ہے اور اگرچہ گیارہ رکعت جمہور کے

نزدیک قہر پر اور غیر مقلدین کے نزدیک تراویح پر معمول ہیں۔ بہر حال اس قول مطابق جو بہت حد تک عقل و نقل کے مطابق ہے۔ جب دو فاروقی میں ہاں تراویح کی اجتماعی صورت سامنے آئی۔ تو مولوی وحید الزمان کے بقول صحابہ کرام کچھ عرصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ رکعت کا معمول اپنایا اور پھر بالاتفاق رکعت کا عمل اختیار کیا۔ اور بالآخر پھر اسی پر اتفاق و اجماع ہو گیا اور

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَمَنْ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ اور مَا آتَاكُمْ وَأَصْحَابِي اور مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ اور الْكِبَرُ كَلَامٌ أَكْبَرُ كُمْ اور إِنْ أَلَّفَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ

جیسی احادیث کثیرہ کی اس پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی اور بہر حال ہمہ پار کریم ﷺ کی سنت عمل شریف پر عملدرآمد ہو گیا تو اب اختلاف کیا رہا جبکہ تمام روایات کو بھی سمیٹ لیا گیا اور سب پر عمل و اتفاق بھی ہو گیا۔ ”حقیقت کو روایات میں کھود اور خواہ خواہ جھگڑنے سے کیا فائدہ؟

سواذ اعظم: جہاں تک سواذ اعظم اور بڑی جماعت کی پیروی کے اصول کا تعلق۔ اگرچہ یہ بھی سنت خلفاء و اجماع صحابہ کے ضمن میں آ گیا ہے مگر ان کے بعد ساری امت اس وقت سے لے کر آج تک میں تراویح کی قائل و عامل ہے۔ یہاں تک کہ ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد رحمہم اور ان کے بعد بے حد و بے حساب مقلدین کا بھی یہی مسلک ہے۔ محقق مذاہب اربعہ امام شافعی نے نقل فرمایا کہ ”ابو حنیفہ شافعی اور احمد کے نزدیک رمضان میں میں تراویح اور مالک کے نزدیک ۳۶ رکعت ہیں“ یعنی (۲۰ تراویح اور ۱۶ نوافل جیسا کہ حدیث کے عمل میں پہلے بیان ہوا) (المیزان الکبریٰ ج ۱، ص ۱۸۳)

اعظم: نے بھی فاروق اعظم امام اعظم اور سواذ اعظم کے موافق ہی فرمایا ہے کہ تراویح ۲۰ رکعت۔ نماز تراویح میں رکعت ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۶۶)

ابو یوسف: غیر مقلدین کے کتب خانہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نے جو غنیۃ الطالبین کی ہے۔ اس میں غوث اعظم رحمہم کے مسلک و عبارت میں تحریف و کتب کے ہی عشرون رکعت کو از خود ہی احدى عشرة رکعت مع الوتر بنا دیا اور تراویح و ترسیت گیارہ رکعتیں ہیں۔ (ص ۷۳۹)

یہ ہے ان الحدیث و مدعیان عمل بالحدیث کا اخلاق و کردار کذب بیانی و کذب تاریخی بددیانتی۔ (لعنت اللہ علی الکذبین)

عبدالوہاب: ابن تیمیہ: حضرت عمر نے صحابہ کو حضرت ابی بن کعب کی اقتداء میں تیس تراویح فرمایا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۵۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۴۰۱)

ابن کعب: حضرت علی رحمہم نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک کو لوگوں کو تیس تراویح پڑھائے اور آپ خود تر پڑھاتے تھے۔

(منہاج السنہ ج ۳، ص ۲۲۴)

محمد بن عبد الوہاب: ”بے شک تراویح میں رکعت ہیں۔ بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص (حضرت ابی بن کعب) کو تیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔“ (فتاویٰ محمد بن عبد الوہاب، ص ۹۵)

ابو صدیق حسن: ”موطا“ ابن ابی شیبہ اور بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ انہوں نے لوگوں کو ابی بن کعب کی اقتداء میں جمع کیا اور انہوں نے تیس تراویح پڑھیں اور روایات سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور

تمیم داری کو تیس تراویح اور تین وتر پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس میں قوت ہے۔

(مسک الختم مشرح بلوغ المراد)

مولوی غلام رسول قلعوی: تیرھویں صدی کے آخر میں جب غیر مقلد مولانا

حسین بنالوی نے آٹھ رکعت تراویح ایجاد کی اور بیس رکعت کو خلاف سنت و بدعت

دیا تو خود ”الحدیث“ مکتب فکر کے مولوی غلام رسول قلعوی شاگرد مولوی نذیر حسین

نے اس کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ ”ہماری دلیل بیس رکعت تراویح کی پیغمبر خدا ﷺ

حدیثیں ہیں۔ جن پر فضائل اعمال میں عمل سب علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے لے کر اس وقت

سب لوگ بیس تراویح ہی پڑھتے چلے آئے ہیں۔ سوائے اس حد سے نکلنے والے

(بنالوی) کے جو بیس رکعت کو بدعت اور خلاف سنت کہتا ہے۔“

(ترجمہ رسالہ فارسی، بحوالہ صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم)

حرف آخر: الحمد للہ ہم نے دس احادیث کے چار اصول کی روشنی میں بیس تراویح

مطلوبہ ثبوت کے علاوہ خود منکرین بیس غیر مقلدین کے اکابر کے حوالہ جات سے مستحکم

طرح مکمل کر دیا ہے۔ اس کے باوجود اگر چند لوگ خود کو صحیح اور باقی سب اُمت کی تہمت

عمل کو غلط قرار دیں تو خدا کو کیا جواب دیں گے؟

=====

باب نمبر ۳

اصلاح معاشرہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كَرَّمَ عَلَافًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

قرآن و حدیث کی روشنی میں
پیشی حبیب و روحانی اسرار
کی اصلاح کا بیان

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آ کُتْھُ کَانَ اور دل: وَلَا تَنْفَقْ مِمَّا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۝

اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑے شک کان آ کُتْھُ اور سب سے سوال ہوتا ہے۔ (پ ۵ رکوع ۴ سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۶)

اصلاح: کان آ کُتْھُ اور دل کے اعمال کے متعلق کل قیامت کو احکم الحاکمین عدالت میں حساب و سوال ہوگا اس لیے دل کو برے عقائد اور برے ارادہ سے پاک کو کسی کی نفیبت اور برائی جھوٹی و بے حیائی کی بات 'لغو گفتگو' گپ شپ اور گمان بجانے کی آواز سے اور آ کُتْھُ کو بے حیائی و برائی کے مناظر، فلم و تماشہ، سینما و ٹیلیویشن اور غیر محارم و کسی چیز کو بری نظر کے ساتھ دیکھنے سے محفوظ اور پاک رکھنا ضروری ہے اور کسی دعویٰ اور کسی الزام سے پہلے اپنے کان، دل اور آ کُتْھُ سے علم و تحقیق حاصل کرنا لازم ہے۔ بغیر علم اور تحقیق بلا سوچے سمجھے بدگمانی و خیالی اور سنی سنائی باتوں پر کلام دعویٰ کرنا، الزام لگانا، جھوٹی شہادت دینا، قسم کھانا، کسی مسلمان کے پیچھے پڑنا، اس کی جان مال آبرو کو نقصان پہنچانا اور اس سے بغض و عناد رکھنا ناجائز اور قیامت میں عذاب و مواخذہ کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ

زبان و بیان: اِذْ يَتَلَفَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝

مَا يَنْفَعُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝

جب (انسان سے) لیتے ہیں دو لینے والے۔ ایک دائیں بیٹھا اور ایک بائیں۔ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ (پ ۲۶ رکوع ۱۶ سورہ قیامت آیت ۱۸-۱۷)

اصلاح: انسان کے پاس دائیں بائیں دو لکھنے والے فرشتے ہیں۔ دایاں نیکیاں لکھتا ہے اور اکر گناہ۔ اس لیے جھوٹ، نفیبت، گمان، گالی بدزبانی، زبان درازی، شعلہ مذاق، کلامات و خرافات سے زبان کو پاک رکھنا چاہیے اور بات کرتے وقت اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہماری ہر بات لکھی جا رہی ہے اس لیے کوئی ظلم و گناہ کی بات نہ ہو۔ (پ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ قیامت آیت ۱۸-۱۷)

اصلاح: خواب پاخانہ و ہنستری کے مخصوص وقت فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لیے صبح و شام میں بات کرنی منع ہے۔ تاکہ اس کے لکھنے والے فرشتوں کو قریب آنے کی اجازت نہ ہو۔ حدیث میں فرمایا "برہنہ ہونے سے بچو۔ تحقیق تمہارے پاس وہ فرشتے ہیں جو تمہارے حاجت و ہم بستری کے بغیر جدا نہیں ہوتے۔ پس ان سے حیا کرو۔"

دل کی سیاحت: تَحْتَ كُلِّ رَأْسٍ رَّاعٍ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا تَكَلَّمُوا يَكْتُمُونَ ۝

بلدان کے دلوں پر رگ چڑھا دیا ہے ان کی کماؤں نے۔

(پ ۳ رکوع ۸ سورہ المطففین، آیت ۱۴)

حدیث میں فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے۔ ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر پڑتا ہے۔ اگر تو بہ کر لی تو مٹ جاتا ہے۔ ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائے گا وہ نقطہ بڑھتا رہتا رہے گا۔ یہاں تک کہ دل اتنا سخت و سیاہ ہو جائے گا کہ نہ اسے حق و باطل سمجھ سکے گا۔ (نہ کسی نصیحت کا اس پر اثر ہوگا)

اصلاح: باطن کماؤں، حرام کاروبار، بد عملی و گنہ گاری سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر یہ ترک نہ کیا جائے گا۔ اس لیے دل کو رنگ آلود و سیاہ کرنے والی کماؤں و بد عملی سے بچنا لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا

ہے۔ اگر اس میں اصلاح ہے تو سارے جسم کی اصلاح ہوگی اور اگر اس میں اصلاح نہیں ہے تو سارا جسم فاسد ہوگا۔ ”اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ“ سن لو وہ دل ہے (برے عقیدوں، ناپاک ارادوں اور حرام و خبیث چیزوں سے اس کی حفاظت اور اس کی سلامتی و پاکیزگی کی فکر کرو)

دل کی صفائی: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح لوہے کو پانی میں دھو کر لگ جاتا ہے اسی طرح (غفلت اور گناہ سے) دلوں پر بھی دھو کر لگ جائے۔“ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! لوں کا رنگ اتارنے کے لیے کون سی چیز ہے؟ فرمایا: ”کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔“

☆ ہر چیز کی صفائی کے لیے کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی کے لیے اللہ کا ذکر اور اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب ذکر اللہ عزوجل و التقرب الیہ، تیسری فصل)

نفاق اور ایمان: ”گناہ (بجائنا) اور کھیل کود دل میں اس طرح منافقت اگااتا ہے جس طرح پانی سبزہ اگااتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ہے کہ قرآن اور ذکر دلوں میں اس طرح ایمان اگاتے ہیں جس طرح پانی اگااتا ہے۔“ (دیلمی، کتاب الزواجر)

اصلاح دل کی صفائی و ایمان کی حفاظت کے لیے تلاوت قرآن و ذکر الہی کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور موت کو زیادہ یاد کرنا چاہیے اور دنیا کی عیاشی و رنگینی سے بچانے کھیل کود اور نفس و شیطان کی مکاریوں سے دامن بچانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ واللہ العادی و الموافق

دل کی صفائی: ”مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا خطرہ ہے۔ عرض کیا گیا۔ اللہ کی قسم! کیا آپ کے بعد آپ کی امت مشرک ہو جائے گی۔ فرمایا ہاں لیکن وہ (مشرک) پھر اور بت کی پوجا نہیں کریں گے۔ بلکہ (ان کا شرک یہ ہوگا کہ اللہ کی رضا و نوازش کو لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کریں گے اور شہوت خفیہ یہ ہے کہ ایک شخص صبح صلاہ پڑھا کر پھر اس کے لیے شہوت ظاہر ہوگی اور وہ روزہ چھوڑ کر شہوت میں مبتلا ہوگا۔“ (مشکوٰۃ شریف، باب الرقاق، باب الریاء و السمعة، تیسری فصل)

اصلاح رضا: رضائے الہی محبت نبوی اور خلوص نیت عمل کی بنیاد ہونی چاہیے۔ ریاء و نمائش اور شہرت و اشدید کبیرہ گناہ ہے کہ اسے شرک اصغر قرار دیا گیا ہے۔ ریاء کی طرح شہوت و نمائش بھی ایمان و عمل کی حفاظت ضروری ہے۔

سلامات، منافقت: ”جس میں یہ چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک پائی جائے۔ اس میں نفاق کی ایک عادت ہے۔ جو امانت کی بات کرے بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جھگڑتے جھگڑتے رہتی رہتی کرے۔“ (بخاری و مسلم)

اموال و مالکین: ”دو مونہ والا شخص قیامت کے دن (منافقانہ روش، پھٹل خوری و جھوٹ کے باعث) بدترین آدمی پاؤ گے جو ایک طرف ایک مونہہ کے ساتھ اور دوسری طرف دوسرے مونہہ کے ساتھ آتا ہے۔“

(متفق علیہ، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، پہلی فصل)

”جو شخص دنیا میں دو مونہ والا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کی آگ کی زبان ہوگی۔“ (دارمی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

گناہ کی اصل: ”تمام گناہوں کی اصل (جز اور بنیاد) دنیا کی محبت ہے اور تمام قوم کی اصل پیداوار کا عشر اور مال کی زکوٰۃ نہ دینا ہے“ (مشکوٰۃ شریف منہیات)

فم اور فرج: ”جانتے ہو لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرنے والی کون سی چیز ہے؟ خوف خدا اور حسن اخلاق۔ جانتے ہو لوگوں کو دوزخ میں زیادہ داخل کرنے والی کون سی چیز ہے۔ منہ اور شرمگاہ (یعنی حلال و حرام کا امتیاز کیے بغیر منہ کا ہونا اور بغیر نکاح شرمگاہ کی بے احتیاطی اور جنسی لذت و شہوت رانی لوگوں کو کفر سے جہنم میں لے جائے گی) استغفر اللہ

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

تہدیل نسب: ”جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کا دعویٰ کرے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ شخص اس کا باپ نہیں ہے ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔“ ☆ ”ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا“ حالانکہ اس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے سونگھی جائے گی“

☆ ”ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ بروز قیامت اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نقل“ (بخاری و مسلم وغیرہ) معلوم ہوا کہ اپنی ولدیت کا نسب کو تبدیل کرنا اور اپنے باپ دادا کے خلاف سید قریشی، پٹھان، شیخ وغیرہ کہلوانا اور دوسروں کی طرف منسوب ہونا سخت کبیرہ گناہ ہے۔

نصیحت بغیر عمل: ”شب معراج ایک قوم پر میرا گذر ہوا جس کے ہونٹ آگ کی قینچی سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا۔ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ (خطیب واعظ) مقرر عالم لیدر حاکم وغیرہم) ہیں۔

”جو کمالیہ خود عمل نہیں کرتے۔“

(ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الایمان و الشہدۃ دوسری فصل)

مہر محبت: (دنیاوی امور بیماری، غریبی، پریشان حالی میں) ”اپنے سے ادنیٰ شخص کو مہر دینا“ (ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب فضل الفقراء پہلی فصل)

مہر محبت: (غیر محرم کی طرف) ”نظر کرنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا“ (جو شدید ہلاکت کا باعث ہے)

مہر محبت: (غیر محرم کی طرف) ”نظر کرنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا“ (جو شدید ہلاکت کا باعث ہے)

مہر محبت: (غیر محرم کی طرف) ”نظر کرنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا“ (جو شدید ہلاکت کا باعث ہے)

مہر محبت: (غیر محرم کی طرف) ”نظر کرنا ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا“ (جو شدید ہلاکت کا باعث ہے)

جھوٹ: ”جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس سے ایسی بد بظاہر ہوتی ہے جس سے فرشتہ ایک میل اس سے دور ہو جاتا ہے۔“

(ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل غیبت: ”شب معراج ایک قوم پر گزر ہوا جس کے ناخن تانے کے تھے اور وہ اس وسیدہ کو نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی غیبت دے آبروئی کرتے تھے۔“

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من التہاجر دوسری فصل بہتان: ”جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کیا گیا۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے ناہی غیبت ہے۔ عرض کیا گیا اگر وہ بات واقعی اس میں ہو؟ فرمایا اگر وہ بات واقعی اس میں ہے (جو تو اس کی پس پشت کہہ رہا ہے) تو پھر تو نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر وہ بات میں نہیں ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔“ (جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے) (مسلم شریف، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، پہلی فصل)

گالی اور قتل: ”مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ و سرکشی) اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، پہلی فصل)

والدین کو بد زبانی: ”آدی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں سے ہے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے۔ فرمایا۔ آدی کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ اس کے باپ کو گالی دے۔ یہ اس کی ماں کو دے اور وہ اس کی ماں کو گالی دے۔“ (اس طرح والدین کو گالی دلانے کا سبب بنا

گالی دینا ہے) (والحیاء باللہ تعالیٰ) (مسلم بخاری، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب البر والصلة، پہلی فصل)

جو شخص عصبیت کی طرف بلائے (یعنی بغیر اوصاف و دیانت اپنی قوم کے ساتھ عداوت کا تعصب کرے) وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کے لیے جھگڑا کرے۔“ (مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل)

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل)

بے شک اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تو اضع کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر غرور نہ کرے۔“ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، دوسری فصل)

(مسلم شریف، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، پہلی فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، پہلی فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الفخارۃ والعصبیۃ، پہلی فصل)

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من التہاجر دوسری فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من التہاجر دوسری فصل) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من التہاجر دوسری فصل)

مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے (کہ اپنی دنیاوی و ذاتی رنجش کے لیے) (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من التہاجر دوسری فصل)

(ناراضگی کے باعث) اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ دیا گویا اس نے بھائی کو قتل کر دیا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب ما یمنی عنہ من النعمان)

لعن طعن: ”مومن (مومن پر) نہ طعنہ بازی کرتا ہے نہ لعنت کرتا ہے۔“

نہ بے حیائی کا بول بولتا ہے۔ نہ بے مقصد بات کرتا ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

حرص و ہوس: ”ابن آدم کا جسم بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں جو ان ہوتی ہیں

ہوس اور عمر کی حرص۔“ (یعنی دنیا کی محبت اور لمبی امید)

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الرقاق باب الال والحرص، پہلی فصل)

ٹھٹھا بازی: تحقیق جو شخص لوگوں کو ہنسائے کے لیے باتیں بنائے وہ زمین و آسمان

مساافت کی بہ نسبت زیادہ مسافت سے (جہنم میں) پھینکا جائے گا۔ زبان کا

کے پھسلنے سے زیادہ سخت ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، دوسری فصل)

زیادہ ہنسی: ”زیادہ نہ ہنسو۔ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔“

(مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب باب حفظ اللسان، تیسری فصل)

☆ ”جس کا ہنسا زیادہ ہوگا اس کا دل مر جائے گا۔ چہرہ کی نورانیت جاتی رہے

شیطان اس سے راضی ہوگا۔ رحمان ناراض ہوگا۔ روز قیامت حساب کتاب کی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے محروم ہوگا۔ ملائکہ کی اس پر لعنت ہوگی۔ آسمان

والوں کی دشمنی ہوگی۔ بھلائی کی چیزیں بھول جائے گا۔ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔

﴿ ”جب بندہ زمین پر ہنستا ہے تو زمین ندا کرتی ہے کہ آج میرے آدمی

رہا ہے اور کل میرے اندر (قبر میں) تو روتا ہوگا۔“ (منہجات ابن حجر)

الغضب: ”بے شک غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کی پیدائش آگ سے ہے

پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اسے چاہیے کہ

” (ابوداؤد، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الغضب والکبر، دوسری فصل)

”جسے غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر غصہ اتر جائے

تو بہتر ورنہ اسے چاہیے کہ لیٹ جائے۔“

(احمد، ترمذی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الغضب والکبر، دوسری فصل)

”جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

پا لے۔ اس کا غصہ اتر جائے گا۔“ (ابوداؤد، طبرانی، ترمذی)

”جسے غصہ آئے“ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا جس کے پاس درہم اور سامان نہ

ہو اور صبری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ لے کر آئے گا لیکن

کوئی دھوکا دے گا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی کو بہتان لگایا ہے کسی کا مال کھایا ہے کسی کا خون

پیا ہے کسی کو مارا پینا ہے پس اس ظالم کی نیکیاں ان مظلوموں پر تقسیم ہوں گی۔ اگر

ظالم ان میں تقسیم ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ظالم کے ظلم کی مقدار مظلوموں کے گناہ

کے برابر لے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔“ (جو ظالم و عیاش ہو اور نماز

و کلمہ و اعمال حسنہ سے بھی محروم ہو اس کا کیا حال ہوگا)

(مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الظلم، پہلی فصل)

”جو ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کے ساتھ نکلا وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب الآداب باب الظلم، تیسری فصل)

”پہل (کنجوس آدمی) خدا سے دُور، جنت سے دُور، لوگوں سے دُور اور دوزخ سے

دُور ہے۔“ (مشکوٰۃ، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک، دوسری فصل)

☆ ”حق تعالیٰ نے اپنی عزت و عظمت کی قسم ارشاد فرمائی کہ وہ بخیل کو پس نہ جانے دے گا۔“

☆ ”کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بخیل نہ بتاؤں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون ہے؟ فرمایا جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر پڑھے وہ سب سے زیادہ بخیل ہے۔“ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(کتاب الزواجر، کیمیائے سعادت، ترمذی، احمد، مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، اصولہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضائلہ، تیسری فصل)

طمع:

”طمع سے اللہ کی پناہ مانگو“

☆ ”جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے ناامید ہو جاؤ (اس کا لالچ نہ کرو) اور طمع سے بچو۔ پس تحقیق طمع حاضر محتاجی ہے۔“ (طبرانی، حاکم)

قطع رحم:

”جنت میں داخل نہ ہوگا جو قطع رحم کرے“

(عزیزوں، رشتہ داروں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ بدسلوکی کرنا)
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب البر والصلاۃ، پہلی اسناد)

مکر و ضرر:

”جس نے مومن کو نقصان پہنچایا یا اس کے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے۔“
(ترمذی شریف، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب ما منی عنہ من اتھا جزا دوسری اسناد)

=====

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں پالا کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے لئے بہت نفع دیتی ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔“ (پارہ ۱، رکوع ۲، سورہ التوبہ، آیت ۱۰۳)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

”اور وہ (نبی) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔“ (پارہ ۲، رکوع ۵، سورہ النجم، آیت ۳)

۔ وہ دین جس کی ہر بات وحی خدا
پشتہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں کا بیان

۔ میں تیرے کلام پر ملی ہوں تو کس کو رہاں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہاں ہے جس کا جہاں نہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جب سوکراٹھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَالِيهِ النُّشُورُ - الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَزَقَنَا رُوحَهُ وَعَاقَبَانِي فِي جَسَدِي وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا أَدْرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَالْهُدَى وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں (نیند کی مجازی) موت بعد زندہ فرمایا اور (ایک دن حقیقی موت کے بعد) اس کی طرف جاتا ہے۔“
تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے (نیند کے بعد) میری روح مجھے لوٹا دی اور میرے جسم کو راحت پہنچائی اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق دی۔ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے وہاں ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی حقیقی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور اس کے سب کچھ کر سکتا ہے۔“

فائدہ: جو مسلمان بیدار ہو کر بید دعا پڑھے اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ ستمند یا جھگ کی مثل ہوں۔ (عمل اليوم والمہلکۃ امام سیوطی رحمہ اللہ)

جب استنجا کے لیے جائے:

سر ڈھانپ لے۔ بیت الخلاء و مقام استنجا میں پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اگر جگہ داخل ہونے اور کھڑا اٹھانے سے پہلے پڑھے

بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ -

(بخاری) مسلم مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب آداب الخلاء، پہلی فصل)

”اللہ کے نام سے شروع اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مذکر و مؤنث جنوں۔ بری باتوں اور برے کاموں سے۔“

جب استنجا سے فارغ ہو کر نکلے پہلے دایاں پاؤں نکالے اور کہے۔

أَمْرًا نَكَ (تیری بخشش چاہتا ہوں)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذَانِي لَكَ وَأَبْقَى فِي قَوْلِهِ وَدَفَعَ عَنِّي أَذَاهُ -

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذت نصیب اس کی قوت مجھ میں باقی رکھی اور اس کی تکلیف مجھ سے دور فرمائی۔“

وضو کرے:

چاہیے کہ بِسْمِ اللَّهِ شریف پڑھے

(مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب سنن الوضوء دوسری فصل)

پھر کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي ذَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي -

”اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرا گھر وسیع کر دے اور میرے رزق

بڑھاتے فرما دے۔“ وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف دیکھے اور پڑھے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (تین مرتبہ) - اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ

وَالْمُتَّقِينَ -

”اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور تقویٰ میں شامل فرما۔“ جو شخص وضو کر کے پڑھے۔

صَبَحًا نَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ -

”پاک ہے تیری ذات اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں تجھ سے بخشش چاہتا

ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں۔“ اس کی یہ دعا صحیفہ میں بند کر

دیں اس پر مہر لگا دی جائے گی جو قیامت تک نہ ٹوٹے گی۔ (مجم طہرائی اوسط)

جب گھر سے نکلے:

بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

”اللہ کے نام سے شروع۔ اللہ پر میرا بھروسہ ہے اللہ کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔“ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَ أَوْ أُظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

”اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں خود گمراہ ہوں یا گمراہ کروں یا خود پھسلوں یا مجھے پھسلا یا جائے یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا خود گمراہ کروں یا کوئی نادانی سے پیش آئے۔“

جب مسجد میں داخل ہو:

پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے اور کہے:

بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

”اللہ کے نام سے شروع۔ رسول اللہ کو سلام عرض کرتا ہوں۔“

اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا أَبْوَابَ رِزْقِكَ

”اے اللہ ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے رزق کے دروازے آسان فرما دے۔“

جب مسجد سے نکلے پہلے بائیں پاؤں باہر رکھے اور کہے:

بِسْمِ اللَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

”اللہ کے نام سے شروع۔ رسول اللہ کو سلام عرض کرتا ہوں۔“

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ فَضْلِكَ

”اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

گھر میں داخل ہو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللَّهِ وَلَكِنَّا وَ
اللَّهُ تَخْرُجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبَّنَا تَوَكَّلْنَا

(ابوداؤد، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

”اے اللہ میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی خیر مانگتا ہوں۔
”اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں خود گمراہ ہوں یا گمراہ کروں یا خود پھسلوں یا مجھے پھسلا یا جائے یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا خود گمراہ کروں یا کوئی نادانی سے پیش آئے۔“

”اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

(الحديث)

گھر کے مشاغل:

جب رات کا اندھیرا چھائے اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روکو۔ اس لیے کہ
”اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

جب بازار میں داخل ہو:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات دوسری فصل)

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرَ مَا فِيهِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اسی کی تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں اس کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔

جو یہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا۔ ایک لاکھ کنا دے گا۔ فرمائے گا اور اس کا ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔

جب کھانا کھائے:

جوتا اتار کر بیٹھے ننگے سر نہ کھائے اول آخر ہاتھ دھوئے۔ پہلی مرتبہ ہاتھ پونچھے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھ لے۔ انگریزی فیشن کے مطابق کھڑے اور میز کرسی پر کھانا ہرگز نہ کھائے۔ نمکین چیز سے شروع کرے اور نمکین پر ختم کرے۔ اگر دسترخوان پر بیٹھی چیز ہو تو اسے درمیان میں کھائے۔ کھانے کے دوران دیوار اور سہارا نہ لے اور بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے نہ کھائے۔ جہاں تک ہو سکے پیچہ استعمال سے بھی پرہیز کرے تاکہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے اور برتن صاف کرنے کا اجر اور سنت پر عمل کا ثواب ضائع نہ ہو۔ بیٹھے وقت پایاں پاؤں بچھا دے اور اگر کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور جب کھانا شروع کرے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد یہ پڑھے۔

اللہ ہمارے لیے اس کھانے میں برکت فرما اور اس سے بہتر عطا فرما۔

اور رودھ ہو تو یوں کہے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ

”اے اللہ ہمارے لیے اس میں برکت فرما اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔“

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُہٗ وَاٰخِرُہٗ پڑھ لے۔ کھانے کے بعد یوں دعا کرے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

”سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔“

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقَىٰ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا

”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کھلایا پلایا اور خلق سے اس کا

اصل ہونا آسان فرمایا اور اس کے باہر نکلنے کا راستہ بنایا۔“

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ہٰذَا الطَّعَامَ وَزَادَ فِیْہِ مِنْ غَیْرِ

حَوْلِیْ قَبْلِیْ وَلَا قَوْفِیْ۔

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری

قوت و طاقت کے مجھے یہ رزق دیا۔“

لا اُکَلِّہ: بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھائے اس پر خدا کی حمد بجالائے اور

اَلْیَسِیْرُ: تو اس پر الحمد کہے۔ اگر کوئی دعوت دے اور کھانا کھائے تو اس کے لیے یوں کہے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَہُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ فَاعْفِرْ لَہُمْ وَارْحَمْہُمْ۔

”اے اللہ انہیں جو تو نے رزق دیا ہے اس میں ان کے لیے برکت فرما اور

ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔“

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمْنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ۔

”اے اللہ جس نے مجھے کھلایا ہے تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا ہے تو اسے

جب لباس پہنے:

مرد و عورت ایسا لباس پہنے جس سے وہ سب اعضاء پوری طرح چھپ جائیں جو چھپانے کے لائق ہیں اور عموماً پردہ میں رہتے ہیں۔ ایسا یا ریک کپڑا جس سے جسم بال نظر آئیں اور ایسا تنگ لباس جس سے اعضاء کی ہیئت نمایاں ہو ہرگز استعمال کریں۔ نہ نانہ مردانہ انگریزی لباس اور سوٹ بوٹ بالکل نہ پہنیں۔ بغیر ”کف“ اور ”کھڑک“ کے سیدھا سادہ لباس کرنا ہو مرد کی شلوار مخمے سے اوپر اور عورت کی مخمے سے نیچے آستینیں پوری ہوں اور مرد کا کوئی کپڑا ریشمی نہ ہو جب کپڑے پہنتے تو یہ پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوْكِرِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَآتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَبَلِيْ۔
”سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اس شرم کی چیزیں چھپاؤں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کروں۔“

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقْنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔
”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور بغیر میری قوت و طاقت کے مجھے عطا فرمایا۔“

فائدہ: جو مسلمان کپڑے پہن کر یہ دعا پڑھے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ”وَاللّٰهُ لَطِيْفٌ بِالْعِبَادِ۔“

جب جوتا پہنے:

جوتا پہننے میں پہلے دایاں پاؤں داخل کرے اور اتار تے وقت پہلے بائیں پاؤں نکالے پھر دایاں۔ علماء کرام نے کپڑا پہننے اتارنے کو بھی اسی پر قیاس فرمایا ہے۔

مجلس سے اٹھے:

جسے یہ محبوب ہو کہ وہ پورے پیمانہ کے ساتھ ثواب حاصل کرے وہ مجلس کے بعد پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّمِیْنَ۔ سُبْحَانَكَ لِلّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ۔
(ترمذی، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کرتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے جدا ہوتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

فائدہ: جس مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھے اس میں جو نیک بات ہوگی یہ دعا قیامت میں اس کی حفاظت کے لیے پیر بن جائے گی اور اگر مجلس میں کوئی نامناسب بات ہوگی اس کا کفارہ ہو جائے گی۔

جب کسی کو رخصت کرے:

اَسْتَودِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَآمَانَتَكَ وَخَوَاتِمَ عَمَلِكَ۔

”میں تیرا دین تیری امانت اور تیرے عمل کا انجام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

جب سواری پر قدم رکھے:

بِسْمِ اللّٰهِ کہے اور جب اس پر بیٹھ جائے یوں کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ مَا كُنَّا لَكَ مُقَرَّبِيْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اس کو

مطیع فرما دیا ورنہ ہمارا اس پر قابو نہیں تھا اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں
(مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات دوسری فصل)

جب دریا میں سوار ہو:

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيْهَا وَمَوْسِلُهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ وَرَحِيْمٌ

”اللہ کے نام پر ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔“

جس شہر میں پہنچنا ہو:

جب اس کو دیکھے یوں کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔

”اے اللہ ہم تجھ سے اس شہر اور اہل شہر اور جو کچھ شہر میں ہے اس کی بہتری کا سوال ہیں اور اس شہر اور اہل شہر اور جو کچھ شہر میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔“

جب شہر میں داخل ہو:

یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنّٰهَا وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَحَبِيبَ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔

”اے اللہ ہمارے لیے اس شہر میں برکت فرما اے اللہ ہمیں اس کا خیر فرما اور ہمیں شہر والوں کے لیے محبوب بنادے اور شہر کے صالحین کو ہمارا محبوب بنا دے۔“

جب سفر سے واپس لوٹے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَكَهَ الْحَمْدُ وَهُوَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتُوبُكَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ سَاعِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ
لِلّٰهِ وَعِدَّةٌ وَلَقَصْرٌ عَبْدُهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَخَلَدَ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وحدہ لا شریک ہے اسی کی حقیقی بادشاہی ہے اور اس کا عہد ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ گھر کو لوٹنے والے رب کی جناب میں توبہ کرنے والے عبادت پر قائم ہونے والے سجدہ کرنے والے روزہ رکھنے والے اپنے رب سے محبت کرنے والے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا اس کے شکر کو کھست دی۔“

نکاح کرے:

نکاح کو سنت اور عبادت جانے اپنے ایمان اور اخلاق کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ فیشن اسٹیل کی بجائے دین دار رشتہ کی تلاش کرے۔ ہندو و انہ رواج و فضول کی رسوم سے اجتناب کرے گائے بجانے اور آتش بازی کی شدید محسوس و گناہ سے بچے نکاح کو ملوث نہ کرے اور نکاح کے بعد خلوت میں جائے توبہ کی رہائی پلا کر کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيَّ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيَّ۔

”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں خیر کا اہم کی ذات سے اور اس سے بچنے کے لیے اے پیدا کیا ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس سے بچنے کے لیے اے پیدا کیا ہے۔“

جب جماع کا ارادہ ہو تو پہلے یہ کہے

بِسْمِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.

”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے محفوظ فرما
ہمیں تو جو (اولاد) عطا فرمائے شیطان کو اس سے دور فرما۔“

(بخاری، مسلم مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات، دوسری فصل)

اور جب انزال ہو اس وقت دل میں کہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ نَصِيْبًا.

”اے اللہ مجھے جو تو عطا فرمائے شیطان کا اس میں حصہ نہ ہو۔“

جب بچہ پیدا ہو:

اس کے کان میں اذان کہے اور اسے گود میں رکھ کر اپنے منہ میں کھجور پٹا
شہد وغیرہ بچہ کو چٹائے اور اس کے لیے برکت کی دعا کرے اور ساتویں دن اس کا
رکھے۔ بال اتروا کر ان کے برابر چاندی وزن کر کے صدقہ کرے اور لڑکی کی طرف
ایک اور لڑکے کی طرف سے دو جانور عقیقہ کرے۔

جب بچہ بولنے لگے:

اے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللَّهِ یاد کرانے کے بعد یہ آیت پڑھا
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَيْرٌ يُّنْكِرُ
الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيِ رَكْبَهُ تَكْبِيْرًا

(پ ۵ رکوع ۱۲) نیز اسے یہ دعا بھی سکھائے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَخَسِرَةِ عِبَادِهِ وَهُمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔

”پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے کلمات کاملہ کے ساتھ اس کے غضب سے
وہ اس سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور ان
ان آئے سے۔“

بچہ یہ دعا نہ پڑھ سکے اس کا تعویذ لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دے اور جب
اس کی حالت برس کے ہوں انہیں نماز شروع کرائے۔ دس برس کے ہوں اور نماز نہ
پڑھا کر پڑھائے۔ نو برس کی عمر میں ان کے بستر الگ الگ کر دے اور سترہ برس کی
عمر تک اس کی کوشش کرے۔

جب چھینک آئے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ کہے۔
سننے والا جواب دے يٰرَحْمَتُكَ اللّٰهُ (اللہ تجھ پر رحم فرمائے)
تسے چھینک آئی پھر وہ کہے۔

بَغِيْرُ اللّٰهِ لِيْ وَلَكُمْ ”اللہ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔“

بچہ ہر چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ کہے گا جب تک
دعا کا اڑھ اور کان کے درد سے محفوظ رہے گا۔“

جب سوتے لگے:

بچہ کہے کہ با وضو ہو۔ دائیں کروٹ لیٹے منہ قبلہ کی طرف اور دایاں ہاتھ
پیشہ رکھے اور کہے

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ

”اے اللہ تیرے نام پر موت آئے اور تیرے نام پر میں زندہ ہوں۔“

(بخاری، مسلم مشکوٰۃ باب ما يقول عند الصباح والمساء والامام، پہلی فصل)

اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

(ابوداؤد، مشکوٰۃ باب ما یقول عند الصبح والمساء والمنام، دوسری فصل)

”اے اللہ مجھ سے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّلَنَا وَأَوَّأَنَا فَكُم مِّمَّنْ لَا تَكُونُ
لَهُ وَلَا مَوَدَّةٌ“

(مسلم، مشکوٰۃ باب ما یقول عند الصبح والمساء والمنام، پہلی فصل)

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہماری کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ کئی بندے ہیں جن کے لیے نہ کفایت ہے اور نہ ٹھکانا۔“

جب خواب دیکھے:

اگر وہ اچھا ہو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور اپنے دوستوں سے بیان کرے اور

برا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین مرتبہ تھو کے اور تین مرتبہ

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھے پھر اسے کوئی نقصان نہیں۔

نوٹ:

یہ دعائیں مشکوٰۃ شریف، حصین، عمل الیوم واللیلہ اور خزینۃ الاسرار

منقول ہیں انہیں یاد کر کے کسی عالم کو ضرور سنالیں اور اول و آخر درود شریف بھی

لیں۔ جس کام پر کوئی دعا منقول نہ ہو وہاں بِسْمِ اللّٰہ اور الحمد للہ کہہ لے۔

دعا ہے کہ الہی قوم کو چشم بصیرت دے

الہی رحم کر ان پر، انہیں نور ہدایت دے

=====

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ

(پارہ ۲۷، رکوع ۵، سورہ النجم، آیت ۳)

”اور وہ (نبی) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر

وہی جو انہیں کی جاتی ہے۔“ (ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

وَمَا أَلَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(پارہ ۲۸، رکوع ۴، سورہ الحشر، آیت ۷)

”اور تم کو رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔“

در ہمہ اقوال و افعال اے فتی

قبلہ خود ساز خلق مصطفیٰ

احادیث نبویہ کی روشنی میں

اسلامی معاشرہ کا بیان

رسول اللہ ﷺ پہ صدقہ جان میری

یہ فانی زندگی قربان میری

میرے پیشوا ہیں رسول خدا

میں ہوں ان کی سنت پہ دل سے فدا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بناءً اسلام: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِسْلَامٌ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ (متفق عليه)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا "اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت دینا کہ تحقیق اللہ کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔"

(بخاری شریف و مسلم شریف، مشکوٰۃ کتاب الایمان، پہلی فصل)

جان ایمان: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک اسے میرے ساتھ اپنی جان، اپنے مال، اپنی اولاد، اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو۔"

(بخاری و مسلم و دلائل الخیرات، مشکوٰۃ کتاب الایمان، پہلی فصل)

نماز: "تحقیق بندے کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے ہجڑا کا حساب ہوگا۔ پس اگر نماز درست ہوئی تو کامیاب و بامراد ہوا اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو ناکام و نامراد ہوا۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے ہجڑا نہ نماز قائم کی اس نے ایمان قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا۔ (ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و نسائی)

جماعت: "اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بے شک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں۔ پس اس کے لیے اذان ہو۔ پھر کسی کو لے کر

لوگوں کو نماز پڑھا دے اور خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو ان پر جلا دوں جو نماز اور امت میں حاضر نہیں ہوتے۔"

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجماعۃ و فصلها، پہلی فصل)

امام: "امامہ کے ساتھ ایک نماز پچیس نماز اور ایک جمعہ ستر جمعوں کے برابر ہے۔"

(ابن مساکر دہلی)

امام مسجد: "اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازی قبول ہوں تو تمہارے امام (عقیدہ و عمل سے بالا سے) تم میں سے بہتر و برگزیدہ ہونے چاہئیں اس لیے کہ امام تمہارے اور رب کے درمیان تمہارے نمائندہ و ترجمان ہوتے ہیں۔" (مسند حاکم و دارقطنی)

پسندیدہ مقام: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جگہوں سے زیادہ پسندیدہ مسجدیں ہیں۔ سب سے زیادہ نا پسندیدہ بازار ہیں۔"

(مسلم و ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، پہلی فصل)

مرد کے گھر میں نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب، محلہ کی مسجد میں پچیس نماز کا ثواب، جامع مسجد میں پانچ سو نماز کا ثواب، مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نماز کا ثواب، مسجد نبوی (نبوی) میں پچاس ہزار نماز کا ثواب، مسجد حرام (مکہ) میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔" (ابن ماجہ)

اندرون مساجد: "عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھروں کے اندرون ہی ہیں۔" "عورت اپنے گھر کے اندرون ہی حصہ میں رحمت خداوندی کے بہت قریب ہوتی ہے۔" "عورت کا گھر کے اندر حصہ میں نماز پڑھنا اللہ کو بہت پیارا ہے۔" (طبرانی) "عورت کا اپنے گھر کے اندرون ہی حصہ میں نماز پڑھنا برآمدے میں نماز

”جس نے زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا پھر کے پانی سے اسے سیراب کیا اس اس (کی ہر پیدلوار) میں عشر یعنی دسواں حصہ (خدا کی راہ میں صدقہ کرنا) وہ اس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں اس میں اس کے پانی میں دسواں حصہ“

”ہر اس شے میں جسے زمین نے نکالا عشر یا نصف عشر ہے“ (بخاری کی لغت ج ۱)

”صاحب“ جسے حج کرنے سے نہ حاجت ظاہر نہ مانع ہوئی نہ ظالم باوجود نہ کوئی ایسی بات نہ ہو۔ پھر بھی بغیر حج کے سر کیا تو چاہے یہودی ہو کر سرے پاھیسا کی ہو“ (دارمی و ترمذی و مشکوٰۃ کتاب السننک تیسری فصل)

”آپیک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں سواری پر نہیں بیٹھ سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج کروں“ فرمایا ہاں (اسکے صورت میں حج بہل ہے)

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب السننک پہلی فصل)

”اسے رو قصہ“ جس نے حج کیا پھر (دنیا نے ظاہر سے) میرے پروردگار نے کے بعد اس کی زیارت کی وہ اس کی طرح ہے جس نے میری زیارت کی میں میری زیارت کی۔ (متفق) ”مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۵ تیسری فصل“

”جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔“ (متفق)

”مالدار ہونے کے باوجود میرے جس اتقی نے میری زیارت نہ کی۔ اس کا عذر گزر نہیں سنا جائے گا۔“ (ابن ماجہ)

پڑھنے سے بڑا مدے میں نماز پڑھنا گن میں نماز پڑھنے سے اور گن میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔“ (حالا کہ مسجد نبوی میں ایک لاکھ و اب پچاس ہزار کے برابر ہے)

(الترمذیہ طبرانی)

اولاد کی تاکید: ”جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال کی ہو۔ انہیں نماز کا حکم کر دو اور جب دس برس کی ہو تو اسے مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بہتر الگ کر دو۔“ (ابوداؤد و شریف)

☆ ”سات سال کی اولاد کو نماز شروع کرادو۔ نو سال کی عمر میں بہتر الگ کر دو۔“ (سرخ سال کی عمر میں ان کا نکاح کر دو۔“ (الحسن، الحسین)

جمعۃ المبارک رک: ”ہم (دنیا میں آنے کے لحاظ سے) پچھلے ہیں اور قیامت کے پہلے۔ سو اس کے کر انہیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد پھر یہ جو حکم دیا اور پر فرض ہوا اور ان کا اس میں اختلاف ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتا دیا اور ان اس میں ہمارے تابع ہو گئے۔ یہودیوں نے جمعہ کا دوسرا دن (ہفتہ) مقرر کر لیا۔ عیسائیوں نے (اتوار کا) تیسرا دن۔“

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب السننک ج ۱ ص ۱۸۵ تیسری فصل)

زکوٰۃ: ”قیامت کے دن تو مگروں کے لیے جتنا جوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے نماز عرض کریں گے اے ہمارے رب تو نے ان کو مگروں پر ہمارے جو حقوق (زکوٰۃ و زکوٰۃ و زکوٰۃ) فرض کئے تھے انہوں نے ظلماً وہ ہمیں نہ دیے اللہ عزوجل فرمائے گا مجھے اپنی حق حلال کی قسم میں آج تمہیں قرع عطا کروں گا اور تو مگروں کو درد رکھوں گا۔“ (طبرانی)

روزہ رمضان: ”جس نے رخصت شرعی و بیماری کے بغیر رمضان کا ایک روز چھوڑا۔ اگر اس کے عوض ساری عمر روزے رکھے تو بھی اس کی تلافی نہیں ہوگی۔“

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بخاری، مشکوٰۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم دوسری فصل)
”جس روزہ دار نے براقول وفضل نہ چھوڑا اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دیا۔“
حاجت نہیں۔“ (بخاری، ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم پہلی فصل)

چاروں کی پابندی: ”اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں بجا نہ لائے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ رمضان حج بیت اللہ۔“ (مسند احمد)

جہاد: ”جو شخص مر گیا۔ درآں حالیکہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد جذبہ پیدا ہوا تو اس کی موت منافقت کے شعبہ پر ہوگی۔“

(مسلم، مشکوٰۃ کتاب الجہاد پہلی فصل)
”ایک شخص نے عرض کیا: ”کوئی مال قیمت کے لیے جہاد کرتا ہے کوئی اس کے لیے اور کوئی اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے۔ پس مجاہد فی سبیل اللہ کون ہے؟“
”جس نے اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے جہاد کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔“

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب الجہاد پہلی فصل)
زنانہ جہاد: ”ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے۔ فرمایا: ہاں ان کا جہاد حج و عمرہ ہے میں لڑائی نہیں ہے۔“ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب المناسک تیسری فصل)

”میں نے آپ سے جہاد میں شامل ہونے کی اجازت مانگی تو فرمایا تمہارا جہاد (تو) جہاد حج ہے۔“

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب المناسک پہلی فصل)
”ہرگز کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت تنہا نہ رہے۔“ (اگرچہ سفر حج ہو۔ محرم وہ جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح ہو۔) (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ کتاب المناسک پہلی فصل)

فضل عمل: ”وقت پر نماز کی ادائیگی سب سے افضل ہے پھر والدین کے ساتھ حسن سلوک۔“
”افضل ہے۔ پھر جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے۔“ (بخاری شریف)

”ظالم سلطان کے پاس کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے۔“
(ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء دوسری فصل)
”جہاد کا ثواب:“ جب (بدعت و جہالت کی کثرت کے باعث) امت میں فساد برپا ہو اور سنت پر عمل کرنا مشکل اور دشوار ہو (جو شخص اس وقت میری سنت پر عمل کرے۔ اس کے لیے) شہید کا ثواب ہے۔“

(بیہقی کتاب الزیادۃ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنت دوسری فصل)
”جسے میری سنت سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہے۔“

(بیہقی، ترمذی، مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنت دوسری فصل)
”علم تبلیغ:“ میری طرف سے تبلیغ کرو اگرچہ ایک آیت ہو۔“
(بخاری شریف، مشکوٰۃ کتاب العلم پہلی فصل)

☆ ”جو شخص تم میں سے (کوئی خلاف شرع) برائی دیکھے تو ہاتھ (اور قوت) سے اسے روکے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے اسے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔“ (مسلم شریف)

نکاح: ”جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے اور بے شک میری سنت میں سے نکاح ہے۔ پس جسے مجھ سے محبت ہے وہ میری سنت پر عمل کرے۔“ (احیاء العلوم)

☆ ”عورت سے نکاح ہوتا ہے۔ اس کی دولت کے باعث اور برادری کے باعث اور خوبصورتی کے باعث اور دینداری کے باعث۔ پس تو (جو صحیح العقیدہ نیکو کار) عورت کے ساتھ کامیاب ہو۔“

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ کتاب النکاح، پہلی فصل)

☆ ”تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔ جب نماز کا وقت آجائے۔ جب جنازہ ہو جائے اور جب لڑکی کا رشتہ مل جائے۔“

☆ جسے نکاح میسر نہ آئے پس وہ روزے رکھے تاکہ نفس کے شر سے بچے۔“

(مشکوٰۃ کتاب النکاح)

حسن اخلاق: ”تم میں سب سے اچھے اخلاق والا مجھے زیادہ پیارا ہے۔“

☆ ”مومن کی میزان میں سب سے وزنی چیز اس کا حسن اخلاق ہے۔“ (بخاری و مسلم)

رزق حلال: ”جس جسم نے حرام کمائی سے پرورش پائی۔ وہ جنت میں داخل نہیں گا۔ اس کے لائق دوزخ ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال، دوسری فصل)

داڑھی بڑھانے کا حکم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مسلمانوں) مشرکوں کا خلاف کرو (وہ داڑھیاں منڈاتے کتراتے ہیں) تم داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرہ میں جب خطا کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ لیتے اور جو بال مٹھی بھر داڑھی سے زائد ہوتے انہیں کاٹ دیتے (تاکہ معلوم ہو کہ جنگم نبوی کم از کم ایک مشیت داڑھی واجب ہے اور اس سے کم کرنا ناجائز و گناہ اور فرمان رسالت کے خلاف ہے)

(بخاری شریف جلد ۶، صفحہ ۳۹)

اگر بڑی بالوں کی ممانعت: ”نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر پر بعض حصّہ بال ہیں اور بعض میں نہیں ہیں۔ پس آپ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا۔ اسے سر کے بال اتار دیا (کانوں تک) پورے سر کے بال رکھو۔“ (مسلم شریف)

سیدھی مانگ: ”رسول اللہ ﷺ کے سراقہ پر آدمی بال ایک طرف آدمی دوسری طرف اور بیچ میں سیدھی مانگ ہوتی تھی۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

خضاب: ”بالوں کی سپیدی کو (مہندی یا زردی سے) تبدیل کرو اور سیاہ خضاب کے رنگ پر بھی نہ جاؤ۔“ (مسند احمد)

ایک شخص نے سیاہ خضاب کیا ہوا تھا کہ اس کا نکاح ہو گیا۔ جب اس کا نکاح ہوا تو لوگوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاں دعویٰ دائر کیا کہ ہم نے اسے جوان سمجھا تھا۔ لیکن اس نے خضاب لگا کر ہمیں مغالطہ دیا۔ پس آپ نے اسے سزا دیا اور فرمایا تو نے لوگوں کو مغالطہ دیا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ کتاب النکاح)

مہندی اور نیل پالش: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت

کیا کہ ”عورتیں ہاتھوں پر مہندی لگائیں اور مردوں سے مشابہت نہ کریں۔“

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷)

معلوم ہوا کہ جس طرح عورت کا مہندی سے خالی ہاتھ مرد کی مشابہت باعث منع ہے۔ اس طرح مرد کا مہندی لگانا عورت کی مشابہت کے باعث منع ہے۔ عورت کا مہندی کی بجائے نیل پاش لگانا بھی درست نہیں اس لیے کہ مہندی کے برعکس نیل پاش روغن کی طرح ناخن پر جم جاتا ہے جس سے وضو اور غسل میں ناخن پر پاش نہیں بہتا۔ لہذا نہ غسل صحیح ہوتا ہے نہ وضو اور نہ نماز۔

حیاء کا تقاضا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عورت کے لیے کون سی چیز ہے“..... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ”عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ فی مردوں کو دیکھیں اور نہ غیر مرد انہیں دیکھیں“ پس آپ نے (خوش ہو کر) فرمایا ”فاطمہ میری لخت جگر ہے۔“ (دار قطنی)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بے پردہ عورتوں کے وارثوں کو فرمایا کہ تمہیں نہیں۔ کیا تمہیں غیرت نہیں کہ تمہاری عورتیں باہر نکلتی ہیں مردوں کے درمیان۔ مردوں کو دیکھتی ہیں اور مرد انہیں دیکھتے ہیں۔“ (الزواجر لابن حجر)

عورت کو چھپاؤ: ”عورت (غیر مردوں سے) چھپانے اور پردہ کرنے کی چیز ہے۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے شیطان اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تاکہ کسی طرح اسے اور اس کے ذریعے کسی دوسرے کو بہکائے اور ملوث و گمراہ کرے۔“

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ و بیان المحاربت، دوسری فصل)

”عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔“

(مسلم شریف، مشکوٰۃ کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ و بیان المحاربت، پہلی فصل)

”عورتیں پردہ کی چیز ہیں۔ انہیں گھروں میں قید رکھو۔“ (کتاب الزواجر)

”عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو وہ تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں۔“

گھروں میں ان سے اچھا سلوک کرو اور باہر نکلنے سکولوں کا لکھن بازاروں دفاتروں میں سیلوں تماشاؤں میں جانے سے روکو اور گھروں میں قید رکھو۔ اس لیے کہ ان کے ہاتھ لے جانے میں سخت خطرہ و شیطانی حملہ کا اندیشہ ہے) (احیاء العلوم شریف)

ملعون نہ بنو: ”دو زنیوں کا ایک گروہ وہ عورتیں ہیں جو (باریک و تنگ لباس کے کپڑے پہننے کے باوجود تنگی ہوں گی۔ خود برائی کی طرف مائل ہوں گی اور لوگوں کو مائل کریں گی۔ ان کے سر (گنبد و پہاڑ نما بالوں کے باعث) سختی اونٹوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتوں پر لعنت کرو۔ تحقیق وہ ملعون ہیں جو نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور تک پھیلی جائے گی۔“ (مشکوٰۃ الزواجر)

رکھو: ”شراب گناہ کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں (ان کی کم عقلی، بے ایمانی اور تصویر آواز و فیشن کے ذریعہ شیطان مردوں کو پھسلاتا برے خیالات میں مبتلا کرتا ہے) اپنے جال میں پھانستا ہے (دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔ عورتوں کو) مردوں کے ہاتھ اور ان کے دوش بدوش چلانے کے بجائے ان کے پیچھے رکھو۔ جیسے اللہ نے فرمایا (اگر حکم جماعت، شہادت اور فضل و مرتبہ میں) پیچھے رکھا ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

لکھنا نہ سکھاؤ: ”عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ (تاکہ بے پروگی و تانک جھانک نہ لکھنا نہ سکھاؤ) تاکہ مردوں کے ساتھ ان کا رابطہ و مخط و کتابت کا ذریعہ نہ ہو (تاکہ ہاتھ کا تانک سکھاؤ) تاکہ امور خانہ داری میں مہارت ہو (اور سورہ نور پڑھاؤ۔“ (تاکہ عورتوں کے احکام سمجھیں اور نورانی زندگی گزاریں) (تبہیلی تفسیر مظہری وغیرہما)

”حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ۔“ (روض الاخیار للشیخ محمد قاسم ابن یحییٰ)۔
 ”تکوار نہ بناؤ۔“ حضرت لقمان کا ایک لڑکی پر گزر ہوا جو کچھ لکھ رہی تھی آپ نے اسے لکھتے دیکھ کر فرمایا یہ تکوار کسی کے لیے مصطل ہو رہی ہے۔ تاکہ اس کے ساتھ کیا جائے۔“ (یعنی لکھنا سیکھ کر عورت برہنہ تکوار کی طرح خطرناک ہو جاتی ہے اور اوقات اپنی ”عصمت“ اور شرم و حیاء والدین کی شرافت اور خاندان کی عزت کو کھو کر رکھ دیتی ہیں۔ جیسا کہ آج کل اس کا عام مشاہدہ ہے) والعیاذ باللہ تعالیٰ
 (اخرج الکیم الترمذی)

خوشنما لباس نہ پہنو: ”عورتیں اگر (کسی خاص ضرورت و حاجت شرعی) سے نکلیں تو انہیں چاہیے کہ سادہ و میلا لباس پہنیں۔“ (تاکہ ان کی طرف کسی کی آنکھ نہ پڑے جیسا کہ شوخ و تنگ لباس میک اپ باریک کپڑوں اور خیلے کالے ریشمی برقعوں کی طرح نگاہیں اٹھتی ہیں) (ابوداؤد)

قبر سے حیاء کرو: ”أم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد جب حضرت عمر میرے گھر میں دفن ہوئے تو آپ سے حیاء کے باعث اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر (پردہ کے پورے اہتمام سے) مزارات پر حاضر ہوتی، اس لیے کہ پہلے تو میرے آقا اور میرے والد کا معاملہ تھا اب حضرت عمر سے حیاء منکیر تھی۔“

(مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب زیارت القبر تیسری فصل)

ناپینا سے پردہ کرو: ”أم المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں: ”میں اور میمونہ (رضی اللہ عنہما)

رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھیں کہ ابن ام مکتوم صحابی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ پس آپ ﷺ نے ہم دونوں کو فرمایا ان سے پردہ کرو۔ میں نے کہا ”کیا وہ ناپینا نہیں جو ہمیں دیکھتے۔“ فرمایا ”کیا تم دونوں بھی ناپینا ہو اور انہیں نہیں دیکھتی ہو۔“
 اسی طرح مرد کو عورت کا دیکھنا منع ہے اسی طرح عورت کا غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے (چندہ ناپینا ہو)

”ابن ابی شیبہ (غیر محرم کو بنظر شہوت دیکھنے والی) ہر آنکھ زانیہ ہے اور تحقیق عورت ہر شوہر لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی اور ایسی یعنی زانیہ ہے۔“
 ”جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کو جائے اس کی نماز قبول نہ ہوگی جب تک غسل نہ کرے۔“ (مشکوٰۃ)

ہاتھ کا لحاظ رکھو: ”تم میں سے ہر شخص دائیں ہاتھ سے کھائے دائیں ہاتھ سے پیے دائیں ہاتھ سے چیز لے اور دائیں سے چیز دے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا لینا دینا سلطان کا کام ہے۔“ (ابن ماجہ)

رحمت سے محروم نہ ہو: ”رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔“ (بخاری و مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی ﷺ گھر میں جس چیز پر تصویر دیکھتے اس کو مٹا دیجئے۔“ (بخاری شریف)

ریشم و سونانہ پہنو:

”ریشم اور سونانہ میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔“

☆ ”اگر تم جنت کا زبور اور ریشم چاہتے ہو تو انہیں دنیا میں نہ پہنؤ۔“ (ابوداؤد) لوہا پیتل سے بچو: ایک شخص دربار رسالت میں پیتل کی انگلی پہن کر حاضر ہوا فرمایا ”کیا بات ہے تم سے بت کی ہو آتی ہے۔“

چنانچہ انہوں نے اسے پھینک دیا اور لوہے کی انگلی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا ”کیا بات ہے تم دو زخیوں کا زبور پہنے ہوئے ہو۔“

انہوں نے پھینک کر عرض کی ”یا رسول اللہ! کس چیز کی انگلی پہنواؤں“ فرمایا ”صرف چاندی کی انگلی پہنواؤ جو ساڑھے چار ماہ سے کم کی ہو۔“

(ترمذی شریف)

نوٹ: لوہا، پیتل، تاجا، جست وغیرہ دھاتوں کی انگلی مرد عورت دونوں کو ناجائز نیز ان دھاتوں کی چوڑیاں کانٹے اور گھڑی کا چین اور زنجیر بھی منع ہے۔

=====

آف تو بہ! پتھر پھٹ گئے پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گئے لیکن قوم کی بد اعمالی میں کوئی فرق نہیں

جب زلزلہ آیا

تحریر: الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد درضوی

اس کتاب میں ۳ رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ بمطابق ۸ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو مظفر آباد اور بالا کوٹ وغیرہ میں ہولناک زلزلہ کی تباہی کے عبرت آموز واقعات و حالات، قرآن و حدیث کی روشنی میں زلزلہ کی حقیقت، زلزلہ کے متعلق ایک مجذوب کی پیشگوئی، متاثرہ زلزلہ کیلئے اہلسنت و جماعت (حقی بریلوی) تنظیموں کی خدمات، بالا کوٹ میں ۱۰۰۰ اسماعیل دہلوی اور اس کے پیر مولوی سید احمد کی قبروں کے معاملات کے بارے میں کیا ہے۔ صفحات ۲۸، ہدیہ مع ڈاک خرچ ۲۰ روپے۔

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

وَالْأَلْمَمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ

”تم فرماؤ! میرے رب نے تو یہی حیثائیاں حرام فرمائی ہیں

جو ان میں کھلی ہیں اور چھپی اور گناہ اور ناحق زیادتی۔“

(پارہ ۸، رکوع ۱۱، سورہ الاعراف)

سود و جوا، شراب، قتل و زنا، فساد

کیا رنگ لا رہا ہے ہمارا معاشرہ

سود و جوا، شراب، قتل و زنا کے

ہولناک انجام کامیاب

۔ جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ: وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِدًا فَقَدْ حَزَّ أَوْهُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے (پہلے) رکھا ہے بڑا عذاب۔ (پ ۵ رکوع ۱۰ سورہ النساء آیت ۹۳)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حقوق العباد میں) "سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا" (بخاری و مسلم)

☆ "اگر بالفرض آسمان والے اور زمین والے ایک مسلمان کے قتل میں شامل ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں ڈال دے" (ترمذی شریف)

☆ جس شخص نے مسلمان کے قتل میں ایک لفظ کہہ کر بھی اعانت کی۔ اللہ سے پاس پیش ہونے کی حالت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رحمت سے ناامید لکھا ہوگا۔ (ابن ماجہ طبرانی)

☆ "دنیا کی جتنی ایک مسلمان کے قتل سے کمتر چیز ہے۔ (ابن ماجہ ترمذی نسائی)

☆ "مسلمان کو گالی دینا فحش و گناہ اور قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری مسلم)

یاد رہے: کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت قتل کی سزا قتل ہے۔ قاتل مرد و عورت۔ ایسے شخص کے لیے حکومت کو معافی دینے یا عمر قید یا چند سال کی سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ ایسا اقدام اغیار کی نقاب باطل قانون کی پیروی اور قاتلوں کی حوصلہ افزائی ہے۔

خود کشی: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

"اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو"۔ (پ ۲ رکوع ۸ سورہ البقرہ آیت ۱۹۵)

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَقْعِلْ ذَلِكَ

وَالْمَلَأَ قَسُوفَ نُصْلِهِ نَارًا ۝ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

اپنی جانیں قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے اور جو زیادتی سے ایسا کرے گا تو اللہ اسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

(پ ۵ رکوع ۲ سورہ النساء آیت ۲۹، ۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے اپنے کو پہاڑ سے گرا کر خود کشی کی وہ اللہ کی مدد میں خود کو گراتا رہے گا۔ جس نے زہر پی کر خود کشی کی وہ دوزخ میں مددوں کی سزا میں مبتلا رہے گا۔ جس نے ہتھیار مار کر خود کشی کی وہ دوزخ میں مددوں خود ہتھیار استعمال کرتا رہے گا۔"

"جس نے جس چیز کے ساتھ خود کشی کی قیامت کو اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا ہوگا"۔ (بخاری و مسلم)

"ایک شخص کے جسم پر زخم تھا جسے برداشت نہ کرتے ہوئے اس نے خود کشی کر لی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے میرا حکم شکنے سے پہلے خود کشی کر لی میں نے اس کی حالت حرام فرمادی" (مسلم بخاری)

۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے

مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

ہے کہ بھوک ہڑتال بھی خلاف شریعت و کفار کی پیروی اور خود کشی ہی کی ایک صورت ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۝ وَمَاءً سَبِيلًا ۝

"اور بدکاری کے پاس بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ"

(پ ۱۵ رکوع ۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ غیر عورت سے بدکاری کرنا ہے۔ عورت مسلمان ہو یا کافر باندی ہو یا آزاد“

(الباب الحدیث سیوطی الزواجر ابن حجر) ”زانیوں کے چہروں پر آگ کے شعلے بھڑکتے ہوں گے۔“ (طبرانی) ”زانیوں کی شرمگاہوں میں آگ سنگتی ہوگی اور ان سے ایسی بدبو اٹھے گی کہ اہل محشر اور اہل جہنم کو پریشان کر دے گی۔“ (ابن ابی الدنیا زواجر)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت شادی شدہ زانیہ عورت کو سنگسار کرنے یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کر دینے کا حکم ہے اور غیر شادی شدہ مرد و عورت کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے اور زانیوں بدکاروں سے رعایت کرنا زنا پارہہ قابل مواخذہ نہ سمجھنا زانی کو کچھ عرصہ کے لیے قید کر دینا اغوا و فرار و زنا میں عورت مواخذہ نہ کرنا۔ اغیار کی نقالی باطل قوانین کی پیروی اور زانیوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ ہم جنسی: فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَابًا مِّن سِجِّيلٍ مَّنصُودٍ

”پس جب ہمارا حکم آیا۔ ہم نے (قوم لوط کی) اس بستی کے اوپر کواری نچا کر دیا (تحت المٹ دیا) اور اس پر لگاتار پتھر برسائے۔“

(پ ۱۲ رکوع ۷ سورہ ہود آیت ۸۲)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اہم قوم لوط کے عمل کا ہے“ (ترمذی ابن ماجہ)

☆ تین مرتبہ فرمایا ”جس نے قوم لوط کا عمل کیا وہ ملعون ہے“ (طبرانی حاکم)

☆ ”جس نے مرد کے ساتھ بد فعلی کی یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام

میں بد فعلی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا“ (ترمذی نسائی) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”بغیر توبہ مرنے والا لوطی قبر میں خنزیر بن جائے گا۔“ (الباب الحدیث الزواجر)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت اس فعل کی یہ سزا بیان کی ہے کہ ایسا کرنے والوں کے اوپر دیوار گرا دیں یا اس کو اوٹھھا کر کے گرائیں اور پھر برساکیں یا قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے۔ چند بار ایسا کیا ہو تو حاکم اس سے قتل کر ڈالے (کتب فقہ) یاد رہے کہ مرد کی مرد کے ساتھ بد فعلی کی طرح اس کے ساتھ بد فعلی اور عورت کی عورت کے ساتھ بد فعلی بھی کبیرہ گناہ ہے۔ (کمانی الاحادیث) (والعیاذ باللہ)

گناہاننا: وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِمَالٍ يُضِلُّهُ وَيَتَّخِذُهَا هُزُوًا ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ

”اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکادیں۔“

”اور اسے ہنسی بنادیں۔ ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔“

(پ ۲۱ رکوع ۱۰ سورہ لقمان آیت ۶)

اس آیت کے تحت مفسرین نے فرمایا کہ ”لہو الحدیث“ سے مراد ”گناہ اور یہ آیت نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عورتوں کا گانا سنوا کر لوگوں کو گناہ لانے سے روکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”باجے اور گانا سننے سے گناہیں اس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے اسی طرح گانا بجانا دل میں منافقت اگاتا ہے۔“

(الزواجر) بزرگان دین نے فرمایا ”گانا زنا کا منتر ہے۔“ (اشعۃ المصالحات)

انصاء کا زنا: ”آنکھوں کا زنا (بغیر شہوت) دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا (شہوت کے

ساتھ باتیں اور گانا) سنتا ہے۔ زبان کا زنا (شہوت سے) کلام کرتا ہے۔ ہاتھ کا زنا (برائی سے) پکڑتا ہے اور پاؤں کا زنا (برائی کی طرف) چلنا ہے اور دل کا زنا (بدکاری کی) خواہش رکھنا اور تمنا کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

معلوم ہوا کہ جس طرح شرمگاہ بڑے گناہ کی مرتکب ہوتی ہے اسی طرح باقی اعضا بھی اپنی اپنی حیثیت کے چھوٹے چھوٹے زنا کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گویا زنا کا سبب بھی زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ چونکہ ان اعضاء ہی کے ذریعے زنا، لواطت اور دیگر اخلاقی حرکات تک نوبت پہنچتی ہے اس لیے اللہ کی ناراضگی اور آخرت کے عذاب پہنچنے کے لیے ان اعضاء کو زنا کے اثرات و اسباب سے بچانا۔ گانے بجانے، ریکارڈنگ کے شہوت انگیز نغمات اور سینما و ٹیلی ویژن تصاویر، فحش لٹریچر اور غیر محرم کے شہوت انگیز مناظر سے آنکھ اور کان کی حفاظت کرنا اور بے پردگی، عیاشی، تاج گانے کی مجالس و تقریبات میں جانے سے اپنے آپ کو روکنا بہت ضروری ہے۔

تہمت: جس طرح بدکاری و زنا کبیرہ گناہ ہے اسی طرح بغیر ثبوت و تحقیق کسی پر زنا کی تہمت لگانا بھی سخت جرم و کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے ”جو لوگ پارسائے عورتوں پر تہمت لگائیں۔ پھر چار گواہ نہ لائیں۔ ان کو اسی کوڑے مار دو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وہ لوگ فاسق ہیں۔“ (پارہ ۸، کوڑے، سورہ النور آیت ۴)

تاخیر نکاح: اسلام نے زنا، لواطت (مردوں کی باہمی غلط کاری) مساحقت (عورتوں کی باہمی غلط کاری) جیسی حیا سوز، غیر اخلاقی حرکات میں جتنی سختی کی ہے۔ نکاح میں ان ہی آسانی فرمادی ہے کہ دو گواہ ہوں، حسب حیثیت مہر ہو، مرد و عورت کا ایجاب و قبول ہو، بس نکاح ہو گیا مگر نام نہاد و دور ترقی میں اسلام سے بیگانگی کے باعث مختلف رسوم و فحش چیز اور بارات کے تکلفات، کھانے پینے کے اخراجات، برادری کی پابندی اور سکولوں

کا نام نہاد تعلیم کے حصول نے نکاح کو اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ عموماً اس میں تاخیر نہ ہوتی ہے اور بعض کے نکاح کی نوبت ہی نہیں آتی۔

اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں والدین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو جب نماز آ جائے، جنازہ حاضر ہو جائے، عیال کی کارشتہ مل جائے۔“ (ترمذی)

”اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھاؤ۔ نو برس کی عمر میں بستر الگ کر دو۔“ (صحیح بخاری)

”جس کی اولاد ہو اس کا اچھا نام رکھے۔ اسے آداب سکھائے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ جس نے اپنی بالغ اولاد کا نکاح نہ کیا اور وہ گناہ میں مبتلا ہوئے تو باپ بھی ان کے ساتھ گنہگار ہے۔“

(بیہقی، مشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب الولی فی النکاح، تیسری فصل)

نوجوانوں کو ارشاد فرمایا:

”اے جوانوں کے گروہ جسے (حق مہر اور بیوی کے نان نفقہ کی) استطاعت ہو نکاح کرے۔ اس کے سبب آنکھ اور شرمگاہ برائی سے محفوظ ہوتی ہے اور جسے نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے۔ روزہ شہوت کو دھاتتا ہے۔“

(مشکوٰۃ، کتاب النکاح، پہلی فصل)

”اے نوجوانو۔ بدکاری سے بچو۔ جس نے اپنی جوانی کو برائی سے بچا یا وہ نکاح میں داخل ہوا۔“ (بیہقی)

نکاح ثانی: تاخیر نکاح کی طرح عورت کے نکاح ثانی کے متعلق بھی بڑی غفلت و کوتاہی پائی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جاہل مرد و عورت معاذ اللہ اسے ذلت و عار کا موجب

سمجھتے ہیں اور بسا اوقات بعد میں اس کا نتیجہ حرام کاری و بربادی کی صورت میں نکلا ہوتا ہے اس لیے اس مسئلہ میں جھوٹی شرم کی آڑ میں لینی چاہیے اور خدا بخیر است کو عورت کوئی عزیزہ نو جوانی میں بیوہ ہو جائے یا اسے طلاق مل جائے تو ایسی بیوہ و مطلقہ اور اس کے وارثوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے مناسب رشتہ کی کوشش کر کے دوسرے نکاح کا جلد اہتمام کریں اور نکاح ثانی کو معیوب سمجھنے کی باطل رسم کو توڑیں اور قانون شرعی کو اجاگر کریں۔

قرآن مجید میں ہے۔

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ

”تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کرو۔“

(پ ۱۸ رکوع ۱۰ سورہ النور آیت ۳۲)

معیار نکاح: ”عورت چار چیزوں پر نکاح میں لائی جاتی ہے۔ مال داری پر (جیسا کہ یہود میں ہے) برادری پر (جیسا کہ مشرکین میں ہے) خوبصورتی پر (جیسا کہ انگریزوں میں ہے) اور دین داری پر (جیسا کہ مسلمانوں کا اصول ہے) پس اے مسلمان! تو دیندار عورت کے نکاح میں کامیاب ہو۔“ (بخاری و مسلم مشکوٰۃ کتاب النکاح، پہلی فصل)

ملاوٹ: ”بیچنے کے لیے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ۔“ (بخاری)

☆ ”جس نے عیب (ملاوٹ) والی چیز کی فروخت کی اور اس عیب کو ظاہر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے۔ یا فرمایا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے ہیں۔“

ذخیرہ اندوزی: ”باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے (غلہ روکنے) والا ملعون ہے۔“ (ابن ماجہ مشکوٰۃ باب الاحتکار دوسری فصل)

”جس نے چالیس روز غلہ روکا (کہ جب زیادہ مہنگا ہو فروخت کرے) پھر وہ سب خیرات کر دیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔“

(رزین مشکوٰۃ باب الاحتکار تیسری فصل)

”غلہ روکنے والا برا بندہ ہے کہ اللہ نرخ سستا کرے تو غنیمت ہوتا ہے اور گراں کرے تو خوش ہوتا ہے۔“ (بخاری و طبرانی مشکوٰۃ باب الاحتکار تیسری فصل)

اسب و جواز: إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِيكُمْ وَالْمُنْهَوْنَ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ○

”شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے اندر بغض

و عداوت ڈال دے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تو کیا تم ہو باز آنے والے۔“ (پ ۲ رکوع ۲ سورہ المائدہ آیت ۹۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جتنی چیزوں سے آدمی کھیتا ہے سب باطل ہیں۔“

میر اندازی گھوڑے کی تادیب اور بیوی سے ملاعبت (ترمذی ابوداؤد)

”جس نے زرد شیر کھیلایا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔“

(مسلم ابوداؤد)

”اصحاب شاہ شطرنج کھیلنے والے جہنم میں ہیں۔“ (دیلی)

شراب سے بچو بے شک یہ تمام برائیوں کی ماں ہے۔“ (الترمذی)

”شراب سے بچو بے شک یہ برائی کی کچی ہے۔“ (حاکم)

”جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ لائے وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔“

(ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ کتاب الخمر و باب بیان الخمر دوسری فصل)

☆ ”دس شخصوں پر لعنت ہے۔ شراب بنانے والا، بنوانے والا، پینے والا، پلانے والا، اٹھانے والا، منگوانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، اس کے دام کھانے جس کے لیے خریدی گئی۔“

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الخلال و دوسری احادیث) ☆ ”بے شک جو چیز اللہ نے تم پر حرام کی ہے اس میں تمہاری شفا نہیں ہے۔“ (تبیخی، ابن حبان)

یاد رہے کہ اسلامی حکومت میں اسلامی قانون کے تحت شراب پینے والے کو حد قائم کی جائے گی اور اس کو اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ (کتب فقہ) معلوم ہوا:

کہ شراب و جوا شدید حرام و کبیرہ گناہ اور شیطانی عمل ہے اور اسلامی حکومت پر اس کی روک تھام ضروری ہے۔ جوئے بازوں، شراب خوروں سے رہنا، ”جائز و ناجائز“ شراب کی خود ساختہ قانونی تقسیم، بیماری، مہمان نوازی، کاروبار، تفریح کے نام پر ہسپتالوں، ہوٹلوں، کلبوں میں اس کے استعمال کی اجازت، اغیار کی باطل قانون کی پیروی اور عیاشی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ جس کے باعث دن بدن جرائم کی بھرمار ہے۔

جادو: وَمَا كَفَرُوا سُلَيْمَانًا وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ الْكِتَابَ ”اور سلیمان نے کفر نہ کیا۔ ہاں شیطان کافر ہوئے جو لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔“ (پ ۱، رکوع ۱۲، سورہ البقرہ آیت ۱۰۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سات مہلک چیزوں سے بچو ”شرک، جادو، ناحق قتل، سودا، خمر، جہاد سے ہٹنا“

☆ ”ایمان پر تہمت“

”موسیٰ و سلم وغیرہما“ مشکوٰۃ کتاب الایمان باب الکلمات وعلامات النفاق (پہلی فصل) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ ”ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔“ پس تین جادوگر قتل کیے گئے۔“ (الرواہر)

یاد رہے کہ ہر نفی: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

”چوری کرنے والے مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ ان کے فعل اللہ کی طرف سے سزا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“

(پ ۶، رکوع ۱۰، سورہ المائدہ آیت ۳۸) اِنَّمَا جَزَاءُ الْاَلْدَيْنِ يَحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يَقْتُلُوا أَوْ يُصَلِّبُوا أَوْ تَقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْمَدِينِ ○

”جو لوگ اللہ و رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ قتل کر ڈالے جائیں یا انہیں سولی دی جائے یا ان کے ایک ہاتھ کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں یا جلا وطن کر دیے جائیں۔“ (پ ۶، رکوع ۹، سورہ المائدہ آیت ۳۳)

عظیم ہوا:

چوری اور ہزنی شدید جرم اور کبیرہ گناہ ہے اور چوری کرنے والے مرد و عورت کو پھر اللہ تعالیٰ ناراض ہے اور دنیا و آخرت میں ان کے لیے سخت سزا ہے اور

حکومت پر لازم ہے کہ وہ انہیں حکم قرآنی و قانون اسلامی کے مطابق پوری سزا دے۔
قانون اسلامی کے مطابق مجرموں کو صحیح سزا دینے کی بجائے انہیں کچھ عرصہ کے لیے قلا
میں ”سرکاری مہمان“ بنالینا اغیار کی فحاشی باطل قانون کی پیروی اور چوروں اور ڈاکو
کی حوصلہ افزائی ہے جو کثرت جرائم کا باعث ہے۔

ظالم حاکم وقاضی: وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
”جو لوگ خدا کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔“

(قرآن مجید آیت ۴۵: سورہ المائدہ)

☆ ”عادل و ظالم حکام کو پلصراط پر روکا جائے گا۔ پھر جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کا
ہوگا اور رشوت لی ہوگی۔ صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی
وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر سال ہے۔“
(ابو یعلیٰ)

سفارش: ”جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول
کر لے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آ گیا۔“

(ابوداؤد مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء باب رزق الولاۃ وھدایاھم تیسری فصل)
جھوٹی شہادت: ”اللہ کے ساتھ شریک کرنا“ ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق
قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہیں۔“

☆ ”جھوٹے گواہ کے قدم بٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے عذاب
واجب کر دے گا۔“

☆ ”جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اس نے (صحیح) گواہی چھپائی وہ بھی ایسا ہی ہے
جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔“ (طبرانی)

کالت:

آج کل پکھریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہل معاملہ پر مخفی نہیں۔ وکیل مدعی
بھٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعا علیہ جھوٹا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پیشہ ور
اہل بیان بوجھ کر جھوٹ کو صحیح کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم و تلقین
کرتے ہیں۔ ایسی گواہی و کالت سے خدا بچائے۔“ (بہار شریعت ملخصاً)

دور رشوت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

”اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ و نہ نادون اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم قلاح پاؤ“
(پ ۳ رکوع ۵: سورہ آل عمران آیت ۱۳۰)

”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ لوگوں کا کچھ مال جان
بوجھ کر ناجائز طور پر کھانے کے لیے (بطریق رشوت) مال حاکموں کے
پاس پہنچاؤ۔ (پ ۲ رکوع ۸: سورہ البقرہ آیت ۱۸۸)
”حرام غذا کھانے والا جہنم جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

(بہیقی مشکوٰۃ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال دوسری فصل)
”سود لینے والے سود دینے والے سود کی تحریر لکھنے والے اور گواہی دینے والے
پر لعنت ہے اور یہ سب برابر ہیں۔“ (مسلم مشکوٰۃ باب الربوٰی علی فصل)
”رشوت لینے والے اور رشوت دلانے والے پر لعنت ہے۔“

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء باب رزق الولاۃ وھدایاھم دوسری فصل)
”رشوت لینے دینے والے دونوں جہنمی ہیں۔“ (طبرانی)

وراثت:

”جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور مغرب داخل ہوں گے آگ میں۔“ (پ ۲ رکوع ۱۳ سورہ النساء آیت ۱۰) معلوم ہوا کہ یتیموں کا مال ہضم کر جانا سخت عذاب کا باعث ہے۔ یتیموں میں سے بالخصوص یتیم لڑکیوں پر بہت ظلم ہوتا ہے۔ عام طور پر بھائی اپنی یتیم بہنوں کو جہیز وغیرہ پر ٹال دیتے ہیں اور والدین کی وراثت میں لڑکی کا جو شرعی حصہ مقرر ہے وہ باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور سب کچھ خود ہی ہضم کر جاتے ہیں۔

اسی طرح بیوہ نکاح ثانی کرے تو اس کا حق مار لیتے ہیں حالانکہ خاوند کی وراثت میں بیوہ کا جو شرعی حصہ مقرر ہے وہ بہر حال اس کی حقدار ہے۔ اگرچہ وہ نکاح کر لے۔ الغرض یتیموں، یتیم بچیوں اور بیوہ عورتوں پر ظلم کر کے ان کا حق مارنے والوں کو اس آیت سے سبق لینا چاہیے اور سب کو اپنے گناہوں سے جلد توبہ کرنی چاہیے تاکہ موت، قبر آخرت اور جہنم کے عذاب سے چھٹکارا ہو۔

(وما علینا الا البلاغ)

=====

بے شمار وظائف اور روحانی تسکین کے حصول کیلئے پڑھئے

روحانی حقائق

صفحہ ۶۲ ہدیہ مع ڈاک خرچ ۳۰ روپے۔

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۔ بت پرستی دین احمد میں کبھی آئی نہیں
اس لئے تصویر جاناں ہم نے کھینچوائی نہیں

فٹو بازی رب نہیں راضی..... فٹو بازی نے مت کیوں ماری؟

**فٹو بازی و تصویر سازی کے
شرعیہ حرام و گناہ و نکل بیان**

مسلمانو! لاکھ شریعہ بغور پڑھو اور کسی مولوی، مفتی، پیر اور لیڈر کے فٹو بازی کے گناہ کو دلیل نہ بناؤ مسئلہ شرعی بغور پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جانتنا چاہئے: کہ اس پرفتن دور میں ایک ہلاکت خیز فتنہ تصویر سازی و فوٹو بازی ہے جس نے ہمہ گیر وبا کی صورت اختیار کر لی ہے اور (الامشاء اللہ) علماء و مشائخ لا پرواہی و عدم مزاحمت بلکہ خود علانیہ اس گناہ میں ملوث ہونے نے اس فتنہ کو ”فتنہ عظیمہ“ بنا دیا ہے۔ جمہوری طور پر علماء و مشائخ کی اس چشم پوشی و ذاتی گناہ سے معاذ اللہ وجہ جواز کی حیثیت اختیار کر کے نوبت یہاں تک پہنچا دی ہے کہ حج و زیارت جیسے مقدس سفر کیلئے بھی حج درخواستوں پر نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کی تصاویر کو بھی لازم قرار دے دیا گیا۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

گناہ و کبیرہ: افسوس لوگوں کا ”احساس زیاں اور احساس گناہ“ ختم ہو گیا ہے اور تصویر و فوٹو گناہ کبیرہ ہے۔ کوئی معمولی بات نہیں ماہرین کتاب و سنت حضرت علامہ قاری کے استاذ امام ابن حجر مکی نے حضرت امام نووی شارح ”صحیح مسلم“ سے نقل کیا ہے کہ ”جانداری صورت کی تصویر حرام و کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ اس کیلئے شدید وعید آئی ہے۔“ (کتاب الزواجر صفحہ ۳۰، جلد ۲)

آہ! ایسا شدید گناہ اب ایسا معمولی سمجھ لیا گیا ہے کہ عوام کا لالچ و عوامی سیاسی مجالس تو درکنار خواص (علماء و مشائخ) کی مجالس اور مساجد و میلا دو سیرت وغیرہ خالص دینی مذہبی حافل میں بھی اس گناہ کبیرہ کا بے تکلفی سے ارتکاب کیا جاتا ہے اور صرف تصویر ہی نہیں بلکہ ”ویڈیو کیسٹ“ کی صورت میں باقاعدہ فلم بنائی اور فلمائی جا رہے ہیں اور اسے نہ صرف ”وجہ جواز“ بلکہ تبلیغ و تقدس کا درجہ دیا جاتا ہے حالانکہ تصویر کی نسبت فلم میں زیادہ تصاویر محفوظ ہونے کی وجہ سے اس کے مجموعہ تصاویر ہونے کا باعث اگر کا گناہ و گناہ ہونا بدرجہا بڑھ کر ہے جبکہ اس گناہ کبیرہ کو تبلیغ و تقدس کا درجہ دیا اور بدی کو نیکی قرار دینا ظلم و در ظلم ہے۔ (والحیاذ باللہ تعالیٰ)

تسلیم: یقیناً دورِ حاضر و موجودہ ماحول میں فتنہ تصویر سے بچنا اور اس کے خلاف تبلیغ کرنا اس حدیث مبارکہ پر عمل کرنا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے فساد (بگاڑ اور بے عملی) کے وقت جس نے میری سنت پر تمسک و عمل کیا۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

مذاکرہ کے بعد تصویر کی حرمت پر بعض نصوص صریحہ و لاکل شرعیہ ملاحظہ فرمائیں۔
قرآن مجید: ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

(پارہ ۲۲، رکوع ۳، سورہ الاحزاب، آیت ۵۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”یہ لوگ مصور ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔“

(کتاب الزواجر ص ۲۸، جلد ۲)

قرآن مجید کی اس تفسیر سے مصوروں اور فوٹو گرافروں کیلئے کس قدر عذاب اور عذاب ہے۔ جیسا کہ اس کی تائید میں حدیث شریف میں بھی مصوروں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا یہ کام اللہ اور رسول کو ایذا دینا اور سخت ناراض کرنا ہے۔ کاش فوٹو گرافر و فوٹو نگار ہمارے ہمارے کچھ خوف خدا کریں اور وقتی نفسانی لذت کے لئے اس قدر عذاب و عذاب کے مستحق نہ بنیں۔

عمری آیت: ”وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فحاشی کی اشاعت ہو ان کیلئے عذاب میں دردناک عذاب ہے۔“ (پارہ ۱۸، رکوع ۸، سورہ النور آیت ۱۹)

اس آیت مبارکہ میں بظاہر اگرچہ بے حیائی و فحاشی پھیلانے والوں کے انجام کا بیان ہے مگر درحقیقت فوٹو بازی و فوٹو گرافر بھی اس کی زد میں آتے ہیں اس لئے کہ اس بے حیائی و فحاشی پھیلانے میں تصویر سازی اور کبیرہ بازی کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔

ہے کیونکہ بے حیائی و فحاشی اور نظر کی آوارگی و بدکاری کا دار و مدار عورت کی نمائش و پردگی اور میک اپ زدہ حیا باختہ عورتوں کی دعوت و نظارہ پر ہے اور عورت کی نمائش و پردگی کا بہت بڑا ذریعہ تصویر سازی و فوٹو بازی ہے اور اسی کی بنیاد پر فلم و سینما وی کی ٹیلیوژن، فوٹو سٹوڈیو، میوزک سنٹروں اور عورتوں کی نمائش و تصاویر پر مشتمل اخبارات و رسائل کا سارا کاروبار چل رہا ہے۔ لہذا مذکورہ آیت کے تحت فوٹو گرافر و فوٹو بازی نہ صرف فوٹو بازی کے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں بلکہ بے حیائی و فحاشی کی اشاعت کے بھی ذمہ دار ہیں اور دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ (والعیاذ باللہ)

المصور: (تیسری آیت) تصویر کا معنی صورت و شکل بنانا اور مصور کا معنی تصویر بنانا والا ہے اور قرآن مجید میں ارشاد ہے: **هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ** "وہی اللہ خالق (پیدا کرنے والا) باری (عدم سے وجود میں لانے والا) اور مصور (تصویر بنانے والا)"۔ (پارہ ۲۸، رکوع ۶، سورہ الحشر، آیت ۲۳)

اس آیت کریمہ کے مطابق خالق و باری کی طرح مصور بھی صرف اللہ ذات ہے لہذا شرعاً اور کوئی مصور نہیں ہو سکتا اور جو کوئی مصور بننے کی کوشش کرے اس کو لعنت ہے کیونکہ بحکم حدیث "سود لینے، سود دینے، اس کا گواہ بننے، سودی تحریر لکھنے والا اور مصورین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔"

(کتاب الزواجر ص ۵۶، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۱ بحوالہ بخاری)
نیز فرمایا: **"وَصَوِّرُكُمْ فَاحْسَنَ صُورَتِكُمْ"** اللہ نے تمہاری صورتیں بنا دی ہیں اور حسین صورتیں بنائیں۔ (پارہ ۲۸، سورہ التہائم، آیت ۳، رکوع ۱۵)

مذکورہ آیت وحدیث سے معلوم ہوا کہ مصور ہونا خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کا مصور بننا اور تصویر بنانا سخت حرام و گناہ ہے۔ تصویر کا دار و مدار صورت بنانے پر ہے

صورت چونکہ قدرت کا حسین شاہکار ہے اس لئے اس میں کسی اور کی نہ مشارکت ہو سکتی ہے اور اس کی اجازت ہے۔ فوٹو گرافر و فوٹو پر چونکہ لعنت ہے اس لئے جس گھر میں دلچسپی کے لئے یہ لعنت ہوگی وہ گھر ملائکہ رحمت کی جلوہ گری اور خیر و برکت سے محروم ہوگا جیسا کہ آگے مذکور آ رہی ہے۔ سود خوری کی طرح فوٹو بازی بھی شدید جرم و گناہ اور قابل لعنت چیز ہے اور **سَلَامُ اللہ علیہم** نے دونوں چیزوں پر یکساں لعنت فرمائی ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

حکمت ربانی: کسی اور کو مصوری کی اجازت نہ دینے میں بحکم حدیث ایک یہ حکمت بھی نظر آ رہی ہے کہ خدا تعالیٰ تو "مصور" بھی ہے اور تصویر و صورت بنا کر جان بھی ڈالتا ہے۔ لہذا جو شخص کسی ذیل سکتا، نہ وہ مصور ہو سکتا ہے..... نہ تصویر و صورت بنا سکتا ہے اور اگر وہ یہ سرکشی کا تو قیامت کو اس کا سخت محاسبہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق ان تصویر والوں کو لعنت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے فرمایا جائے گا کہ ان کو زندہ کر دو جو تم نے بنایا ہے۔" نیز فرمایا: "میں تم میں تصویر ہمارے میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوں گے۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵)

اسی آیت: **فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ** "پس بچو بتوں کی گندگی سے" (پارہ ۱، رکوع ۱۱، سورہ الحج، آیت ۳۰)

اس آیت میں بتوں کو گندگی قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ تصویر و فوٹو بھی چونکہ بت ہی کی طرح صورت بے جان اور "صُورٌ ہُنْکُھ" ہوتی ہے۔ لہذا بتوں کی گندگی کی طرح تصویروں کی معنوی پلیدی سے بھی بچنا ضروری ہے۔ لہذا اس کے لحاظ سے اگرچہ "بت پرستی" کے محاورہ کے پس منظر اور بناوٹ وغیرہ کے لحاظ سے بت ایک الگ "تشخص" رکھتا ہے لیکن معنوی لحاظ و قابل نفرت اور صورت بے جان ہونے کی گہری مناسبت و مشابہت اور حرام ہونے کی پلیدی کے باعث اس۔

ع..... تا مبنی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

لہذا بتوں کی طرح تصویروں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ہدایہ شریف میں فرمایا کہ کسی نے تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ ہے کیونکہ یہ ”حامل صنم“ کے مشابہ اور فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے ”اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے میں اعضاء کی تصویر معلوم نہ ہو تو وہ حکم و حرام میں نہیں اور اگر تصویر نمایاں ہو تو وہ حکم و حرام میں ہے۔“ ملاحظہ فرمائیں! لفظی آڑ لے کر فوتو بازی کی صورت میں بت سازی نہ کرو اور بتوں سے مکانوں کی سجاوٹ نہ کرو اور باغیر بت شکن بنو بت فروش نہ بنو۔

اعلیٰ حضرت: امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”قطعاً یہ سب تصویر معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا..... ناجائز و حرام و مانع دخول مائتہ رحمت (علیہم الصلوٰۃ والسلام) اور اس مکان میں نماز یقیناً مکروہ۔“

(مجموعہ عطایا القدر فی حکم التصوير صفحہ ۳۱۸)

دیکھئے محققین فقہاء کرام کیسی صراحت کے ساتھ تصویر کو حرام و صنم (بت) کے مشابہ اور اس کے حکم میں بیان فرما رہے ہیں جس سے معنوی غلاطی کے لالہ سے بتوں اور تصویروں کا یکساں ہونا صاف ظاہر ہے۔ اس قدر صراحت کے باوجود بت سے ”پیر اور تصویر سے پیار“ کسی ذی انصاف و ذی ہوش کا کام نہیں۔ بتوں کے خلاف جہاد کی طرح احادیث میں تصاویر کے خلاف بھی جہاد اور ان کے مٹانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

حکم و عمل نبوی: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے وہاں حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ حضرت مریمؑ اور ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں نظر پڑیں۔ پس آپ ویسے ہی پلٹ آئے اور آپ کے حکم سے جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹا دی گئیں اور جتنی جسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں جب تک کہ

سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا اپنے قدم اکرم سے اسے شرف بخشا اور ”فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو تصویریں بناتے ہیں اور انہیں زندگی نہیں دے سکتے۔“

(شفاء الموالہ از اعلیٰ حضرت بریلوی بحوالہ صحیح بخاری و مسند امام احمد وغیرہما)

فوتو بازیوں کیلئے لمحہ فکریہ: حدیث مذکور میں حکم و عمل نبوی ”تصاویر سے نفرت اور ان سے بچنا“ کا حکم ہر مسلمان کیلئے لمحہ فکریہ ہے کہ جب تمہارے آقا ﷺ کی تصویروں کی وجہ سے کعبہ معظمہ میں نہیں ٹھہرے تو تمہارا مکانوں، دکانوں، دفاتروں میں تصویر رکھنا ایسی جگہ ٹھہرنا کیونکہ مناسب ہے۔ کہاں اللہ کا گھر اور کہاں تمہارے گھر۔ جب دوسروں کی حالتی ہوئی حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ اور حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ اور دیگر جلیل القدر محبوبانِ مآلیٰ تساویر رکھنا اور باقی رکھنا آقا کو گوارا نہیں تو کیا تمہارا ایرا غیر کی تصویر و زنا نہ فوتو ٹیوٹو کرنا اور رکھنا اور ان سے دل بہلانا جائز و حلال ہو سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں) تمہارے آقا ﷺ کے مٹانے کا حکم کریں اور فرمائیں کہ تصویر بنانے والوں پر اللہ کی مار اور تم تصاویر بناؤ سنو اللہ کی مار سے ڈرانے ڈرو کیا یہی مسلمانی ہے کیا یہی وفاداری ہے؟

نہ چھوڑو دامن احمد بنو مت بے وفایارو

ہے دامان محمدی جہاں کا آسرایارو (سید علیہ السلام)

امامی عام: ایک جنازہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم میں سے ایسا ہے کہ مدینے جا کر ہر بت کو توڑ دے اور ہر قبر (بحد شرع) برابر کر دے اور ہر قبرستان کو سب برابر کر دے۔“ ایک صاحب نے عرض کی ”یارسول اللہ“ فرمایا ”تو جاؤ۔“ وہ جا کر اپنے گھر آئے اور عرض کی ”یارسول اللہ! میں نے سب بت توڑ دیئے اور سب قبریں برابر کر دیں اور سب تصویریں مٹا دیں۔“ آپ نے فرمایا ”اب جو یہ چیزیں بنائے گا وہ کفر و کفر کے گناہ ہیں اس چیز کے ساتھ جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔“ (شفاء الموالہ بحوالہ مسند امام احمد)

حدیث مذکور میں ایک ہی حکم میں بت اور تصویر کے خلاف یکساں اقدار ان کو توڑنے اور مٹانے کے برابر کی سطح پر عمل و سلوک کے علاوہ ان کے اعادہ و بنانے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین کے ساتھ (اعتقاداً یا عملاً) کفر و انکار تعبیر کیا جاتا نہایت ہی قابل توجہ اور لائق اجتہاب ہے۔ (خبردار ہوشیار)

لرزه خیز و عید شدید: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”قیامت کو جہنم سے گردن نکلے گی..... وہ کہے گی میں تین فرقوں (کے دلو چنے کیلئے ان) پر مسلط کی گئی ہوں۔ مشرک، بہت دھرم ظالم اور مصورین“..... (تصویریں بنانے والے) (مسند احمد ترمذی) نیز فرمایا ”بے شک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس کے ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل فرمایا یا ظالم بادشاہ اور تصویریں بنانے والے مصورین پر“۔ (مسند امام احمد طبرانی)

ذرا غور فرمائیے: تصویر سازی و فوتو بازی کتنا عظیم گناہ ہے۔ اس جرم و گناہ کا شدید عذاب ہے اور مصورین و فوتو گرافروں کا حشر و عذاب کن لوگوں کے ساتھ ہوا۔ مشرکوں ظالموں اور اللہ کے نبی کے ہاتھوں قتل ہونے اور ان کو شہید کرنے والوں کا فروں کے ساتھ یعنی مصور اگرچہ خود کافر و مشرک نہ ہو اپنے اس جرم و گناہ کے باعث اس کا حشر و عذاب ایسے کافروں ظالموں کے ساتھ ہوگا۔ (معاذ اللہ! استغفر اللہ) مشابہت خلق اللہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ کے نزدیک مصورین کیلئے سخت عذاب ہے۔ قیامت کو ان لوگوں کا عذاب شدید تر ہوگا جو تخلیق خداوندی کی مضامین و مشابہت کرتے ہیں“۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۵)

اعتراف: اتنا شدید و اشد عذاب ان کیلئے ہوگا جو عبادت کیلئے تصویریں بنائیں اور ان کی پوجا کریں گے۔

واجب: جو پرستش کیلئے تصویر بنائیں اور اس کی پوجا کریں وہ تو کافروں کے اور اپنے دین و عمل بد کے باعث ان کا عذاب تو بہر حال شدید ترین ہوگا مگر جو مسلمان کہلائیں وہ اپنی بجائے کسی اور غرض سے تصویر بنائیں، بنوائیں وہ کافر تو نہیں مگر فاسق ہوں گے اور اگرچہ ان کو کفار کی طرح شدید عذاب نہ ہوگا مگر ان کے اپنے حق میں ان کا وہی اس سخت بد عملی کے باعث سخت تر ہوگا اور وہ محض اس وجہ سے نہیں بچ جائیں گے کہ انہوں نے پرستش کیلئے تصویر نہیں بنائی۔ تصویر صرف پرستش کیلئے بنانا ہی منع نہیں ہے بلکہ اس کی ممانعت کی اصل وجہ تخلیق خداوندی کی مضامین و مشابہت ہے جس کا حدیث میں صراحت سے ذکر ہوا ہے۔ اس لئے نہ کوئی دھوکہ دے کہ وہ کوئی دھوکہ کھائے۔ حدیث میں علت ممانعت دائی ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ بعض روایات سے تصاویر کا جواز بھی مفہوم ہوتا ہے۔

باب از حدیث ابن عباس: ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس فرمایا کہ ”میرا ذریعہ معاش تصویر سازی ہے“۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ”جس نے کوئی صورت بنائی بے شک اللہ اسے عذاب فرمائے گا یہاں تک کہ وہ جہنم میں روح ڈالے لیکن وہ اس میں روح نہ ڈال سکے گا“ (اور عذاب میں مبتلا رہے گا) اور عذاب الہی کے پیش نظر اس مصور نے سخت آہ بھری اور اس کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اس پر آپ نے فرمایا ”افسوس تجھے اگر تو باز نہ رہ سکے تو درختوں کی اور ہر غیر ذی روح کی تصویر بنائے“۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۶ بحوالہ بخاری)

معلوم ہوا: کہ اگر کہیں کسی تصویر کا جواز مفہوم ہو تو اس سے مراد کسی غیر ذی روح کی تصویر و نگار و غیرہ ہوں گے۔ وہ کسی ذی روح یعنی حیوان و جاندار کی

تصویر نہ ہوگی کیونکہ گناہ و ممانعت چاند ارکی تصویر بنانے کی ہے جیسا کہ حکم صریح میں روح ڈالنے کے ذکر سے واضح ہوا۔

اعتراض: تصویر کے حرام و گناہ ہونے کے متعلق جو دلائل مذکور ہوئے ہیں ان کا مصدق فوتو گرافر یعنی تصویر بنانے والے کے ساتھ ہے نہ کہ تصویر بنوانے والے کے جواب: دینی دنیاوی لحاظ سے یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ کسی جرم و گناہ میں لوگ شریک و شامل ہوں گے وہ سب مجرم و گنہگار ہوں گے جیسے سود لینے والا اور والا شراب پینے والا شراب پلانے والا قتل و چوری میں شریک و معاون بننے والا اور اور طرح تصویر بنانے والا بنوانے والا۔ اوپر حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ ”جس نے تصویر ہو ملائکہ رحمت داخل نہ ہوں گے“ حالانکہ اہل خانہ خود تصویر بنانے والے نہیں تصویر رکھنے کے باعث وہ فوتو گرافر کے معاون و شریک جرم ہو کر ملائکہ رحمت کی گری سے محروم ہو گئے۔ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ ”گناہ و زیادتی کے کام میں نہ کرو“۔ (شریک جرم نہ بنو) (پارہ ۶، رکوع ۵، سورہ المائدہ، آیت ۲)

اعتراض: جس تصویر کا بنانا گناہ ہے وہ دستی و قلمی تصویر ہے جبکہ کیمہ کی تصویر عکسی جواب: مذکورہ دلائل کے مقابلہ میں ایسی بے دلیل اور منگھڑت خیالی باتوں کی منجائش نہیں۔ جب قصص صریح میں کوئی ایسی تقسیم و تفریق نہیں تو کسی اور کو ایسی سازی کا کیا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور و تصویر پر لعنت فرمائی تصویر سازی کے کسی طریقہ و ذریعہ کی تخصیص نہیں کی۔ لہذا دستی و قلمی و عکسی و عکاسی سے بھی کوئی مصور چاند ارکی تصویر بنائے گا وہ لعنت کا مستحق ہوگا۔ حکم شرعی مصور و تصویر عائد ہے کسی مخصوص طریقہ پر نہیں۔ لہذا جب عکس کے ذریعہ تصویر بنادی عکس شتم اور تصویر کا جرم ثابت ہو گیا۔ آئینہ و پانی وغیرہ میں عکس کا آنا غیر اختیاری و ناپائیدار

عکس کے بدلنے سے بدلتی رہتی ہے جبکہ تصویر اختیاری و ذاتی فعل اور ہے جس میں صورت جم جاتی ہے۔ لہذا عکس و تصویر میں فرق نہ کرنا اور تصویر عکس میں سمجھنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ ایسی خیالی باتوں سے نفس کو تو بہلایا جا کر شریعت کا حکم نہیں بدلا جاسکتا اور جرم و گناہ سے پاک دامن نہیں ہو سکتا۔

۔ جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

زندہ آدمی کے پورے جسم کی تصویر تو ممنوع ہے مگر صرف چہرہ کی تصویر ممنوع نہیں بلکہ عام رواج ہے اس لئے کہ دھڑ کے بغیر محض چہرہ سے زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہ محض غلط فہمی تصویر کے معنی سے ہے تو جہی اور مذکورہ قصص صریح کے سراسر تصویر کے لفظ و معنی پر غور کیا جائے تو صاف ظاہر ہے کہ تصویر کا دار و مدار ہی چہرہ بنانے پر ہے۔ اگر صورت بنائی ہے تو تصویر ہے اور صورت نہیں تو تصویر نہیں ہے۔ (باقی حصہ سے کوئی غرض نہیں) حدیث و فقہ میں اس مسئلہ کی پوری وضاحت ہے کہ ”تصویر سر بریدہ ہو یا چہرہ منہا دیا ہو یا سر اور چہرہ کو کھرچ ڈالا ہو یا دھو ڈالا ہو یا کھنکھنایا ہو“۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۶۹، حوالہ رد المحتار ہدایہ شریف ص ۱۰۲)

سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ سر کاٹنے کا حکم فرمادیجئے کہ ان کی ہیئت درخت کی طرح ہو جائے۔

(ابوداؤد شریف و ترمذی و نسائی شریف)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”صورت سر کے ساتھ ہے پس جس چیز کا سر نہیں وہ صورت نہیں“۔ (طحاوی شریف)

امام عظیم رضی اللہ عنہ ابو حنیفہ نے فرمایا ”جب تصویر کا سر نہ ہو تو تصویر نہیں“۔ (جامع صغیر)

الحمد للہ: مذکورہ نصوص صریحہ سے عقلاً نقلاً اعتراض کا مکمل ابطال ہو گیا۔ اگر یہ اعتراض معقول ہو تو میت و مردہ انسان کی تصویر جائز قرار پائے۔ (کیونکہ وہ زندہ نہیں) حالانکہ ابھی اس کا قائل نہیں لہذا مسئلہ تصویر میں جسم و دھڑ اور زندہ مردہ کی بحث غیر معقول ہے۔ معترض کی نظر میں کوئی مشتبہ قول ہو تو اس تحقیق کے مطابق اس کی تاویل ہوگی یا وہ غیر معقول اور خلاف اجماع و جمہور اور غیر مفتی ہے ہونے کے باعث قائل رد ہوگا۔ مزید تفصیل درج ذیل رضویہ کتاب ”عطایا القدیور فی حکم التصوير“ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ویڈیو فلم: بعض علماء نے تبلیغی نقطہ نظر سے مووی و ویڈیو فلم کے جواز کا جو فتویٰ دیا ہے وہ عقلاً نقلاً سراسر غیر تحقیقی ہے اور اس میں ٹیلیوژن گھروں میں رکھنے کی ترغیب اور وی کا تحفظ پایا جاتا ہے اس لئے کہ گھر میں ٹی وی ہوگا تو اس میں نام نہاد تبلیغی کیسٹ کر دیکھی دکھائی جاسکے گی۔ الغرض ٹیلیوژن چھوٹا سینما ہے جو بے پردہ حیا یا خستہ عورت ایکٹرسوں کی حسن فروشی، رقص و سرود اور نظر کی بدکاری کے باعث بالعموم چٹکے کا مظہر کر رہا ہے۔ گھروں کے ماحول و نئی نسل کو بگاڑ رہا ہے اور معاشرہ کو بے حیائی و ریا تہذیب کی آگ میں جھونک رہا ہے۔ لہذا تبلیغی بہانہ سے ٹی وی کی ترغیب و تحفظ گھروں میں رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔ ویڈیو کو جائز قرار دے کر تصویر کو ناجائز قرار دینا کی بھی کوئی اہمیت و مفادیت باقی نہیں رہتی جیسا کہ بعض علماء نے تصویر کو ناجائز اور وی کی فلم کو جائز قرار دے کر دورنگی پالیسی اختیار کی ہے۔ نائب مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب بریلوی مدظلہ العالی نے اپنی ضخیم کتاب

”ٹی وی اور ویڈیو فلم کا آپریشن“ مع شرعی حکم

میں اس موقف کا ردِ مبلغ فرمایا ہے۔ (جزاۃ اللہ خیر الجزاء)

کتاب انجمن انوار القادیہ کراچی نے شائع کی ہے۔ صفحات ۱۵۲ یہ کتاب ۶۰ روپے مع ۱۱۱ خرچ بھیج کر مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام کو جرنالہ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَقْرَأُوا الْبُحْرَانَ وَلَا تَقْرَأُوا الْبُحْرَانَ وَلَا تَقْرَأُوا الْبُحْرَانَ
(پارہ ۱۸، رکوع ۱۳، سورہ النور، آیت ۵۲)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ
اُمَّتِي فَلَهُ اَجْرٌ مِائَةِ شَهِيْدٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اُمت میں فساد و بدعت کے وقت میری دعا پڑھ کر پڑھ لیا اس کیلئے سو شہید کا ثواب ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

مدارِ عید و رمضان

بِرَبِّهِمْ شَافِعُونَ كَالْاَوْلَادِ نَا مَسْتَحْبِرُهُ لِي كَالْبَنَانِ

مسلمان ہے وہی جو دین پر قربان ہوتا ہے
مسلمان ہوں یہ کہہ دینا بہت آسان ہوتا ہے
خلاف پیہر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(از: شیخ سعدی رحمہ اللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن مجید میں ہے:

”فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ“

یعنی تم میں سے جو یہ مہینہ (رمضان کا) پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔

(پارہ ۱۲، رکوع ۷)

بحکم شریعت اس فرمان خداوندی کے تحت ہر (مکلف غیر معذور) مسلمان پر رمضان کے روزے فرض ہیں بشرطیکہ وہ ماہ رمضان پائے اور اس کے نزدیک اس کا ثبوت ہو جائے۔ تفسیر صاوی وغیرہ میں فرمایا:

علمہ اما بان یکون رآه او ثبت عنده

یعنی روزہ رکھنے کیلئے ہلال رمضان کا علم ہو۔ اس طرح کہ اس کو دیکھے یا اس کے نزدیک اس کا ثبوت ہو جائے۔ (صاوی ص ۸۴)

لہذا جب تک ماہ رمضان کو پانا اور اس کے چاند کا ہونا ثابت نہ ہو اس وقت تک بہ نیت رمضان روزہ رکھنا شرعاً ناجائز و حدود اسلام سے تجاوز ہے اور جب ماہ رمضان کا ثبوت ہو جائے تو اس وقت تک رمضان کا انقضاء و روزہ کا چھوڑنا جائز نہ ہوگا جب تک ہلال رمضان سے بڑھ کر عید کے چاند کا ثبوت نہ ہو۔ کیونکہ رمضان المبارک کا ثابت شدہ روزہ چھوڑنے کیلئے روزہ رکھنے کی بہ نسبت شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔

ثبوت ہلال کیلئے فقہ اسلامی اور حضرات فقہاء و مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجماعاً تصریحات کی روشنی میں (اگر چاند نظر نہ آئے تو) شہادت شرعی یا خبر مستفیض کی ضرورت ہے اور خبر مستفیض کی تعریف یہ ہے کہ ”جس شہر میں چاند دیکھا گیا ہے وہاں سے ثبوت

دو شہرے شہر میں آئیں اور ان میں سے ہر شخص یہ بیان کرے کہ جس شہر سے ہم آئے ہیں بے شک اس شہر والوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا۔“ (رد المحتار جلد ۲، ص ۱۰۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ کسی شہر میں خطہ بازار اخبار ٹیلیفون ٹیلیویشن یا یو کے ذریعے کتنی ہی اطلاعات و اعلانات ہوں ان سے قطعاً چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور ان کی بناء پر روزہ چھوڑنا اور عید منانا تو درکنار ان سے روزہ رکھنا بھی لازم و جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ نہ شہادت ہے نہ خبر مستفیض۔ کیونکہ شہادت میں گواہوں کا روبرو ہونا ضروری ہے اور خبر مستفیض میں متعدد جماعتوں کا آنا لازم ہے اور یہ اطلاعات و اعلانات محض ہوائی و کاغذی ہیں جن کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہیں پہنچتا بلکہ سب کچھ ہمارے پردہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسی اطلاعات و اعلانات سے روزہ یا عید کا اثبات کرنا اور انہیں مستفیض یا تو اثر شرعی قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔ اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک شہر میں چاند کا ثبوت ہو جائے تو خبر مستفیض و شہادت شرعی کے بغیر سارے ملک یا ساری دنیا میں اس کا اطلاق نہ ہو سکے گا بلکہ ہر شہر میں احکام شریعت کی روشنی میں وہاں کے حالات کے مطابق فیصلہ عمل ہوگا اور دوسرے شہروں سے روزہ و عید کی موصول ہونے والی خبریں اگرچہ سچی ہوں یہاں کیلئے حجت و قابل عمل نہ ہوں گی جب تک شہادت و خبر مستفیض موصول نہ ہو۔ اس مسئلہ پر اجماع ہے جس کی تفصیل فتح القدیر وغیرہ کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ البتہ جس شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع اور مفتی دین یا اجتماع مسلمین کے منور شرعی طور پر چاند کا ثبوت ہو جائے تو اس کا اعلان سارے شہر و ملحقہ دیہات میں کافی ہے اور وہاں کے ہر شخص کا چاند کو خود دیکھنا یا شہادت مننا ضروری نہیں ہے۔

اس شہر کے توابع و ملحقہ دیہات شہر میں شمار ہوں گے اور شہر کا اعلان وہاں تک کافی ہو گا لیکن دوسرے شہر میں چاند کے ثبوت کیلئے کسی شہر کے محض اعلان کی بجائے مستقل طور پر شہادت شرعی و خبر مستفیض کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ اس پر اجماع منقول ہوا۔ ثبوت

ہلال کے اس طریقہ شرعی کو با اصطلاح فقہ طریق موجب کہا جاتا ہے اور لفظ شہادت نمود دیکھنے والے کی شہادت، شہادت علی القضاء شہادت علی کتاب القاضی سب کو شامل ہیں۔ شہادت میں جس طرح گواہ کا حاضر و موجود ہونا ضروری ہے اسی طرح یہ بھی لازم ہے کہ گواہ صحیح العقیدہ سنی و قبیح شریعت ہو کیونکہ کسی مخالف اہلسنت اور بدعقیدہ و بے عمل مثلاً تارک نماز و مشیت بھرے کم داڑھی کترانے منڈانے والے فساق کی شہادت شرعاً مقبول نہیں جیسا کہ ان کی امامت اقامت اور اذان درست نہیں۔ ان امور کیلئے صحیح العقیدہ سنی اور صالح و متقی مسلمان ہونے چاہئیں۔

چاند کے متعلق ”مدینہ کے چاند“ کی ہدایات

حدیث شریف: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو اور افطار نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھو اور اگر (۲۹) کو چاند نظر نہ آئے تو (۳۰ دن کی) گنتی پوری کرو“۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں ”یعنی بحالت ابرہ رمضان میں ایک عادل اور عید میں کم از کم دو عادل و پرہیزگار گواہوں کی شہادت سے جب تک تمہارے پاس ثبوت نہ ہو اس وقت تک بہ نیت رمضان نہ روزہ رکھو اور نہ عید کرو“۔ (مرقات جلد ۲، ص ۵۰۰)

دوسری حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو چاند دیکھ کر عید کرو اور اسی سے قربانی کرو اور اگر (۲۹ شعبان یا ۲۹ رمضان کو) چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو اور اگر دو مسلمان اور دوسری روایت کے مطابق دو عادل و پرہیزگار شہادت دیں تو روزہ رکھو اور عید کرو“۔ (مسند احمد، نسائی شریف، کشف الغمہ امام شعرانی)

تیسری حدیث: ایک اعرابی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی ”میں رمضان کا چاند دیکھا ہے“۔ فرمایا ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“۔ اس کی ”ہاں“ فرمایا ”تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں“۔ عرض کی ”ہاں“ فرمایا ”اے ہلال! لوگوں میں اعلان کرو کہ کل روزہ رکھیں“۔ (ابوداؤد ترمذی) معلوم ہوا کہ ثبوت ہلال کیلئے رویت یا شہادت درکار ہے اور چونکہ آلات دیدہ میں شہادت نہیں ہو سکتی اس لئے محض ریڈیو ٹیلیفون وغیرہ کی اطلاع و اعلان پر روزہ رکھنا اور روزہ چھوڑنا حدیث پاک، سنت نبوی اور حکم شرعی کے خلاف و ناجائز ہے نیز رمضان کے چاند میں دو گواہ بہتر ہیں ورنہ بحالت ابرہ ایک گواہ بھی کافی ہے لیکن ہلال عید میں ابرو غبار کی صورت میں کم از کم دو گواہ ضروری ہیں اور اگر مطلع صاف ہو تو۔ ہم صورت زیادہ تعداد کی ضرورت ہے کیونکہ مطلع صاف ہونے کے باوجود سارے شہر میں صرف ایک دو کا چاند دیکھنا ناقابل یقین وغیرہ معتبر ہے۔ والتفصیل فی الکتب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر ۳۰ رمضان کو دن میں چاند دیکھو تو روزہ نہ پورے یہاں تک کہ شام ہو جائے یا دو عادل مسلمان گواہی دیں کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا تھا“۔ (رسالہ ابن عابدین، کشف الغمہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما: حضرت کریم فرماتے ہیں میں ایک کام کیلئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام میں حاضر ہوا اور وہیں رمضان المبارک کا چاند ہوا اور میں نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے چاند کے متعلق پوچھا میں نے عرض کیا ”ہم نے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا“ فرمایا ”تو نے بھی دیکھا؟“ میں نے عرض کیا ”ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ پس حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہم نے تو (ایک دن بعد) ہفتہ کی رات کو چاند دیکھا ہے پس ہم روزے رکھیں گے۔ یہاں تک کہ تیس دن پورے کریں یا (۲۹ کو) چاند دیکھ لیں۔“ میں نے عرض کیا ”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دیکھنا اور روزے رکھنا آپ کیلئے کافی نہیں؟“ فرمایا ”نہیں۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہے۔“

(مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۳۸)

معلوم ہوا کہ مختلف مقامات پر وہاں کی رویت و شہادت کے لحاظ سے روزہ عید کا ایک دن نہ ہوتا اسلامی وحدت کے خلاف نہیں۔ نیز یہ کہ جب تک اپنے شہر میں ثبوت شرعی نہ ہو اُس وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کا اپنے ہاں چاند دیکھنا اور حضرت کریم جیسے بزرگ تابعی کا تنہا اطلاع دینا بھی دوسرے شہر میں کافی نہیں چہ جائیکہ ریڈیو وغیرہ کی مجہول و غائبانہ اطلاع و اعلان پر ملک بھر میں عمل کیا جائے اور اس پر عید و رمضان کا دار و مدار رکھا جائے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا إِتِّبَاعَ حَبِيبِكَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

دو رِفتن میں سنت پر عمل کی اہمیت و کیفیت

سنت سے وابستگی: مخبر صادق نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا ﴿﴾ ”میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بکثرت اختلاف دیکھے گا پس ایسے وقت میں تم میری سنت اور میرے راشدین و مہدیین خلفاء کی سنت لازم پکڑو اُس پر قائم رہو اور اسے مضبوطی سے تھامو اور (میری سنت و میرے خلفاء کی سنت و طریقہ کے خلاف) نئی نئی باتوں سے بچو کیونکہ (سنت و اصل شرعی کے خلاف) ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر ایسی بدعت گمراہی کا باعث ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

وقت فساد سنت کا ثواب: ”میرے بعد جو میری مردہ سنت کو زندہ کرے جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے ثواب میں کمی کئے بغیر اس سنت کے زندہ کرنے والے کو ان سب کے برابر ثواب ملے گا۔“ (ترمذی شریف)

”جس نے میری سنت زندہ کی تحقیق اُس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ

یا۔ وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“ (شفاء شریف)

”جس نے میری سنت سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ

سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“ (ترمذی)

”اُمت میں بوقت بدعت و فساد جو میری سنت پر عمل کرے گا اُسے سو

شہیدوں کا ثواب ملے گا۔“ (شفاء شریف)

”میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں۔ جب تک تم اُن سے وابستہ رہو گے ہر

گزراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔“ (مشکوٰۃ)

”اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر

میرے علیہ السلام ظہور فرمائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرو تو یقیناً سیدھے راستے

سے ہٹک جاؤ اور اگر وہ بحیات ظاہری زندہ ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو البتہ

میرے میری اتباع فرماتے۔“ (دارمی)

”جس نے میری اقتداء و پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری سنت سے

انحراف کی وہ میرا نہیں ہے۔“ (شفاء شریف)

”سنت پر عمل بدعت سے بہتر ہے اور سنت کے ساتھ تھوڑا عمل بدعت کے

ساتھ زیادہ عمل سے بہتر ہے۔“ (شفاء واحمد)

اعتبار: ”یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں میری سنت پرانی ہو جائے گی اور بدعتیں نئی نئی ہوں گی جو اس وقت میری سنت کی اتباع کرے گا غریب و تنہا رہ جائے گا اور جو لوگوں کی بدعتوں کی اتباع کرے گا اس کے ساتھ بچاس اور اس سے زیادہ لوگوں کا جھٹھا ہوگا۔“ صحابہ نے عرض کی ”اس زمانہ میں سنت کے پیروکار کس طرح ہوں گے؟“ فرمایا ”جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے (فتنوں کے زور و بدعتوں کے شر سے) اس طرح ان کے قلوب پگھلیں گے۔“ عرض کیا ”اس دور میں وہ کس طرح زندہ رہیں گے؟“ فرمایا ”جیسے کپڑا سر کہ میں“ عرض کیا ”یا رسول اللہ! وہ اپنے دین کو کس طرح محفوظ رکھیں گے؟“ فرمایا ”جیسے ہاتھ میں آگ کا انگارہ اگر تم اسے گرد و توہمہ جائے گا اور اگر ہاتھ میں رکھو اور مٹھی بند کر لو تو ہاتھ جلے گا۔“ (تفسیر روح البیان)

سوچنے کیا یہ وہی وقت تو نہیں آگیا؟

عالم کی ذمہ داری:

جب فتنوں یا فرمایا بدعتوں کا ظہور ہو اور میرے صحابہ کو برا بھلا کہا جاتا ہو اس وقت عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کا اظہار کرے (اور حق کا اظہار کرے) پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔ (مرقات شریف)

علماء کو اعتبار:

”علماء انبیاء کے وارث ہیں جب تک وہ دنیا کی طرف مائل نہ ہوں اور حکمرانوں سے میل ملاپ نہ رکھیں۔ جب وہ دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور حکمرانوں سے ان کا میل ملاپ ہو گیا تو ان سے بچو وہ دین کے چور ہیں۔“

(کشف الغمہ، مکتوبات شیخ محقق)

در بارہ رویت ہلال علمائے کرام و مفتیان عظام کے فتاویٰ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ:

”شریعت مطہرہ نے در بارہ ہلال دوسرے شہر کی خبر کو شہادت کافیہ یا تواتر شرعی پر بنا دیا اور ان میں بھی کافی و شرعی ہونے کیلئے بہت قیود و شرائط لگائیں جن کے بغیر ہرگز گواہی و شہادت تک بکار آمد نہیں اور پُر ظاہر کہ تار (اور بالکل اسی طرح ریڈیو ملیفون وغیرہ) نہ کوئی شہادت شرعیہ ہے نہ خبر متواتر۔ پھر اس پر اعتماد کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ جو تار (اور اسی طرح ریڈیو) کی خبر پر عمل چاہے اس پر لازم کہ شرعاً اس کا موجب و ملزم ہونا ثابت کرے مگر حاشانہ ثابت ہوگا جب تک ہلال مشرق اور بدر مغرب سے نہ چمکے پھر شرع مطہر پر بے اصل زیادت اور منصب رفیع فتویٰ پر جرأت کس لئے؟ والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ اور یہ خیال کہ تار (ریڈیو وغیرہ) میں خبر تو شہادت کافی کی آئی محض نادانی کہ ہم تک تو نامعتبر طریقہ سے پہنچی۔

نبی ﷺ کی خبر سے زیادہ معتبر خبر کس کی؟ پھر جو حدیث نامعتبر راویوں کے زریعہ سے آئی۔ کیوں پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔“

”مجرد حکایت پر اصلاً اتفاقات نہیں بلکہ یا تو اپنے معائنہ کی شہادت ہو یا شہادت پر شہادت یا قضاء پر شہادت یا شرعی شہرت (استفاضہ) یہ مسئلہ بہت ضروری اختلاف ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ آج کل کے بہت مدعیان علم بلکہ بعض ذی علم بھی ناواقف پائے۔“ ”یقیناً دو طرح کا ہوتا ہے ایک شرعی کہ طریقہ شرع (شہادت و استفاضہ وغیرہ) سے حاصل ہو۔ دوسرا عرفی کہ باوجود عدم طریقہ شرعی صرف اپنے مقبولات و مسلمات یا تجربات و مشہور دات و قرآن خارجیہ کے لحاظ سے اطمینان حاصل ہو

جائے۔ ناواقف لوگ مدرک عرفی و شرعی میں تفرقہ نہ جان کر اسے کافی دوائی دے کر شرعی گمان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح خطا ہے۔

ٹیلی گراف، یلیفون، اخبار، جنتی، بازاری افواہ سب محض باطل و ناموس ہیں۔ ﴿﴾ علامہ شامی نے توہین سننے کو حوائی شہر کے دیہات والوں کے واسطے ہلال ثبوت ہلال سے گنا (نہ کہ دوسرے شہر و تمام ملک کیلئے)

(ازکی الہلال، الہدورالاجلہ، طرق اثبات ہلال، فتاویٰ افریقہ، تابع شری) صدر الشریعہ رحمہ اللہ: ”ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کیلئے نہیں بلکہ تمام جہاں کیلئے ہے مگر دوسری جگہ کیلئے اس کا حکم صرف اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس روز تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں کے لوگوں نے روزہ رکھا ہے یا عید کی ہے۔“ ﴿﴾ ”تاریخ یلیفون“ رویت ہلال ثابت نہیں ہو سکتی نہ بازاری افواہ اور جنتیوں اور اخباروں میں چھپا ہوا کوئی ثبوت ہے۔“ (بہار شریعت)

شارح بخاری و حضور مفتی اعظم عالم اسلام

الجواب: مرکزی رویت ہلال کمپنی یا قاضی القضاۃ کا اعلان جہاں سے وہ اعلان رہا ہے۔ صرف اسی شہر اور اس کے ملحق دیہات کیلئے طریق موجب ہے۔ دوسرے شہر اور اس کے لواحق کیلئے ناکافی قاضی کا اعلان خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو۔ اسی کے ساتھ شہر میں معتبر ہے۔ اس کے حدود شہر سے باہر غیر معتبر ہے۔ توپ کی آواز قادیل کی روشنی رویت ہلال کا اعلان ہے جو اس شہر اور اس شہر کے دیہات میں شرعاً معتبر ہے۔ ایک شہر سے دوسرے میں ثبوت رویت کیلئے طریق موجب شرط ہے۔ اعلان قاضی

شہر کیلئے طریق موجب نہیں۔ اس لئے اعلان محض دوسرے شہر میں مثبت ہلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (شارح بخاری، مفتی محمد شریف الحق امجدی خادم دارالافتاء بریلی، تاریخ مذوالحجہ ۸۵ھ)

حضور مفتی اعظم رحمہ اللہ: فی الواقع بے طریق موجب ثبوت شرعی نہ ہوگا اور جب شرعی ثبوت نہ ہو جائے رویت ہلال مان لینا ناجائز۔ قاضی القضاۃ ہو یا خود سلطان مملکت یا ریڈیو پر اعلان دوسرے شہر کیلئے ہرگز معتبر نہیں ہو سکتا۔ ﴿﴾ من جہۃ الشرع لازم نہیں کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ سارے ملک میں ایک ہی روز روزہ شروع ہو۔ ایک ہی روز ختم اور ایک ہی روز ملک بھر کے مسلمان عید منائیں اور اس کیلئے قاضی القضاۃ بنایا جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ واللہ تعالیٰ ہوا لہادی و هو تعالیٰ اعظم (شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم) فقیر مصطفیٰ رضا خاں غفرلہ بریلی شریف (تصدیق: چھ علماء اعلام.....)

حدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ: ”ریڈیو کا اعلان نہ چاند دیکھنے کی شہادت ہے اور علم قاضی پر شہادت ہے اور نہ خبر مستفیض ہے۔ لہذا ریڈیو کا اعلان عید کے چاند کے حلق قطعاً معتبر نہیں۔ خواہ اعلان کرنے والا قاضی و حاکم سنی ہو یا غیر سنی ہو۔ جو حضرات اعلان کے اعلان و خبر پر روزہ ترک کرنے اور عید منانے کا فتویٰ دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے فتویٰ پر نظر ثانی کریں اور فقہاء کرام کے صحیح مسلک کے مطابق اپنے فتویٰ کو جمع کا اعلان کریں ورنہ ان کے فتویٰ کی وجہ سے جن مسلمانوں کے روزے برباد ہوئے وہ ان کے ذمہ دار ہوں گے۔“

(فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ، ۹ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ)

مفتی اعظم پاکستان رحمہ اللہ: ”در بارہ رویت ہلال تار، اخبار، ریڈیو، ٹیلی گرام، ٹیلی ویژن، لاسکی وغیرہ آلات کے ذریعہ خبر اور اعلان شہادت و حکایت سکتی ہے۔ لیکن جہاں شہادت درکار ہو وہاں ان آلات کے ذریعہ آتی ہوئی خبر نہیں۔ دوسرے شہر میں جب تک دو مسلمان مرد عادل یا ایک مرد و دو عورتیں شہادت دیں، ریڈیو کا اعلان یا خبر در بارہ شہادت رویت ہلال معتبر نہیں تاہم قدور چاند در یافت میں صحیح بیغ کی جائے۔ اگر طرق معتبرہ سے ثبوت ہو جائے فیہا ورنہ اس کے حساب سے عمل کیا جائے۔“ ﴿خبر رسائی سے جو اعلان رویت ہلال مسطورہ وہ شہر اور مضافات شہر کیلئے حجت ہے۔ دوسرے شہروالوں کیلئے محض حکایت اور اعلان ہے۔ جو ہرگز شہادت کے حکم میں نہیں ہو سکتی۔ ریڈیو کی خبر اور اعلان پر عید یا روزہ عید نہیں کر سکتے۔“ (فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد مرکزی حزب الاحناف لاہور)

مفتی اعظم دہلی رحمہ اللہ: ”شرعاً ریڈیو کی خبر غیر معتبر ہے اگرچہ قاضی القضاۃ ہر بنفسہ اس کے ذریعہ اعلان کرے“ جب کوئی عالم رویت ہلال کا فیصلہ کر کے ریڈیو کے ذریعہ اعلان کرے آخر وہ خبر ہی تو ہوگی نہ خبر مستفیض شرعی اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ دوسرے شہروں کیلئے خبر مستفیض شرعی کی ضرورت ہے نہ محض خبر کی۔ اب قاضی کسی خبر دلائے یا خود دے بہر حال یہ خبر تو محض خبر رہے گی اور وہ حجت ملزمہ نہیں۔“

(مولانا محمد مظہر اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی)

علامہ ابوالحسنات رحمہ اللہ: ”اسلام میں خبر پر رویت ہلال تسلیم نہیں کی گئی البتہ اگر شہادت آجائے تو فوراً رویت کر دینا لازم ہو جاتا ہے۔ اس سال بھی یہی ہوا کہ رویت ہلال کمیٹی نے علماء کو مجبور کرنا چاہا کہ وہ ریڈیو کی خبر کو شہادت مانیں لیکن میں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ یہ خبر ہے شہادت نہیں اس لئے شرعاً اس سے رویت کا اعلان نہیں

ہو سکتا اور اس کے ماتحت روزہ رکھنا شرعاً جائز نہیں۔“

(علامہ ابوالحسنات سابق صدر جمعیت علماء پاکستان)

(لوائے پاکستان لاہور ۱۲ مئی ۱۹۵۵ء / ماہنامہ ماہ طیبہ کوئی لوہاراں جون ۱۹۵۵ء)

حدث امروہی رحمہ اللہ: (استاذ و مرشد غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی):

”در مملکت یا قاضی القضاۃ ثبوت شرعی کے بعد بذریعہ ریڈیو رویت ہلال کا اعلان ہے تو کیا پورے ملک کیلئے کافی ہے؟“ الجواب: ”ریڈیو کے اعلان سے رویت ہلال شرع شریف کے خلاف ہے۔ ریڈیو کا اعلان ہرگز شریعت میں معتبر نہیں۔“

(حضرت مولانا محمد طلیل کاظمی (حدث امروہی) غفی عنہ)

حدث کچھوچھوی رحمہ اللہ: اب رہا اعلان وہ قاضی کے حدود قضا تک محدود رہے گا۔ دوسرے پر حجت نہیں۔ لہذا امداد رویت پر ہے یا شہادت شرعیہ پر

(حدث اعظم کچھوچھوی) فقیر ابوالجاد سید محمد غفرلہ کچھوچھو شریف

عظیم الامت مفتی احمد یا خاں نعیمی رحمہ اللہ: ”چاند میں ریڈیو وغیرہ کسی چیز کا اعتبار نہیں اور ان سے چاند کا ثبوت نہ ہوگا“ نہ شرعی احکام اس پر مرتب ہوں گے جو ایمان اور دشواریاں تار و بیلیفون میں ہیں۔ اس سے زیادہ دشواری ریڈیو میں موجود ہے۔ لہذا ریڈیو سے اعلان کا کوئی اعتبار نہیں۔“ ﴿تار اخبار یا ریڈیو کی افواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔“ (حاشیہ قرآن فتاویٰ نعیمیہ)

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ: ”جو اطلاع بذریعہ ریڈیو عید کے چاند کے متعلق آئے گی، شرع شریف میں ہرگز قبول نہیں۔ جو لوگ رویت ہلال بیلیفون کے اعلان و فیصلہ پر روزہ افطار (اور عید) کریں گے وہ شرع شریف میں سخت حرام اور گنہگار ہیں ان کو توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے اور روزہ کی قضا ضروری ہے۔“

ہلال عید کیلئے اسلامی اصول کے لحاظ سے ریڈیو کی نشریات خواہ ٹیلی ویژن ہی کیوں ہو ہرگز قابل اعتبار قابل عمل نہیں۔۔۔۔۔ اس کی خبروں پر رمضان یا عیدین کا حکم مسلمانوں کو گمراہ کرنے ان کو عبادت الہی اور فریضہ الہی سے محروم کرنے کا ذریعہ اور کچھ نہیں۔“ (ملخصاً) (کتاب تحقیق الاجل فی ثبوت الابلہ)

بحر العلوم علامہ عطا محمد بند یا لوی رحمۃ اللہ علیہ: ”ریڈیو کا اعلان اثبات ہلال صوم فطر کے طریقوں میں سے کسی میں بھی داخل نہیں ہے تاکہ اس پر شرعاً اعتماد کر کے اثبات ہلال صوم و فطر کیا جاسکے۔ لہذا کوئی فرد انسانی عام ازیں سرکاری ہو یا غیر سرکاری مثلاً قاضی القضاۃ ہو یا مفتی یا خطیب بلکہ صدر مملکت بھی ہو تو ان کا ریڈیو پر ہلال صوم (روزہ) کا اعلان کرنا سارے ملک کیلئے کافی نہیں ہے اور محض اس پر اعتماد کر کے عید کرنا سارے ملک کیلئے کافی نہیں ہے اور محض اس پر اعتماد کر کے عید کرنا یا روزہ رکھنا شرعاً ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل ہمارے رسالہ ”سیف الغوثیانی“ میں موجود ہے۔“ واللہ اعلم وعلمہ اتم (المقیر: عطا محمد چشتی عفی عنہ)

سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ: ”شریعت میں رویت ہلال اعتبار ہے جو واضح طور پر یا صحیح شرعی شہادت سے ثابت ہو۔ سوال کا چاند اپنے اس محلہ میں دیکھنے کا انتظام کرنا چاہیے اور ہر چاند کی شہادت اور ثبوت شہر کے مقتدر عالم کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ چاند دیکھ کر خاموش ہو رہنا ٹھیک نہیں۔ رویت ہلال خط یا تاریخ یا افواہ بازار یا کہیں سے دو چار شخصوں کا آ کر یونہی کہہ دینا کہ وہاں چاند ہوا اصلاً معتبر نہیں۔ ریڈیو ٹیلیفون کے ذریعہ جو خبر موصول ہو اس پر بھی عمل ناروا (ناجائز) ہے کیونکہ یہ شہادت نہیں۔ شہادت میں حاضر ہونا ضروری ہے۔“

(ماہنامہ ماہ طیبہ رمضان و شوال المکرم ۵۵ھ ۱۳ مطابق مئی ۱۹۵۶ء)

۳۰ علماء کراچی: ”اگر مختلف مقامات سے تاریخیں یا ٹیلیفون یا لاسکی یا ریڈیو کے ذریعہ شہادتیں پہنچیں تب بھی شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ جس شہر میں رویت ہلال کا حکم ہو چکا اس شہر و مضافات کیلئے مفتی و قاضی وقت یا حاکم وقت کا اعلان یا توپ (قناریہ وغیرہ) کو معتبر سمجھا جائے گا۔ آبادی کے لحاظ سے وہ شہر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کہ وہاں تصدیق کے اسباب و ذرائع جلدی مہیا ہو سکتے ہیں۔ دوسرے شہروں کیلئے شہادت شرعاً معتبر نہ سمجھے جائیں گے۔“

۳۱ (فتویٰ) اس فتویٰ پر ۲۲ علماء کے دستخط ہیں جن میں سے بعض مشاہیر علماء کے اسما درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ مولانا مفتی محمد صاحب دادر جوم
- ۲۔ مولانا محمد عبدالخالق بدایونی مرحوم
- ۳۔ مولانا محمد محسن صاحب شافعی کراچی
- ۴۔ مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی مرحوم کراچی وغیرہم۔
- (علمائے کرام کا اہم فتویٰ مطبوعہ کراچی)

۳۲ علماء بھارت: ”رویت ہلال کی شہادت گزر جانے کے بعد ریڈیو کے ذریعے قاضی کے فیصلہ کا اعلان یا خود مفتی یا قاضی کا ریڈیو سے اعلان کرنا کہ ثبوت ہلال ہو گیا معتبر و دوسرے مقامات کے سنتے والوں کیلئے ناقابل عمل ہے۔ وہ اس اعلان کے مطابق حکم شرع ہرگز ہرگز عید یا روزہ یا قربانی نہیں کر سکتے۔“

۳۳ اس فتویٰ پر اکتیس علماء کرام کے دستخط ہیں جن میں سے چند مشاہیر کے نام حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب بہاری
- ۲۔ محدث اعظم ہند مولانا سید محمد صاحب کچھوچھووی

- ☆ شیر پشہ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی صاحب لکھنوی
- ☆ مفتی اعظم بمبئی مولانا محمد محبوب علی رضوی صاحب
- ☆ حضرت مولانا وجیہ الدین صاحب پبلی بھیتی
- ☆ حضرت مولانا آل مصطفیٰ صاحب ماہروی وغیرہم

(ماہنامہ ماہ طیبہ جنوری جولائی ۱۹۵۲ء)

گولڑہ شریف: ”ریڈیو پر نشر ہونے والا (ہلال کمیٹی کا) اعلان شرعی شہادت کا حکم گز نہیں رکھتا لہذا عید الفطر کیلئے کافی نہیں۔“ (علامہ) فیض احمد خاوم دارالافتاء گولڑہ شریف۔

سیال شریف: (تصدیق) اصحاب الحبيب اللیب (خواب) محمد قمر الدین سیالوی غفرلہ

بندیال شریف: ”ریڈیو کے اعلان پر عید منانا جائز نہیں ہے۔“ (علامہ) عطاء محمد بندیال

لاکھو شریف: ”ریڈیو کا اعلان نہ طریق موجب ہے نہ استغاضہ۔ اس سے ہلال ثابت نہیں ہو سکتا۔“ (علامہ) غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ لاکھو

بھکھی شریف: الجواب صحیح۔ استکثبہ۔ ابوالمنظر محمد جلال الدین بھکھی

نوٹ: مذکورہ دلائل و فتاویٰ علماء اہلسنت کے علاوہ دیوبندی وہابی شیعہ فرقہ پر اتمام جمع کیلئے ان کے علماء کے چند فتاویٰ بھی درج ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمد داؤد غزنوی (المحدث): ”کسی ایک مقام پر اگر چاند دیکھ لیا گیا ہے دوسرے شہر والوں کو ان کی شہادت کے مطابق افطار و عید کر دینا چاہئے۔ رمضان المبارک کیلئے تو ایک ثقہ معتبر مسلمان کی شہادت کافی ہے لیکن سوال کے چاند کیلئے شہادت کے عام اصول کے مطابق دو ثقہ معتبر گواہوں کی شہادت ضروری ہے اور یہ تقریباً اتفاقی مسئلہ ہے۔“ (الاغتصام لاہور، یکم اپریل ۱۹۶۶ء)

مولوی اشرف علی تھانوی: ”اگر دوسری جگہ سے (ثبوت ہلال کی) خبر آ جائے تو معتبر ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ طریق موجب سے پہنچے۔“ (زوال السنہ ص ۱۵)

مولوی غلام غوث ہزاروی: ”ٹیلیفون پر دو چار آدمیوں کا یہ کہہ دینا کہ یہاں چاند نکلا ہے یا یہاں گواہ موجود ہیں کافی نہیں ہے اس کی حیثیت اطلاع یا خبر کی ہے شہادت کا نہیں ہے۔ ایک مقام کا حکم دوسرے مقامات پر لاگو ہونے کیلئے قطعی اور شرعی طریقہ قرار نہ ضروری ہیں۔ جہاں شرعی اصول (شہادت) کے تحت ہلال کا ثبوت نہیں ہوا دوسری جگہ کا فیصلہ شرعی طریقہ سے نہیں پہنچا وہ اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں ہیں۔ مولوی عدالت ٹیلیفون پر اس قسم کی اطلاعات پر قتل وغیرہ کے مقدمات کے فیصلے کر سکتی ہیں جس مسئلہ کا تعلق کروڑوں مسلمانوں کے فریضہ اسلام سے ہو اس میں اس درجہ احتیاط کیوں اختیار کی جائے۔“ (ترجمان اسلام ۱۹۶۷ء۔ ۱۱۔ ۲۷)

غلام الحق تھانوی: ”اگر مغربی پاکستان کے کسی شہر میں چاند دیکھ لیا جائے (اور ریڈیو پر اس کا اعلان بھی ہو جائے) تو کراچی کے لوگوں کو صرف اس صورت میں عید منانا چاہئے جبکہ ایک بھاری اکثریت نے چاند دیکھا ہو۔“

(اخبار روزنامہ جنگ کراچی ۱۹۶۶ء۔ ۱۔ ۲۵)

مولوی محمد مہدی: ”تمام پاکستان میں چاند رات کا اعلان شریعت کے خلاف ہوگا۔ اعلان خدا نخواستہ عید کے متعلق کرویا جائے تو مشرقی علاقہ کے لوگوں کے روزوں کی کفارہ اور کفارہ کی ذمہ داری صاحب فیصلہ (ہلال کمیٹی) پر ہوگی۔ الغرض یہ ناممکن ہے کہ پاکستان میں ہمیشہ ایک عید ہو۔“ (شیعہ اخبار رضا کار لاہور ۱۹۶۷ء۔ ۹۔ ۸)

وما علیہم الا البلاغ المبین

تاریخی یادداشت

حافظ الحدیث حضرت مولانا علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب (متوفی ۳ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ / ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء) کی وفات سے ایک دو سال قبل رویت کی گئی تھی جب اٹنیس رمضان المبارک کی شام عید الفطر کا اعلان کرویا اور حضرت شاہ صاحب کو اپنے ملاقاتی بھائی شریف اور قرب و جوار میں شوال المکرم کے چاند کی کوئی شہادت موصول نہ ہوئی تو یہ حجابے نقاہت و کمزوری اور ظاہری آنکھوں کی بینائی نہ ہونے کے باوجود علمی و شرعی ذمہ داری کا احساس فرماتے ہوئے حضرت شاہ صاحب خود بنفس نفیس باطل علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمہ (امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان) سے صورتحال کی تحقیق کیلئے رات تقریباً ۱۰ بجے مرکزی جامع مسجد زینت المساجد دارالحدیث کو ہزاروں تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ ”کچھ دوست چاند دیکھنے والوں سے گواہی کیلئے قصور گئے ہیں۔“ چنانچہ آپ ٹکھڑے اور رات تقریباً تین بجے جب احباب قصور سے شہادت لے کر آئے تو ان سے گواہیاں لے کر عید کے چاند کا اعلان فرما کر آپ بھائی شریف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر بوقت صبح عید الفطر کا اعلان فرمایا۔ (سبحان اللہ)

آپ رحمہ اللہ کے اس کردار پر ہر اہل دل بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ ”واقعی حضرت علامہ الحدیث نے اپنے علم و تحقیق کا حق ادا فرمادیا ہے۔ کاش! باقی علماء و مشائخ بھی اسی طرح اپنی شرعی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے عوام الناس کی صحیح راہنمائی کریں۔“

الحمد للہ! مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے ہمیشہ چاند دیکھ کر یا چاند کی شرعی شہادتیں آنے پر روزہ و عید کا اعلان فرمایا ہے۔ ۱۰ سال بھی ۳۹ رمضان المبارک ۳۰ ستمبر بروز منگل جب رات تقریباً پونے گیارہ بجے رویت ہلال کمیٹی نے بدھ کو عید الفطر منانے کا اعلان کر دیا تو مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے اعلان فرمایا کہ ”چونکہ نہ یہاں چاند دیکھا گیا ہے اور نہ ہی چاند کی شرعی شہادتیں موصول ہوئی ہیں اس لئے بدھ کو ۳۰ واں روزہ اور ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۸ بروز جمعرات کو یکم شوال المکرم ۱۴۲۹ھ ہوگی۔“ چنانچہ آپ کے اس فتویٰ کے مطابق گوجرانوالہ اور ملک کے کئی شہروں میں جمعرات کو عید الفطر منائی گئی (از: محمد حنیف نیازی)

باب نمبر ۴

مساک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہو اکرم

یا صاحبِ احوال و یاسید البشر
مین جبکہ المنیر نور القمر
لاکین لہ شنائہ کما کان حقہ
”باز خدا بزرگ تویی قصہ مختصر“

(صلی اللہ علیہ وسلم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ (پارہ ۷، رکوع ۱۷)

”ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے چاہئے تھی“

کیا غلط تراجم نے شان الوہیت کی ناقدری نہیں کی؟

لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْ كُنَا (پارہ ۱۰، رکوع ۱۳)

”راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں“

کیا ”راعنا“ سے بڑھ کر صریح غلط تراجم نے ناموس رسالت کی تنقیص نہیں کی؟

اردو کے بہترین
ترجمہ و تفسیر کا بیان

۷۔ دنیا میں شہرہ ہو گیا ”کنز الایمان“ کا

اک بہترین ترجمہ ہے یہ قرآن کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کوئی بھی ترجمہ قرآن پڑھ کر دیکھ لیں۔ مترجمین نے تھوڑے بہت فرق ساتھ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ”شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے“ ان تراجم میں کہنے والا اللہ کے نام کے ساتھ شروع کیا گیا ہے لیکن فی الحقیقت جس کے نام سے شروع کیا گیا ہے اس (اللہ) کا نام بعد میں ہے اور ”شروع کرتا ہوں ساتھ نام“ کے پانچ الفاظ ہیں اور دراصل شروع ان الفاظ سے کیا گیا ہے نہ کہ اللہ کے نام سے۔ یہ راز اگر منکشف ہوا ہے تو صرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مولانا امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی و روحانی شخصیت پر منکشف ہوا ہے۔ جنہوں نے حقیقت ترجمہ اصل معنویت اور اسم جلالت پر نظر رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

”اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا“ دیکھیے یہ ہے ترجمہ کہ لفظ معنوی حقیقی و واقعی طور پر ہر لحاظ سے اللہ کے نام سے اس طرح شروع کیا ہے کہ اور لفظ ”شروع“ بھی شروع میں نہیں آسکا۔ اللہ اکبر! حفظ مراتب و ترجمہ معنی کا کیسا ادا کیا ہے۔ یہ ہے اعلیٰ حضرت کے اعلیٰ ترجمہ کی پہلی فتح و خوبی بہتری و برتری باقی تمام تراجم پر جس کی بناء پر ہم نے اسے اردو کے بہترین ترجمہ کا عنوان دیا ہے۔

سبحان اللہ جس کی مبارک بِسْمِ اللّٰهِ (ابتدا و شروع) ہی اتنی خوبصورت اور زوردار ہے۔ اس کی رفتار و پرواز عروج و ترقی اور کامیاب اختتام و انتہا کا کیا بیان ہو سکتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

ترجمہ کا نام: ترجمہ اعلیٰ حضرت کی بہتری و برتری بزرگی و عظمت نظری اور علمی و روحانی گہرائی کے دیگر پہلوؤں کے علاوہ ایک بہت اعلیٰ پہلو اس ترجمہ کا نام بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے بلند ترین علمی مقام و جلالت شان اور ترجمہ کی اعلیٰ صلاحیت و اہمیت

کا ثبوت ہے اور وہ ہے ”کنز الایمان فی ترجمہ القرآن“ یعنی ترجمہ قرآن خزائن جو اسم ہاسمی ہے اور اس کے پڑھنے سے واقعی خزائن بایمان حاصل اور زائد ہوتا ہے۔ برخلاف دیگر بعض تراجم کے جن کے بے خبری میں پڑھنے سے خزائن ایمان حاصل ہو سکتے ہیں مگر اگر خزائن ہو بھی تو کم ہو جاتا بلکہ لٹ جاتا ہے۔

علاوہ ازیں کنز الایمان اسم ہاسمی ہی نہیں بلکہ مسنی باسم تاریخی بھی ہے جو اس عظیم نام کے ساتھ اس کے عظیم الشان کام کی تاریخ کا بھی حامل ہے یعنی ۱۳۳۰ھ جو قرآن پاک پر اس طرح لکھا ہوتا ہے۔ ”کنز الایمان فی ترجمہ القرآن“ اس کے مطالعہ میں باقی تراجم بھی دیکھ لیجیے جن پر بالعموم یہی لکھا ہوتا ہے کہ یہ فلاں صاحب کا ترجمہ ہے بس ترجمہ کا اس طرح پورے عربی جملہ میں نام اور پھر اس کا اسم ہاسمی اور مسنی نام تاریخی ہونا تو بہت دور کی بات ہے۔ ترجمہ قرآن کی یہ بلندی شان اسی کا کام ہے جس کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نام ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

ترجمہ کا کام: ”کنز الایمان“ کے نام کی طرح اس کا کام بھی فی البدیہہ ایسے تاریخی و الہامی انداز میں ہوا کہ جس کی مثال نایاب ہے۔ سنئے! ”ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر آیات کریمہ کا ترجمہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی مسنی مصنف ”بہار شریعت“ (رحمۃ اللہ علیہما) اس کو لکھتے رہتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر لکھا تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و لغت کو ملاحظہ فرماتے۔ بعدہ آیت کے معنی کو سوچتے پھر ترجمہ بیان کرتے بلکہ آپ قرآن مجید کافی البدیہہ برجستہ ترجمہ زبانی طور پر اس طرح لکھتے جیسے کوئی چنتہ یادداشت کا حافظ اپنی قوت حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن

شریف روانگی سے پڑھتا جاتا ہے۔ پھر جب صدر الشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین حضرت کے ترجمے کا کتب تقاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ حضرت کا یہ ترجمہ فی البدیہہ ترجمہ تقاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے (اور ان کا ہے) الغرض بہت قلیل وقت میں یہ ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت بھی آئی کہ حضرت صدر الشریعہ نے اعلیٰ حضرت سے قرآن مجید کا مکمل ترجمہ کرایا اور آپ کی کوشش بلوغ کی بدولت دنیا کے سنیوں کو ”کنز الایمان“ کی دولت عظمیٰ نصیب ہوئی (جزاھما اللہ تعالیٰ عید الجوا) (سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ص ۲۷۵)

اولیت ترجمہ: قارئین کرام کو یہ سن کر خوشگوار حیرت ہوگی کہ ”کنز الایمان“ کو دو خصوصیات کے علاوہ عام تراجم پر اولیت کی فوقیت بھی ہے اور وہ اس طرح ہے: ”کنز الایمان“ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا جبکہ مولوی محمود حسن دیوبندی ترجمہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۲۳ء میں منظر عام پر آیا باقی مولوی اشرف علی تھانوی ابوالکلام آزاد عبدالمجید دریابادی اور مودودی وغیرہ تراجم تو بہت بعد کی چیزیں ہیں۔ (محاسن کنز الایمان ص ۱۸)

مقام مترجم: ہم نے تمہیدی طور پر ”کنز الایمان“ کے جن امتیازات کی طرف اشارہ کیا ہے اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ جن کی کچھ تفصیل آ رہی ہے اگر ہم اس ترجمہ کے مترجم کا مقام سمجھ لیں تو پھر ان کے ترجمہ قرآن کے ایسے مشکل کام کو اتنے بہترین انداز میں پیش کرنے پر کچھ بھی اچنبھا نہیں ہوتا کیونکہ مترجم کے مقام رفیع کی بلندی کا یہ حال ہے کہ عالم اسلام میں ان کو

☆ ”اعلیٰ حضرت امام احمد رضا“ کہا جاتا ہے۔

☆ علماء عرب و عجم نے ان کو اپنا عظیم پیشوا اور مجدد دین تسلیم کیا ہے۔

دنیا کے ہر حصہ میں ان کی بریلوی نسبت صحت عقیدہ اور عشق رسالت کی علامت ہے۔

کم و بیش ایک ہزار تصانیف میں ”کنز الایمان“ فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم مجلدات اور ”حداائق بخشش“ ان کے ایمان و عرفان، علم و فضل اور عشق و محبت کا عظیم شاہکار اور زندہ و پائندہ یادگار ہیں۔

پچاس علوم و فنون میں انہیں صرف مہارت نہیں بلکہ ہر علم و فن اور فارسی، اردو، عربی میں ان کی باقاعدہ تصانیف و فتاویٰ بھی موجود ہیں

انہوں نے صرف تیرہ برس کی عمر میں تمام علوم عقلیہ، نقلیہ کی تکمیل کر کے خدمت دین و فتویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا۔

انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود صرف ایک ماہ میں مکمل قرآن پاک حفظ کر لیا۔

انہوں نے حالت بیداری میں سرور و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

ان کے وصال کے موقع پر عالم رویا میں ان کے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”احمد رضا کا انتظار ہے“ پھر ایسی عظیم و جلیل علمی و روحانی اور برگزیدہ و مقبول شخصیت مجمع البحرین اور مجمع حسنات و برکات کیوں نہ ہو اور ”کنز الایمان“ بہترین ترجمہ کیوں نہ ہو اس عظیم شخصیت کے تفصیلی تعارف کے خواہشمند حضرات مرکزی مجلس رضا معرفت لاہور یا سنج بخش روڈ لاہور سے لٹریچر کے حصول کے لیے رجوع فرمائیں۔ بالخصوص محاسن کنز الایمان“ اور ”غیاہ کنز الایمان“ کے حصول کے لیے ضرور رابطہ قائم کریں تاکہ اس

تیسری آیت: إِنَّ الْمُتَّقِينَ يَخُذُ عَوْنَ اللَّهِ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

(پ ۵ رکوع ۱ سورہ النساء آیت ۱۳۲)

☆ "البتہ منافق دعا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا" (محمود الحسن)

☆ "وہ اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو فریب دے رہا ہے"

(وحید الزمان)

☆ "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی

انہیں غافل کر کے مارے گا" (کنز الایمان)

چوتھی آیت: وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ

(پ ۹ رکوع ۱۸ سورہ الانفال آیت ۳۰)

☆ (اور وہ اپنی چال چل رہے ہیں) "اور اللہ اپنی چال چل رہا ہے" (مودودی ترجمہ)

☆ "اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا"

(ترجمہ محمود الحسن وحید الزمان غیر مقلد)

☆ "اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ" (ترجمہ مطبوعہ صحیفہ المجدیٹ کراچی)

☆ "اور وہ اپنا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا" (کنز الایمان)

پانچویں آیت: فَسُوا اللَّهَ فَتَسِيَهُمْ (پ ۱۰ رکوع ۱۵ سورہ التوبہ آیت ۶۷)

☆ "یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا" (مودودی)

☆ "بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو" (محمود الحسن)

☆ "وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا" (کنز الایمان)

چھٹی آیت: ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ

(پ ۸ رکوع ۱۳ سورہ الاعراف آیت ۵۳)

پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اب آئیے دیگر تراجم کے مقابلہ میں شان الوہیت کے دماغ تحفظ ناموس رسالت کے سلسلہ میں "کنز الایمان" کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ شان الوہیت کو دل و دماغ میں ملحوظ رکھ کر آیات قرآنی کے مختلف تراجم "کنز الایمان" کے ترجمہ کا فرق دیکھئے اور حق و انصاف کا ساتھ دیجیے۔

پہلی آیت: اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (پ ۱ رکوع ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۵)

☆ "اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے" (مودودی ترجمہ)

☆ "اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے" (محمود الحسن)

☆ "اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے" (وحید الزمان غیر مقلد)

☆ "اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے"

(کنز الایمان)

دوسری آیت: وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الضَّالِّينَ

(پ ۳ رکوع ۵ سورہ آل عمران آیت ۱۱۲)

☆ "اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جوڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم

نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو"۔ (محمود الحسن)

☆ "ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا

ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہوں" (اشرف علی تھانوی)

☆ "ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جانا ہی نہیں جنہوں نے جہاد کیا اور

صبر کرنے والوں کو جانا" (عبدالماجد دریا آبادی)

☆ "اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش

کی"۔ (کنز الایمان)

☆ ”پھر تخت پر بیٹھا“ (ثناء اللہ امر تسری غیر مقلد)

☆ ”پھر قرار پکڑا عرش پر“ (محمود الحسن)

☆ ”پھر عرش پر قائم ہوا“ (اشرف علی تھانوی)

☆ ”پھر تخت پر چڑھا“ (وحید الزمان)

☆ ”پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے“ (کنز الایمان)

موازنہ مذکورہ آیات کے تراجم پر غور فرمائیں کہ ”کنز الایمان“ نے کس طرح ان آیات تشابہات و مشکل مقامات میں شان الوہیت کا دفاع کیا ہے اور ترجمہ کو شان الوہیت کے خلاف ہر قسم کے نامناسب الفاظ سے محفوظ رکھا ہے۔ پہلی اور چھٹی آیت میں ”ہستہ فی“ اور ”استوی“ کے ترجمہ میں شایان شان مفہوم جب کسی اردو لفظ میں نہیں آ سکا تو وہی قرآنی کلام نقل کر کے ترجمہ پڑھنے والوں کو شان الوہیت کے متعلق بے ادبی و غلط فہمی سے بچالیا اور دونوں جگہ اس کے آگے جیسا کہ ”اس کی شان کے لائق ہے“ لکھ کر شان الوہیت کو اور دلنشین کر دیا۔ اس کے برعکس باقی تراجم میں اردو عربی کے انداز کلام حفظ مراتب و شان الوہیت سب کچھ نظر انداز کر کے ایسے عامیانہ طریقہ بازی قسم کے الفاظ میں اللہ عزوجل کا چال چلتا داؤ کرنا، مگر کرنا، دغا دینا، فریب دینا، ہنسی مذاق اور دل لگی کرنا بلا جھجک اور بے دھڑک لکھ دیا گیا ہے بلکہ عکسی حقائق شریف مترجم (مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) میں پہلی آیت کے تحت مولوی محمود الحسن کے مذکورہ ترجمہ کے حاشیہ پر محاذ اللہ خدا تعالیٰ کی ہنسی کرنے پر مزید لکھا ہے کہ ”ہنسی اور تمسخر کا انتساب ذات باری کی طرف بالکل (انجیل) میں بھی ہے۔ میں تمہاری پریشانیوں پر ہنسوں گا اور جب تم پردہشت غالب ہوگی تو میں ٹھنھے ماروں گا“۔ بلقلم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ یک نہ شد و شد۔ ایک تو پہلے ترجمہ غلط دوسرا تحریف شدہ بالکل کے بالکل بازی و عامیانہ ترجمہ سے تائید تیسرا خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کی پریشانی

بنا اور ان کے دہشت زدہ ہونے پر ٹھنھے مارنا یہ کلام خداوندی کا ترجمہ ہے یا کوئی اول نویسی و افسانہ نگاری۔ ایسی باتیں تو ایک عام متقی و شریف آدمی کے اخلاق سے بھی عیب ہیں۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف ان کو منسوب کر دیا جائے اور وہ بھی ترجمہ قرآن کے نام پر۔ علاوہ ازیں مذکورہ تراجم میں یہ تاثر دینا کہ خدا تعالیٰ بھول جاتا ہے۔ عطا دیتا ہے اور واقعہ کے وقوع سے پہلے نہ اسے معلوم ہے نہ وہ جانتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ کس قدر شان الوہیت کی تنقیص و بے ادبی ہے اور چھٹی آیت کے ترجمہ میں خدا تعالیٰ کا عرش و تخت پر قرار پکڑنا، تخت پر بیٹھنا، قائم ہونا اور چڑھنا بھی شان الوہیت کے کتنا مخالف ہے ہر مسلمان و اہل علم جانتا ہے کہ ایسی حرکات جسم سے متعلق ہوتی ہیں اور ذات باری تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔ الغرض یہ ہے کہ ”کنز الایمان“ و دیگر تراجم میں فرق و موازنہ کا مختصر نمونہ جس کی اور متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں ہم نے اختصار کی بناء پر ”کنز الایمان“ کے بالمقابل دو چار مشہور تراجم و مکاتب فکر کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ ”کنز الایمان“ کے علاوہ اردو کے تقریباً سبھی تراجم میں اسی طرح شان الوہیت سے لاپرواہی و بے احتیاطی کی گئی ہے اور انہی غیر ذمہ دارانہ تراجم کی آڑ میں دشمنان اسلام نے ”تہیارتھ پرکاش“ وغیرہ کتب میں خدا تعالیٰ اور اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ کی شان کے خلاف ہرزہ مرانی کی ہے مگر تعجب ہے کہ تراجم کی آڑ میں شان الوہیت کے خلاف یہ سب کچھ لکھنے چھاپنے اور دشمنان اسلام کو غلط مواد مہیا کرنے کے باوجود یہ لوگ پھر بھی اہل توحید و موحہ کہلائیں اور شان الوہیت کے دفاع کا ضامن ”کنز الایمان“ قابل خطی قرار پائے اور خاک بدہن ناپاک ”کنز الایمان“ والوں کو بدعتی و شرکین سمجھا جائے۔“

تیسری آیت کے تحت ”کنز الایمان“ میں شان الوہیت کے دفاع کا یہ پہلو بھی ملاحظہ ہو کہ ”بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں“ یعنی اللہ کی شان تو یہ ہے کہ نہ اسے کوئی دھوکہ فریب دے سکتا ہے نہ وہ کسی کے دھوکہ فریب میں آ سکتا

ہے۔ یہ تو منافقین کا محض اپنا ناپاک گمان تھا کہ ”وہ اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں“ سبحان اللہ۔ کیا کسی موجد کے ترجمہ میں بھی اتنی احتیاط و باریک بینی اور عقیدہ تو حید کی ایسی رعایت پائی جاتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ شرف و اعزاز اور بہتری و خوبی اور لفظ و معنی کے موقع محل کی پہچان ”کنز الایمان“ کا ہی حصہ ہے۔

ناموس رسالت و عصمت نبوت: (پہلی آیت) ”عَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ“

(پ ۱۶ رکوع ۱۶ سورہ طہ آیت ۱۲۱)

☆ ”آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا“

(مودودی، ثناء اللہ امرتسری)

☆ ”اور حکم ملا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بھٹکا“ (محمود الحسن)

☆ ”اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس گمراہ ہو گیا“

(ترجمہ مطبوعہ صحیفہ المحدث کراچی)

☆ ”اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔“ (کنز الایمان)

دوسری آیت: لَيَغْفِرَنَّ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

(پ ۲۶ رکوع ۹ سورہ الفتح آیت ۲)

☆ ”معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے“

(محمود الحسن، ثناء اللہ وحید الزمان)

☆ ”تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے“ (اشرف تھانوی)

☆ ”تا کہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے۔ تمہارے (امت کے) اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے“ (کنز الایمان)

ی آیت: وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ○

(پ ۳۰ رکوع ۱۸ سورہ النحل آیت ۷)

☆ ”اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی“ (مودودی)

☆ ”اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ بھٹائی“ (محمود الحسن)

☆ ”پہلے آپ دین حق سے بے خبر تھے“ (حاشیہ مطبوعہ غلام علی)

☆ ”اور تمہیں گم کردہ راہ پایا تو تمہیں ہدایت کی“ (مرزا حیرت غیر مقلد)

☆ ”اور اس نے تجھ کو بھولا بھٹکا پایا پھر راہ پر لگایا“ (وحید الزمان)

☆ ”اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی“ (کنز الایمان)

اور ارنہ: پہلی آیت کے تحت حضرت آدم خلیفۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری تیسری آیت کے تحت خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کی معصوم و مقدس اہل بیت پر نام نہاد تراجم میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ”بھٹکا“ بھولا“ بھٹکا“ نافرمان“ بے خبر و لغزش“ اور گمراہ“ والے پچھلے گناہوں اور خطاؤں کے الفاظ کا کس بیدردی و بے باکی کے ساتھ اطلاق کیا گیا ہے اور یہی نہیں جہاں جہاں بھی اس قسم کے مواقع آئے ہیں۔ نام نہاد تراجم نے موقع (محل) حفظ مراتب اور شان الوہیت و ناموس رسالت کو نظر انداز کر کے اسی طرح بے احتیاطی و لاپرواہی برتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ تراجم شان الوہیت و منصب نبوت کے منافی نہیں ہیں؟ کیا اس سے بہتر اور متبادل الفاظ نہیں مل سکتے؟ کیا مفسرین نے ان نازک مقامات پر بہتر پہلو پیش نہیں کیے؟ پھر اس قدر عامیانہ و گھٹیا الفاظ کے استعمال کا کیا جواز ہے؟ اس مقام پر ہم شان الوہیت و ناموس رسالت کا لحاظ کریں یا غلط کار مترجمین کی ”شخصیت“ کو ترجیح دے کر شان الوہیت و ناموس رسالت سے آنکھیں بند کر دیں؟ ظاہر ہے کہ غلط

تراجم و مترجمین کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے نہ کہ شان الوہیت و ناموس رسالت کو یہ قابل التلق مذمت غلط تراجم ہیں نہ کہ ”کنز الایمان“ جس نے ہر موقع پر شان الوہیت و رسالت کا تحفظ و دفاع کیا ہے۔

الغرض ہم نے بالا اختصار دو عنوانات کے تحت تراجم کا جو موازنہ پیش کیا ہے اس پر پورے ترجمہ قرآن کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ دیکھئے غلط تراجم کے بالمقابل ان آیات میں ”کنز الایمان“ نے قلم کو حد ادب میں رکھ کر کس طرح عصمت نبوت کا تحفظ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و خلفاء (علیہم السلام) اعلان نبوت سے قبل و بعد صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں دیگر مترجمین قصداً یا سہواً بے توجہی میں حضرات انبیاء و امام الانبیاء علیہم السلام کی معصوم و پاکیزہ ذوات مقدسہ اور نفوس قدسہ کی طرف نسبت گناہ کا جو دروازہ کھولا تھا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کنز الایمان“ میں کیوں روحانیت و علمیت اور فراست ایمانی کے ساتھ وہ دروازہ بند کر دیا اور شان الوہیت و عصمت نبوت وارد ہونے والے اعتراضات و شبہات کا کیسی حکمت و مصلحت کے ساتھ نرخ پھیر دیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء
سچ ہے کہ:

۔ دنیا میں شہرہ ہو گیا ”کنز الایمان“ کا
اک بہترین ترجمہ ہے یہ قرآن کا

=====

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ (پارہ ۴، رکوع ۸، سورہ النساء)
”اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ
اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں۔“

فائدہ: ”اکابر اولیاء بھی شہداء کے حکم میں ہیں۔ شہید کو تلوار گناہ سے پاک کرتی ہے اور
اولیاء خود گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں نفس سے جہاد اکبر فرماتے ہیں اور ان کے ارواح
انعام کی طرح زمین و آسمان و بہشت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اپنے دوستوں کی مدد
لے رہے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک فرماتے ہیں۔ ان سے باطنی فیض آتا ہے اور ان کو ہر
مہارت کا ثواب جاتا ہے۔“ (تذکرہ الموتی، تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

۔ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

اللہ کی تہذیب و تمدن کی
بروزی زندگی کا بیان

۔ کون کہتا ہے کہ اولیاء مر گئے
چھوڑ کر فانی وہ اصلی گھر گئے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُ

”اور بے شک ہم نے جہنم کے لیے پیدا کئے بہت جن اور آدمی وہ دل

ہیں جن میں سمجھ نہیں اور آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں

چو پائیوں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔“

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت کریمہ کے بیان کے مطابق بد عقیدہ بے نصیب اور ہٹ دھرم لوگ

اگرچہ حق سمجھنے والے دیکھنے اور حق سننے سے محروم ہو چکے ہیں اور وہ بڑی سے بڑی اور

سے واضح نشانی دیکھ کر بھی نہ تاب ہو کر راہِ راست پر آتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں

عقیدہ درست کرتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ اپنی خاص مہربانی اور قدرتِ کاملہ سے ”کتابی و شرعی“ دلائل

کے علاوہ وقتاً فوقتاً ایسے نکلوانے کی خاطر بھی ظاہر فرماتا ہے جو اس کے محبوبوں

مجازہ یا کرامت قرار پاتے ہیں۔ مکررین پر اتمامِ حجت کرتے ہیں۔ صحیح العقیدہ

مسلمانوں کی روحانی تقویت و اطمینانِ قلبی کا موجب بنتے ہیں اور بعض خوش نصیبوں کی

ہدایت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

تازہ نشانی: قدرت کے انہی نشانات میں سے ایک تازہ نشانی ۱۱ صفر ۱۳۹۵ھ

جنوری ۱۹۷۵ء کے اخبارات (نوائے وقت، امروز، مغربی پاکستان وغیرہ) کی

رپورٹ ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلہ میں کی جانے والی کھدائی

کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کا جسد

مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ بالکل صحیح سالم

میں پڑا ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے علاوہ

کرام (رضی اللہ عنہم) کے اجساد مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے ہیں جنہیں

اسلام میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی

آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے چہرے نہایت تروتازہ اور اجسام

مبارک میں تھکے۔“ (پریس نوٹ ۷۸-۷۹-۸۰)

اس واقعہ سے محبوبانِ خدا و مصطفیٰ (عز وجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات بعد

المرگ و برزخی زندگی کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین (رضی اللہ عنہما) کا

حیاتِ کرامت با کرامت ہونا بھی ثابت ہو گیا کہ جس طرح صحابہ کرام کے اجسام

مبارک شرفِ ایمان و صحبتِ نبوی سے یہ کمال و کرامت حاصل ہوئی بیچشمِ اسی طرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو بھی شرفِ ایمان و فیضانِ رسالت اور

شرفِ مصطفویٰ سے یہ کمال و کرامت حاصل ہوئی جو عام اہل ایمان کو بھی حاصل نہیں

ہو سکتا۔ حضراتِ انبیاء کے علاوہ مقررین خاص ہی کو یہ برزخی مرتبہ حاصل ہوتا ہے لہذا

ان کے کریمین کے ایمان کے خلاف قول نامقبول اور خلاف تحقیق ہے اور جو لوگ اب

ان کی قدرتی نشانی کے بعد بھی ان کے ایمان میں شک کریں ان کا ایمان خود مشکوک

ہو جائے گا۔ اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیے اور یہ وجہ بیان کرنی چاہیے کہ اگر معاذ اللہ ان کا

ایمان مشکوک ہے تو بیچشمِ صحابہ کی طرح انہیں یہ کرامت کیسے حاصل ہوئی؟

اہلِ اہکال: اگر کسی کو یہ اشکال پیش آئے کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد تو مکہ مکرمہ

میں ہائش پذیر تھے۔ مدینہ منورہ میں وہ کس طرح دفن ہو گئے تو اس کا حل یہ ہے کہ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کھجور کی تجارت اور اپنے رشتہ داروں کی زیارت کے لیے مدینہ

میں آئے پھر یہیں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور یہیں وفات پائی۔

انا لله وانا اليه راجعون (السيرة الخلیفہ جلد ۱ صفحہ ۷۴)

☆ اگر کہا جائے کہ واقعہ مذکورہ میں قبروں کی کھدائی کے بعد یہ کیسے معلوم ہوا کہ فلاں بزرگ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کھدائی سے قبل ہی قبور مہار کی مشورہ سے باقی رہا دیدہ دانستہ قبروں کی کھدائی کرنا تو یہ جائز نہیں اور کھدائی کرنے والے یہ زیادتی ہے جنہوں نے دیدہ دانستہ اس ناجائز فعل کا ارتکاب کیا اور قبور مہار کی لحاظ نہ رکھا۔ (واللہ الہادی والموفق)

۵۳ سال قبل: آج سے چون سال پہلے ۱۹۲۳ء میں شاہ عراق کو مسلسل خواب آتا رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ ان سے کہتے ہیں کہ قبروں میں نمی آگئی ہے اور قبر میں تو دجلے کا پانی رسنا شروع ہو گیا ہے اس لیے یہاں سے اٹھا کر سلمان پاک (مدائن کا نیا نام) میں دفن کیا جائے۔

بادشاہ نے علمائے کرام سے پوچھا تو سب نے بالاتفاق مشورہ دیا کہ کھول کر حال معلوم کیا جائے۔ شاہ عراق نے اعلان کر دیا کہ عید الفطر کی نماز کے بعد دونوں قبریں کھولی جائیں گی۔ عربی کے اخبار "الشعر" میں یہ خبر شائع ہوئی اور جہاں مسلمان آباد تھے وہاں وہاں سے اہلیں اور درخواستیں آتی شروع ہو گئیں کہ ایسی رکھی جائے جس پر دوسرے ملکوں کے مسلمان بھی اس سعادت میں شریک ہوں چنانچہ تاریخ تبدیل کر دی گئی۔

مقررہ تاریخ پر جب قبروں کو کھولا گیا تو واقعی ہر قبر کی لحد میں نمی تھی لیکن صحابی جن میں سے ایک کا نام حضرت جابر بن عبد اللہ اور دوسرے غالباً معاذ بن جبلؓ تھا انداز میں آسودہ لحد پائے گئے جیسے انہیں شہادت کے بعد دفن کیا گیا تھا۔ ان کا لباس (کفن) کا کفن وہی لباس ہوتا ہے جسے پہنے ہوئے وہ شہادت حاصل کرتا ہے (بالکل بوسیدہ ہوتا ہے) ہاتھ لگانے سے بھر جاتا تھا لیکن جسم دونوں کے تروتازہ و خم ہرے اور خونچکاں تھے اور

واللہ کی آنکھوں میں تو چمک ایسی تھی کہ ایک جرمن ڈاکٹر جو موقع پر موجود تھا پہلے تو اس کی نگاہ پر ہوا جب حیرت کم ہو گئی تو اسی موقع پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (فائدہ قابل ذکر) ان کے پھر ان اجساد مطہرہ کو غسل دے کر حضرت سلمان فارسیؓ کے روضے میں لے آئے۔ انہیں نئی قبروں میں دفن کیا گیا اور یہ واقعہ مسلسل کئی برس تک دنیا بھر کے مسلمانوں میں مختلف زبانوں میں شائع ہوتا رہا اور کلام الہی کی ان آیات مقدسہ کی تائید ہوئی کہ "لو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم ان کی تدفین سے واقف نہیں ہو" نصف صدی کے بعد مدینہ منورہ میں یہ دوسری مثال سامنے آئی کہ چودہ سو برس سے دفن کی ہوئی لاشیں جوں کی توں برآمد ہوئی ہیں۔

کوئی مادہ پرست، کوئی منکر خدا، کوئی دہریہ (بد عقیدہ) بتائے۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (روزنامہ نوائے وقت ۲۵ جنوری ۱۹۷۸ء)

معلوم ہوا کہ ان دونوں صحابہ کے اجسام مہار کے بھی اپنی اصلی حالت میں صحیح تھے اور انہیں علم و تصرف بھی حاصل تھا کہ شاہ عراق کو دیدار سے مشرف فرما کر اسے حالات سے خبردار کیا اور تہدیی قبر کے لیے حکم فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوبانِ خدا کی برزخی زندگی غیر مسلم اہل انصاف کے لیے بھی اسلام کا ذریعہ ہے۔ چہ جائیکہ کوئی ان کو لہلاتے ہوئے اس کا انکار کرے۔

حضرت ثابت بن قیس صحابیؓ خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی عہد کی ماتحتی میں جنگ یمامہ میں مسیلہ کذاب کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ ایک بیش قیمت زرہ پہنے ہوئے تھے یہ زرہ ایک شخص نکال کر لے گیا اور اس کو بھرنے ہوئی اور لڑائی کے بعد آپ کو دفن کر دیا گیا۔ آئندہ شب حضرت ثابتؓ کو مسلمان کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھنا ایک ضروری کام کی تم کو کرتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ معمولی خواب سمجھ کر اس کو بھول جاؤ۔ سنو کل جب میں شہید

ہو گیا اور راستہ میں پڑا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے پاس سے گزرا اور میری طرف لے گیا۔ وہ شخص لشکر میں سب سے کنارہ پر ٹھہرا ہوا ہے اس کے خیمہ کے سامنے دریا سے بندھا ہوا کوہ پچا ہوا ہے۔ وہاں زرہ کے اوپر وہ شخص لیٹا ہوا ہے۔ تم خانہ کے پاس جا کر میری طرف سے کہو کہ ہماری زرہ اس شخص سے منگالیں اور جب وہ جائیں تو حضرت ابو بکر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہیں کہ میرے ذمہ اس قدر قرض میرے غلام قلاں غلام آزاد ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے حضرت ثابت (رضی اللہ عنہ) غلاموں کو آزاد اور قرض کو ادا کر کے ان کی وصیت پوری کرادی۔“

(تجیر الرؤیا امام الحدیث محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولوی اصغر حسین دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۳ مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد ۲ صفحہ ۵۹۵)

نوٹ: اس روایت کو امام طبری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اکبر علیہ السلام نے اس پر مہر تصدیق فرمائی ہے۔

تین مجاہد اولیاء: تین مجاہد اولیاء عظام ساکنانِ شام ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے تھے۔ ایک بار رومی عیسائی انہیں قید کر کے لے گئے۔ نصرانی بادشاہ نے کہا تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا۔ تم عیسائی ہو جاؤ۔ انہوں نے مانا اور ”یا محمد اہ“ کا نعرہ لگایا۔ بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کے دو صاحبوں کو میں ڈال دیا۔ تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا۔

چھ مہینے بعد دونوں شہید بیداری میں اپنے زندہ بھائی کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔ بھائی نے حال بیان فرمایا وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں تھے۔ (عیون الکلیات امام ابن جوزی شرح الصدور امام سیوطی صفحہ ۸۹ نور الصدور ص ۱۰۹ محمد علی دیوبندی خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

میں تلاوت: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بعض صحابہ نے نشان قبر نہ دیکھے باعث ایک قبر پر خیمہ لگا دیا اور اس میں ایک شخص کو سورت بکارتک الکتی بیدہ المملک لکھ کر پڑھتے سنا اور یہ واقعہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورۃ بچانے والی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۸ بحوالہ ترمذی)

حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے صحابی والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک واقعہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا تو ان کی قبر سے میں نے ایسی بات سنی کہ اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔“ (کتاب الروح ابن قیم صفحہ ۱۵۱)

اور قرآن: ایک مرید اپنے شیخ کے ساتھ بوقت سحر قرآن پاک کے دس دس باروں کا دور کرتے تھے۔ جب شیخ کا انتقال ہو گیا۔ مرید نے حسب عادت بوقت سحر شیخ کی قبر پر دس سیپارے پڑھے۔ شیخ نے حسب معمول قبر سے دس سیپارے مانے اور جب تک مرید نے اس واقعہ کو ظاہر نہیں کیا۔ روزانہ شیخ کی قبر سے تلاوت کا طالع جاری رہا۔“ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۲۶)

کافر کو جواب: ”حضرت عبد الرحمن فقیہ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے تو ایک فرنگی کافر نے ان کی لاش کو نیزہ لگا کر طعنہ دیا۔ اے مسلمانوں کے پیشوا تم کہتے تھے۔ اللہ فرماتا ہے تم لوگ زندہ ہو اور روزی پاتے ہو اب بتاؤ؟“ فقیہ نے سر اٹھا کر دوسرے کہا جسی و رب الکعبۃ کعبہ کی قسم وہ زندہ ہیں۔ (شرح الصدور امام سیوطی صفحہ ۸۶ نور الصدور خلیفہ تھانوی صفحہ ۱۰۳)

محبوب زندہ ہیں: ”شیخ ابوسعید خرازی نے ایک میت کو دیکھا تو وہ مسکرائے اور فرمایا ”میت کیا آپ نہیں جانتے کہ محبوبان خدا مر کر بھی زندہ ہیں۔ وہ تو صرف ایک گھر سے گھرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔“

”شیخ ابوعلی روزباری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو قبر میں اتارا اور

ان کے سر سے کفن ہٹا کر صاف زمین پر رکھ دیا۔ اس پر انہوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور کہا ابو علی جس کی رحمت مجھ سے ناز کرتی ہے اس کے حضور مجھے ذلیل و خوار میں نے کہا۔ کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے؟ فرمایا۔ ہاں میں بھی زندہ ہوں اور اللہ سے محبت رکھنے والے سب زندہ ہیں۔ میں اپنی وجاہت سے کل ضرور تیری مدد کروں گا۔ (شرح الصدور صفحہ ۸۶) سبحان اللہ کیسی زندگی اور کیسا علم و تصرف ہے۔

قبر سے بیعت: ”شاہ گرو یزملانی رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کی بیعت کے لیے قبر سے مبارک نکالتے تھے۔ ان کی قبر میں وہ سوراخ موجود ہے۔ جہاں سے ان کا ہاتھ ظاہر ہوتا تھا۔ شیخ نظام الدین نے فرمایا کہ شیخ احمد بداونی نے وفات کے بعد خواب میں مجھ سے مسائل پوچھے۔ میں نے کہا ”آپ تو مردہ ہیں۔ اب آپ کو مسائل کی کیا ضرورت؟“ فرمایا ”اولیاء اللہ کو مردہ کہتے ہو؟“ (ایمان کہو وہ زندہ ہیں)

(اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۶۱، ۸۰)

قبر میں تصرف: ”شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔“ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب نماز فجر پڑھی اور آپ کے ادب کے باعث قوت نہ پڑھی۔ (معجم صفحہ ۶۱، انصاف صفحہ ۶۵، از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) ”ارواح اولیاء شکل انسانی میں متمثل ہو کر بوقت مشکل و گھیری فرماتے ہیں۔“ (انفاس العارفین صفحہ ۱۱۲، ۱۱۹، ۱۲۰)

موت یا انتقال: ”اہل قبر کی زیارت ان کی زندگی کی طرح ہے۔ ان کا احترام بھی ان کی زندگی کی طرح ہے۔ ان سے حیا بھی ان کی زندگی کی طرح ہے۔ وہ سلام و کلام سنتے ہیں۔ ان پر ان کے عزیز و اقارب کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں۔ ان کے لیے دونوں حال میں کوئی فرق نہیں۔“

(مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری جلد ۲، صفحہ ۳۰، ۳۱، ملخصاً)

الافات و توجہ: ”حضرت غوث الثقلین اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی مقدس رو میں سید احمد بریلوی پیر اسماعیل دہلوی پر جلوہ گر ہوئیں اور ہر دو طریقہ (قادریہ نقشبندیہ) کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی اور نسبت چشتیہ کا بیان اس طرح ہے کہ آپ (سید احمد) ایک دن خواب میں ایک کاکے کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے اور ان کی روح پر فتوح سے آپ کو کرامات حاصل ہوئی۔ حضرت خواجہ نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب حصول کرامت چشتیہ ملے ہو گیا۔“ (مراتب مستقیم صفحہ ۳۷، مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان)

کبر سے پکڑ: حضرت ضیاء معصوم صاحب جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی محمد سلیمان منصور پوری (الحدیث) نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے اس میں کوئی راز کی بات کرنی ہو۔ ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے (قبر سے) آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا ”معاذ اللہ بیٹھیں۔ ہم کوئی بات تجھ سے اذ میں نہیں رکھنا چاہتے یہ واقعہ بیداری کا ہے۔“

کرامات احمدیہ: صفحہ ۱۲۲ از مولوی عبدالحمید سوہدروی احمدیہ سابق ایڈیٹر ہفت روزہ اہل حدیث سوہدروہ) فاروق اعظم: ”حضرت صدیق اکبر کے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہما کی صحبت پوری کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے۔

اب سنیۃ ابقیۃ خلفاء کا واقعہ۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک

پرہیز گار نوجوان کی قبر پر پڑھا۔

وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٌ ۝

نوجوان نے دوسرے قبر سے کہا۔ اے عمر بے شک میرے رب نے مجھ کو دوزخ جنتیں دیں۔

(شرح الصدور صفحہ ۸۹، نور الصدور صفحہ ۱۰۸)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے دورانِ محاصرہ بحالتِ بیداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ آپ نے ایک ڈول لٹکایا جس سے میں نے پانی پیا۔“

پھر فرمایا اگر چاہو تو ہمیں تمہاری امداد کرو۔ اگر چاہو تو آج روزہ ہمارے پاس رکھنا۔ میں نے اسی کو اختیار کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی روز شہید ہو گئے۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۶۰، مولوی اشرف علی تھانوی)

علی المرتضیٰ: ”حضرت سعید بن مسیب تابعی سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی کے ساتھ قبرستان گئے۔ آپ نے اہل قبور کو سلام کیا۔ اہل قبور نے جواب دیا۔ پھر آپ نے ان کے بعد کے دنیا کے احوال بیان کئے اور اہل قبور نے اپنا حال بیان کیا۔ (شرح الصدور صفحہ ۸، نور الصدور ص ۱۰۵)

بالاختصار: قرآن وحدیث روایات وتاریخ اور غیر مقلدین الحدیث ودیوبندی وہاں کتب کی روشنی میں جب اہل اسلام اموات وبالخصوص محبوبانِ خدا شہداء واولیاء کی اس درجہ برزخی حیات وروح مع الجسد زندگی۔

سماعت ومعلومات اور تصرفات ومعلومات کا یہ عالم ہے تو حضرات انبیاء کرام بالخصوص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا کیا عالم وکیسی شان ہوگی؟

مگر افسوس کہ اس کے باوجود دیوبندی، مودودی، وہابی فرقہ کے امام مولانا اسماعیل دہلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ (معاذ اللہ)

”میں بھی ایک دن کرکٹ میڈن میں ملے والا ہوں۔“ (تقریبہ الایمان صفحہ ۵۰)

مودودی صاحب کہتے ہیں ”پیغمبری زندگی دراصل اس کی تعلیم و ہدایت کی زندگی ہے۔ پچھلے پیغمبر مر گئے کیونکہ جو تعلیم انہوں نے دی تھی۔ دنیا نے اس کو بدل

ڈالا۔“ (دینیات صفحہ ۷۹) استغفر اللہ العظیم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَيْرُ أَقْتَبِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُهُمْ

”میری امت میں بہترین میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ

جو اس سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں“

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳ بحوالہ بخاری و مسلم)

لَا تَمَسُّ الْقَارُ مُسْلِمًا رَأَيْتُ أَوَّلَ آيٍ مَنْ رَأَيْتُ

”اُس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا

یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳ بحوالہ ترمذی)

صحابہ سی تقدیر والوں پہ قرباں

کہ پایا جنہوں نے زمانہ تمہارا

جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر

اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدنا امیرِ مہاجرین و انبیاء کی

شانِ حمایتِ کلمیان

الہست کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی (ملفوظات و بیانات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی قرآنی عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ وہ ہوں۔ ان میں بعض کیلئے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت (اعتراض) رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے پارہ ۲۷ سورہ حدید، آیت ۱۰ میں ۵ جہاں صحابہ کی روئے فرمائیں ۵ سوئیں قبل فتح مکہ و بعد فتح مکہ ۵ اور ان کو ان پر تفصیل دی اور فرمادیا کَلَّمَا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى سب سے اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ لیا۔ ساتھ ہی ارشاد فرمادیا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔

(پارہ ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۰)

”اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے“

تو جب اُس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ ان سب سے ہم بے عذاب و کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرنے کیا طعن کرنے والا اللہ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے؟

عقیدہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ و مجتہد تھے ان کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث صحیح بخاری (ج ۳ ص ۱۷) میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا و قسم ہے خطا و عنادی یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس میں ان پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں عقیدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام، حرام، حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم رضی اللہ عنہم جاثرا اور سچے غلام ہیں اور سب ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اول ملوک اسلام ہیں اسی کی طرف تورات مقدس اشارہ ہے کہ مولدہ بمکہ و مہاجرہ طیبہ و ملکہ بالشام۔ وہ نبی آخر الزمان رضی اللہ عنہ مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی شام میں ہوگی۔ تو حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ اللہ عزوجل کی سلطنت ہے۔

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرا جاثرا ان کے ساتھ عین میدانِ احد و بالافقیار تھیار رکھ دیئے اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سپرد کر دی ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس صلح کو حضور اقدس رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا اور اس کی تصدیق دی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ ”میرا یہ بیٹا سید ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کر دے“

(بخاری شریف ج ۳ ص ۲۲۹)

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق و غیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم رضی اللہ عنہ بلکہ حضرت عزت جل و علا پر طعن کرتا ہے۔ (بہار شریعت)

شانِ صحابیت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر رفیع ترین صحابی ہیں بلکہ صحابی ابن صحابی کیونکہ آپ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ نیز آپ کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہا بھی صحابیہ ہیں۔ آپ کو ایامِ فتح مکہ میں خدا کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اور آپ کے نورانی ہاتھ شرفِ باسلام ہونے، ذیہ نصیب آپ کے بہر حال جب آپ کی صحابیت ایک تسلیم شدہ ناقابل تردید حقیقت ہے تو یقیناً چاہیے کہ صحابہ کی شان و فضائل، احترام و محبت کے

بارے میں جو متعدد آیات قرآنیہ اور بہت سی احادیث نبویہ وارد ہیں۔ لاریب ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں داخل ہیں۔

نیز یاد رکھئے اگر کوئی شخص مثلاً سب صحابہ کے ساتھ اپنی نیاز مندی کا اظہار کرے اور آپ سے دشمنی رکھے تو سمجھ لیجئے کہ وہ بھی پورا پورا بد نصیب و گمراہ ہے جیسا کہ ایک نبی کا انکار سب کا انکار اور ایک آیت کا انکار پورے قرآن کا انکار ہے۔ واللہ باللہ۔ لہذا کسی بھی صحابی پر تنقید و تکتہ چینی کرتے ہوئے زبانِ طعن دراز کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ سخت قسم کا جرم ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَلْيَسْكُوا (شفاء شریف: مجمع الزوائد، جلد ۱، ص ۱۹)

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ۔

لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و دیگر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں کسی کو بھی مجالِ ملامت و ذم نہ دینا چاہیے۔

رشتہ داری: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہونے کے علاوہ حضور علیہ السلام کے ایک اور خاص تعلق رکھتے تھے وہ یہ کہ رشتہ کے لحاظ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے برادرِ نسبتی ہیں۔ کیونکہ آپ کی ہمیشہ سیدہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی والدہ تھیں اور ام المومنین (مومنوں کی ماں) کا بھائی ہونے کی نسبت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں جان ہیں۔ کتنے بے ادب اور بد نصیب ہیں جو اس قدرتی اور ایمانی رشتہ کے احترام کی بجائے بے ادبی و قطع رحمی کر کے ذیلِ محرم بننے ہیں۔ (استغفر اللہ)

امارت و خلافت: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مجھے (ابتلا و عمل) امامت

کی اس وقت سے امید تھی جس وقت حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ”اے معاویہ! تمہیں امیر بنایا جائے تو تقویٰ و عدل اختیار کرنا“۔ (مسند احمد)

ایسا ہی ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ملکِ شام میں آپ کا کردار یا پھر حضرت فاروق اعظم نے بھی آپ کو قائم رکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی آپ تمام ملکِ شام پر حاکم رہے۔ ہر سہ خلفاء کے دور میں ان کی مرضی سے آپ کا اتنے بڑے منصب پر قائم رہنا آپ کے ”عدل و انقیاد حسن تدبیر اعلیٰ قابلیت“ ان صفات کی روشن دلیل ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

ایک روایت میں ہے کہ ”اس امت میں جتنی مدت حضرت معاویہ کی حکومت ہوگی اتنی مدت کسی کی حکومت نہ ہوگی۔ چنانچہ خلافت صدیقی سے لے کر سرکارِ امام حسن کا صلح ہونے تک آپ کی حکومت کا زمانہ تیس برس تک جا پہنچتا ہے اور صلح ہونے پر آپ بالاتفاق خلیفہ تسلیم کر لئے گئے تو اس کے بعد آپ وقت انتقال تک تختِ خلافت پر فائز رہے۔ یہ مدت تیس سال ہوتی ہے۔ آپ کے سایہ میں اسلامی حکومت بڑی تیز رفتاری سے اور مضبوط تھی۔ آپ نے اسلامی حکومت کو نہایت شان و شوکت سے بہترین طریقہ پر چلایا۔ کسی دشمن اسلام کو اس حکومت کی طرف میزبانی نہ کی تھی نہ وہ اس کی طرف ہتھیار اٹھاتا۔ بلکہ کئی علاقے فتح ہو کر داخل مملکتِ اسلامیہ ہوئے۔ اندرونی طور پر بھی آپ کی حکومت میں کوئی انتشار نہیں تھا اور کسی امیر یا عامل نے کسی جگہ پر بھی سر نہیں اٹھایا تھا۔ اس کی شان و رعب و دبیدہ کا یہ عالم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی طرف دیکھ کر کہتے تھے کہ ”معاویہ عرب کے کسریٰ ہیں“۔ (رحمۃ اللہ علیہ) (تاریخ الخلفاء)

خور فرمایئے! خدا تعالیٰ کے دین پھیلانے اور ﷺ کے اسلام کی اشاعت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کتنا اہم حصہ ہے اور آپ نے کتنے ”دارالکفر“ کو ”دارالسلام“ بنائے اور کتنے لوگ حضور ﷺ کی برکت سے ایمان سے مشرف ہوئے۔

محبوبیت: سیدہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ اپنے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مبارک اپنی گود میں رکھ کر چوم رہی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح دیکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

”کیا تمہیں معاویہ سے محبت ہے؟“

ام المومنین نے عرض کیا:

”حضور یہ تو میرے بھائی ہیں مجھ ان سے کیسے محبت نہ ہو؟“

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّانِهِ“

یعنی اللہ و رسول کو بھی معاویہ سے محبت ہے۔ (تظہیر البیان ابن حجر کی)

جو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہوں ان کی شانِ بھائی اللہ کسی کے بکواس سے ان کا کیا بگڑ سکتا ہے۔

ع..... پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

عقیدت و محبت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی نبی پاک ﷺ سے بہت ہی محبت تھی مختلف صحابہ کرام سے بھی حضور ﷺ کی احادیث معلوم کرتے رہتے تھے اور حضور ﷺ کے ارشادات و سنن کے مطابق عمل کرتے تھے۔ نیز آپ کے پاس نبی کریم ﷺ کے بہت سے تبرکات (قیس، تہبند، چادر، ناخن مبارک، ہال شریف بھی تھے) حضرت کعب ابن ظہیر صحابی رضی اللہ عنہ کو دربار رسالت سے ایک چادر شریف عنایت ہوئی تھی۔ ان کے وصال کے بعد ان کی اولاد سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی وہ چادر شریف ہمیں ہزار درہم اور بہ روایت چالیس ہزار درہم کے بدلے حاصل کی اور وصیت کی کہ ”مرنے کے بعد مجھے حضور ﷺ کی قیس پہنا کر تہبند اور چادر شریف میں لپیٹ کر حضور

ﷺ کے مونے مبارک اور ناخن شریف میرے منہ آگھوں، منتھوں میں رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔“ (اکمال وغیرہ)

سبحان اللہ! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے پیارے انداز میں کتنے بہترین اعمال کے ساتھ سفر آخرت اختیار فرما رہے ہیں۔ آخرت کی کامیابی اور ان کی مغفرت و عفو میں کیا شک ہو سکتا ہے اور جو شک کرے اس کا ایمان کیسے سلامت رہ سکتا ہے

انسان نبوی، احترام صحابی: حضرت امیر معاویہ کا متفقہ طور پر سب صحابہ کرام سے قرب و جلال و شان جاننے کے بعد اب احترام صحابی اور صحابہ پر نکتہ چینی وان کی تنقیص و تخریب کی ممانعت کے متعلق فرمان نبوی بر زبان مجدد الف ثانی بغور پڑھیں۔ فرمایا ”جس کو میرے اصحاب کو گالی دی، اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔“

نیز فرمایا ”میری امت کے وہ شریر و بدترین لوگ ہیں جو میرے صحابہ کے بارے پیا کی د زبان درازی کرتے ہیں۔“

نیز فرمایا ”إِنَّا كُفُّوا وَمَا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِي“

میرے صحابہ کے اختلافات میں پڑنے سے بچو۔

نیز فرمایا ”میرے اصحاب کے حق میں اللہ سے ڈرو اور ان کو اپنے (طنع و تنقید کے) تیر کا نشانہ نہ بناؤ۔“

نیز فرمایا اِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا

”جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو خاموش ہو جاؤ“ (کسی پر نکتہ چینی نہ کرو)

نیز فرمایا ”أَصْحَابِي كَالنَّجْمِ“

یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں

ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مکتوبات ج ۳ ص ۹۰)

الحمد للہ اخیر کا مختصر اسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مسلک جلالِ شان و مقام صحابہ اور آپ کا اعزاز و کرام واضح ہو گیا ہے اور تفصیل اس موضوع پر علماء کرام کی مستقل تصانیف میں مدلل بیان کی گئی ہے۔ مثلاً تظہیر الجنان واللسان، امام ابن حجر کی متوفی ۸۵۰ھ، تاجیہ، تاجیہ، ذم معاویہ، علامہ محمد عبدالعزیز محشی نیر اس، النار الحامیہ لمن ذم المعاوہ مولانا محمد نبی حلوانی، تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ مولانا محمد حسین حیدر قادری مارہروی، تنویر العیون مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب لاہوری، کتاب ”امیر معاویہ“ مولانا مفتی احمد یار خان سبزواری علیہم الرحمۃ ”فضائل امیر معاویہ“ از مولانا قاضی غلام محمد ہزاروی۔

اکابر علماء امت و بزرگان دین کے ارشادات مبارکہ

نحوث الاعظم: شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت جانشین علی المرتضیٰ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبردار ہو کر امام خلافت امیر معاویہ کو سوچنے کے بعد ثابت و صحیح ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان صحیح ثابت ہو گیا جس میں فرمایا تھا کہ ”میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔“ اس صلح کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت واجب ہو گئی اور اس سال کا نام جماعت، اتفاق کا سال رکھا گیا۔ اس لئے کہ اس سے سب کا اختلاف ختم ہو گیا اور سب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع کر لی اور تیسرا کوئی مدعی خلافت نہ رہا۔“

(غنیۃ الطالبین ص ۲۸۳ ملخصاً)

سبحان اللہ! کس ترتیب و جامعیت اور حفظ مراتب کے ساتھ مسلک اہلسنت کا بیان ہے۔ کتنے ظالم اور بے ادب لوگ ہیں جو اس اسلامی اجتماعیت و اتفاق میں رخنہ اندازی کریں اور اللہ کے صلح کرانے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے اور امام

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہونے اور نحوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ہدایت کرنے کا بھی کوئی لحاظ و پاس نہ کریں۔

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ: امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تابعی؟“ آپ نے جواب دیا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا گرد و غبار حضرت عمر بن عبدالعزیز کی درجے بہتر و افضل ہے۔“ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و زیارت کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتا۔ تو سوچنا چاہیے کہ جس گروہ صحابہ کی ابتداء میں اوروں (عمر بن عبدالعزیز وغیرہ) کی انتہا ہو۔ ان کی انتہا کہاں تک ہوگی؟“

(مکتوبات مجدد الف ثانی ج ۱ ص ۱۳۲، ۱۳۷)

عمر بن عبدالعزیز وغزالی و سیوطی (رحمۃ اللہ علیہم) خود حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں حضرت امیر معاویہ کے میدان جہاد کا غبار اور آل عمر سے بہتر ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے کے متعلق کہا گیا ہے لَئِكَ كَلَبَ مِنَ كَلَابِ الْهَآوِيَةِ کہ ایسا طعن باز دوزخی کتا ہے۔“

(نہیم الریاض علامہ خفاجی ج ۳ ص ۳۳۰)

ایک شخص نے حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے دڑے لگوائے۔ (تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص ۲۶۱)

امام غزالی نے ”احیاء العلوم“ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب نقل کیا ہے کہ آپ نے دیکھا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی رائی ہوئی اور انہیں فیصلہ کیلئے ایک مکان میں پہنچایا گیا۔ جہاں سے تھوڑی دیر بعد حضرت علی یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ”رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔“

حضرت علی یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ”رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔“

○ پھر ان کے بعد حضرت معاویہ باہر نکلے اور انہوں نے کہا ”رب کہہ کی مجھے بخش دیا گیا۔“ (اسالیب بدیع علامہ بیہانی ص ۷۲)

○ مجد الف ثانی رحمہ اللہ: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں معتبر اور ثقہ راویوں کی اسناد سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی کہ ”اے اللہ معاویہ کو کتاب و حدیث سکھا اور عذاب سے بچا۔“

○ دوسری جگہ عافرمائی ”اے اللہ معاویہ کو ہادی و مہدی بنا“ (یعنی خود ہدایت پانے والا دوسروں کو ہدایت کرنے والا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہے۔

○ نیز پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ کو فرمایا
اِذَا مَلَكَتِ النَّاسُ فَادْفِنِي بِهِمْ

یعنی جب تو لوگوں کا حکمران بنے تو ان کے ساتھ زمری کر

○ شاید اس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی امید ہوگئی تھی لیکن ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کی خلافت کے بعد تھا اور حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ اپنے اجتہاد میں خطا پر تھے اور مجتہد اجتہاد میں خطا پر ہوتا بھی درجہ ملتا ہے اور حق پر تو دور درجے بلکہ دس درجے

○ صحبت نبوی کے برابر کوئی چیز نہیں اس لئے معاویہ کی خطا ”صحبت کی برکت سے اویس قرنی اور عمر بن عبد العزیز مروانی کے صواب سے بہتر ہے۔“

(مکتوبات دفتر اول ص ۲۲۹)

بہر حال! ”بہتر طریق یہ ہے کہ صحابہ کے اختلافات میں خاموش رہیں اور جھگڑوں کے ذکر اذکار سے منہ موڑیں۔“ (مکتوبات دفتر اول ص ۲۲۹، ۲۳۱، ۲۳۲)

○ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ”شرح مشکوٰۃ شریف“ میں مذکور وہ بالا حدیث نقل کرتے ہوئے حدیث مبارکہ (اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ فرما) کی بالخصوص توثیق کی کہ ”محقق شانِ امیر معاویہ میں وارد ہے روایت مسند امام احمد میں حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور یہ حدیث متعدد طریقوں سے مروی ہے۔“ (لہذا اس میں شک کی گنجائش نہیں)

(اشعث المصنوع ج ۳ ص ۷۳۵)
○ نیز شیخ محقق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں (سکریٹریوں) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اہتمام و تفصیل سے ذکر کیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کتابت کرتے تھے یا دیگر مکتوبات و احکامات لکھتے تھے

○ بہر حال بڑی امتیازی شان اور بارگاہ رسالت میں مقرب و معتمد ہونے کی دلیل ہے) مزید فرمایا کہ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اتفاق اجتہاد کی بناء پر تھا (کیونکہ حضرت امیر معاویہ مجتہد تھے) اگرچہ اجتہاد میں خطا ہوتی۔“ (ملخصاً مدارج النبوت ج ۲ ص ۵۴۰)

○ حضرت امیر معاویہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد امام و حاکم ہوئے کیونکہ امام حسن نے ان کو امامت سپرد کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

○ اور ہم اہلسنت صحابہ کو بھلائی سے یاد کرتے ہیں اور برائی سے زبان کو روکتے ہیں حدیث میں ہے:

اَكْبَرُ مَوَاصِيحَابِيْ لِاَنَّهُمْ بَخِيَارُكُمْ
”میرے صحابہ کی عزت کرو وہ تم میں سے بہترین ہیں“
(تمحیل الایمان شیخ محقق ص ۹۲)

اعلیٰ حضرت: امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف میں الاحادیث الروایہ لمدح الامیر معاویہ، البشری العاجلہ من تصحیف دہب الہواء الواہیہ فی باب الامیر معاویہ، عرش الاعزاز والا کرامہ ملوک الاسلام، چار کتابیں تصنیف فرمائیں اور ”منیر العین“ (ص ۳۰) پر فرمایا: ”بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی نہیں۔ بیان کی نادانی ہے، علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں۔ عزیز و محترم صحت نہیں۔ (حدیث) پھر حسن کیا کم ہے؟ حسن بھی نہ سبکی یہاں ضعیف بھی محکم (کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی بالاتفاق مقبول ہے)

ان تصریحات کے باوجود جو بدزبانی سے باز نہ آئے وہ اپنا انجام سوئے۔

=====

سیدنا علی المرتضیٰ و سیدنا امیر معاویہ

علی کی شان و فضیلت بھی ہے بلند بڑی معاویہ کا بھی لیکن مقام اپنا ہے جو وہ نبی کا وصی ہے، تو یہ ہے کاتب وحی جیسی تو دونوں کی تعظیم کام اپنا ہے

رکھ معتدل ہمیشہ عقیدے کا زاویہ مگر چاند ہے علی تو ستارہ معاویہ اصحاب و آل کا نہ کیا جس نے احترام ٹھہرے گا وہ ضرور سزاوار ہادیہ (پروفیسر فیض رسول فیضان)



وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ

بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ○

”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ہاں انہیں خبر نہیں“

(پارہ ۲، رکوع ۳، سورہ البقرہ)

أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي

”مجھے جبریل نے خبر دی کہ میرے بعد میرا بیٹا حسین شہید کیا جائے گا“۔ (طبرانی)

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

حدیث قیصر و یزید کے کردار و انجام کا بیان

یہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ: حضور پر نور نبی نجیب دان محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "میری امت کے بہتر (۷۲) فرقے ہوئے اور میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے اور سوائے ان کے سب جہنم میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والا ایک کون فرمایا: مَا آتَاكَ عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

جو میری سنت و میرے صحابہ کی جماعت کا پیروکار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں وَهِيَ الْجَمَاعَةُ اور وہ جماعت (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

اکابر علماء امت و اولیاء ملت علیہم الرحمۃ کی تصریحات کے مطابق حدیث میں جس ناجی و جنتی گروہ کا ذکر ہے وہ اہلسنت و جماعت ہے اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی حقانیت و صداقت کی ایک امتیازی شان اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ اہل کاندھب ہے یہ ادب والوں کا مذہب ہے اور یہی راہ اعتدال و صراط مستقیم ہے۔ اہلسنت و جماعت کے مخالف جتنے فرقے ہیں وہ کسی نہ کسی بد عقیدگی میں مبتلا ہیں اور کسی مقام ادب کے بے ادب اور گستاخ ہیں مگر اہلسنت و جماعت بفضلہ تعالیٰ تمام فرقوں کے مقابلہ میں عمدہ ترین عقائد کے حامل اور ہر مقام ادب کی محبت و احترام سے سرشار ہیں۔ باقی جتنے بھی فرقے ہیں معتوب ہیں حکم سے نبی اکرم کے مغضوب ہیں ادب کی اسے خضر ہم کو دولت ملی مذہب حق اہلسنت کی کیا بات ہے

چنانچہ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ کئی بے نصیب حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم حضرت عثمان غنی و انورین رضی اللہ عنہم کی بارگاہ شریفہ میں جہنم میں ہوں گے اور کئی بے نصیب حضرات اہل بیت و حضرت علی المرتضیٰ

کے بے ادب اور گستاخ ہیں مگر اہلسنت و جماعت دونوں آستانوں کے درجہ اولیٰ و کمال ہیں۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

جناب اہل بیت کے دعویٰ میں انہی کے طریقہ صبر و استقلال اور اسوہ تسلیم و رضا کی ہرگز کوئی و ماتم کوشی میں سرگرداں ہیں اور کئی لوگ محرم الحرام میں شہزادگان اہل بیت کے مقدس و ایصال ثواب کے بھی منکر و مانع ہیں مگر اہلسنت و جماعت نہ مرنے والے ہیں اور نہ ذکر مبارک و ایصال ثواب کے خلاف ہیں۔

غم حسنین میں آنسو بہانا ہے روا لیکن

فصل حق پینا سر کا جہالت اس کو کہتے ہیں

کافر ہے جو منکر ہو حیات شہداء کا

ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

اہل بیت کے رشتہ رسول اللہ ﷺ جن کے بیٹوں کی کاتب وحی و صحابہ مجتہد سیدنا ابوبکر صدیق کی جناب میں اپنی جہالت و حماقت کے باعث بے ادب و زبان درازی اور کئی یزید پلید جیسے فاسق و فاجر و ظالم و بدکار کے بھی مداح و تصدیق و تحوان ہیں اہلسنت و جماعت نہ سیدنا امیر معاویہ جیسے صحابی مجتہد رضی اللہ عنہ کے خلاف لب کشائی کرتے ہیں اور نہ یزید کی عقیدت و حمایت کا دم بھر سکتے ہیں۔ والد بزرگوار کی اہل بیت سے حسن سلوک کی روش اور نصیحت و وصیت کے باوجود اگر یزید جیسا فاسق و فاجر اپنے حلیل القدر باپ کی نافرمانی و خلاف ورزی کرے تو باپ اس کی نفی کا ذمہ دار کیسے ہو سکتا ہے۔

ع..... چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا

(جو بھلا کام کرے تو اس کے اپنے لئے اور برا کرے تو اپنے پرے کو)

موجودہ معرکہ کربلا ایک معرکہ کربلا تو وہ تھا جس میں ایک طرف تو حسین اپنے پیاروں اور جانثاروں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور دوسری یزید پلید و ابن زیاد بنہاد کا لشکر ہزار تھا اور ایک معرکہ کربلا دور حاضر میں کربلا میں ایک طرف امام حسین علیہ السلام کی تنقیص و تغلیط اور یزید کی مدحت و ستائش میں یزیدی خارجی نولہ ہے اور دوسری طرف غلامان صحابہ و اہل بیت اور خدام ہار گار اہلسنت و جماعت سرکار حسین علیہ السلام کی حمایت و مدافعت اور یزید پلید کی مخالفت میں مصروف کار ہیں۔

بارغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اسے دشمنان اہل بیت

مقام عبرت: ہے کہ جو لوگ آج اس صدی میں امام حسین کی تنقیص و تغلیط اور مدح کی حمایت و کالت کر رہے ہیں۔ اگر یہ بذات خود کربلا کے موقع پر موجود ہوتے تو ظالم (بد نصیب عملاً قاتلان حسین علیہ السلام) کی صف میں کھڑے نہ ہوتے؟ بہر حال یہ دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اپنے پیارے حبیب کے پیارے حسین (علیہ السلام) کی غلامی میں زندہ رکھے اور قیامت کے دن نو جوانان جنت کے سردار سیدنا حسین علیہ السلام و امن سیادت میں ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ کیا یزیدی خارجی نولہ بھی بالقابل الہی غلام غلام یزید نام رکھنے اور اس طرح اس کے ساتھ اپنا حشر پر ہونے کی دعا کیے تیار ہے؟ نبوی فرمودہ و خدا کی فیصلہ: حامیان یزید جس قدر چاہیں ایڑی چوٹی کا لہو سر دھڑکی بازی لگا کر دیکھ لیں حسین کی مقبولیت میں فرق آسکتا ہے اور نہ یزید

مردودیت میں کی واقع ہو سکتی ہے۔ یہی فرمودہ نبوی ہے اور یہی خدائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ تحقیق اللہ (پیارے حسین کی طرح) جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو اس کو بلا کر فرماتا ہے۔ تحقیق مجھے فلاں بندہ سے محبت ہے پس تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت فرماتا ہے پس تم بھی ان سے محبت رکھو۔ پس تمام اللہ والے اس محبوب خدا سے محبت رکھتے ہیں۔

لَمْ يَوْضَعْ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ

پھر زمین پر (لوگوں کے دلوں میں) اس محبوب خدا کی مقبولیت پیدا فرمائی ہے اور جب (یزید کی طرح) اللہ کسی بندے کو مغضوب و دشمن قرار دیتا ہے تو اس کو بلا کر فرماتا ہے کہ تحقیق فلاں بندہ میرا مغضوب ہے تو بھی اسے مغضوب رکھ۔ پس جبرئیل بھی اس سے دشمنی رکھتے ہیں پھر آسمان میں منادی فرماتے ہیں کہ تحقیق اللہ فلاں کو مغضوب بنایا ہے پس تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ پس آسمان والے بھی اس کو مغضوب بنادے دشمنی رکھتے ہیں۔

لَمْ يَوْضَعْ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ

پھر زمین پر (لوگوں کے دلوں میں) اس مغضوب خدا کی دشمنی پیدا فرمائی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲۵ بحوالہ مسلم کتاب البر والصلة)

عین و آسمان: میں اسی فرمودہ نبوی کے مطابق جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے تحت میں یزید کی محبوبیت و مقبولیت اور یزید پلید کی مغضوبیت و مردودیت کا دنیا میں ہر جہہ ہو رہا ہے اور یہ حدیث حسینیہ و یزیدیہ کا ایک اہم و واضح معیار ہے اور یہی ایک عمومی ارشاد نہیں بلکہ امام حسن و امام حسین علیہ السلام کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خصوصی و شخصی طور پر احادیث مبارکہ ہیں کہ ”یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی بیٹے ہیں“ اے اللہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور ان سے محبت والوں سے بھی محبت فرما۔“

(ترمذی شریف ابواب المناقب کے باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی والحسین بن علی علیہ السلام) ”یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“

(بخاری شریف ترمذی ابواب المناقب)

”حسن و حسین نو جوانان کے سردار ہیں“ (ترمذی ابواب المناقب)

”حسن و حسین اہل بیت میں مجھے سب سے پیارے ہیں۔“

(ترمذی ابواب المناقب)

”جسے حسن و حسین سے محبت ہے اے مجھ سے محبت ہے اور جسے ان

عداوت ہے اے مجھ سے عداوت ہے۔“ (ابن مساکر)

”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت رکھے اللہ سے محبت فرمائے۔ حسین نو اسوں میں سے“ (عظیم نو اسہ ہے۔“

(مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ ترمذی ابواب المناقب)

مذکورہ بالا احادیث مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ہیں

سبحان اللہ جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنے عمومی و خصوصی ارشادات میں اس طرح

نوازیں ان کی محبوبیت کی دعائیں فرمائیں ان کی محبت کو اپنی محبت قرار دیں اور جہنم

جنت کا سردار فرمائیں جو لوگ اس پیارے حسین (علیہ السلام) کی تحقیر و تنقیص کریں اور

پلید جیسے ننگ اسلام کو آپ پر توہین و فضیلت دیں ان کی بد بختی کا کیا ٹھکانا ہے۔

احادیث مبارکہ کا ثمرہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام ہمیشہ سے صحابہ و اہل بیت آئمہ

مفسرین، محدثین، فقہاء، اولیاء اور سلاطین و عام اہل اسلام میں محبوب و مقبول ہیں

کہ دشمن یزید اپنی نازیبا حرکات اور واقعہ حرہ و کربلا کے بعد ہمیشہ کیلئے مسلمانوں میں سب و مردود و مسترد ہو چکا ہے کسی نے کیا خوب تقابل کیا ہے۔

کس کا ہم لکھیں قصیدہ منقبت کس کی لکھیں

اہل حق کا مستحق داد و تحسین کون ہے؟

کس کو مرشد مانتے ہیں اولیاء و اصفیاء

آستان پہ جس کے جھنکتے ہیں سلاطین کون ہے؟

سلطنت شاہنشہ کو کر دیا کس نے ذلیل

عارف سر خودی خود دار و خود ہیں کون ہیں؟

وہ علی کا لال ہے یا ابن مرجانہ یزید

کون ہے ملت کا قائد قدوہ دیں کون ہے؟

قرآنی و انفرادی شہادت: امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کی عظیم الشان شہادت

یہ خصوصیت ہے کہ بزبان جبریل و رسول کریم علیہا الصلوٰۃ والسلام و التسلیم بچپن ہی

میں آپ کی شہادت کا اظہار و اعلان ہو گیا جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ”ما ثبت

عن النبی“ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ”سر الشہادتین“ میں متعدد روایات نقل فرمائی

ہیں اور مزید برآں آپ کی شہادت کے موقع پر حضور ﷺ کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو

کتاب میں دیدار سے مشرف فرما کر خون سے بھری ہوئی بوتل کے متعلق فرماتا۔

هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَلْقِطُهُ مِنْذُ الْيَوْمِ

”یہ حسن اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج جمع فرماتا رہا ہوں۔“

(مشکوٰۃ ص ۵۷۲، باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ شہادت امام کی عظمت کا کس قدر نمایاں پہلو ہے اور واقعہ کربلا اپنے تمام تعلقات

سمیت اس نرالی و انفرادی شہادت کا بجائے خود گواہ ہے مگر افسوس کہ یزیدی خاندان نے ایسی عظیم منصوص اور مخصوص و مقبول شہادت عظمیٰ کو امام پاک کی تنقیص و تغلیط کے لئے داغدار کر کے درحقیقت اپنی روسپائی کا سامان کر رہا ہے۔

حسن کردار: رسول اللہ ﷺ نے جس حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت کی بشارت دی جس کی پیدائش پر کان میں اذان کہی ہو۔ خود حسین نام رکھا ہو اس کی محبوبیت و دعائیں فرمائی ہوں۔ شہادت کر بلا سیادت جنت کا اعلان فرمایا ہو وقت شہادت کی سرپرستی فرمائی ہو جس نے خاتون جنت کی حیاء و عبادت کا نظارہ کیا ہو اور المرتضیٰ سے علم و شجاعت کا درس لیا ہو سواری میسر ہونے کے باوجود پیدل چل کر حج کئے ہوں جس کی چھین سالہ مبارک زندگی علم و فضل، تقویٰ و طہارت، عبادت ریاضت اور شجاعت و سخاوت کا اعلیٰ نمونہ ہو اور جو شرف صحابیت و شرف اہل نبوت کا جامع ہو یزید پلید کے بالمقابل اس کی تنقیص و تغلیط کرنا کس قدر شقاوت و حماقت ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

مسلمک اہلسنت: حضرت حسین و یزید پلید کے متعلق اعلیٰ حضرت مجدد ملت مسلمک اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے حسب ذیل الفاظ میں مسلمک اہلسنت بیان فرمایا ہے "یزید پلید علیہ مایستحق من العزیز الجید قلعا علیہا باجماع اہلسنت فاسق و فاجر و جری علی الکبائر تھا اس قدر پر آئمہ اہلسنت کا اہلانی اتفاق ہے صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا۔ اسکے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہلسنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بدعت صاف ہے بلکہ انصاف اس (امام پر الزام اور فسق یزید سے انکار) کا قائل ناہی ضرور اور اہلسنت کا عدو و عنود ہے۔ (عرفان شریعت ص ۵۷)

کر دار و انجام: تک اسلام یزید پلید رجب المرجب ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے طریق حکومت اور موجودہ و آئندہ کردار کے باعث اپنے مقام رفیع اجتہاد و تدبیر نور بصیرت و فراست ایمانی کی بنا پر اسے نااہل قرار دے کر اس کی بیعت سے انکار فرمایا۔

ع..... سردار دشت و دوست در دست یزید

بعد ازاں حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ امام عالی مقام کا موقف ہی ارفع و اعلیٰ تھا۔ اسی یزید پلید اس قابل نہیں تھا کہ امام عالی مقام کا مبارک و مقدس ہاتھ یزید کے ہاتھ میں آتا۔ یہی راہ عزیمت تھی اور یہی نواسہ گرامی و فرزند رسول ہاشمی (علیہ السلام) کے اہل ان شان تھے۔ یزید پلید نے حضرت امام کے انکار بیعت کے بعد باوقار طریقہ سے ہاتھ صالحت اختیار کرنے حضرت امام کو اعتماد میں لینے اور اپنی صفائی و معذرت پیش کرنے کی بجائے میدان کر بلا میں جس طرح انکار بیعت کا انتقام لیا۔ جلاد ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور اسے خصوصی اختیارات و ہدایات دے کر حضرت امام و تمام اہل ان اہل بیت سے جو ہر قسم کا ظلم و ستم روا رکھا اس سے کوئی عامی و عالم اور اپنا بیگانہ واقف نہیں۔ یہی طوفان ظلم و ستم یزید پلید اور اس کے ظالم افسران و اہلکاران کیلئے کچھ کم نہیں تھا مگر اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ شہادت امام کے بعد ترک نماز و شراب نوشی و غیرہ فسق و فجور کا مزید سلسلہ جاری کیا جس کے نتیجہ میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے اہل کان حضرات صحابہ و تابعین اور عام اہل اسلام میں اس کے خلاف نفرت و بیزاری کی لہر دوڑ گئی مگر اس موقع پر بھی یزید نے اپنی اصلاح کی بجائے الناس مسلم بن عقبہ کی زیر اہانت لشکر جہاز بھیج کر مدینہ و مکہ پر چڑھائی کر دی اور ظلم و ستم کا وہ مظاہرہ کیا جو واقعہ حرہ نام سے حدیث و تاریخ میں محفوظ ہے۔

قدرت کی فوری گرفت: مدینہ منورہ و مسجد نبوی اور معزز خواتین کی بہتر خدمت
حضرات صحابہ و تابعین و اہل اسلام کے قتل عام کے بعد یزیدی لشکر مزید ظلم و ستم
مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ دوران سفر اصرار تو یزیدی لشکر کا امیر ابن عقبہ مر گیا۔
جب اس لشکر نے جا کر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا تو یزید پلید کے مرنے کی بھی خبر آ گئی
بد بخت تین برس سات ماہ کی منحوس ترین حکومت کے بعد صرف ۳۹ سال کی نام
زندگی کے بعد نامرادی کی موت مر گیا۔ یزید کی ہلاکت کی خبر سن کر یزیدی لشکر
ٹوٹ گیا اور وہ ذلیل و خوار ہو کر پسپا ہو گیا۔ یہ ہیں وہ حقائق جو حدیث و تاریخ
بھی طالب علم پر مخفی نہیں ہیں اور انہی وجوہ سے یزید پلید باجماع اہلسنت مردود
ہو چکا ہے اور اہلسنت میں کوئی ایسی مسئلہ شخصیت نہیں جس نے یزید کی مدح
امام عالی مقام کی تنقیص و تہلیل کی ہو۔ یزید نے امت کی برگزیدہ شخصیتوں اور
کی حرمتوں کا خون بہا کر عیش و عشرت کی جن تماؤں اور استیقام حکومت کا
دیکھا۔ قدرت نے اسے شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیا اور حرمین طہین کی بے رحمی
دوران جب اس کی سرکشی انتہا کو پہنچی تو قدرت نے فوری طور پر اس کا خاتمہ کر دیا
اسے مزید مہلت نہیں دی مگر حامیان یزید اس سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے
اس ظالم کی حمایت میں رطب السمان ہیں۔

حدیث قیصر: مذکورہ تمام حقائق سے قطع نظر آج کل یزیدی خارجی ٹولہ جس کی
دیوبندی و ہابی کتب فکر کر رہا ہے۔ اپنی تقاریر و کتب و رسائل میں بخاری شریف کی
روایت کی آڑ میں یزید کو قطعی جنتی ثابت کرنے کیلئے بہت باتھ پاؤں مار رہا ہے۔
بیان کی غلط فہمی و مغالطہ ہے۔ زیر بحث حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ”میری امت کا
لشکر دریا میں جہاد کرے گا (اوجہوا) اس نے اپنے لئے جنت واجب کر لی پھر فرمایا

امت کا جو پہلا لشکر مدینہ قیصر (مکینہ) پر جہاد کرے گا وہ مَغْفُورٌ لَّہُمْ ہوگا
(اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے) (بخاری شریف ص ۴۱۰)

اس حدیث کے دو حصے ہیں اور یزیدی ٹولہ دوسرے حصہ سے یزید کو قطعی جنتی
ثابت کرنا چاہتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ نہ اس میں یزید کا نام ہے نہ لفظ جنت مذکور ہے
مقام تعجب ہے کہ یزید پلید نے فضائل اہل بیت فضائل صحابہ فضائل مدینہ
فضائل مکہ و احکام شریعہ پر مشتمل جن بے شمار احادیث کی صریح مخالفت و سنت کی خلاف
ورزی کی ہے۔ حامیان یزید کو ان احادیث کا تو کوئی احترام و پاس نہیں اور دفاتر
احادیث میں ان کی نظر اگر پڑتی ہے تو صرف اس ایک حدیث پر جس میں ان کے بقول
ان کے مدوح کا قطعی جنتی ہونا مذکور ہے۔ وائے نا انصافی و بددیانتی بہر حال اب حدیث
زیر بحث کے متعلق جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جوابات: اول پیش نظر حدیث اہلسنت و جماعت کے مسلک کے مطابق نبی غیب دان
کے علم غیب شریف کی ایک واضح دلیل ہے کہ آپ نے بعد میں ہونے والے واقعات کا
مذکور پہلے بیان فرما دیا کیا مداحان یزید و منکرین علم غیب اس حدیث کی بناء پر علم غیب پر
بھی ایمان لائیں گے؟

دوم: اگر مَغْفُورٌ لَّہُمْ کے تمام شرکاء بھی پہلے لشکر کی طرح جنتی ہیں تو بھی ان کے متعلق
اَوْجِبُوا کیوں نہیں فرمایا۔ جب حضور نے پہلے لشکر کے متعلق اوجہوا اور دوسرے کے
متعلق مَغْفُورٌ لَّہُمْ فرما کر فرق فرما دیا تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ دوسرے لشکر کو قطعی
جنتی قرار دے کہ مَغْفُورٌ لَّہُمْ کا مفہوم بھی اوجہوا کی طرح بیان کرے۔ یہ بھی آپ کے
علم غیب کا مظاہرہ ہے کہ بعض اقوال کی بناء پر جس دوسرے لشکر میں یزید تھا اس کے متعلق
صرف مَغْفُورٌ لَّہُمْ فرمایا ہے۔ پہلے لشکر کی طرح اوجہوا نہیں فرمایا (کہ انہوں نے

اپنے لئے جنت واجب کر لی ہے) تاکہ کوئی یزید کے جنتی ہونے کی دلیل نہ پکڑ سکے۔
سوم: امام ابن حجر عسقلانی، امام بدر الدین عینی اور امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم
اکابر محدثین و شارحان بخاری میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے یزید کا قطعی جنتی
مراوی نہیں لیا بلکہ ابن مہلب کے اس قول کا تعقب و رد فرمایا ہے کہ اس حدیث میں یزید کا
منقبت ہے اور یہ تصریح فرمائی ہے کہ مَغْفُورٌ لَّہُمْ کا مصداق وہی ہوگا جس میں
مغفرت موجود ہوگی اور (یزید کی طرح) عموم حدیث میں کسی کا دخول اس کو لازم نہیں
وہ دلیل خاص سے خارج نہ ہو۔ کیا چودھویں صدی کے حامیان یزید ملاں مذکورہ صحیح
و شارحان بخاری کی بہ نسبت حدیث بخاری کو زیادہ سمجھتے ہیں؟

چہارم: شارحین بخاری کے رد و تعقب کے علاوہ ابن مہلب کا قول خود نامکمل و تشویش
جب تک امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت و واقعہ حرہ و کربلا کے بعد یزید کے متعلق ان کا
موقف سامنے نہ لایا جائے اس وقت تک ان کا نامکمل قول بذات خود کوئی حجت نہیں۔
پنجم: علامہ صفی شارج بخاری نے لشکر ثانی کے متعلق ایک قول یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ
حضرت معاویہ نے قسطنطینہ کی طرف حضرت ابوسفیان بن عوف کے ساتھ ایک لشکر روانہ
فرمایا تھا جس میں ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور ابویوب انصاری جی رضی اللہ عنہم جیسے جلیل اللہ
حضرات شامل تھے۔ یزید شامل نہیں تھا اور پھر اس قول کو ترجیح دی ہے۔

ششم: امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بعض حضرات کا ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے
کہ ”مدینہ قیصر سے مراد ”حمص“ ہے جس میں فرمان رسالت کے وقت قیصر تھا۔ الخ
اس قول کی بناء پر بھی یزید مَغْفُورٌ لَّہُمْ سے خارج ہے کہ وہ غزوہ حمص میں
شامل نہیں تھا۔

م حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”رسالہ شرح تراجم ابواب صحیح
بخاری“ میں فرمایا کہ ”بعض لوگوں نے حدیث مَغْفُورٌ لَّہُمْ سے نجات یزید کا قول لیا
اور گنج یہ ہے کہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے اس غزوہ سے پہلے کے
کلمے اس لئے کہ جہاد کفارات سے ہے اور کفارات سے پہلے گناہوں کا ازالہ
کرنا بعد کا۔ ہاں اگر یوں ہوتا کہ مَغْفُورٌ لَّہُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ

تو پھر نجات یزید کا استدلال ہو سکتا تھا مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کا معاملہ پرورد خدا
نے قتل حسین رضی اللہ عنہ تخریب مدینہ شراب نوشی پر اصرار جیسے جو جرائم کئے ہیں
ہو چاہے تو معاف کرے اور چاہے تو عذاب فرمائے جیسا کہ سب گنہگاروں کا حال
ہے۔ اگر مَغْفُورٌ لَّہُمْ کے عموم میں اگلے پچھلے تمام گناہوں سمیت یزید کی شمولیت فرض
کی جائے تو بھی یزید ان احادیث کی تخصیص سے خارج ہوگا جن میں اہل بیت کی بے
نی کرنے، حرم پاک میں الحاد و فساد پھیلانے اور سنت کو تبدیل کرنے والے کی مذمت
میں بیان فرمائی گئی ہے۔ (جیسا کہ جواب نمبر ۳ میں بیان ہوا)

(ملخصاً۔ بخاری شریف ص ۳۲)
ہم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اہل مدینہ کو ظلم سے خوف میں مبتلا
کیا اللہ اسے خوف میں مبتلا کرے گا۔ اس پر اللہ ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ
اور قیامت نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ نفل“۔ (امام احمد و نسائی وغیرہما)
جب ایسے ظالم کا فرض و نفل قبول ہی نہیں تو یزید مَغْفُورٌ لَّہُمْ میں داخل بھی ہو
سکتا تھا؟

ہم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو قوم صرف رضائے الہی کیلئے مجلس ذکر میں جمع ہوتی
ہے اسے آسمان کی طرف سے ندا ہوتی ہے۔ اَنْ قَوْمًا مَغْفُورٌ لَّکُمْ
(مجموعہ اربعین بہانی ص ۳۹)

☆ حلقہ کو کر میں بیٹھنے والے فرشتے اہل مجلس کی دعا پڑھتے ہیں پھر درود پڑھتے وقت درود پڑھتے ہیں اور فراغت پر کہتے ہیں۔

طُوبَى لِهَؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ مَغْفُورٌ لَهُمْ۔ (نیم اریاض جلد ۳، ص ۵۰۰)

☆ ”جو شخص جمعہ کی رات کو سورہ یسین وحم وخان پڑھے“ اصبح مغفور لہ۔ (غنیۃ الطالبین جلد ۲، ص ۷۱۳)

ان احادیث نبویہ میں مختلف اعمال پیرونی لفظ مغفور ہے جو حدیث قیصر ہے۔ لہذا حامیان یزید یا تو یہاں بھی ان مغفورین کو قطعی جنتی قرار دیں۔ (ولا قالہ) اور یا حدیث قیصر کو بھی ان احادیث سے مطابق کر کے وہاں بھی پہلے گئی کی بخشش تسلیم کریں جیسا کہ جواب نمبر ۷ میں گزرا۔

وہم: اگر یزید قطعی جنتی ہے تو شروع سے یزید کی مخالفت و مذمت اور تردید و تفسیر سلسلہ کیوں جاری ہے۔ تعجب ہے کہ نہ اہل کربلا اہل مدینہ اہل مکہ میں سے جلیل الصحابہ و اہل بیت و تابعین اور اکابر علماء امت و اولیاء ملت کو اس حدیث کی کج فہم اور نہ ہی کسی نے اس حدیث کے حوالہ سے انہیں یزید کے جنتی ماننے اور مخالفت سے رہنے کیلئے اتمام حجت کیا۔ الغرض حدیث زیر بحث سے یزید کا قطعی جنتی ہونا قطعاً نہیں۔ یہ محض حامیان یزید کی غلط فہمی و غلط بیانی ہے۔ قطعی جنتی حسین ہے جو جہنم جنت کا بھی سردار ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

=====



غوث اعظم درمیان اولیاء..... چوں محمد درمیان انبیاء
(علیہم السلام ورضی اللہ عنہم)

۔ جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اُسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم
تیرے جد کی ہارھویں غوث اعظم
ملی تجھ ہے گیارھویں غوث اعظم

غوث الاعظم کی شان

اور

گیارھویں شریف کامیان

۔ واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عبدالقادر:

میرا مشہور نام ہے اور میرے نانا جان (علیہ السلام) صاحب چشمہ کمال میں حشی سید ہوں اور مخدع (دیوان خاص) میرا مقام ہے اور میرے قدم مردان اولیاء کی گردنوں پر ہیں۔ میں عی الدین (دین کو زندہ فرمانے والا) جیلانی ہوں اور میرے (فیضان و بزرگی کے) جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔ بارگاہ قرب الہی میں یکتا ہوں۔ رب ذوالجلال میری تعریف و ترقی فرماتا ہے اور میرے لئے کافی ہے۔ اللہ نے مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا ہے اور میرا حکم ہر حال نافذ و جاری ہے۔ اللہ کے شہر میرا ملک اور میرے حکم کے تحت ہیں۔ اللہ کے تمام میری نظر میں رانی کے دانہ کی طرح ہیں۔

سر قدیم و تصرف عظیم:

”مجھے میرے رب نے ایسے سر قدیم و راز پر مطلع کیا ہے کہ اگر میں اپنا راز اور دریاؤں پر ڈالوں تو وہ سب جذب و خشک ہو جائیں اور اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں اور اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ بجھ کر خنک ہو جائے اور اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو وہ اللہ کی قدرت سے اٹھ کر کھڑے ہو۔“

مذکورہ ارشادات و تعارف سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کے شہرہ آفاق ”قصیدہ غوثیہ شریف“ کے چند اقتباسات ہیں جن میں سے ہر ایک ارشاد کی تفصیل و جزئیات سینکڑوں کتابوں میں منقول و مذکور ہے اور سب عطاء الہی پھر عطاء مصطفائی اور پھر عطاء حیدری ہیں جس کی بھلک غوث الاعظم کی اپنی زبانی ملاحظہ ہو۔

علماء الہی:

ایک دن مدرسہ غوث الاعظم میں تیرہ جلیل القدر مشائخ حاضر تھے جن سے غوث الاعظم علیہ السلام نے فرمایا ”تم میں سے ہر ایک اپنی حاجت طلب کرے اور میں اسے عطا کروں۔“ چنانچہ جب ان بڑے بڑے مشائخ نے اپنی بڑی بڑی حاجت عرض کی تو آپ نے یہ آیت پڑھی:

كُلًّا نُّبَدِّلُ هَولَاءِ وَ هَولَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ

”ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو کبھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا بند نہیں۔“

(پارہ ۱۵، رکوع ۲ سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۰)

حضرت ابوالخیر علیہ السلام نے فرمایا ”اللہ کی قسم سب نے جو مانگا سو پایا۔“

(بیہ الاسرار ص ۳۰، زبدۃ الآثار ص ۸۲)

آیت مبارکہ: پڑھ کر اور سب کی حاجت روائی فرما کر آپ نے اس آیت کی روشنی میں واضح فرمادیا کہ سب کچھ عطاء الہی سے ہے اور اسی عطاء الہی نے آپ کو دستگیری و دگاری اور غوث الاعظم کے منصب پر فائز فرمادیا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وطاع مصطفوی:

فرمایا ”۱۶ شوال المعزم ۵۲۱ھ بروز منگل ظہر سے قبل مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یارت ہوئی اور آپ نے فرمایا ”اے میرے پیارے بیٹے او عطا و کلام کیوں نہیں کرتے۔“ میں نے عرض کی:

”نانا جان میں غمی ہوں ان فصحاء عرب کے سامنے کیسے بیان کروں؟“

فرمایا ”اپنا منہ کھول“ میں نے منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات مرتبہ

لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا "لوگوں میں بیان کرو اور انہیں حکمت و موعظہ حق کے ساتھ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلاؤ۔"

عطاء حیدری:

پس میں نے نماز ظہر پڑھی اور وعظ کیلئے بیٹھ گیا۔ خلق کثیر جمع ہو گئی اور مجھے کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ پس اسی وقت میں نے مجلس میں حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) اپنے سامنے دیکھا جو فرما رہے تھے "اے میرے پیارے بیٹے! بیان کیوں نہیں کرتے؟" میں نے عرض کی "دادا جان! میں گھبرا گیا ہوں۔" فرمایا "اپنا منہ کھول" میں نے منہ کھولا تو آپ نے اس میں چھ مرتبہ لعاب ڈالا۔ میں نے عرض کی "سات مرتبہ کیوں نہیں ڈالا؟" فرمایا "رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے تاکہ سات بار لعاب ڈالنے سے آپ کے ساتھ برابری نہ ہو جائے۔"

(بجۃ الاسرار ص ۲۵ علامہ نور الدین علی بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ)

حل مشکلات:

سبحان اللہ! غوث الاعظم ﷺ کی زبان و بیان اور اس عطاء مصطفویٰ عطاء حیدری سے ایسے کتنے مسائل حل ہو گئے جن میں لوگ مشکل محسوس کرتے اور غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

مذکورہ واقعہ عظیمہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو صدیوں بعد واقعات اعظم ہے۔ آپ حیات حقیقی زندہ اور مختار و متصرف ہیں بفضلہ تعالیٰ۔ جب چاہیں جہاں چاہیں ظہور فرماتے و دیدار کراتے اور جسے چاہیں فیض و مدد سے نوازتے ہیں۔

آپ کی نیابت و وراثت میں دیگر محبوبان خدا صاحب حضوری حضرات کے بعد از وصال زندہ و فیض رساں ہیں جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام مشکل کشا نے بیان کیا۔

کہ اہل و مشکل کے وقت غوث الاعظم کی مشکل کشائی فرمائی۔ (جلد ۱۱) رسول اللہ ﷺ کی عظمت و ادب کا لحاظ بہت ضروری ہے آپ کو اپنے جیسا بشر نہ کہ انسانی بن کر برابر کھڑا ہونا بے ادبی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے باوجود اتنے عزیز و محبوب ہونے کے سات بار لعاب ڈالنے میں بھی احتیاط کی تاکہ بے ادبی و برابری نہ ہو۔ غوث الاعظم ﷺ جیسی دنیائے اسلام کی مسلمہ و متفقہ شخصیت رسول اللہ ﷺ کے برابر اور غیب دان و حاضر و ناظر ہونے کی مجسم دلیل ہے۔

چنانچہ ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا کہ (صرف واقعہ لعاب ہی نہیں) بلکہ حقیقت میری پوری تربیت ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔

اَنَا مَا زِلْتُ اَبْنِي اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(شرح فتوح الغیب ص ۸۶)

نیز الشیخ خلیفہ نے (جو رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے بکثرت مشرف ہوتے

تھے) ایک مرتبہ حضور سے عرض کیا کہ

"شیخ عبدالقادر نے کہا ہے کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے؟"

حضور نے فرمایا:

"شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ قطب ہیں اور میں

ان کی نگرانی فرماتا ہوں۔" (بجۃ الاسرار ص ۱۰)

شیخ قطب اور غوث:

حضرت غوث الاعظم ﷺ نے شیخ و قطب کی تعریف میں فرمایا:

اَلشَّيْخُ مَنْ يُسْعِدُ الشَّقِيَّ فِي حَقِيْقَتِهِ وَهُوَ يَشْتَقِي كَوَسْعِدٍ لِّعَنِيْ بِدَحْنَتِ كَو

بخت بنادیتا ہے۔ (شرح فتوح الغیب ص ۲۰)

”اور قطب وہ ہے جس نے ہر بزرگی کو طے کیا ہو ہر مرتبہ اس کے درجہ کی کائنات و ملک و ملکوت کے ہر امر پر نظر کشف ہو۔ عالم غیب و شہادت کے ہر امر کی نگاہ ہو کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو جس کا ہم بد بخت نہیں اس کا دوست اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں جہاں تمام انسانوں کی حدود و اسی اس کی وہاں نگاہ ہوتی ہے۔“

(مختصر از زمزمہ الخاطر الفاتر ص ۹۶، از ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الہاری)

غوث کا معنی ہے فریاد رس (جو فریاد کو پہنچے فریاد پوری کرے)

(غیاث اللغات ص ۳۹۲)

☆ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ”غوثیت علم و خلق خدا میں حاکم و متصرف ہونا ہے۔“ (شرح فتوح الغیب ص ۱۷۱)

اللہ اکبر:

جب شیخ قطب غوث کے اپنی اپنی جگہ یہ اوصاف و کمالات و تصرفات و مشاہدات ہیں تو جو سرکار غوثیت مآب خود شیخ المشائخ و پیران پیر ہوں قطب الاقطاب اور غوث الثقلین و غوث الاعظم ہوں (یعنی جنوں انسانوں کے فریاد رس اور سب سے بڑے غوث و فریاد رس) ان کے اوصاف و کمالات و تصرفات و مشاہدات کا کیا بیان ہو اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

وہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اوپنے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

فرمایا:

کوئی کیا جانے تیرے سر کا رتبہ
کہ تلو تاج اہل دل ہے یا غوث (علیہ السلام)

الانتفاع:

شیخ و قطب و غوث کا مطلب و مفہوم جاننے کے بعد معلوم ہوتا چاہیے کہ آپ کا غوث الاعظم و غوث الثقلین ہونا بزرگان دین سے بالا جماع ثابت ہے۔ بالا اختصار چند ملاحظہ ہوں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے ”قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ شیوخ العالم غوث الثقلین“ (اخبار الاخیار ص ۹)

امام ربانی سیدنا محمد دالہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”تمام اقطاب و نجباء کو اس و برکات کا پہنچنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے لہذا یہ مرکز شیخ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں..... مجدد الف ثانی بھی آپ کا نائب اور قائم مقام ہے..... جیسے کہتے ہیں

نُورُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُورِ الشَّمْسِ (مکتوب ۱۲۳، جلد سوم، ص ۳۳۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ السلام نے فرمایا ”حضرت غوث الاعظم نے (مثل قصیدہ غوثیہ) تفاخر و کمالات کبریائی کے ساتھ کلام فرمایا ہے اور تنخیر جہاں آپ سے ظاہر ہوئی ہے آپ اپنی قبر میں بھی لوگوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔“ (ہمعات ص ۶۱، ۸۳)

”جمہرات کو غوث الثقلین کی فاتحہ دے۔“ (انتہاء فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۲۵)

حضرت ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ نے فرمایا ”آپ قطب الاقطاب اور غوث الاعظم ہیں۔“ (ص ۲۶)

مکرمین شان ولایت و خالقین گیارہویں علماء دیوبند کے پیشوا حاجی احمد
اللہ صاحب مہاجر کی نے فرمایا "ایک جہاز غرق ہونے کے قریب تھا کہ غوث الاعظم
نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا۔"

(شائم ادا دیہ ص ۸۰، مصدقہ مولوی اشرف علی تھانوی)

☆ غیر مقلدین و علماء دیوبند کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ
"حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی روح مقدس ان کے
سید احمد بریلوی کے متوجہ حال ہوئیں۔" (صراط مستقیم ص ۳۷۲)

☆ مولوی فیل احمد اٹھنوی نے "براہین قاطعہ" (مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی)
میں ص ۹۱ پر "صراط مستقیم" کے واقعہ پر لکھا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم اور خواجہ بہاؤ
الدین کو چونکہ معلوم ہوا تھا کہ سید احمد صاحب کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے ان کی
مرید و اتباع ہو دیں گے اس واسطے ان کی اپنے خاندان میں ہونے کی رغبت تھی۔"

☆ مولوی غلام خاں پنڈوی کے استاد مولوی حسین علی واں پھرووی کی کتاب
"بلغۃ النحیر ان" ص ۴۴ میں بھی آپ کو غوث الاعظم لکھا ہے۔

☆ دیوبندی شیخ الشیر مولوی احمد علی لاہوری کا بیان ہے کہ "ہم میں سے ہر شخص
جرات کو ذکر جہر سے پہلے گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظم کی روح کو
اس کا ثواب پہنچاتا ہے یہ ہماری گیارہویں ہے۔"

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے افروزی ۹ جون ۱۹۶۱ء)

ملاحظہ فرمائیے:

مذکورہ حوالہ جات میں آپ کو کس طرح متفقہ طور پر غوث الثقلین و غوث
الاعظم تسلیم کیا گیا ہے بلکہ دیوبندی وہابی کتب فکر کے اکابرین کی تصریح کے مطابق

غوث الاعظم علیہ السلام نے جہاز غرق ہونے سے بچالیا۔ آپ کو صدیوں بعد سید احمد بریلوی
اس کے مریدین کے احوال بھی معلوم ہو گئے اور روحانی توجہ بھی فرمائی۔ مولوی احمد
الہ کے بقول ذکر جہر و ماہانہ گیارہویں کی بجائے سفت روزہ گیارہویں کا جواز و ثبوت بھی
"گیا۔ (وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ)

بہر حال چونکہ آپ غوث الاعظم و غوث الثقلین ہیں اسی لئے آپ کو پیر
انجیر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جنوں انسانوں میں سے جو فریاد کرتا اور آپ کی پناہ چاہتا
ہے بفضلہ تعالیٰ آپ اس کی فریاد رسی و انگیری فرماتے ہیں۔ لہذا سلطان العارفین
سلطان باہو علیہ السلام نے بھی عرض کیا ہے کہ:

سُن فریاد پیراں دیا پیراں میری عرض سنیں کن دھر کے ہو
سُن فریاد پیراں دیا پیراں میں آکھ سناواں کیوں ہو

کن فیکون:

اللہ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا "میں اللہ ہوں" میرے سوا کوئی معبود نہیں
میں جس چیز کو کن کہتا ہوں فیکون وہ ہو جاتی ہے۔ اے اہل آدم تو میری عبادت کرتا کہ
میں تجھے بھی ایسا بنا دوں کہ تو جس چیز کو کن کہے فیکون پس ہو جائے۔"

☆ تحقیق اللہ نے یہ مرتبہ (کن فیکون) اپنے بہت سے نبیوں اور اولیاء و خواص
کی آدم کو عطا فرمایا ہے۔ نیز اللہ نے فرمایا ہے "اے دنیا جو میرا فرمانبردار ہو تو اس کی
(مانبردار ہو جا)۔" (کتاب فتوح الغیب ص ۷۳-۸۳)

غوث الاعظم علیہ السلام کی نقل فرمودہ روایت و بیان پر

شیخ محقق:

علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ السلام نے ان ارشادات کی شرح میں فرمایا کہ "جن

خواص و اولیاء کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہے ان میں سے ایک فرد کامل خود غوث الاعظم کی شان شریف ہے جو اللہ کی عطا سے کائنات میں متصرف ہوئے اور قطبیت عظمیٰ کے باعث آپ کے احکام و اوامر ظاہر و باطن جن و انس اور خلفاء و حکام پر بھی نافذ و جاری ہوئے۔
احیاء موتی:

چونکہ بفضلہ تعالیٰ و وسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والہماء آپ کو شان کن فیکون ہوئی۔ اس لئے آپ نے اس شان و وصف کے ساتھ متعدد مرتبہ مردے زندہ فرمائے جن میں آپ کی دعاء مستجاب سے بارہ برس بعد بڑھیا کے بیٹے کی عرق شدہ بارات کا دوبارہ زندہ و ظاہر ہونا بہت مشہور و معروف ہے جس کے سبب کئی کافرو بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ اس کرامت کی شہرت عظیم کے علاوہ بکثرت جلیل القدر علماء نے اپنی تصانیف میں اس کا اہتمام کے ساتھ ذکر فرمایا۔ مثلاً خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردی سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابراہیم گلدستہ کرامت مطلق غلام محمد قریشی مناقب غوثیہ علامہ محمد صادق سعدی قادری درۃ الدرائی مولانا عبید اللہ صاحب شریف التواریخ مولانا سید محمد شریف شرافت عکلمہ روض الریاحین تاریخ شہان اسلام تفسیر نسیمی تفسیر نبوی تذکرہ علائے الملک لاہور توضیح البیان در العجائب کتاب غوث اعظم علامہ محمد برخوردار محشی نیراس حضرت محی الدین قصوری دائم الخضوری (جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے آخری خلیفہ تھے) نے بھی اس واقعہ کو نہایت شیریں فارسی نظم میں ادا کیا ہے۔ تفصیل کیلئے کتاب ”بڑھیا کا بیڑا“ مصنفہ علامہ فیض احمد اویسی از مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔
گیارہویں شریف:

غوث الاعظم علیہ السلام کی شخصیت کو جس طرح دنیا نے اسلام و اولیاء کرام میں

حیثیت و محبوبیت حاصل ہے اسی طرح آپ کا مابانہ عرس گیارہویں شریف بھی بفضلہ تعالیٰ اسی محبوبیت کا ایک مظاہرہ و ثمرہ ہے مگر پیر و ان نجد و دیوبند جس طرح مقام ولایت و شان غوثیت کے مخالف ہیں اسی طرح آپ کی گیارہویں شریف و ایصال ثواب کو کئے کیلئے بھی نہایت ڈھٹائی سے حکم قرآنی

وَمَا أَهْلٌ بِهِ يَغْيِرُ اللَّهُ فِي تَحْرِيفِ كَرَكِ اسے گیارہویں پر چسپاں کر کے کرام منہر اتے اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ گیارہویں پر چونکہ غیر اللہ کا نام آگیا ہے اس لئے یہ نام ہے۔ (ولا حول ولا قوة الا باللہ)

اہل ایمان و ارباب علم و انصاف اس سلسلہ میں جملہ تفاسیر و مباحث کا خلاصہ و قول فیصل ملاحظہ فرمائیں۔

قول فیصل:

سلطان اور نگ زیب عالمگیر کے استاذ محترم حضرت ملا جیون صاحب ”نور الانوار و تفسیر احمدی“ (رحمۃ اللہ علیہما) کا قول وَمَا أَهْلٌ بِهِ يَغْيِرُ اللَّهُ کے تحت اختصار کے باوجود بہت جامع قول فیصل ہے۔ فرمایا ”اس کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات و عزری وغیرہ (جیسا کہ مشرکین کا مشرکانہ طریق تھا) لیکن اگر بسم اللہ اکبر کہنے اور جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر اللہ کا نام لے لے کوئی حرج نہیں جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے ایصال ثواب کیلئے جو گائے کی نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اہل اسلام کا دستور ہے تو یہ حلال و طیب ہے اس لئے کہ بوقت ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ پہلے اس نام کی نذر مانی گئی ہے۔ (تفسیرات احمدیہ پارہ ۲ ص ۲۹)

هَكَذَا يَنْبَغِي التَّحْقِيقُ وَاللَّهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ

حضرت ملا جیون ہی کے صاحبزادے ملا محمد (رحمۃ اللہ علیہما) نے عرس گیارہویں کا نام لے کر تصریح فرمائی کہ ”دیگر مشائخ کا عرس شریف تو سال کے بعد ہوتا ہے لیکن حضرت غوث الثقلین علیہ السلام کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگان دین نے آپ کا عرس مبارک (گیارہویں شریف) ہر مہینہ میں مقرر فرما دیا ہے۔“

(وجہ الصراط ص ۸۳)

شاہ ولی اللہ: محدث دہلوی نے بھی حضرت ملا جیون کی طرح فارسی میں آئیہ مذکورہ کا یہی ترجمہ فرمایا ہے ”آنچنانم غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شد“۔ (پارہ ۶، ص ۲۰۶)

نیز آپ نے نقل کیا ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”میں نے خواب میں ایک وسیع چہترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دوزانو اور حضرت جنید تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں۔ پھر یہ سب حضرات چل دیئے اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ معاملہ کیا ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے استقبال کیلئے جارہے ہیں۔“

پس دیکھا کہ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سراور پاؤں سے برہنہ زولیدہ ہال ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جواب ملا کہ خیراتا بعین اویس قرنی علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی۔

یہ تمام بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ ”امروز عرس حضرت غوث الثقلین است بتقریب عرس تشریف بردند۔“ آج حضرت غوث الثقلین علیہ السلام کا عرس (گیارہویں شریف) ہے۔ عرس پاک کی تقریب میں تشریف لے گئے ہیں۔ (کلمات طیبات فارسی ص ۸۷ مطبوعہ دہلی)

شیخ عبدالحق:

محدث دہلوی علیہ السلام نے فرمایا کہ ”امام عارف شیخ کامل عبدالوہاب عرس غوثیہ کی پابندی فرماتے تھے۔ تحقیق گیارہویں شریف ہمارے شہروں میں مشہور اور ہمارے مشائخ میں معروف ہے۔ بعض متاخرین نے فرمایا کہ اولیاء کے وصال کے دن خیر و کرامت اور نورانیت و برکت کی اُمید باقی دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے۔“ (اس لئے یوم وصال میں ختم شریف و عرس و گیارہویں اور ایصالِ ثواب کا بالعموم اہتمام کیا جاتا ہے) (ماثبت من السنۃ ص ۱۲۳)

شیخ محقق نے صاحب مرتبہ بلند پایہ ارجمند حضرت شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی لکھا ہے کہ آپ گیارہویں رجب الآخر کو عرس غوث الثقلین کرتے تھے۔“

(اخبار الاخیار ص ۲۴۲)

☆ شہزادہ داراشکوہ نے ”سفینۃ الاولیاء“ اور حضرت شاہ ابوالمعالی نے ”تحفۃ قادریہ“ اور مفتی غلام سرور لاہوری نے ”خزینۃ الاصفیاء“ میں اس عرس اور گیارہویں کا معمول و معروف ہونا نقل کیا ہے۔

☆ مولوی اسماعیل دہلوی پیشوائے ”الہندیت و دیوبند“ نے لکھا ہے کہ ”طریقہ چشتیہ کے بزرگوں کے نام کا فاتحہ پڑھ کر..... دعا کرے۔“ (صراط مستقیم ص ۲۵)

☆ بزرگانِ چشت کے نام کے فاتحہ کی طرح غوث الاعظم کے نام کی فاتحہ (گیارہویں) میں کیا حرج اور دونوں میں کیا فرق ہے؟

حاجی امداد اللہ پیشوائے علماء دیوبند نے فرمایا ”گیارہویں حضرت غوث پاک کی ایصالِ ثواب کے قاعدہ پر مبنی ہے۔“ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۲)

مولوی حسین احمد "مدنی" کا قول ہے کہ گیارہویں شریف کے کھانے (پکانے) میں اگر نیت ہے کہ اس میں ایک حصہ ایصالِ ثواب کیلئے ہے۔ دوسرا اہل خانہ و احباب کیلئے ہے تو کھانا غیر فقراء کو بھی جائز ہوگا۔

(ملخصاً۔ مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱، ص ۲۸۱)

☆ "ہم میں سے ہر شخص کا جہرات کو ذکر جہر سے پہلے گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظم کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے یہ ہماری گیارہویں ہے" (دیوبندی ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۷ فروری ۹ جون ۱۹۶۱ء)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بغداد شریف میں سرکاری طور پر گیارہویں شریف منائے جانے کا بڑی عقیدت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ "حضرت غوث اعظم علیہ السلام کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو سلطان واکا برین شہر جمع ہوتے، عصر سے مغرب تک تلاوت و قصائد و منقبت پڑھتے۔ مغرب کے بعد ذکر جہر کرتے جس سے وجدانی کیفیت طاری ہوتی، پھر طعام و شیرینی وغیرہ جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔" (ملفوظات عزیزی ص ۶۲ فارسی)

=====



"میری محبت حق تعالیٰ سے اس لئے ہے کہ وہ رب محمد ہے۔"

(مکتوب ۱۲۱، ص ۳۱۷، جلد ۳)

فیض ہے اے رضا احمد پاک کا
ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے؟ (علیہ السلام)

تاجدار سرور ہندوستان چار میری کے مساک گلہیان

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار
جس نے ہر دل میں لگائی عشق احمد کی لگن
وہ امام عاشقان احمد رضا خاں قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نبی پاک: نبی مختار نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے سر پر ”مجدد“ بھیجتا ہے۔ جو اس کے امر دین کی تجدید کرتا ہے۔“
(یعنی علم و عرفان کی روشنی میں دین کو اسکی اصل صورت میں سنوارا اور نکھار کر پیش کرتا ہے)
(ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

شیخ الاسلام: حضرت بدرالدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:.....

☆ ”مجدد کی شناخت غلطی سے قرآن احوال کے ساتھ کی جائے گی۔

☆ اور دیکھا جائے گا کہ اس کے علم نے کیا نفع پہنچایا

☆ ”اور مجدد وہی ہوگا جو علوم دینیہ ظاہر و باطنہ (شریعت و روحانیت) کا حامل ہو

☆ سنت کا مددگار اور بدعت کا قلع قمع کرنے والا ہو۔“

(رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب اشعریہ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”چاہے یہ کہ صدی کا مجدد وہ ہو

مشہور و معروف ہو اور امور دین میں اس کی طرف اشارہ و رجوع کیا جاتا ہو.....

☆ وہ صدی گذشتہ کے اختتام اور اپنی اگلی صدی کے آغاز پر اپنی زندگی میں مشہور

عالم ہو اور اس کا چہرہ چکا ہو۔“ (مرقاۃ الصوفیہ شرح سنن ابوداؤد)

مذکورہ حدیث و اس کی تشریح کے مطابق امام ربانی مجدد الف ثانی سیدنا شاہ

سرہندی رحمۃ اللہ علیہ گیارہویں صدی ہجری کے مجدد اور امام اہلسنت مجدد دین و ملت (امام)

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ چودہویں صدی ہجری کے مجدد

مانے گئے ہیں اور واقعی صفات مجدد کا پورا مصداق ہیں اور عرب و عجم میں ان کا چہرہ چکا ہے۔

دونوں مجدد ظاہری باطنی علوم و شریعت و طریقت کے جامع مذہب

اہلسنت و جماعت کے عظیم پیشوا اور اہل باطل کے لیے تیغ براں ہیں۔ جنہوں نے
مذہب تجدید کا حق ادا کر دیا۔ علم و عرفان کے دریا بہا دیے۔ اہل حق اہلسنت و جماعت
اور اہل باطل کے درمیان حد فاصل قائم فرمائی اور دوست دشمن کی پہچان کرائی۔
(انوار لومۃ لائم کلمہ حق بلند کیا اور بمصداق

ب۔ در کف جام شریعت در کف سندان عشق

ہر ہوس نا کے نماند جام و سنداں باختر

علم و عمل شریعت و طریقت، عشق و فقر اور دین و سیاست کا حسین امتزاج اور
اسم علی نمونہ پیش کیا۔

غیب باہمی مناسبت: دونوں مجددوں میں ایک خاص مناسبت ہے کہ حکمت خداوندی
کے تحت اور ماضی قریب میں ہونے کے باعث دونوں حضرات کو امام و مجدد کے الفاظ سے
بہت زیادہ مقبولیت اور شہرت و عروج حاصل ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی کا زیادہ تر ذکر ہی
الفاظ ”مجدد“ صاحب اور ”مجدد الف ثانی“ کے نام سے کیا جاتا ہے جبکہ مجدد دین و ملت امام احمد
رضا خان کو ان القاب کے علاوہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے نام سے شہرت و دوام و تمام
حاصل ہے اور آپ کی نسبت سے بریلویت اور بریلوی کا لفظ عالمگیر طور پر تمام عشاق رسول
اہل حق اہلسنت و جماعت کا ”عرف عام“ و امتیازی نشان بن چکا ہے گویا:

ان کی نسبت سے بھی اہل بریلی بن گئے..... ذکر جب آیا کہیں پر اہلسنت کون ہے

ناشر است: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تعلیم و مشرب ہی چونکہ
دکان دین کی عقیدت و ادب ہے اس لیے آپ نے امام ربانی مجدد الف ثانی (رحمۃ
اللہ علیہما) کا ذکر بھی بہت عقیدت و اہتمام کے ساتھ کیا۔ فرماتے ہیں:

☆ ”جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی (وغیر ہم) اجلہ فاضلین و

مقتدیان اکابر آئمہ کہ آج کل کے مدعیان خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی لیاقت نہیں۔ (رسالہ مبارک نئی النبی)

☆ حضرت شیخ محمد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ (حسام الحرمین صفحہ ۴۰)

مسلک مجددین: چونکہ مجددین مذہب حنفی اہلسنت و جماعت کے عظیم علمبردار ہیں بہت زیادہ پابند تھے اس لیے ان کی مسلک و مقصد اور اصول و عقائد میں یکسانیت اور مشترکہ تحقیقات و فتاویٰ کی چند بھلیاں ملاحظہ ہوں۔ وعا علیہما الالہاء

اہلسنت اہل جنت: ”فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ہیں..... ان بزرگواروں کی متابعت کے بغیر نجات محال ہے..... اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگواروں کے سیدھے راستے سے ایک رائی کے برابر بھی الگ ہو گیا تو اس کی صحبت کو زہر قاتل ہونا چاہیے اور اس کی ہم نشینی زہر مار خیال کرنا چاہیے۔ بے باک گستاخ خواہ کسی فرقہ سے ہو دین کے چور ہیں۔ ان کی صحبت سے بچنا ضروری ہے۔“ (مکتوب نمبر ۲۱۳ جلد ۱ صفحہ ۳۵۶)

تاجدار بریلی: ”پیارے سنی بھائیو..... تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ (بد مذہب) بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں۔ تمہیں فتنہ میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو ان سے دور بھاگو۔ تمہارے ایمان کی ناک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔“ (وصایا شریف صفحہ ۳) نیز فرمایا:

ال سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محض کلمہ گوئی معتبر نہیں: ”محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے ہرگز کافی نہیں۔ تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور کفر و کفار کے ساتھ نفرت و

بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔“ (مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد ۱ صفحہ ۵۱۸)

۱۔ تاجدار بریلی: ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ گفتر ہے اور اس کا کہنے والا کچھ لاکھ مسلمان کادھی کروڑ بابر کا کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔“ (حسام الحرمین صفحہ ۲۳) نیز فرمایا:

ذیاب فی ریاب لب پہ کدول میں گستاخی

سلام اسلام طحہ کو یہ تسلیم زبانی ہے

اگو تھے چومنا اور یار رسول اللہ پکارنا: تاجدار سرہند جس وقت اذان سنتے تھے شہادت (أشہد أن محمدًا رسول اللہ) تقبیل ابراہیم فرما کے (اگو تھے ہم کرا آنکھوں پر لگا کے)

قوة عینی ہک یار رسول اللہ فرماتے۔

(جواہر مجددیہ صفحہ ۵۲ مکتوبات شریف جلد اول)

تاجدار بریلی: نے اس مسئلہ کی تائید وثبوت میں منیر العین فی حکم تقبیل الابرہامین اور نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابرہامین فی الاقامہ۔ حنظل دو کتابیں تحریر فرمائیں جن میں بہر پہلو اس مسئلہ پر تحقیقی روشنی ڈالی۔

سوائے محمد طفیل محمد (رحمۃ اللہ علیہ) ”جہاں کی پیدائش سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آدم و آدمیان سب ان کے طفلی ہیں۔“ (مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۳۵۰ مکتوب ۱۲۳)

☆ حدیث قدسی وارد ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یا محمد انا وانت وما سواک خلقت لاجلک اے محمد میں ہوں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے میں نے سب تیرے لیے پیدا کیا..... لوگ آج محمد رسول اللہ کی شان کو کیا پاکیں اور ان کی عظمت و بزرگی اس اہان میں کیا جان سکیں..... قیامت کے دن ان کی بزرگی معلوم ہوگی۔

(مکتوبات شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ مکتوب ۷)

تاجدار بریلی:

۔ محمد برائے جناب الہی، جناب الہی برائے محمد
محمد کا دم خاص بہر خدا ہے سوائے محمد برائے محمد
۔ عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
و یکسنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
نوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی (ﷺ)

حدیث لولاک وسیلہ کائنات: (تاجدار سرہند) ”حدیث قدسی ہے فرمایا

لَوْلَاكَ لَمْ يَخْلُقْ الْإِنْسَانُ

اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا

لَوْلَاكَ لَمْ أَظْهَرْتُ الرُّسُولِيَّةَ

اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔“

(مکتوبات جلد سوم صفحہ ۳۲۸، مکتوب نمبر ۱۲۲)

☆ دوسرے سب ان کے طفیلی ہیں اور وہ اصلی مقصود ہیں۔ اس لیے سب ان کے محتاج ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے فیوض و برکات اخذ کرتے ہیں۔ ان کے وسیلہ کے بغیر کمال حاصل نہیں کر سکتے۔ جب ان سب کا وجود ان کے وجود کے وسیلہ کے بغیر تصور نہیں ہو سکتا تو دوسرے کمالات جو وجود کے تابع ہیں ان کے وسیلہ کے بغیر کس طرح تصور ہو سکتے ہیں۔ ہاں محبوب رب العلمین ایسا ہی ہونا چاہیے۔“

(صفحہ ۳۲۰، مکتوب نمبر ۱۲۱)

تاجدار بریلی: ”ان سب روایات (لولاک) کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات

وجود حضور سید اکائنات ﷺ کے صدقہ میں پایا:

۔ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے (تجلی المتعین صفحہ ۴۱)

ایدار خداوندی: (تاجدار سرہند) ”آنحضرت ﷺ کو معراج کی رات جسد کے

ساتھ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا سیر کرایا۔ اس وقت آپ رویت بھری (سر کی

آنکھوں سے دیدار) سے بھی مشرف ہوئے۔ اور دنیا میں اس رویت کا واقع ہونا

عقیدہ علیہ السلام ہی سے خاص ہے۔“ (مکتوبات جلد ۱، صفحہ ۲۳۸، مکتوب نمبر ۱۳۵)

تاجدار بریلی نے اس مسئلہ کے اثبات میں مستقل کتاب ”مُنْبِئَةُ الْمَنِيَّةِ بِوَصُولِ

الْحَبِيبِ إِلَى الْعَرْشِ وَالرُّوْيَةِ“ تصنیف فرمائی نیز فرمایا

۔ اور کوئی غیب کیا تم سے نہیں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حبیب و خلیل: (تاجدار سرہند) ”حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت

محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ وسیلہ طلب کیا ہے اور یہ آرزو فرمائی ہے کہ ان کی

است میں داخل ہوں جیسا کہ روایات میں وارد ہے۔

(مکتوبات جلد سوم، صفحہ ۳۲۹، مکتوب نمبر ۱۲۲)

تاجدار بریلی:

۔ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی (ﷺ)

قلوب اول نور محمد (ﷺ): ”حقیقت محمدی ظہور اول اور حقیقت الحق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**

”سب سے اول خدا تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا“

اور فرمایا ہے **خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنْ نُورِي**

”میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومنین میرے نور سے“

پس وہ حقیقت باقی تمام حقائق و مخلوقات اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔

(مکتوبات جلد سوم صفحہ ۳۲۶ مکتوب نمبر ۱۲۲)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**

اور دوسری حدیثوں میں اس نور کے پیدا ہونے کے وقت کا تعین بھی آیا ہے۔

چنانچہ فرمایا ہے کہ..... ”آسمانوں کے پیدا ہونے سے دو ہزار برس پہلے“

(نور محمدی کا ظہور ہوا) (صفحہ ۳۳۳ مکتوب نمبر ۲۲)

تاجدار بریلی نے مخلوق اول نور محمد ﷺ کے متعلق مستقل کتاب تحریر فرمائی

”صَلَاةُ الصَّافِي نُورُ الْمُصْطَفَى“ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۳۰) نیز قصیدہ نور میں فرمایا

”شمع دل“ مشکوٰۃ تن سینہ ذُجَاجہ نور کا

تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

وضع واضح میں تیری صورت ہے معنی نور کا

یوں مجازاً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

(حدائق بخشش)

نور کا سایہ نہیں: ”جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کمال لطافت کے باعث سایہ
غل نہ تھا تو خدائے محمد ﷺ کا غل کس طرح ہو سکے کیونکہ غل سے مثل کے پیدا ہونے کا

ام کر رہا ہے (جبکہ نہ ان کی مثل ہے نہ سایہ ہے)

(مکتوبات شریف جلد سوم صفحہ ۳۳۳ مکتوب نمبر ۱۲۲ ملخصاً)

”آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی بہ نسبت زیادہ

لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے

مشہور ہو سکتا ہے۔“ (مکتوب نمبر ۱۰ صفحہ ۲۶۶)

تاجدار بریلی نے اس مسئلہ میں مستقل طو پر دو کتابیں تحریر فرمائیں

”نفسی الفی عن انار بنورہ کل شی“ اور ”قمر التمام فی نفسی

الظل عن سید الانام“ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

نور فرمایا: تو ہے سایہ نور کا ہر عضو کلمہ نور کا

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا (حدائق بخشش)

اپنی قبور میں حیات و حضور و عروج انبیاء: (تاجدار سرہند)

”حدیث الانبیاء یصلون فی القبر“ (تفسیر قبر میں نماز پڑھتے ہیں) اور

ہمارے حضرت پیغمبر علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب حضرت موسیٰ کلیم

اللہ علیہ السلام کی قبر پر گزرے تو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی لحظہ و

وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو وہاں بھی پایا۔

(مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۲۸ مکتوب نمبر ۱۶)

تاجدار بریلی:

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

روح تو ہے سب کی زندہ ان کا جسم پر نور بھی روحانی ہے

اور ان کی روح ہو کتنی ہی لطیف ان کے اجسام کی کب عانی ہے

نگہبان امت و حاضر و ناظر: حدیث ثَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي (میں نے اپنے آنکھیں سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا) اپنے اور اپنی امت کے احوال سے غافل ہونے کی خبر ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی محافظت میں نگہبان کی طرف ہیں تو غفلت شایان منصب نبوت نہ ہوگی۔

(مکتوبات جلد اول صفحہ ۲۰۳، مکتوب ۹۹)

☆ ”نبی کا باطن خالق کے ساتھ اور ظاہر مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی خالق کی طرف بھی توجہ رکھتا ہے اور مخلوق پر بھی اس کی توجہ ہوتی ہے۔“

(مکتوبات جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، مکتوب نمبر ۹۵ ملخصاً)

☆ ”حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے حضور فرمایا اور عثمانک دل کی تسلی کی“ (مکتوبات جلد اول صفحہ ۳۷۴، مکتوب نمبر ۲۴۰)

☆ ”رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ السلام اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں..... اسی مجلس میں فقیر کو والد شائع کرنے کا حکم فرمایا۔“ (مکتوبات جلد ۱ صفحہ ۲۸، مکتوب ۱۶)

تاجدار بریلی نے کتاب ”مسئلہ حاضر و ناظر اور مداء یا رسول اللہ“ میں اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ ثابت کیا۔

نیز فرمایا:

سر عرش پر ہے تیری گز دل فرس پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

علم غیب: (تاجدار سرمد) ”حق تعالیٰ علم غیب پر جو اسی کے ساتھ مخصوص ہے اسے خاص رسولوں کو اطلاع بخشا ہے۔“ (مکتوبات جلد ۱ صفحہ ۷۱۴، مکتوب نمبر ۳۱)

☆ حدیث تیس ہے..... فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ ”میں نے اولین و آخرین کا علم جان لیا“ (مکتوب نمبر ۱۲۲، جلد ۳ صفحہ ۳۳۶)

☆ ”عوام نے سماع و استدلال کے ساتھ ایمان غیب حاصل کیا ہے اور اخص لوگ اس نے غیب الغیب کا مطالعہ کر کے ایمان غیب حاصل کیا ہے۔“

(مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۲۸، مکتوب ۸)

☆ ”ولی عارف کے لیے ہر ایک ذرہ حق تعالیٰ کی طرف راستہ بن جاتا ہے اور ہر ایک ذرہ سے غیب الغیب کا دروازہ کھل جاتا ہے۔“

(مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۳۸۶، مکتوب ۱۱۰)

تاجدار بریلی نے کتاب ”الدولة المكيه“ ”خالص الاعتقاد“ ”انباء المصطفى“ بحال سر و اخفی“ ”اللولو المكنون في علم البشير ما كان و ما يكون“ ”مالی الحبيب بعلوم الغیب“ وغیرہ مستقل تصانیف میں علم غیب کا مدلل طور پر اثبات کیا ہے اور اسی طرح ہر مسئلہ و موضوع پر آپ کی مستقل تصانیف و فتاویٰ ہیں جن کا خلاصہ ”حدائق بخشش“ کے نعتیہ اشعار میں ہے۔

نبی مختار و سردار: (تاجدار سرمد) ”ہمارے نبی ﷺ مختار ہیں اور سب رسولوں کے دونوں جہان کے اولین و آخرین کے جن و انسانوں اور تمام اولاد آدم کے سردار ہیں۔ آپ ہمارے مولیٰ ہمارے شفیع اور ہمارے دلوں کے طیب ہیں۔“

(مکتوبات متفرق صفحات)

معنی سردار: یاد رہے کہ سردار معنی ہے سید کا اور سید و سردار وہ ہے جس کے حضور لوگ اپنی حاجات پوری کرانے کے لیے فریاد کریں۔ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

معلوم ہوا کہ ہمارے نبی پاک ﷺ سب کے سید و سردار اور حاجت روا و

مددگار ہیں اور آپ کا سید و سرور اور شفیع و طیب قلوب ہونا آپ کے تصرفات و اختیارات کا واضح ثبوت ہے۔

تاجدار بریلی:

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جاؤں سجدے کریں
بَارَكَ اللهُ مَرَجِ عالم یہی سرکار ہے
جن کو سوائے آسمان پھیلا کے جل قفل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے
لب زلال چشمہ، کن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

مولود شریف: (تاجدار سرہند) آپ نے مولود خوانی کے بارے میں لکھا ہے جب قرآن مجید خوش آواز سے پڑھنا جائز ہے تو پھر نعت و منقبت قصائد کو خوش آوازی سے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے..... اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآنی میں تحریف واقع ہو اور قاصدوں کے پڑھنے میں بھی سر نکالنا تالی، بجانا وغیرہ نہ ہو تو کوئی ممانعت نہیں۔ (مکتوبات جلد سوم، صفحہ ۱۶۹، مکتوب نمبر ۷۲ ملخصاً)

☆ "فضائل خیر العرب علیہ السلام کا سعادت نامہ نجات اخروی کا وسیلہ بنائے۔ یہ آپ کی تعریف نہیں بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ السلام کے نام سے آراستہ کرنا ہے۔" (مکتوبات جلد ۱، صفحہ ۱۰۹، مکتوب نمبر ۲۳ ملخصاً)

☆ "برادر عزیز میر محمد نعمان اور بعض احباب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا ہے کہ آپ اس مجلس مولود خوانی سے بہت خوش ہیں۔"

(مکتوبات جلد ۱، صفحہ ۵۶۳، مکتوب نمبر ۲۷ ملخصاً و مختصراً)

تاجدار بریلی:

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تورضاً
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
(حدائق بخشش)

امیر معاویہ: (رضی اللہ عنہ) "حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ حضرت سادہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہما) فرمایا "وہ غبار گرد و جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کئی درجے بہتر ہے۔"

(مکتوبات جلد ۱، صفحہ ۱۳۲، مکتوب نمبر ۸۵، صفحہ ۱۳۷، مکتوب نمبر ۶۶)

☆ "حضرت امیر معاویہ کی خطا، اجتہادی صحبت کی برکت سے حضرت اویس قرنی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے صواب سے بہتر ہے۔" (صفحہ ۲۲۹، مکتوب نمبر ۱۲۰)

☆ خیر الزا بعین حضرت اویس قرنی ایک اوقی صحابی کے درجے کو نہیں پہنچے۔ پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۹، صفحہ ۱۳۳)

تاجدار بریلی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں چار مستقل رسائل تصنیف فرمائے۔

الاحادیث الراویہ لمدح الامیر معاویہ، عرش الاعزاز

ذب الالهواء، البشری العاجلة من تحف آجلہ

غوث الاعظم: (تاجدار سرہند) "عروج مقامات اصل میں حضرت غوث اعظم

محی الدین شیخ عبدالقادر قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کی روحانیت کی بدولت۔

(رسالہ مہداء و معاوضہ صفحہ ۵)

﴿حضرت جیلانی نے لکھا ہے کہ اگر چاہوں تو میں قصائے مہرم میں بھی

تصرف کروں۔﴾ (مکتوبات جلد ۱ صفحہ ۳۶۵ مکتوب نمبر ۳۱۷)

﴿مجدد الف ثانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نائب ہے جس طرح سونے

کے نور سے چاند کا نور مستفاد ہے۔﴾ (جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ مکتوب نمبر ۱۲۳)

طواف کعبہ: ”کعبہ معظمہ اولیاء امت کے طواف کے لیے آتا ہے اور ان سے برکات

حاصل کرتا ہے۔“ (صفحہ ۳۳۷ جلد ۱ مکتوب ۲۰۹)

تاجدار بریلی:

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا

تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف

کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوہ نور

نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا (مدنی)

حرف آخر:

تاجدار سرہند و تاجدار بریلی (رحمۃ اللہ علیہما) کی بعض تصریحات و تمکات آپ کے

سامنے ہیں جن سے اہلسنت کے عظیم پیشواؤں اور دونوں مجددوں کے مقصد و مسلک اور

اصول و عقائد میں کمال اتحاد و مماثلت ملاحظہ فرمائیں اور ان حضرات و ان کے متعلقین

میں غلط فہمی و انتشار پھیلانے والے دشمنوں اور نادان دوستوں سے خبردار رہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

(پارہ ۶، رکوع ۱۲)

”تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔“

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَا وَجِیْدُ الْمُؤْمِنِينَ

(پارہ ۲۸، رکوع ۱۹، سورہ التحریم)

”تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور میک ایمان والے۔“

جنگِ تبر (۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) میں روحانی طاقتات

و صداقتِ اہلسنت کا بیان

۔ فریاد امتی جو کرے حالی زار میں

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

۔ واللہ وہ پہنچیں گے فریاد کو آئیں گے

اتنا بھی تو ہو کوئی فریاد کرے دل سے

کرامات (جو درحقیقت انبیاء کے معجزات ہیں) کا زمانہ گزر نہیں اب بھی موجود ہے۔ معجزات و کرامات کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ مگر

آٹھ والا تیرے جلووں کا نظارہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

الغرض بعنوان بالا شورش کا شیریں نے ”چٹان“ میں لکھا کہ ”یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس جنگ (ستمبر ۱۹۶۵ء) میں تائید ایزدی سرکار و عالم کی پشت پناہی اور دین کی دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو شاید پاکستان کو فتح مبین کی بجائے ناقابلِ حالات سے دو چار ہونا پڑتا۔ حق و باطل کی اس آویزش میں اکثر و بیشتر ایسی مشاہدے میں آئی ہیں جن پر بظاہر یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے؟

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ یاد رکھئے کہ اسلام اور صرف اسلام ایک دفعہ پھر پاکستان کے مسلمانوں کی حفاظت اور عظمت و سطوت کے لیے ناقابلِ قلعہ بن گیا اور یہ جنگ بھی اسلام کی روحانی قوت کا کرشمہ ثابت ہوئی۔ ان مافوق الفطرت واقعات میں نہ تو مبالغہ آرائی کو کوئی دخل ہے اور نہ ہی زب و لسان کے لیے یہ قلعہ کاری کی گئی ہے۔

پراسرار بزرگ:

ایک محاذ پر توپوں کے دھانے کھلے ہوئے تھے۔ بیسویں صدی کے ہمارے بھیڑیے گولہ باری کر رہے تھے۔ پاکستانی مجاہد جوانی کا روانی میں مصروف تھے کہ سفید ریش بزرگ سادہ و پہنائی لباس میں سین مورچہ پر تشریف لے آئے اور قلعہ گولہ پھینکنے کے لیے نشانہ ہی کرنے لگے۔ آپ انگشت شہادت سے اشارہ کرتے کہ

گولہ پھینکا جائے۔ چنانچہ ان کے کہنے کے مطابق توپ کا زاویہ بدل دیا جاتا اور اس وقت یہ ہے کہ گولہ ٹھیک ٹھیک نشانہ پر لگتا جس کی وجہ سے دشمن کی صفوں میں نہ اتنی اتاری پھیل جاتی بلکہ اس کے بھارتی ٹینک اور توپیں بھی برباد و ناکارہ ہو جاتیں۔ کار بھارتی ٹینک پسپائی پر مجبور ہو جاتے۔

ایک دن پاکستانی میجر کو خیال آیا کہ یہ درویش کون ہیں جو روزانہ محاذ پر رہنمائی دیتے ہیں۔ دوسرے دن صبح بزرگ موصوف کو خیمہ میں بلایا گیا۔ اردلی افسر کا اشارہ تھا کہ ایستادہ ہو گیا اور سفید ریش بزرگ سے استفسار کیا گیا ”آپ کون ہیں اور کہاں تشریف لاتے ہیں؟“

درویش بزرگ نے کچھ جواب نہ دیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پانی طلب کیا۔ اردلی پانی لینے گیا تو میجر کرسی پر بیٹھنے کے لیے بڑھا، جو نمی توجہ دوسری طرف پھری ہوئی تو..... میجر نے دیکھا وہ کرسی خالی پڑی ہے جس پر بزرگ تشریف فرما تھے۔ میجر اور تمام لوگ حیران تھے کہ یہ کیا کرشمہ ہے تلاش بسیار کے بعد بھی وہ بزرگ ان محاذ پر نظر نہ آ سکے۔

خدا:

حکیم نیر واسطی لاہور میں جنگ کے دنوں وطن عزیز سے باہر تھے ان کا بیان ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد جب زیارتِ روضہ اطہر کے لیے مدینہ منورہ پہنچا تو وہاں مولانا انصاری مہاجر مدنی نے دورانِ ملاقات فرمایا کہ

”ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خواب میں ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا کیا آپ نجف اشرف سے کیسے تشریف لے آئے تو فرمایا پاکستان پر کفار حملہ آور ہیں لیے وہاں جہاد میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں۔“

اور بلفیل جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فتح اور عزت عطا فرمائے۔“ (آ ۱۰۰)
(روزنامہ امر روز لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

روضہ مبارک: مدینہ منورہ سے سجادہ نشین درگاہ تونسہ شریف حضرت خواجہ غلام
صاحب کو ایک عقیدت مند نے خط لکھا ہے کہ ”حرم پاک کے ایک غلام و عکیر نامی بھائی
نے خواب دیکھا ہے کہ روضہ مبارک حضور کے اندر سے پانچ افراد جو فوجی لباس میں
تھے برآمد ہوئے اور باب السلام سے نکل کر اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ ان کے سر پر لالہ
پرندے سایہ کیے ہوئے تھے۔ میں نے جب پوچھا کہ

”کہاں جا رہے ہو؟“ تو ان پانچوں فوجی لباس والے بزرگوں نے کہا کہ

”وہ پاکستان کی مدد کے لیے جا رہے ہیں۔“

یہ خط ۷ اکتوبر کو لکھا گیا تھا جب پاکستان اور بھارت کے درمیان جنگ چاروں
تھی۔ خط میں جس بزرگ کے خواب کا حوالہ دیا گیا ہے وہ حرم نبی کے خادم ہیں اور قندھار
(افغانستان) کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے ۱۲ اکتوبر کی رات کو یہ خواب حرم شریف میں
دیکھا تھا۔“ (روزنامہ شرق لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(روزنامہ کوہستان لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء) (ہفت روزہ قومی دلیر گوجرانوالہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء)
(بحوالہ پروفیسر حکیم نیر واسطی صاحب سیاح ممالک اسلامیہ)

تقسیم اسلحہ:

”ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجاہدین میں
اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں۔ (روزنامہ کوہستان لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ نیر واسطی)

مزار بلال:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک مجاہد نے کہا کہ ”جس دن رات کو پاکستان

”کہا ہے۔ گنبد کے اندر سے جی علی الجہاد کی آواز سنائی دے رہی تھی۔“
(ہفت روزہ قومی دلیر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ نیر واسطی)

اسباب بدر:

مدینے سے ایک شام جب احرام باندھ کر مکہ معظمہ جانے لگا تو راستہ میں بدر
امیدان اور مغرب کی نماز کا وقت آ گیا تھا۔ ایک بدو امامت کر رہا تھا نماز پڑھ کر وہ
پہننے لگا کہ ”نم پاکستان سے آئے ہو۔“ میں نے کہا ”ہاں“ اس پر وہ مجھ سے پوچھنے
لگا کہ ”ارے ابھی تمہیں فتح نہیں ہوئی؟“ میں نے کہا کہ ”ابھی پوری فتح نہیں ہوئی۔“
ان پر وہ جھڑک کر بولا کہ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بدر کے سپاہی یہاں سے اٹھ کر تمہاری
مدد کے لیے پاکستان جائیں اور تمہیں فتح نہ ہو۔“

واپسی پر جب پاکستان آیا تو معلوم ہوا کہ ان بزرگوں نے جو بشارتیں دی
تھیں۔ وہ حرف بحرف صحیح تھیں اور یہاں جو کچھ ہوا اس میں بلاشبہ اللہ اور اس کے
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان ملت بیضا کی تائید نشینی کو بہت بڑا دخل ہے۔
(قومی دلیر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ نیر واسطی)

ناقابل تردید حقیقت: (رپورٹ جنگ کراچی)

”یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوستان سے ہماری حالیہ کامیابی کا
اصل راز تائید ایزدی ہے۔ بعض بھارتی قیدیوں نے ہماری فوج کے شانہ بشانہ سبز پوش
بزرگوں کو لڑتے دیکھا ہے یا کسی سفید پوش بزرگ کو دشمن کے بم اٹھا کر پانی میں پھینکتے
دیکھا ہے۔“

حسین کریمین:

ایک نہایت معتبر شخص نے بیان کیا کہ ”۵ ستمبر کو ایک شخص ایبٹ آباد میں گھاس

کاٹ رہا تھا کہ اس نے دو جوانوں کو گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے گزرتے دیکھا۔
تھوڑی دیر بعد جب کہ وہ گھاس کاٹ چکا تھا اس نے ایک معمر ہستی کو گھوڑے پر گامی
سے گزرتے دیکھا۔ اس نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ گھاس
کا گھنٹھرا اس کے سر پر رکھوا دیں۔ انہوں نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چھتری سے اشارہ
کیا تو گھنٹھرا اپنے آپ اس کے سر پر رکھا گیا اس کو ڈر معلوم ہوا لیکن اس نے فوراً
گھنٹھرا پھینک کر گھوڑے کی راس پکڑ لی اور پوچھا ”آپ کون ہیں؟“۔

انہوں نے جواب میں فرمایا ”میں علی ہوں سیالکوٹ پر ہندوستان حملہ کرنے
والا ہے اور میں وہاں جا رہا ہوں“۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آپ سے پہلے جو دو جوان
نوجوان گئے تھے وہ کون تھے؟۔ انہوں نے جواب دیا ”وہ حسن اور حسین تھے“۔ گھاس
نے جس کسی سے بھی یہ واقعہ بیان کیا اس نے اس کا مذاق اڑایا اور بالآخر بڑے متبر
سیالکوٹ پر بھارت جیسے نابکار دشمن نے حملہ کر دیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی:

دو فوجیوں کا بیان ہے کہ ”انہیں بزرگوں پر اعتقاد نہیں تھا لیکن انہوں نے
اپنی آنکھوں سے سیالکوٹ کے محاذ پر ایک بزرگ کو گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے دیکھا اور
ان کے صاف پر لکھا تھا شیخ عبدالقادر جیلانی اس قسم کے متعدد واقعات مشہور ہیں۔“
(جنگ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

افواج پاکستان کے نعرے اللہ اکبر یا رسول اللہ یا علی

راولپنڈی ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء (نمائندہ جنگ) پاکستانی افواج نے اللہ اکبر
یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی نڈی دل فوج کو ہری
طرح شکست دی ہے۔

اس معرکہ میں نبی آخر الزمان اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ
(مع اولیاء کرام) اپنے مجاہدوں کے سروں پر موجود تھے۔

۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور
گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔

چونکہ کے (نہایت معرکہ لارام محاذ) کے نزدیک ایک نورانی گروہ کو
مہاجرین کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یا رسول اللہ کے نعرے
لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔

سرگودھا کے ہوائی اڈے پر ایک بزرگ اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھے گئے۔
بعض مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے سنے گئے

ان معجزات اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں مجاہدوں
شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

ام چرن کا خاتمہ: راولپنڈی ۲۳ اگست مظفر آباد سے اطلاع ملی ہے کہ کل رات
بھارتی فوج نے چناری سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو مجاہدین نے اس کوشش کو ناکام
کر دیا۔ بتایا گیا ہے کہ مجاہدین ”یا علی“ کا نعرہ لگا کر آگے بڑھے تو ایک بھارتی سپاہی رام
دھشت سے وہیں گر کر ہلاک ہو گیا۔

(نوائے وقت ۲۵ اگست ۶۵ء جنگ کراچی ۲۶ اگست ۱۹۶۵ء)

نعرہ حیدری:

”لگا کے نعرہ علی سپاہ ملک جب چلی
عدو کے ہوش اڑ گئے وطن کی ہر بلا ٹلی“ (مشرق ۲۹ ستمبر ۶۵ء)

ہندو سپاہی بنام بابو جی مہاراج:

”جناب بابو جی مہاراج رام رام اس وقت ہم آپ سے چار سو میل دور تھے ہوئے فی الحال خیریت سے ہیں اور بھگوان سے آپ کی خیریت چاہتے ہیں۔ ہمارا وقت ہمارے ملک پر بہت مشکل گھڑی آئی ہوئی ہے۔ ہم ہر وقت اپنے گھرانے (بتوں) کو یاد کرتے ہیں مگر ابھی تک کوئی ٹھاکر ہماری مدد کو نہیں آیا۔

دوسری طرف (پاکستانی محاذ پر) ہم روز اندر دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا رعب کی امداد کے لیے سبز لباس میں ہر مورچے میں آ جاتا ہے۔

اسی وقت ہمارے ہاتھ پاؤں اکڑ جاتے ہیں اور ول ڈوبنے لگتا ہے ہمارے ٹھاکر آج تک ہماری امداد کو نہیں آئے نہ آنے کی آس ہے۔ اس سے قطعاً ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا دین مذہب سچا اور پاکیزہ ہے اسی لیے وہ فتح پاتے اور آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے ٹھاکر ہوتے ہیں۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو یہ شک ہونے لگا ہے کہ ہمارا مذہب سچا ہوتا تو ہمارے ٹھاکر بھی ہماری امداد آتے۔ (ایک پریسیکشن چند مرہٹہ)“

نوٹ:

مکتوب ہذا ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران کھیم کرن کے محاذ سے دستخط کیا گیا جو مولانا بشیر احمد بی اے فیصل آباد کے بعض شاگرد فوجی آفیسر کے ذریعے انہیں مفتی محمد امین فیصل آباد نے ان سے حاصل کر کے ہمیں ارسال کیا۔

=====

باب نمبر ۵

محکم دلائل سے مزین
محققانہ و تاریخی
مکالمات کا مجموعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

تم جو بھی کرو بدعت و ایجاد روا ہے
ہم جو کریں محفل میلاد برا ہے

بدعت ”الاحدیث“
کامیان

محمد (ﷺ) کا جب یوم میلاد آئے
تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مقلدین وہابیہ نے اہلسنت کے معمولات و امور خیر (میلا دو عرس) گیارہویں وغیرہ کے خلاف ڈریت وہابیہ کی آنکھوں پر شرک و بدعت اور تعصب کی ایسی پٹی باندھی کہ اس بدعت فردشی کے نتیجہ میں نجد سے پاکستان تک خود پورا وادی معاشرہ امور شر اور بدعات و رسوم و فیشن کی زد میں آگیا۔

چنانچہ وہابیوں کے گھروں میں ٹیلی ویژن، بیاہ شادی کی رسومات و تکلفات بے نماز و بے ریش نوجوان وہابی طبقہ اور انتہائی مشاغل و مذہبی جلسوں میں بھی ترک حدیث و اتباع فیشن، فوٹو بازی، وڈیو فلم وغیرہ کا عام مظاہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔ (دلیل "تنظیم الہدیت" لاہور کا مضمون اسی موضوع سے متعلق ہے۔ ملاحظہ ہو۔ "تنظیم الہدیت")

لاہور نے ۱۳ نومبر ۸۷ء کی اشاعت میں بعنوان "جمعیت الہدیت کے اکابر کی خدمت میں" لکھا ہے کہ شخصیت پرستی "ایک بات ہم" جمعیت الہدیت پاکستان کے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ علامہ ظہیر اور مولانا یزدانی سے عقیدت و محبت کا اظہار اپنی جگہ بالکل بجا اور درست ہے لیکن اس عقیدت و محبت کو "شخصیت پرستی" کا رخ اختیار کرنے کی اجازت نہ دیجئے۔

غلو عقیدت:

اس کیلئے مقررین پر کچھ معقول پابندی عائد کرنی پڑے تو اس سے گریز نہ کیا جائے۔ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو موچی دروازہ لاہور کے جلسے میں ایک مقرر نے علامہ ظہیر کی مدحت و منقبت میں

ع..... ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

کا سا انداز بیان اختیار کیا۔ یہ غلو عقیدت کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

مرے بازی:

نغروں میں بھی غلو عقیدت کسی طرح مناسب نہیں بلکہ بہتر ہے کہ صرف مسنون و نغزہ بگبیر ہی ہر موقع پر استعمال کیا جائے۔ تمام شخصی نغزے یکسر ختم کر دیئے جائیں تصویر فروشی:

بعض دولت کے پجاریوں نے علامہ ظہیر کی تصویر کو دیدہ زیب انداز سے ایل کر کے ان کو عام فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ فعل اگرچہ کسی پر لے درجے کے ہمارے اور فرد واحد ہی کا کام ہے۔ تاہم جلسوں میں اس کی فروخت کرنے کی اجازت مل دی جانی چاہیئے تاکہ فرد واحد کی رو سیاحتی سے جماعت کی رسوائی و رو سیاحتی کا سامان نہ ہو۔ اس کیلئے چند رضا کاروں کی ڈیوٹی ہی صرف یہ لگائی جاسکتی ہے کہ وہ اس پر کڑی نظر رکھیں اور کسی بھی عبداللہ بنار والد رحمہ کو تصویر فروشی کی اجازت نہ دیں۔

بلائے بازی:

اس طرح ہوائی فائرنگ اور پٹاخوں کا استعمال بھی ایک جاہلانہ فعل ہے جو الہدیت کے قطعاً شایان شان نہیں۔ اس رجحان کو پوری سختی کے ساتھ روکنے کی ضرورت ہے۔ محض رسمی اعلان کافی نہیں۔

بت فروشی:

"شخصیت پرستی" اور "بت پرستی" پر بھی ہمارے اکابر نے کاری ضربیں لگائی ہیں لیکن انہوں نے کد اب رسومات کے سیلاب میں ہم نے بھی بہنا شروع کر دیا ہے اور بت شکنی کے بجائے بت فروشی کا رجحان بھی ہمارے اندر پیدا ہو رہا ہے۔ (حوالہ مذکورہ)

ماہ رجب الاول:

۱۳۰۸ھ کے ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" کو جزائوالہ میں بعنوان "زندہ باد" مفتی احمد رضا خاں زندہ باد "مخالفین اہلسنت کے متعلق جو اہم الزامی مضمون شائع ہوا اس کا پیرا (جلوس مزار فاتحہ) بالخصوص غیر مقلدین سے متعلق تھا۔ اس کا جواب ملی مضمون کی اہمیت و افادیت کے باعث ہفت روزہ "تنظیم الہدیث" لاہور نے اس پر مسلک "الہدیثوں" کو اختیار کرتے ہوئے مضمون ہذا بدیں عنوان لفظ بہ لفظ شائع کیا ہے کہ "توحید وسنت کے گلشن کو برباد نہ کرو ہوش کرو اور سنو!"

بریلوی ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" کو جزائوالہ نے اپنی اشاعت ماہ رجب الاول ۱۳۰۸ھ مطابق نومبر ۱۹۸۷ء میں ایک جلی عنوان لکھا ہے:

- جیت گیا بھائی جیت گیا، مسلک رضوی جیت گیا
- چھا گیا بھائی چھا گیا، شاہ بریلی چھا گیا
- زندہ باد اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد، اس جلی عنوان کے نیچے "رضائے مصطفیٰ" نے ایک ادارتی نوٹ لکھا ہے جو بلا تہرہ درج ذیل ہے۔

جلوس مزار فاتحہ:

"۱۱۳ گشت ۱۹۸۷ء بروز جمعہ کاموگی منڈی میں یوم آزادی کی بجاۓ احتجاج منایا گیا۔ بعد نماز جمعہ الہدیث کی مساجد سے لوگ جلوں کی شکل میں نکلاں جامع الہدیث پہنچے۔"

- جہاں ایک بڑا جلوس مولوی حبیب الرحمن یزدانی کے مزار پر گیا
- اور فاتحہ خوانی کے بعد پرامن طور پر منتشر ہو گیا۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۸۷ء وقت ۱۱۳ گشت)

"رضائے مصطفیٰ":

قبر نبوی (ﷺ) کی زیارت کیلئے جانے اور جلوس میلاد و مزارات اولیاء اور گھروں یا قبروں پر فاتحہ خوانی کو بدعت و ناجائز قرار دینے والوں کا اپنے آنجہانی مولوی دانی کیلئے یہ سب کچھ کرنا جہاں باعث تعجب و ان کی دورگی کا مظاہرہ ہے۔ وہاں مسلک اعلیٰ حضرت کی اصولی فتح ہے کہ مخالفین نے بالآخر قبر کو مزار قرار دینے، وہاں زیارت کیلئے جانے، جلوس نکالنے اور فاتحہ خوانی کرنے کا عملی اعتراف کر لیا۔

(نقل مطابق اصل لفظ بہ لفظ ہفت روزہ "تنظیم الہدیث")

لوحہ فکر یہ!

رسالہ "تنظیم الہدیث" کے خود نوشتہ مضمون اور پھر "رضائے مصطفیٰ" کے "الہدیث" سے متعلقہ مضمون کو لفظ بہ لفظ شائع کر کے گویا سو فیصد تائید کر کے اس کا اپنی "وہابی قوم" کو بدیں الفاظ جھجھوڑنا کہ "توحید وسنت کے گلشن کو برباد نہ کرو ہوش کرو اور سنو!" اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سنیوں، بریلویوں کو بڑی حقارت سے بات بات پر مشرک و بدعتی گردانا اور اپنے کو بڑا پاک دامن اور شرک و بدعت کے ارتکاب سے پارسا ہونے کا تاثر دینا سراسر جھوٹ اور دھوکا ہے کیونکہ یہ "الہدیث وہابی" خود اپنے ہاتھوں توحید وسنت کے گلشن کو برباد کرنے والے ہیں۔ یہ نام نہاد و موحّد خدا کے بندے نہیں بلکہ عبدالدینار و الدہیم یعنی روپے پیسے اور دولت دنیا کے بندے اور پچاری ہیں غلو عقیدت، شخصیت پرستی، آتش بازی و پٹاخے بازی جیسی فضول خرچی بلکہ بت فردشی و بت پرستی میں بھی جتلا ہو چکے ہیں اور رسومات کے سیلاب میں بہہ رہے ہیں بلکہ اپنے مولویوں کی قبروں کو مزار قرار دے کر وہاں "زیارت" کیلئے جانے، مردہ مولویوں کا جلوس نکالنے اور فاتحہ خوانی کرنے کا عملی

اعتراف وار تکاب کر رہے ہیں۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان کے آلبھا مولوی یزدانی اور احسان الہی ظہیر کی ہم کے دھماکہ میں جب ہلاکت ہوئی تو اس وقت بھی فوٹو بازی و ویڈیو فلم بنوانے کی بدعات میں مستغرق تھے۔ والعیاذ باللہ۔

اور سنئے! جماعت "الہدیت" کے خصوصی ترجمان مفت روزہ "تنظیم الہدیت" نے "الہدیتوں" کا مزید رونا روتے ہوئے لکھا ہے کہ "الہدیت کی" "الہدیتیت" آپ صرف مساجد کی چار دیواری کے اندر محدود ہو کر رہ گئی ہے یعنی (رفخ یدین و آمین بالجبر و فیہ) مساجد سے باہر کردار و عمل کے اعتبار سے الہدیت اور غیر الہدیت میں کوئی فرق باقی نہیں رہ گیا ہے۔

○ شادی بیاہ کے موقع پر الہدیت اور غیر الہدیت کا امتیاز ختم ہو گیا ہے معیشت و معاشرت میں اور تجارت و کاروبار میں ایک الہدیت کی کوئی امتیازی خصوصیت نظر نہیں آتی۔

○ جو اصلاح کا علمبردار تھا وہ خود فساد کا شکار ہے جو داعی الی اللہ تھا وہ خود نفس و ہوس کا غلام ہے، جو رسوم و رواج کے خلاف جہاد کرنے والا تھا۔

اس نے خود اپنے حرم و دل کے طاقتوں میں رسوم و رواج کے بت بجالائے ہیں جن کی وہ پرستش کر رہا ہے۔

○ اس حصار اسلام میں بھی شکاف پڑ گیا ہے اور توحید و سنت کا وہ چراغ بھی گل ہو گیا ہے جس سے اس تیرہ تار ماحول میں روشنی کی کچھ کرن موجود تھی۔

تجدید ایمان:

الہدیت از سر نو الہدیت نہیں۔ اپنے ایمان و عمل کی تجدید کریں نفس پرستی و رواج پرستی چھوڑ دیں۔ گھروں میں پردے کی پابندی کریں۔ ان کے گھر موجودہ دور کی

لانی و عربیانی (ٹیلی ویژن وی سی آر وغیرہ) سے پاک ہوں، تصاویر اور بے جا آرائشوں سے پاک ہوں۔" (تنظیم الہدیت ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء)

اکثریت کافر:

"نماز اسلام اور کفر میں حد فاصل ہے تو بے نماز مسلمان نہ ہوئے۔"

(الاعتصام ۲-۳-۱۹۸۸ء)

○ "جان بوجھ کر ایک نماز ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ بے نماز کافر جہنمی ہے ترک نماز شرک اور کفر سے الحاق ہے۔"

(الاعتصام ۲-۶-۱۹۷۸ء)

○ "الہدیت کہلانے والے اکثر بے نماز ہیں۔"

(الاعتصام ۲-۱-۱۹۷۸ء)

یہ ہے جماعت الہدیت کے ترجمان مفت روزہ "الاعتصام" کا فتویٰ و فیصلہ کہ بے نماز غیر مسلم اور کافر ہیں اور الہدیتوں کی اکثریت بے نماز ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ان ہابیوں کی اکثریت غیر مسلم اور کافر ہے۔ مگر کتنی ستم ظریفی ہے کہ دوسروں کے "امور خیر" پر بدعت بدعت کا شور مچانے والوں کو اپنی وہابی غیر مسلم، کافر اکثریت کی کوئی فکر نہیں جس وہابی اقلیت کی اکثریت بے نماز و کافر ہے اسے اہلسنت کی مخالفت کا کیا حق ہے؟

ناموس رسالت کا نفرت:

۷ ستمبر ۱۹۸۹ء کو بعد نماز عشاء شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں "جمعیت الہدیت" کے زیر اہتمام امیر جمعیت مولوی عبداللہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں اس مقررہ تاریخ پر بروز جمعرات ضرورت سے بہت زیادہ لائٹ و روشنی پر فضول خرچی کی گئی۔

○ فتوہ بازی کے علاوہ بار بار تالیوں کا شور برپا ہوا مگر ان بدعات و خرافات پر "امیر جمعیت الاجحدیث و ناظم اعلیٰ الاجحدیث" "مسجد میر وغیرہ وہابی مولوی ٹس سے مس نہ ہوئے جبکہ محفل میلاد کی روشنی و شیرینی اور یا رسول اللہ کی گونج پر یہ آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔

عظیم بدویاتی

مزارات پر طعنہ زنی اور محلات پر خاموشی

نام نہاد "الاجحدیث" وہابیوں کی ایک عظیم بدویاتی یہ بھی ہے کہ وہ اولیائے کرام و بزرگان دین کے مزارات و عمارات کے خلاف نہ صرف زبانی فتویٰ بازی میں سرگرم ہیں بلکہ سعودی عرب میں صحابہ کرام و اہلبیت (علیہم الرضوان) کے قبوں اور مزاروں کو ہی نہیں، ان سے ملحقہ مساجد کو بھی عملاً شہید کر چکے ہیں۔ مگر یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ نجدی وہابی جس زور و شور سے مزارات کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر محلات، کوشیاں، دیدہ زیب فرنیچر و ٹیلوڈن سمیت پر فحش مکانات اور پر تکلف مساجد، مدارس اور دفاتر بنانے میں مصروف ہیں۔ جس کا نجدی وہابی مکتب فکر کے ترجمان آنجنابی شورش کا شمیری نے بھی خوب ٹوٹ لیا ہے۔

شورش کا استفسار، محلات جائز اور مزارات ناجائز کیوں؟

جنت البقیع میں مزارات کی حالت حد درجہ ناگفتہ بہ ہے۔ پہلو میں فلک بوس عمارات کھڑی کی جارہی ہیں اور بہت سی قد آور عمارتیں کھڑی ہو چکی ہیں۔ جس پیغمبر اسلام ﷺ نے عمر بھر پکا مکان نہ بنایا۔ اس کے نام لیوا بنگلوں اور محلوں میں رہ رہے ہیں لیکن جنت البقیع ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں قبروں کو مہرت کے نوشتے بنا رکھا ہے۔

گویا اسلاف کی قبروں پر سنت نبوی نافذ ہے لیکن خود "زندہ لاشیں" سنگ مرمر کے محلوں میں رہ رہی ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس پر میرے اشکوں کی جو بات ہوئی عرض کرنا مشکل ہے۔ ذیل کے اشعار اسی حاضری کی یادگار ہیں۔

اس سانچے سے گنبد خضریٰ ہے پڑ ملا
لخت دل رسول کی تربت ہے خستہ حال
اُڑتی ہے دھول مرقد آل رسول پر
ہوتا ہے دیکھتے ہی طبیعت کو اختلال
فرشہ روا ہے پیغمبر کے دین میں؟
لیکن حرام شے ہے مقابر کی دیکھ بھال
اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی
تیرا غضب کہاں ہے خداوند ذوالجلال
توندیں بڑھی ہوئی ہیں غریبوں کے خون سے
مخلوں کی آب و تاب ہے حکام پر حلال
جس کی نگاہ میں بنت نبی کی حیا نہ ہو
اس شخص کا نوشہ نقدیر ہے زوال
کیا یوں ہی خاک اڑے گی مزارات قدس پر
فیصل کی سلطنت سے ہے شورش میرا سوال
(ہفت روزہ چٹان لاہور، ۹ مارچ ۱۹۷۰ء)

شورش کا شمیری: نے مزید لکھا ہے کہ "میں جدہ پبلکس کی کھڑکیوں سے شاہ ۱۹۰۳ء محل کا نظارہ کرتا رہا اس کی بیرونی دیوار پر برجیاں ہیں اور ان برجیوں میں شام ۵ بجے ہی ہنڈے روشن ہو جاتے ہیں۔ قوس قزح کے رنگوں کی طرح محل جگمگاتا ہے۔ معلوم ہے فلک سے ستارے اتار کر قصر شاہی میں ٹانگ دیئے ہیں۔

○ سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار صحابہ کرام کے مقام اہل بیت کے شواہد اس طرح مٹا دیئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہئے تھیں وہ ڈھونڈ کر جوڑ دی گئی ہیں۔

○ کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے اور ہم مان لیتے ہیں۔ حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے۔ عقیدہ و عقائد کے منافی ہے۔ سنت رسول کے منافی ہے لیکن عصر حاضر کی ہر جدت ہمارے میں نہیں پورے حجاز میں موجود ہے بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے۔ کیا قرآن و حدیث کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

○ شاہ کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انہیں حکومت نے خود مہیا کیا۔ ایئر پورٹ پر اترتے ہی شاہ کی تصویر نظر پڑتی ہے۔ قبوہ خانوں اور ریستورانوں میں ان تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں۔ بدعت اسلاف کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے؟

(کتاب شب جائے کہ من بود ص ۲۲)

عشق اور فیشن:

اہل مکہ نے محفل اچاڑ دیئے اور محفل اٹھا لئے ہیں۔ پورے مکہ میں عہد ہجری کی دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں "کھجور" اور "زمزم" باقی ستانوے فیصد یورپ کا مال ہے

ہر چیز ہر یورپ کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ہوٹل..... یورپ کے ہوٹلوں سے کم نہیں عربی جرائد و رسائل بالخصوص جن میں زمانہ نخرہ (بے حیائی و بے پردگی) نمایاں ہوتا ہے۔ ہر قدغن سے آزاد ہیں۔ روزانہ آتے اور روزانہ بکتے ہیں۔ حرمین الشریفین کے آس پاس دکانوں میں بکتے ہیں۔ ان کی خریداری عورتوں میں بکثرت ہوتی ہے۔ ان پر ہند اور شیم پر ہند رسالوں پر کوئی پابندی نہیں عرب عورتوں کیلئے سکرٹ اور منی سکرٹ تک بکتی ہیں۔

مکہ المعلى:

مکہ معظمہ کا قبرستان ہے۔ ایک چوڑی سڑک کے ذریعہ قبرستان کے دو حصے ہو گئے ہیں۔ کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں۔ سب نشان ڈھا دیئے گئے ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں۔ پوری دنیا میں کوئی قبرستان اس سے بڑھ کر بے بسی کی حالت میں نہ ہوگا۔ جو لوگ اس کا نام قرآن و سنت کے احکام رکھتے ہیں وہ کس منہ سے شہی پہنچتے ہیں۔ اونچے اونچے محل بناتے ہیں جس ذات اقدس کے صدقہ میں بنائے۔ ان کے آثار اقدس کی یہ بے حرمتی۔ یہ قرآن و سنت نہیں۔ اہانت اور صریح کفر ہے۔ سعودی حکومت عشق اور شرک میں فرق نہیں کر سکی۔

○ حالانکہ عشق رسول کی اساس ادب پر ہے۔ کوئی بے ادب بارگاہ رسالت سے فیض نہیں پاسکتا۔ جو شخص جتنا با ادب ہوگا اتنا ہی بارگاہ رسالت سے فیض پائے گا۔

○ حضور کو ہجرت سے پہلے گیارہ سال ستایا گیا۔ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کو اب ستایا جا رہا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جو فاطمہ الزہرا کی ماں تھیں وہ ایک ویران قبر میں پڑی ہیں۔ جو لوگ یہاں قرآن و سنت کے حوالے دیتے ہیں ان کا شافی دسترخوان کبھی سنت نبوی کے مطابق نہیں ہوتا۔

جنت البقیع

(صحابہ و اہل بیت کا قبرستان) ایک ایسی اہانت کا شکار ہے کہ دیکھتے ہی دل
کھول اٹھتا ہے اور ایک ایسے منظر (مزارات کی بے حرمتی) سے واسطہ پڑتا ہے کہ
بیٹھ جاتا ہے۔ ان عربوں (نجدیوں) کا طرہ کیا ہے انہیں ذرا برابر احساس نہیں کہ ان
مٹی میں کون سو رہے ہیں۔ یہ عرب ہیں جو قبریں ڈھائے اور گل بنائے چارے ہیں
نئی کر بلا:

محمد (ﷺ) کا گھر انداب بھی کر بلا (جنت البقیع) میں پڑا ہے جو (یزیدی)
لشکر و سپاہ کی تلواروں سے بچ رہے تھے۔ ان کی قبریں قتل کر دی گئی ہیں۔ زمانے
آنکھیں پھیر لی ہیں اور اس کا شیشہ دل حیات و غیرت سے خالی ہو گیا ہے۔
(ملخصاً۔ کتاب "شب جائے کہ من بود")

مزارات و عمارات:

کے مسئلہ پر نجدیوں و ہابیوں کے وکیل اور ان کے "گھر کے بھیدی" کی طرف
ان کے دوغلہ پن اور "بدعت افروز عمارات" و جدت پسندی کی تاریخی دستاویز
انصاف کیلئے لکھ کر یہ ہے۔

=====

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلتک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر
کرے فیض و جود ہی سر بسر
ارے کھائے تجھ کو تپ ستر
تیرے دل میں کس سے بخار ہے

وہابیت کے پوپسٹ مارٹن کلیان

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً نجدیت کی اس وبا سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نبی غیب وان: دَعَالَمَ مَا كَانَ ذَا یَکُونُ حُضُورُ نُوْرٍ مِّنْ رُّسُولِ اللّٰهِ ﷺ نے ایک مشہور معتبر حدیث کے مطابق ملک شام و یمن کیلئے برکت کی دعا فرمائی تو اہل نجد نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہمارے نجد کیلئے بھی"۔ آپ نے پھر شام و یمن کیلئے دعا برکت فرمائی انہوں نے پھر نجد کیلئے عرض کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ "وہاں دُڑ لے اور فتنے سے بچے اور وہیں شیطان کا گروہ نمودار ہوگا"۔ (بخاری مشکوٰۃ ص ۵۸۲)

تشریح: اس حدیث کے مطابق نجد سے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا گروہ اور اس کی تحریک دہلیت کا ظہور ہوا۔ یہی شخص دہابی مذہب کا موجد و امام ہے اور وہ حاضرین علماء دیوبند، مودودی جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت رانیوڈ اور غیر مقلدین "الامجدیہ" و حقیقت اس شخص کے پیروکار اعتقادی طور پر اس سے متاثر و اس کے ہمنوا ہیں۔ لیبل مختلف ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب لوگ دہابی اصول و عقائد سے وابستہ اور دہابی خاندان کی شاخیں ہیں۔ گویا:

ع۔۔۔۔۔ نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے ان سب کی ایک

چونکہ: حدیث پاک کے مطابق شیطانی تعلق و نسبت سے اس گروہ کا بطور فتنہ و ظہور ہوا ہے اس لئے شیطانی اثرات کے تحت اہل اسلام اہلسنت و جماعت کے ساتھ فتنہ و جھگڑا اس گروہ کا خصوصی مشغلہ ہے جس کے بغیر یہ لوگ رہ نہیں سکتے۔

چنانچہ: آج کل بالخصوص غیر مقلدین دہابیوں کی حقیر سی اقلیت نے سوا و اعظم اہلسنت و جماعت کے خلاف قلمی و زبانی طور پر ہر طرف بدزبانی کذب بیانی اور بددیانتی کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے غیر مقلدین کا اشتہار "بریلویت کا پوشارٹم" اس کی ایک نمایاں مثال ہے جس سے ان لوگوں کی بدتمیزی، اشتعال انگیزی اور جھٹ باطنی کا اندازہ لگایا

لگتا ہے۔ غیر مقلدین کے ترجمان رسائل "الاعتصام"، "الاسلام"، "الامجدیہ" و "علم الامجدیہ" نے بار بار اس "اشتہار" کا اشتہار شائع کر کے گویا تمام غیر دہلیت کو اس اشتہار میں شریک جرم بنا دیا ہے اور ہمیں بھی "غیر مقلدیت و دہلیت کا پوشارٹم" پر مجبور کر دیا ہے۔

حسد اق: مشتے نمونہ از خردارے۔ اب آئیے غیر مقلدیت کی نجس و خس لاش کا پوسٹ مارٹم ہوتا ملاحظہ فرمائیے اور ان کی حماقت و جہالت اور بے ایمانی کا ماتم کیجئے۔

اشتہار "بریلویت کے پوسٹ مارٹم" میں کتاب "تذکرہ غوثیہ" کے بھی تین بار حوالے بریلویت پر چسپاں کر دیئے ہیں حالانکہ اس کتاب کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قاضی بریلوی علیہ الرحمۃ نے واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ کتاب "تذکرہ غوثیہ"..... ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے..... ایسی بدعتی کی کتاب کا دیکھنا حرام ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ششم ص ۱۹۵)

ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ": نے بھی محرم الحرام ۱۴۰۵ھ کی اشاعت میں "فتاویٰ رضویہ" کے مذکورہ حوالہ کے علاوہ اعلان کیا تھا کہ "تذکرہ غوثیہ" نہ علمائے اہلسنت کی تصانیف میں سے ہے اور نہ ہی علمائے اہلسنت کے نزدیک مستند و معتبر ہے۔ اس کتاب میں شاہ غوث علی پانی پتی کے ملفوظات جمع ہیں اور شاہ غوث علی اپنی تصریح کے مطابق مولوی اسماعیل دہلوی اور شاہ اسحاق دہلوی کے بھی شاگرد ہیں۔ (تذکرہ غوثیہ ص ۲۰)

لہذا ان کی بات جھٹ ہو سکتی ہے تو دہلوی صاحب کے پیروکاروں کیلئے نہ کہ بریلوی اہلسنت کیلئے۔

باوجود اس کے غیر مقلدین کا اس مردود کتاب کو "بریلویت" سے تعبیر کر کے دھوکہ دینا بدترین ہٹ دھرمی و بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟ کتنی ستم ظریفی ہے کہ بریلی والے جس کتاب کا دیکھنا تک حرام فرماتے ہیں غیر مقلدین "مان نہ مان میں تیرا مہمان"

کی طرح اسے زبردستی بریلویت سے تعبیر کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ ان کے پوسٹ مارٹم کے اشتہار کی اس روش سے باقی اشتہار کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں مگر

سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

عقائد باطلہ و دشمنی: مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہابیوں کے ہم عقیدہ "الایمانی" موجد بھائی اور دیوبندی مکتب فکر کے مایہ ناز رہنما و سابق صدر دیوبند مولانا حسین احمد "مدنی" کی زبانی وہابیوں کے امام و ممدوح محمد بن عبدالوہاب کے عقائد باطلہ اور مسلمان دشمنی کی کہانی پہلے پیش کر دی جائے۔ سنئے "مدنی" صاحب لکھتے ہیں:

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوئے اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت و جماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا (انہیں کافر و مشرک قرار دے کر) ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو ہمارے ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف دینا پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے اعمال استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اہل اسلام ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم جملہ مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان کے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔"

دہابیت: "شان نبوت اور حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل و دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا مقولہ ہے: معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ "ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفعہ کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم علیہ السلام سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔"

زیارت رسول مقبول ﷺ کو حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ ممانعت (وہابیہ) بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظوم و ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔

دہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور آئمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں (نازیبا) الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے اکابر کا اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول یہ ہے۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الاتام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

(کتاب شہاب ثاقب از حسین احمد "مدنی" ص ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷)

نوٹ: یہ ہیں محمد بن عبد الوہاب و وہابیوں کے عقائد و معمولات "مدنی صاحب" کے صدر دیوبند تھے اور دوسرا وہ بقول دیانہ سترہ اٹھارہ برس مدینہ منورہ میں رہے۔ باعث محمد بن عبد الوہاب و اہل نجد کے حالات سے ذاتی طور پر زیادہ واقف تھے اس لیے انہوں نے تحقیق و تفصیل سے لکھا ہے۔

یہاں ان لوگوں کیلئے بھی مقام عبرت ہے کہ جو نجدی و ہابی مولویوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والوں کو مورد الزام ٹھہراتے اور یکطرفہ پراپیگنڈا کرتے ہیں انہیں "مدنی صاحب" و نواب صدیق حسن کی بیان کردہ تاریخ و حقیقت کی روشنی میں سوچنا چاہئے کہ محمد بن عبد الوہاب کے پیروکاروں کے پیچھے اہلسنت و جماعت کی کیا کیسے ہو سکتی ہے؟ قصور اقتداء نہ کرنے والوں کا ہے یا ان مولویوں کا؟

مولوی محمد اسماعیل: دہلوی غیر مقلدین و ہابی مکتب فکر کے دوسرے امام ہیں جن کی شان الوہیت و دربار رسالت میں گستاخی و زبان درازی کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک "اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے"۔

(ایضاح الحق ص ۳۵)

(گویا مخلوق کی طرح خالق بھی زمان و مکان کا محتاج ہے۔ والعیاذ باللہ)

☆ خدا تعالیٰ مکر بھی کرتا ہے لکھا ہے "اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہئے"۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۵)

☆ "اللہ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کیلئے ممکن ہے"

(یک روزہ ص ۷۱، ملخصاً)

☆ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۳)

گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں چاہے تو دریافت کر لے چاہے تو بے علم ہو اور اس کیلئے غیب غیب ہی رہے۔ والعیاذ باللہ۔ یہ ہیں ان لوگوں کے "نعرۂ توحید"۔

"رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال بیل اور گدھے کی صورت میں متفرق ہونے سے کئی مرتبہ زیادہ برا ہے"۔ (صراط مستقیم فارسی ص ۹۵، اردو ص ۲۰۱)

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۵۰)

"مقبولین حق کے معجزہ و کرامات جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و عظیم کا وقوع ظلم و جادو والوں سے ممکن ہے"۔ (منصب امامت ص ۱۸)

"محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ..... مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۸)

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی ولی ہو) وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۲)

"بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور ناراض..... ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا..... محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹، ۳۰)

کیا دیوبندی و ہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر بنادیں؟ بے حواس ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے؟

☆ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان ص ۳۶)

(مرزائیوں نے ایک کوکھڑا کیا وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے)

☆ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۹)

☆ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۱)

☆ "جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں کو ہر شیخ پر اپنی امت سے

سردار (بے اختیار) ہے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

☆ "کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی ہی

تعریف ہو وہی کرو اس میں بھی اختصار ہی کرو"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

☆ حضور ﷺ پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا ہے کہ محاذ اللہ

"میں بھی ایک دن سر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۵)

دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور

آپ کو مردہ "مٹی میں ملنے والا" کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

مسلمانو! آنکھیں کھولو اور غور کرو کہ شان الوہیت و شان رسالت کے خلاف

بقول سابق صدر دیوبند "وہابیہ خبیثہ" کے کیسے کیسے خبیث و غلیظ عقائد و نظریات اور کیسی

کیسی گستاخی و بے ادبی کی تا پاک عبارات ہیں اور پھر جن کا ظاہر ایسا ہے ان کا اندرون

باطن کس قدر خبیث و غلیظ ہو گا مگر افسوس کہ یہ لوگ اپنے بڑوں اور گھر والوں سے

پوٹا رٹم کی بجائے "بریلویت کا پوٹا رٹم" کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ع۔۔۔ شرم ان کو گھر نہیں آتی

مرزائیوں سے ہمنوائی، ختم نبوت سے بیوفائی: یہ تو آپ نے پڑھ لیا

مولوی اسماعیل دہلوی نے کتنی جسارت و شقاوت کے ساتھ صرف ایک دو نہیں اللہ

"کروڑوں محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے" کا نظریہ پیش کر کے عقیدہ ختم نبوت میں

تفلیک و امکان و رخنہ اندازی کے ذریعے باغیان ختم نبوت کی راہ ہموار کر کے کس

قدر مرزائیوں کی ہمنوائی و ختم نبوت سے بیوفائی کی ہے۔ اب اس سلسلہ میں

مرزائیوں کے ساتھ وہابیوں کے اندرونی گٹھ جوڑ کی مزید داستان ملاحظہ ہو۔

ابوالکلام آزاد: علماء الہدیث کے امام مولوی ابوالکلام آزاد نے اس سوال پر کہ

"احمدی گروہ کی شرکت اشاعت اسلام میں معترض ہے یا نہیں"۔ یہ جواب دیا کہ "اگر

اشاعت اسلام کا کام یہ فرقہ (یعنی فرقہ احمدیہ) اپنا فرض سمجھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ

فرقہ اس میں شریک نہ ہو۔۔۔۔۔ اس طرح تمام اہل قبلہ متحد و متفق ہو جائیں گویا ایک ہی

خاندان کے فرزند اور ایک ہی شجر محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں"۔

(لہلال ۱۴ جنوری ۱۹۱۳ء ص ۲۶ پندرہ روزہ "نقائص" لاہور ۱۵ جون ۱۹۸۶ء)

وہابیوں کے امام: ابوالکلام آزاد نے مرزائیوں کو اہل قبلہ۔ ایک ہی خاندان کے

فرزند، ایک ہی شجر محبت و اخوت کے برگ و بار قرار دے کر کس فراخ دلی کے ساتھ

مرزائیوں کے ساتھ اتحاد و محبت و اخوت کا رشتہ استوار کیا ہے۔ کیا یہ اسماعیلی نظریہ کی

بیرونی نہیں ہے؟ اور اس سے یہ صاف ظاہر نہیں ہو جاتا؟ کہ

۔ نجدی وہابی مرزائی۔۔۔۔۔ آپس میں ہیں بھائی بھائی

☆ "وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے"۔ (ملفوظات آزاد ص ۱۳۰)

☆ "مولانا ابوالکلام آزاد نے ہمیشہ یہی کہا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا فرض نہیں۔۔۔۔۔

مرزا غلام احمد کے انتقال پر مولانا ان کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے اور مرزا صاحب

کے انتقال پر اخبار "ویل" امرتسر میں طویل تعریفی ادار یہ لکھا"۔

(عبدالحمید سالک کے "نوازش تائے" ص ۱۵، ۱۶ تاریخ احمدیت جلد ۳، ص ۵۷۱،

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "اقبال قائد اعظم اور پاکستان")

ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے۔ جب تک کوئی شخص یہ نہ مانے لا الہ الا اللہ۔ عبد الجبار امام اللہ۔ اس سے ملنا جائز نہیں۔ (اخبار "الجمہیت" امرتسر ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

الحمد للہ دہابیوں کے باہم خاندانی فتوؤں سے ہی یہ ثابت ہو گیا کہ بریل کی اہلسنت کو مشرک و بدعتی قرار دینے والے دہابی خود مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ اور عیسائی تثلیث سے زیادہ تثلیث و کفر و ارتداد میں مبتلا ہیں۔ مگر اپنے گھر کا پوشا درم کرنے کی بجائے عیسائی تثلیث و مرزائیت سے بھی زیادہ اپنے گندے عقائد و نظریات پر پورا ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

مگر..... نہاں کے مانند آں رازے کز سوزند مخفہا

انگریز اور پاکستان دہابیوں کی ہندو و انگریز دوستی اور قیام پاکستان کی مخالفت کے موضوع پر ہماری کتاب "انگریز اور پاکستان کے حامی و مخالف علماء کا بیان" عرصہ سے شائع ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں دہابیوں کے مکروہ کردار کے متعلق اس کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ اشتہار میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔

دہابیہ کی یہودیوں کی طرح تحریف و بددیانتی جاننے کیلئے مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی کی کتاب "نفیہ الطالین" ص ۳۹ ملاحظہ ہو جس میں ۲۰ رکعت تراویح کی عربی عبارت کو نسخ کر کے مع الوتر ۱۱ رکعت لکھ کر نجی باطنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے حاجی امداد اللہ مہاجر کی پیشوائے علماء دیوبند نے فرمایا ہے کہ "غیر مقلد لوگ دین کے راہزن ہیں ان کے اختلاط سے احتیاط چاہئے"۔ (شائم امدادی ص ۵۰)



إِنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا لَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ الْحَرِيقِ ۝

"بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی۔ اُن کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کیلئے آگ کا عذاب ہے" (پارہ ۳۰، سورۃ البروج، آیت ۱۰) تین بار عرض کیا گیا: "یا رسول اللہ! ہمارے نجد کیلئے بھی دعا فرمائیں"۔ فرمایا: "وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا" (جو فتنہ و فساد کا باعث ہوگا) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲)

اہل سنت اہل جنت

اہل حق اہلسنت و جماعت زندہ باد

محمد بن عبد اللہ مہاجر نجری کے متعلق پیشوائے اہلحدیث و دیوبند کا بیان

مومن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مڑے دل سے
تقسیم بھی کرتا ہے نجدی تو مڑے دل سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیشوائے دیوبند: سابق صدر دارالعلوم دیوبند مولوی حسین احمد مدنی نے ابوالوہاب
پیشوائے نجد یہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تحریر کیا ہے کہ:

صاحبو: ”محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور
چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلسنت و جماعت سے کٹ
و قتل کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور
حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً
اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں
نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے (ہزاروں) لوگوں کو ہلاک
اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور
اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

الحاصل: وہ ایک ظالم و باغی، خونخوار فاسق شخص تھا اس وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس
کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے کہ
نصاری سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو اس
کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی
ہیں تو ضرور ہوتا بھی چاہیے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے
جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۴۲-۶۸)

عقائد وہابیہ: محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دنیا
مشرک و کافر ہیں۔ ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز

اللہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں
الفاظ کی تصریح کی ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۴۳)

دوسرا عقیدہ: نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی
بیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت
میں برابر ہیں۔ اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخی ہے۔ جو آحاد امت
کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح اور متعدد (نجدی)
لوگوں سے بالفاظ مکروہ جس کا زبان پر لانا ناجائز نہیں۔ دربارہ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا
ہے اور انہوں نے اپنے رسائل و تصانیف میں بھی لکھا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۴۵)

تیسرا عقیدہ: زیارت رسول مقبول ﷺ و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ
کو یہ طائفہ (نجدیہ) بدعت، حرام و غیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور
و ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان کے سفر زیارت (روضہ) کو معاذ اللہ زنا کے درجہ کو پہنچاتے
ہیں۔ اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا و غیرہ مانگتے ہیں۔

چوتھا عقیدہ: شان نبوت و حضرت رسالت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)
میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور
کائنات خیال کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں
اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اسی وجہ سے تو سب
ذمہ میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ
ہے۔ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد کہ

ہمارے ہاتھ کی لاشی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی

ہے۔ ہم اس سے کئے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخر عالم کی طرف سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔
(شہاب ثاقب ص ۴۷)

حکیم گستاخی: جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے کی نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ان کلمات کفر کے ہونے والے کو منع کرنا چاہیے کہ موزی و گستاخِ شانِ کبریا اور اس کے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
(شہاب ثاقب ص ۵۰-۵۷)

پانچواں عقیدہ: وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ سرِ اقتدار کو فکر و ارادت و مشغولیتِ ربطِ القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت و غیرہ اعمال کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر (صوفیاء) کے اقوال و افعال کو شرک و غیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل (تقشید یہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ) میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستحب بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں۔ فیوضِ روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں۔ (شہاب ثاقب ص ۵۹)

چھٹا عقیدہ: وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسائل جانتے ہیں اور آخر اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں (نازیبا) الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہِ اہلسنت و جماعت کے مخالف ہو گئے ہیں۔ چنانچہ علیہ مقلدین ہند اسی طائفہ شیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہارِ دعویٰ طفلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل و آعدان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق اس حدیث کو مخالف فقہ حنبلی خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۲-۶۳)

گستاخی: ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ ہے۔

یہاں استعمال کرنا معمول بہ ہے۔ میں رکعات (تراویح) کو بدعتِ عمری و غیرہ الفاظ خبیثہ کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ (ص ۶۳)

”فتاویٰ رشیدیہ“ میں متعدد مقامات میں طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر کر دیا ہے اور ان کی اقتداء کو مکروہ کہا کہ سلفِ صالحین و آخرِ مجددین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے (ان پر) فسق عائد ہوتا ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۶۲)

ساتواں عقیدہ: ”اَلْكَرْحَمْلُنْ عَلٰی الْعَرَضِ اسْتَوٰی“ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواءِ ظاہری اور جہات و غیرہ ثابت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۳)

مسئلہ نداء: مسئلہ نداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں (ص ۶۴) وہابی جملہ انواع (نداء) کو منع کرتے ہیں۔ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“

کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ وہابیہ نجد یہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعصانتِ غیو اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ یہ جملہ عقائد ان کے بخوبی ظاہر و باہر ہیں۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور وضو اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ انہی افعال خبیثہ و اقوال وہابیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بے شمار ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۶۵-۶۶)

آٹھواں عقیدہ: وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت ”دلائل الخیرات“ و قصیدہ بروہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال

لوگوں کو قتل کیا۔ وہابی دیار بصرہ میں اور اس کے اطراف میں (بھی) قبائل عرب کو لوٹے تھے اور ۱۷۹۷ء تک ان کی یہی کیفیت رہی۔ (ترجمان ص ۳۴)

☆ محمد بن عبدالوہاب نجدی حنبلی المذہب تھے۔ حال اس کے فساد کا تاریخ مصر وغیرہ میں مفصل تحریر ہے۔ مؤرخین اسلام و مذہب عیسوی دونوں نے اپنی تاریخوں میں حال فتنہ نجد کا جو ۱۲۱۳ھ میں گزرا ہے۔ بخوبی لکھا ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۲۱-۲۲)

نام وہابی: نام وہابی اہل مکہ و مدینہ نے حق میں اہل نجد کے ۱۷۶۰ء میں نکالا۔

(ترجمان ص ۵۷)

مکہ معظمہ: ۱۸۰۳ء میں عبدالعزیز (نجدی) نے ایک لشکر وہابیوں کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اس کا مقدمہ لکھنؤ بنایا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا وہ لشکر مکہ میں پہنچا۔ اس نے اہل مکہ کو زیر کر کے تین مہینے تک اس کے حصار کا محاصرہ کیا۔ اہل مکہ کا توشہ (کھانا دانہ) تمام ہوا۔ ناچار انہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ وہاں کے سرداروں اور شریفوں کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیت قبول کرنے کو لوگوں پر جبر کیا پھر وہاں سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا گیارہ روز محاصرہ رہا (ترجمان ص ۳۵)

مدینہ منورہ: جب سعود (نجدی) کو بنی حرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور ان کے شہروں میں اس نے بہت خونریزی کی اور شہر بیچ میں اترا اور وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ میں گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اس کے خزان اور دقائن سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ساتھ اونٹوں پر بار کر کے خزانہ لے گیا اور ایسا ہی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور لوگوں کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا۔ (ترجمان ص ۳۶)

قبہ خضرئ: سعود نے قبہ مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس کا مرتکب نہ ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے۔ عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے بہت لوگ محروم رہے اور شام و عجم کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہو سکے۔ (ترجمان ص ۳۶)

کر بلا معلیٰ: عبدالعزیز (نجدی) نے ۱۸۰۱ء میں مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ کیا۔ (جس نے) وہاں جا کر خونریزی اور غارت (لوٹ مار) کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹنے والوں پر مباح کر دیا وہاں کی آبادی اکثر ویران ہو گئی۔ (ترجمان ص ۳۴)

طائف: عبدالعزیز (نجدی) نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طائف بھیجا اور انہوں نے وہاں قتل و قلع کے بعد فتح پائی اور کر بلا کی طرح وہاں بھی قتل عام کیا اور اموال ان کے لوٹ لیے۔ (ترجمان ص ۳۴)

بصرہ مکین: اواخر ۱۸۰۳ء میں سعود نے ابونقطہ کو صنعائین کے شہروں میں بھیجا اور اس نے ان شہروں میں داخل ہو کر بہت خونریزی کی۔ لہذا اور حدیدہ کو غارت کیا۔ پھر سعود نے اپنے لشکر کئی بار بصرہ کو بھیجے اور مابین انہوں نے بڑی خونریزی کی اور بصرہ میں داخل ہوئے۔ (ترجمان ص ۳۶)

شام: پھر اپنے ترک غلام کو حصرائے شام کی طرف روانہ کیا اور اس نے جا کر وہاں قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا اور بعد لشکری اس کے فرات سے پار ترے اور وہاں کے ملکوں میں لوٹ مار اور قتل و قلع کی۔ (ترجمان ص ۳۶)

قتل مسلمین: مشہور یہ ہے کہ وہابیہ نجد کے نزدیک قتل کرنا سارے جہاں کے

مسلمانوں کا اور ان کا لوٹنا درست تھا۔ بڑی منڈی اسلام کی مکہ مدینہ اور یمن ہے وہاں کے لوگ بھی محمد بن سعود بادشاہ نجد سے ناراض تھے۔ (ترجمان ص ۵۴)

دس ہزار قتل: ۱۸۱۰ء میں سعود نے بلاد شام کی طرف چھ ہزار سوار لے کر ارادہ کیا اور اس میں پہنچ کر بڑی خونریزی کی اور ۳۵ شہروں کو وہاں کے خراب و برباد کیا اور بلاد شام میں جبراً داخل ہو کر وہاں کے چھوٹے بڑوں کو تہ تیغ کیا اور وہاں دس ہزار آدمی تھے۔ ان میں سے ایک بھی نہیں بچا۔ (ترجمان ص ۳۷)

ہنود سے بڑھکر: جو کاروائی ان لوگوں (وہابیوں) نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہنچی وہ معاملہ کسی مسلمان ہندو وغیرہ نے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا اور اس طرح کی برأت کسی شخص کو نہیں ہو سکتی۔ (ترجمان ص ۴۰)

لرزہ خیز انکشاف: سعود نجدی کی لڑائی بوہروں اور عرب کے (مسلمان) بدوؤں سے تھی کسی ہندو راجہ یا سرکار انگریز سے نہ تھی۔ نام کے مسلمانوں سے تھی اور وہ (اپنے سوا) سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر سمجھ کر خون کرنا اور لوٹنا خلق کا اچھا جانتا تھا۔ (ترجمان ص ۶۰)

☆ جہاد ان (محمد بن عبدالوہاب) کا صرف وہاں (حجاز عرب) کے مسلمین باوجود نقیض کے ساتھ تھا۔ نہ دوسرے ملت والوں کے ساتھ۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۱)
جیسا کہ (مشکوٰۃ ص ۵۳۵) حدیث میں ان لوگوں کے متعلق آیا ہے کہ ”مسلمانوں سے لڑیں گے اور کفار سے باز رہیں گے۔“



وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
”اور اللہ کی رشتی مضبوط تھام لو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو“
(پارہ ۴، رکوع ۲)

اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَن شَدَّ شَدَّ فِي النَّارِ
بڑی جماعت کی پیروی کرو پس تحقیق جو الگ ہوا جہنم میں ڈالا گیا۔
(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰)

سرکارِ احمدیہ کے خلاف فیصلہ مکہ کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عارف باللہ: عاشق رسول (ﷺ) صاحب علم و کشف، جامع شریعت و طریقت، امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ علماء و اولیاء امت میں ایک بلند پایہ شخصیت ہیں۔ مشہور غیر مقلد مولوی حافظ عبدالقادر روپڑی کے مفت روزہ "تنظیم الجمہ عدت لاہور" دسمبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے "سید الصوفیاء خاتم الاولیاء امام عبدالوہاب شعرانی صوفیاء کرام میں بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔"

اسی جلیل الشان امام نے ائمہ مجتہدین بالخصوص ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کے اجتہاد و اختلافی مسائل و ان کے اسرار اور تقلید کے بارہ میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے "عقلی نقلی روحانی کشفی طور پر بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی کتاب "المیزان الکبریٰ" بہت ہی اہمیت و قدر و قیمت کی حامل ہے۔ اس کتاب میں خود شامل ہونے کے باوجود آپ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو "امام اعظم" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ مذہب حنفی کی جامعیت و بزرگی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مذہب امام میں یہی مذہب اول ہے اور یہی سب میں آخر ہوگا۔" نیز اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ سب ائمہ مجتہدین وحی الہی و فیضان نبوی سے مستفیض اور سرچشمہ شریعت سے بہرہ ور ہیں۔ ان کے اقوال شجر شریعت کی شاخیں اور پتے ہیں اور جو ان کے اقوال کو شریعت سے خارج بناتا ہے وہ درجہ عرفان سے قاصر ہے۔"

علاوہ ازیں مختلف نقشبندوں کے ذریعے تمام صورت حال سمجھاتے ہوئے مقلدین ائمہ کو بشارت سناتے ہیں کہ "تمام ائمہ مجتہدین اپنے مقلدین کی شفاعت کریں گے اور دنیا برزخ قیامت میں پل صراط عبور کرنے تک تمام مشکلات میں مدد ملائے گا۔" مگر انی فرمائیں گے جس مذہب کا مقلد اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے گا۔

دروازہ جنت تک پہنچائے گا۔ مزید فرمایا "اے بھائی خوش ہو اور جس امام کی تقلید کرتا ہے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔" (المیزان الکبریٰ متفرق و مخلص ص ۵۵۲-۵۵۳) علامہ سید احمد مصری شارح "در مختار" علیہ الرحمۃ الغفار نے فرمایا "اہلسنت کا یہی کردار آج چار مذاہب میں مجتمع ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اللہ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اب جو ان چار سے باہر ہے وہ بدعتی اور جہمی ہے۔" (الفضل الموہبی ص ۲۳، بحوالہ حاشیہ طحاوی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جن کے متعلق غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ "شاہ ولی اللہ صاحب تمام الجمہ عدت ہند کے سلسلہ عدت میں استاد ہیں۔" (فیصلہ مکہ ص ۱۲) آپ اپنی کتاب "عقد الجید" میں ایک مستقل باب قائم کر کے فرماتے ہیں "مذہب اربعہ سے وابستگی کی تاکید اور ان کے چھوڑنے کی شدید ممانعت۔ جان لینا چاہیئے کہ ان مذاہب سے وابستگی میں عظیم مصلحت ہے اور انکے چھوڑنے میں بڑا فساد ہے۔ مولانا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "سواوا عظیم (بڑی جماعت) کی پیروی کرو۔" اور علامہ مذاہب حقہ میں چار کے علاوہ باقی مفقود ہو گئے ہیں لہذا ان چار کا اتباع سواوا عظیم کا اتباع ہے اور ان سے نکلتا سواوا عظیم سے نکلتا ہے۔" (عقد الجید ص ۵۳-۵۶)

رسالہ "الانصاف" میں فرمایا "پہلی دوسری صدی میں مذہب معین کی تقلید پر کمال نہیں تھا مگر اس کے بعد اس کے التزام کا ظہور ہوا اور یہ اس زمانہ میں واجب ہو گیا۔ یہ ایک راز تھا جو اللہ تعالیٰ نے علماء کو الہام فرمایا اور اس پر انہیں جمع کیا۔"

(الانصاف ملخصاً ص ۳۱-۳۳-۳۵)

میر مقلدین: آئمہ اربعہ، تقلید آئمہ اور مذاہب اربعہ کے متعلق امام شعرانی جیسے عارف باللہ علامہ طحاوی جیسے جلیل القدر فاضل فقیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جیسے

نامور محدث کے ارشادات کے مطالعہ کے بعد اب غیر مقلدین وہابیہ کے دیگر ارشادات گستاخانہ عقائد باطلہ کے علاوہ تقلید ائمہ و مقلدین کے متعلق دریدہ فنی و جہت سے ملاحظہ ہو۔ غیر مقلدین ہی کے ہم عقیدہ دیوبندی وہابی مولوی سرفراز گلکڑوی کی کتاب "مقام ابوحنیفہ" میں لکھا ہے کہ "ہمارے غیر مقلد بھائی..... تقلید ائمہ کو شرک قرار دیتے ہیں..... ان سب (مقلدین) کو مشرک کہہ کر اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ خصوصیت سے تمام ائمہ کو چھوڑ کر امام اعظم ابوحنیفہ پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ اس جماعت کی دریدہ فنی فقہاء اُمت کی شان میں گستاخی اور استہزاء اور بے بنیاد الزامات کے حملے روزمرہ کی بات ہو گئی ہے..... غیر مقلدین کا زور ملنے سے زیادہ اسی بزرگ امام (ابوحنیفہ) پر صرف ہوتا ہے۔" (مقام ابوحنیفہ ص ۲۲-۳۱)

لرزہ خیز فتویٰ: غیر مقلدین..... (کے نزدیک) مقلدین اور خصوصیت سے اہلسنت و جماعت میں داخل نہیں ہیں اور فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ میں تو وہ کسی طرح شامل نہیں ہیں اور تقلید اختیار کرنے کی وجہ سے وہ گمراہ اور باطل فرقوں میں شامل ہیں۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی عورتوں سے باہر نکاح غیر مقلدین کو نکاح کر لینا بھی جائز ہے۔ (طائفہ منصورہ ص ۹۹) مولوی سرفراز گلکڑوی کا انکشاف حقیقت: غیر مقلدین کی ان خرافات سے اہلسنت و جماعت کے خلاف کے بحث باطنی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ غیر مقلدین کی یہ خرافات دیوبندی مولوی زبانی ہم نے اس لئے بیان کی ہیں تاکہ غیر مقلدین پر بالخصوص تمام جہت سے چل جائے کہ غیر مقلدین دیوبندی وہابیوں نے "سواد اعظم اہلسنت" کے نام سے تنظیم تبلیغی مذہبی اتحاد قائم کیا ہے وہ سراسر دھوکہ و مغالطہ اور وہابیت کی اشاعت کی ایک سکیم ہے۔ ورنہ ان خرافات و اپنی اقلیت کے باعث نہ غیر مقلد وہابی "سواد اعظم اہلسنت"

ہوتے ہیں اور نہ ہی دیوبندی "سنی حنفی" ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے ویدہ دانستہ امام اعظم کے گستاخ و اہلسنت احتلاف کو مشرک قرار دینے والوں کو "سواد اعظم اہلسنت" ظاہر نہیں سے دونوں فریق کا "ایک جان دو قالب" ہونا ثابت ہو گیا۔

تقلید ائمہ کے انکار کا وبال: غیر مقلدین کے انکار تقلید حضرات ائمہ اربعہ و خصوصیت سے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی و مقلدین اہلسنت پر ناحق فتویٰ بازی و لٹل مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کہ:

گر خدا خواہد کہ پردہ کس ورد..... میلش اندر طعنہ پا کاں زند
غیر مقلدین پر ایسا وبال پڑا اور اتنی پھٹکار نازل ہوئی کہ کتاب و سنت کی پابندی کے دعویدار تقلید ائمہ کو مشرک و بدعت اور انتشار و فرقہ بندی قرار دیتے تھے وہ خود اپنے اپنے حلقہ و گروپ کے وہابی مولویوں کے مقلد بن گئے۔ روپڑی پارٹی، شائی پارٹی، غرباء الجمہیہ و شیعہ پارٹی اور غزنوی پارٹی میں بٹ گئے جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ غیر مقلدین نے کتاب و سنت کی پیروی کیلئے تقلید کا انکار نہیں کیا بلکہ اپنی اپنی لیڈری، مطلق العنانی و اراشات کی پیروی کیلئے یہ لوگ ائمہ دین و مقلدین کے مخالف ہو گئے اور ائمہ مجتہدین سے بڑھ کر قرآن و حدیث سمجھنے کے دعوے میں اپنے بھٹکے کہ آپس ہی میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے اور درود کی گدائی کرنے لگے۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیں

استانِ ثناء اللہ: نام نہاد الجمہیہ (غیر مقلدین) کے عمومی انتشار و باہمی پارٹی بازی کے اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ "سردار الجمہیہ" مولوی ثناء اللہ امرتسری جنہیں مولوی عبدالعزیز غیر مقلد کے بقول "عربی زبان میں تقریر کرنے بلکہ عمدہ گفتگو کا بھی علم نہیں تھا۔" (فتنہ ثنائیہ ص ۳۲)

انہوں نے عربی زبان ہی میں "تفسیر القرآن بکلام الرحمن" لکھ ڈالی اور اس

میں اپنی غیر مقلدیت و مطلق العنانی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جس سے خود تیار ہو گئے اور "فتاویٰ" کے دفتر تیار ہو گئے۔

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہے

میری سنو جو گوش فصاحت نبوش ہے

اربعین: پہلے اس سلسلہ میں مولوی عبدالحق غزنوی شاگرد مولوی عبداللہ غزنوی نے ایک کتاب لکھی "الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی مذہب المحدثین"۔ اس کتاب میں اختصار کے باوجود مولوی ثناء اللہ کی چالیس تفسیر کی افلاطون پر گرفت کی گئی۔ مولوی عبداللہ نے لکھا ہے کہ "تفسیر عربی مولوی ثناء اللہ کشمیری امرتسری میری نظر سے گزری۔ تفسیر ایک افلاطون کا مجموعہ تاویلات کا ذخیرہ دیکھا..... الفاظ غلط معنی غلط استدلال غلط تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی"۔ (اربعین ص ۳)

☆ "ثناء اللہ" فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے۔ تاسخ و منسوخ "نکاح معجزات" کرامات صفات باری دیدار الہی میزان عذاب قبر عرش لوح محفوظ اور الارض طلوع شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ..... سب آیتوں کو بتقلید کفرہ یونان و فرقہ ضالہ معتزلہ و قدریہ و جہمیہ فذلیم اللہ محرف و مبدل کر کے سبیل موئین کو چھوڑا..... نہ تو جنت کا اقرار نہ ظلمان بہشت کا اثبات"۔ (اربعین ص ۵-۲۶)

☆ "افسوس بظاہر دعویٰ احمد بیٹ اور در باطن شیوہ منکر حدیث باطل"۔

(ص ۶۶ اربعین)

☆ "افسوس نام تو احمد بیٹ رکھ لیا مگر تفسیر نبوی کو کہیں پسند نہیں کیا"۔

(ص ۲۱ اربعین)

استفتاء: "ثنائی تفسیر کے رد میں کتاب "اربعین" کی تصنیف کے بعد احمد بیٹ مولوی عبدالحق غزنوی نے اپنی کتاب علماء احمد بیٹ کی خدمت میں بصورت استفتاء بدیں الفاظ پیش کی "میں نے ان چالیس افلاطون پر اس واسطے استغنا کی کہ بہت طویل مضمون کو ایک شوق سے نہیں دیکھتے۔ ورنہ ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر سب الحاد اور تحریف یہودیہ سے بھری ہوئی ہے اور یہ تفسیر میرے نزدیک تفسیر ہالرائے ہے اور اس کا مصنف ٹھیک ٹھیک اس حدیث کا مصداق ہے کہ "جس نے اپنی رائے سے قرآن میں قول کیا" اسے اللہ کا نا جہنم میں بہانا چاہئے" اس کا مصنف بے شک اہل اعتزال اور اہل اہوا اور کفریوں کا طریقہ رکھتا ہے ایسا شخص اہلسنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں۔ اور اس کی تفسیر خلاف اہلسنت و جماعت کے ہے یا نہیں"۔

(عبدالحق غزنوی شاگرد مولوی عبداللہ غزنوی)

فتویٰ: "سردار احمد بیٹ" مولوی ثناء اللہ امرتسری کے خلاف اس استفتاء کے جواب اور "اربعین" کی تائید میں پاک و ہند کے تقریباً نوے علماء احمد بیٹ و دیوبند نے فتویٰ دیا۔ (اختصاراً چند فتوے درج ذیل ہیں)

مولوی عبدالرحیم غزنوی: "ایسی خرافات کا قائل (ثناء اللہ) بدعتیوں، گمراہوں، گمراہ گروں کا لیڈر ہے۔ ہر مسلمان خصوصاً احمد بیٹ پر لازم ہے کہ اس بدعتی سے اجتناب کریں نہ اس کی امامت جائز ہے اور نہ اس کے متعلقین کو سلام کرنا جس نے ثناء اللہ کو امام بنایا اور اس کی تعظیم کی وہ اس وعید میں داخل ہے کہ جس نے بدعت کا آغاز کیا یا اپنی کو پناہ دی اس پر اللہ اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہو"۔ (اربعین ص ۲۸)

مولوی محمد حسین پٹالوی: تفسیر ثنائی کو اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر کہا جائے تو

بھی درست ہے۔ اگر چکڑ الوی کی تفسیر کہا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر نیچری کی تفسیر کہ جائے تو بھی مناسب ہے۔ اس تفسیر کا مصنف مرزائی چکڑ الوی اور خالص نیچری ہے۔ اس کا الحدیث کہلاتا محض اہلہ فریبی و دھوکہ دہی ہے جس سے اس کا مقصد الحدیث کو اپنے جال میں پھانسان کا مال مارنا اور گلے کمانا ہے۔ یہ شخص درپردہ نبوی کا منکر ہے اور حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے اور اپنے اسلاف معتزلہ و مجاہد کے آراء کو واجب العمل اور مقدم سمجھتا ہے۔ (اربعین ص ۴۳)

مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی: "تفسیر ثنائی کے غلط ہونے میں کوئی کلام نہیں"۔ اس تفسیر میں مولوی ثناء اللہ کا موافق نہیں ہوں۔ میں اس کو ایک نیا خط سمجھتا ہوں۔ (اربعین ص ۴۴)

"مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی جماعت الحدیث کیلئے ایک فتنہ ہے اور حرام الی فتنہ سے یہ زیادہ فتنہ ہے۔" (کتاب فتنہ ثنائیہ ص ۱)

فیصلہ آ رہ: تفسیر ثنائی کا مسئلہ الحدیث علماء آ رہ کے سامنے بھی بالخصوص پیش ہوا۔ انہوں نے بھی اس تفسیر کو محدثین کے مسلک کے خلاف اور گمراہ فرقوں کے خیالات کے موید لکھا اور مخالفین الحدیث کی خوشنودی کا موجب قرار دیا۔

(فیصلہ مکہ ص ۶ فتنہ ثنائیہ ص ۴)

فیصلہ مکہ: بالآخر یہ مسئلہ مکہ مکرمہ تک پھیل گیا اور وہاں سعودی عرب کے حکمران سلطان عبدالعزیز ابن سعود اور علماء نجد کی مجلس میں مولوی ثناء اللہ اور غزالی علماء ہوئے۔ وہاں بھی مولوی ثناء اللہ مجرم قرار پائے اور توبہ نامہ پر آمادہ ہو گئے مگر جب نامہ پر دستخط کرنے کی توبہ آئی تو صاف انکار کر دیا جس پر سلطان نے مایوس ہو کر کہا کہ "اس کو چھوڑ دو کہ چلا جائے یہ توبہ کرتا دکھائی نہیں دیتا۔"

(کتاب فیصلہ مکہ ص ۱۴ تصنیف عبدالعزیز سیکرٹری مرکزی جمعیت الحدیث ہند لاہور)

علماء نجد: مولوی ثناء اللہ کے توبہ سے انکار پر "پاک و ہند" کے علماء الحدیث کی طرح علماء نجد نے بھی ان پر فتویٰ صادر کیا جو کتاب "فیصلہ مکہ" میں شائع ہوا۔ اختصاراً علماء نجد کا فتویٰ درج ذیل ہے۔

شیخ عبداللہ بن سلیمان قاضی القضاۃ علاقہ نجد و حجاز نے لکھا: "ارباب علم و فضل کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو تنبیہ کریں تاکہ عوام جہال اس کے دھوکہ میں نہ آجائیں۔" ان نے ان (ثناء اللہ) کو الحدیث و اہلسنت کے مذہب و مسلک کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی مگر باوجود ان سب باتوں کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔ (فیصلہ مکہ ص ۱۵)

شیخ محمد بن عبداللطیف قاضی ریاض نے لکھا: "میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ یہ (تفسیر ثنائی) ایک بدعتی اور گمراہ کی کلام ہے۔ پس نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتداء جائز ہے نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ اس کے کوئی بات روایت کی جائے۔ اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس سے بچنا اور کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے۔" (فیصلہ مکہ ص ۱۷)

شیخ سلیمان بن محمد نجدی نے لکھا: "اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور کام کا یہ فرض ہے کہ اس کو زبردستی قتل کریں۔ نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دھا کیلئے کھڑا ہو۔" (فیصلہ مکہ ص ۲۰)

شیخ حسن بن یوسف زکریا نے لکھا: "وہ (ثناء اللہ) ایک بڑا آدمی ہے۔ اپنی خواہشات کا غلام ہے اور اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ کی کلام میں کوئی ایسی

جرات نہیں کر سکا مگر وہی جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو۔ (فیصلہ مکہ ص ۱۸)

علامہ توفیق شریف نے فیصلہ مکہ کے متعلق بیان کیا ہے کہ ”اکثر علماء کی رائے یہ تھی کہ ایسا شخص (ثناء اللہ) کافرو فاسق ہے۔ اس کی کتابیں دیکھنے کے قابل نہیں انداز پر سلام کیا جائے نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔“ (فتنہ ثنائیہ ص ۴۲)

الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیۃ: ”سردار احمد بیٹ“ ثناء اللہ امرتسری کی تردید و تہلیل میں فیصلہ مکہ کے علاوہ ایک اور کتاب ”الفیصلۃ الحجازیۃ السلطانیۃ“ بھی شائع ہوئی۔ کتاب غیر مقلد مولوی عبدالاحد خانپوری کی ہے جس میں سلطان عبدالعزیز سے مولوی ثناء اللہ کے مرتد و واجب القتل کی تائید و تصدیق کو ”فیصلہ حجازیہ سلطانیہ“ کے نام سے شائع کیا گیا۔ خانپوری صاحب نے ثناء اللہ کی تکفیر میں ”اظہار کفر ثناء اللہ“ مجموعہ اصول آمنت باللہ کے نام سے ایک اور کتاب لکھی۔ جس میں ”بوجہ کثیرہ ثابت کیا کہ وہ تمام کفار روئے زمین سے بدتر ہے خواہ وہ مشرکین بت پرست ہوں جیسے ابو جہل وغیرہ کوئی اور قسم ہو۔“ (فیصلہ حجازیہ ص ۱۰)

خانپوری فیصلہ حجازیہ سلطانیہ میں لکھتا ہے کہ ”میں نے دلائل پیش کر کے امیر المؤمنین سلطان ابن سعود کے ذہن نشین کروایا کہ ثناء اللہ محمد و زندقہ و مرتد و فوری واجب القتل ہے۔۔۔۔۔ امیر المؤمنین بار بار فرماتا کہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو تمہارا ہے۔۔۔۔۔ اگر ثناء اللہ ہمارے ہاں کی رعیت ہوتا تو اس کے ساتھ ہم ویسا ہی کرتے۔“

(فیصلہ حجازیہ سلطانیہ ص ۶-۷-۸ ملخصاً)

الاجحد بیٹ کی جہالت: ”اس زمانہ کے الاجحد بیٹ کی جہالت ہے کہ ایسے ہاں

لذیق کو الاجحد بیٹ خیال کرتے ہیں اور اس سے مقاطعہ نہیں کرتے۔ یہ بدعتی جھمیہ الاجحد بیٹ حقیقت میں اہل حدود ہیں اور اس زمانہ میں رافضی کے خلیفے ہیں۔“

(فیصلہ حجازیہ سلطانیہ ص ۲۸)

روپڑی فتویٰ: حافظ عبدالقادر روپڑی کے بزرگ مولوی عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ ”ہم (ثناء اللہ) کو جہنمی معتزلی ملحد کافر بلکہ خبیث مانتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ سے دوستی نہ رکھو کیونکہ وہ بے دین آدمی ہے۔“ (مظالم روپڑی ص ۵، الاجحد بیٹ امرتسرہ ص ۵-۷-۱۷) دیگر عقائد باطلہ: فتاویٰ ”پاک و ہند“ فیصلہ مکہ اور فیصلہ حجازیہ سلطانیہ کے ضمن میں ”سردار احمد بیٹ“ کے عقائد کفریہ کے اظہار کے علاوہ اس کے عقائد باطلہ کی مزید فہرست ملاحظہ ہو۔

شان الوہیت سے بغاوت: ”ثناء اللہ راوپنڈی میں آریہ کے ساتھ بحث کرنے کو آیا۔۔۔۔۔ آریہ نے کہا قرآن میں لکھا ہے:

ان الله على كل شيء قدير۔ (پارہ ۲۰، سورہ الحکمت، آیت ۲۰)

تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ سو اس اچھل الناس (ثناء اللہ) نے کہا کہ ہاں (اللہ) قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔۔۔۔۔ اگر آریہ ثناء اللہ سے کہتا کہ اللہ عزوجل اپنے مرنے پر یا بہر اوتارنا یا ناکو نگا ہونے پر یا عاجز اور جاہل ہونے پر یا ممکن یا معدوم یا محال ہونے پر قادر ہے تو امید ہے کہ کہہ دینا کہ ہاں قادر ہے۔ وہ خالق کو مخلوق مصنوع مجہول۔۔۔۔۔ مانتا ہے کیونکہ جب اس کی مثل ایسی ہے تو وہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ بحکم مسیٹ کے۔ معاذ اللہ (فیصلہ حجازیہ سلطانیہ ص ۲۳ ملخصاً)

مرزا سیت نوازی: مولوی عبدالعزیز نے کتاب فیصلہ مکہ میں مولوی ثناء اللہ سے چند

خطابات کئے ہیں جن سے ”سردار احمد بیٹ“ کے عقیدہ و کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ خلافت کمیٹی کے نائب صدر تھے جب گرفتاری کا زمانہ آیا تو مع اپنے بھائی کے دم دیا کر بھاگ گئے۔ آپ نے چکڑ الویوں کی صدارت میں تقریر کی۔ آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔ آپ نے دھرم بھکشاوریہ مناظر کو جس مرزائیوں سے مناظرہ تھا اپنی کتابوں سے اعداد کی۔ آپ نے جبراسود کو اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے نہ چوما نہ اشارہ کیا۔ اسی بدعقیدگی کی وجہ سے آپ نے خودی جمار نہیں کیا۔ (فیصلہ مکہ ص ۳۶-۳۷)

فقہہ ثنائیہ: ”سردار احمد بیٹ“ جب ”علماء احمد بیٹ ہند“ ”فیصلہ مکہ“ کے بعد بھی اپنی ہٹ دھرمی و فقہ انگیزی سے باز نہ آئے تو سیکرٹری جمیعت احمد بیٹ مرکز یہ ہند لاہور نے کتاب ”فقہہ ثنائیہ“ میں ان کا محاسبہ کیا جو ثنائی تابوت میں آخری شیخ ثابت ہوا۔

حرف آخر: ہم نے غیر مقلدین کی نایاب کتب سے ان کے ”سردار احمد بیٹ“ کا مکمل نقشہ پیش کر دیا ہے جس میں جائے عبرت بھی ہے کہ ائمہ کرام کے مخالف و تقلید کے منکر ہو کر ان کا کیسا انجام ہوا اور مقام نصیحت بھی ہے کہ وہ فتاویٰ عالمگیری و علماء اہلسنت پر کچھ اچھالنے کی بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور خود اپنے اور اپنے ”سردار احمد بیٹ“ کی توحید و ایمان کا ثبوت دیں اور یا فیصلہ مکہ و فیصلہ حجازیہ کے مطابق ثناء اللہ کو کافر و مرتد اور محمد و زید بن قریب قرار دیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سیدی یا حبیب الله

”احمد بیٹ“ کے خلاف مرزا علی وحید الزمان کا بیان

ہ اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجد یو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان کیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مولوی وحید الزمان: آنجہانی موجودہ وہابی مولویوں کی طرح ایک عام مولوی نہ تھے بلکہ غیر مقلدین وہابیوں کے اکابر علماء میں سے تھے اور الہجدیث وہابیوں میں ان کا علمی و تحقیقی مقام بہت اہم تھا۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ”میں نے اپنے زمانہ و عمر کا طویل و جلیل حصہ کتاب و سنت کے مطالعہ اور کتب آمد سے ان کے پوشیدہ اسرار کی جستجو میں گزارا ہے یہاں تک کہ میں نے چھ مشہور کتب حدیث اور قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا“۔ (ہدیۃ الہدی ص ۳) ملخصاً

”الجدید“: مسلک الہجدیث کے ترجمان (جس کا نام ہی مفت روزہ ”الجدید“ لاہور ہے) نے ۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ کی اشاعت میں مولوی وحید الزمان حیدر آبادی کے تعارف میں لکھا ہے۔ ”بہت بڑے مفسر اور محدث۔ تفسیر وحیدی کے نام سے قرآن مجید کا حاشیہ لکھا، اور اس کے ساتھ پورے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کا اردو ترجمہ کیا“ ان کے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً چالیس کے قریب ہے۔

الاختصار: جماعت الہجدیث کے ترجمان مفت روزہ ”الاختصار“ لاہور نے ۱۵ شعبان ۱۴۰۲ھ کی اشاعت میں لکھا ہے کہ ”مولانا وحید الزمان خاں مرحوم نے نواب صدیق حسن خاں کے ارشاد سے کتب صحاح ستہ..... کا اردو ترجمہ مع تشریحی نواد کے کیا تھا۔ مرحوم کا یہ کارنامہ ان کے مسلک کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔“

مولوی وحید الزمان: چونکہ علمی لحاظ سے خود اکابر وہابیہ میں سے ہیں اور انہوں نے اپنے فرقہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے اس لئے انہوں نے عام وہابی مولویوں کے برعکس اختلافی مسائل میں قدرے تحقیق و انصاف سے کام لیا ہے اور اپنے بعض علماء کی سچائی کی ضروری کم علمی اور جارحانہ روش کی بھی نقاب کشائی کی ہے۔

شخصیت پرستی: مولوی وحید الزمان رقمطراز ہیں کہ ”ہمارے الہجدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی، شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑ گئے“۔ (بھائیوں کے لئے۔ بھائیوں اور غور کرو جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ، ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔“

(وحید اللغات، حیات وحید الزمان ص ۱۰۲)

سینہ زوری کی مذمت: ”جو (لوگ) اپنے تئیں الہجدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین اور صحابہ و تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے، اس کو بھی نہیں سنتے۔“

(وحید اللغات، حیات وحید الزمان ص ۱۰۲)

مشرک گری کی مذمت: ”ہمارے بعض الہجدیث بھائیوں نے دین میں غلو و حد سے تجاوز کیا (اور مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر) مشرکوں اور مومنوں کے درمیان امتیاز نہیں کیا اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں تشدد کیا اور ان میں سے بعض نے تو علم اصول دین کو بھی چھوڑ دیا اور بیان کیا ظن و تخمین سے جو بیان کیا۔“

(ہدیۃ الہدی ص ۳)

”ہمارے بعض متاخرین (محمد بن عبد الوہاب و اسماعیل دہلوی الہجدیث) بھائیوں نے شرک کے مسئلہ میں تشدد کر کے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا اور مکروہ و حرام امور کو بھی شرک قرار دے دیا..... اگر ان کی غرض شرک عملی و سد ذرائع نہیں تو وہ غالی و تشدد فی الدین ہیں۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ”دین میں غلو نہ کرو“۔ اور تشدد فی الدین

خوارج کی علامت ہے جو دین سے نکل گئے، عہد سے پھر گئے، اور ہم ان امور پر ان لئے تنبیہ کرتے ہیں کہ ہمارے الہدیہ بھائی غلطی کرنے سے بچ جائیں۔

(ہدیہ المہدی ص ۲۶)

اسماعیل دہلوی کی مذمت: ”ہمارے ساتھیوں میں سے شیخ اسماعیل دہلوی نے تمام اقسام شرک کو غیر مغفور قرار دے کر غلطی کی ہے اور اس میں شرک فی العادۃ بھی شامل کر دیا ہے۔“ اور اسے شرک اکبر بنا کر اس کے فاعل کو کافر قرار دیا ہے جو کہ ظلم عظیم ہے۔ (ہدیہ المہدی ص ۱۷، ۳۷)

نعرۂ رسالت: ”دعا بمعنی ندا، غیر اللہ کے لئے مطلق جائز ہے چاہے زندہ ہوں یا انتقال فرما گئے ہوں۔ حدیث اعلیٰ (ناہینا صحابی) سے

”يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اتَّوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّي“

کہنا ثابت ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔

”يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِينُونِي“

کہو اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

صحابی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جب پاؤں پھسلا تو انہوں نے ”وامحمداه“ کا لہر لگایا جب روم کے بادشاہ نے مجاہدین اسلام کو عیسائیت کی ترغیب دی تو انہوں نے بوقت شہادت ”یا محمداه“ کا نعرہ لگایا۔ جیسا کہ ہمارے اصحاب میں ابن جوزی نے روایت کیا۔ اویس قرنی نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر تین ما ”یا عمرہ“ کا نعرہ لگایا۔

نواب صدیق حسن نے اپنی بعض تصانیف میں ابن قیم اور قاضی شوکانی کو بد الفاظ ندا کی ہے۔

قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے

ظاہر ہوا: کہ عوام جو یا رسول اللہ یا علی یا غوث کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہم ان کے اس ہارنے پر شرک کا فتویٰ نہیں دیں گے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتول کفار کو یا فلاں یا فلاں کہہ کر ثناء فرمائی۔ اور صحابی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی

”يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اتَّوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّي“

وارد ہے جسے امام بیہقی و علامہ جزری نے صحیح قرار دیا ہے اور امام ترمذی نے حدیث حسن صحیح کہا ہے۔ اور ایک روایت میں یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ بھی آیا ہے۔

اور ”يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِينُونِي“ بھی حدیث میں آیا ہے۔ مولانا محمد اسحاق دہلوی نے کہا کہ ”صلوٰۃ و سلام کی میت سے نبی کو پکارنے (مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے) کا جواز ظاہر ہے۔“ (ہدیہ المہدی ص ۲۳، ۲۴ ملخصاً)

فائدہ: نعرۂ رسالت، یا رسول اللہ اور اس کے تحت نعرۂ حیدری، یا علی۔ نعرۂ غوثیہ، یا غوث اعظم کے ثبوت میں مولوی وحید الزمان صاحب نے نواح حدیث و روایات نقل کی ہیں اور دو حوالے نواب صدیق حسن اور مولوی محمد اسحاق دہلوی کے پیش کئے ہیں جو ان نام نہاد ”الہدیہ“ کے لئے لکھ کر یہ ہیں جو مدعیان عمل بالہدیہ ہونے کے باوجود اتنی احادیث و روایات اور مولوی وحید الزمان جیسے اپنے مفسر و محدث کی تحقیق کے برعکس نعرۂ رسالت سے منع کریں اور اسے شرک ٹھہرائیں اور خود الہدیہ کی بجائے ”تارک احادیث“ قرار پائیں اور منکر حدیث کہلائیں۔

دور سے سننا: ”اگر کسی کا گمان ہو کہ عام لوگوں کی بہ نسبت نبی، علی، ولی کا سننا زیادہ

ہے۔ لہذا ان کا سنا تمام ممالک و اطراف زمین کو شامل ہے تو نہ یہ شرک ہوگا نہ ایسے لوگ مشرک ہوں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ بلکہ بعض حیوانات کو بھی عام لوگوں کی بہ نسبت دیکھنے سننے کی طاقت زیادہ وسیع و قوی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ دلیلی نے مسند القردوس اور ابو یعلیٰ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے پس جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے یا محمد! فلاں کے بیٹے فلاں نے ابھی آپ پر درود پڑھا ہے۔“

محدث عقیلی و امام بخاری نے بھی حضرت عمار سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ”اللہ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔“ (اور وہ میری قبر پر مقرر ہے) طبرانی کی روایت میں

”اعطاه اسماع الخلاق کلہا“

کے الفاظ ہیں کہ اس فرشتہ کو کل مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ (چاہے پڑھنے والا دور و نزدیک کہیں بھی ہو کسی زمانہ میں ہو) اور یہ حدیث حسن ہے۔ (موضوع ضعیف نہیں ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ

”اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو ملک الموت کے سامنے ایک پیالہ کی طرح بنا دیا ہے (اور وہ کھانا کھانے والے کی طرح) سارے پیالہ پر نظر رکھتے ہیں اور روحیں قہقہہ کرتے ہیں۔“

(لہذا جب یہ سب کچھ ممکن و واقع ہے تو کسی کا نبی، علی، ولی کے لئے دور و نزدیک سے ایسے سننے کا نظریہ شرک نہیں ہو سکتا)۔ (ہدیۃ المہدی ص ۲۳، ۲۵)

وسیلہ نبی و ولی: ”رب تعالیٰ کی جناب میں اعمال صالحہ کا وسیلہ کتاب و سنت کی انس

جائز ہے تو اس پر قیاس کر کے صالحین کا وسیلہ بھی جائز ہے۔ اسی طرح جب غیر اللہ کا وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو پھر زندوں کے وسیلہ کی کیا تخصیص ہے؟ زندوں کی طرح حال کر جانے والوں کا وسیلہ بھی جائز ہے۔

حدیث ابدال میں ہے کہ ”میری امت میں تیس مردان خدا ابدال ہیں انہی کے وسیلہ و طفیل سے زمین قائم ہے انہی کے وسیلہ سے بارش ہوتی ہے انہی کے وسیلہ سے ہماری مدد کی جاتی ہے۔ صحابی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک شخص کو وہ دعا سکھائی جس میں ہے۔

”وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ“

”میری حدیث میں ہے:

”يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي“

نواب صدیق حسن نے کہا۔ یہ حدیث حسن ہے، موضوع نہیں۔ اور حافظ ترمذی نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور حاکم و طبرانی و بیہقی نے روایت کی ہے کہ ”آدم علیہ السلام نے بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا کی تو اللہ سبحانہ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا ”تیرے بحق محمد سوال ہمیں نے تجھے بخش دیا“۔ محدث حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔“

(ہدیۃ المہدی ص ۲۷، ۲۸ ملخصاً)

حیات نبوت و استعانت: ”انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں بلکہ شہداء اور صالحین کا ایام بھی۔ کتاب و سنت کی نص سے ارواح انبیاء و اولیاء کا حکم زندوں کا حکم ہے ان کی قبروں پر حاضر ہو کر مدد مانگ سکتے ہیں فریاد کر سکتے ہیں۔“

(ہدیۃ المہدی ص ۲۲، ۲۷)

اور محمدی کی اولیت: ”اللہ سبحانہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا فرمایا“ پھر پانی

اور اُس پر عرش پھر ہوا پھر قلم لوح پھر عقل پس نور محمدی آسمانوں زمینوں اور ان موجودات کی پیدائش کا پہلا مادہ وضع ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶)

معلوم ہوا کہ حدیث مشہور ”أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي“ اور مصنف عبدالرزاق روایت۔ ”اے جابر! اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا“ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ (الحدیث)

صحیح حدیث و روایت ہے اسلئے کہ مولوی وحید الزمان نے ان پر جس بجائے ان کی بنیاد پر اپنا مسلک و مسئلہ بیان کیا نیز یہ کہ نور محمدی کی اولیت حقیقی عقل و قلم وغیرہ کی اولیت اضافی و نور محمدی کے بعد کی ہے۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحباہ وبارک وسلم)

علم غیب: ”اولیاء اللہ کے لئے علم غیب (العلم الخاص) اللہ کے احکام و عطاء سے نہیں..... ممکن ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء کو جو علم (غیب) عطا کیا ہے اس میں بعض اولیاء کو بھی عطا فرمائے۔ ہاں اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اس کا شیخ اللہ کے احکام کے بغیر ذاتی طور پر علم رکھتا ہے تو پھر وہ مشرک ہے۔ اللہ کے احکام سے نبی ﷺ نے فرمایا: ”فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ“

پس جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے مجھے سب کا علم حاصل ہو گیا۔

(ہدیۃ المہدی ص ۳۶، ۷۰ ملخصاً)

ویدار الہی: ”مذہب رائج یہ ہے کہ شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے اللہ کا دیدار کیا اور یہی ہمارے امام احمد بن حنبل کے نزدیک مختار ہے۔“

(ہدیۃ المہدی ص ۱۱۰)

مقام محمود: ”شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے اللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت مجاہد نے کہا:

مقام محمود سے یہی مراد ہے۔ نبی ﷺ کی شفاعت چھ قسم پر ہے۔ محشر کو جلد ہل کرانا، اور لوگوں کو طویل انتظار سے چھٹکارا دلانا، بلا حساب جنت میں داخل کرنا، اہل دوزخیوں کو دوزخ میں جانے سے روکنا، بعض جہنمیوں کو جہنم سے نکالنا، درجات دلانا، ابو طالب کی طرح بعض کفار کے عذاب میں تخفیف کرانا۔“

(ہدیۃ المہدی ص ۷۷، ۱۱۹ ملخصاً)

ویدار مدینہ: (ابن تیمیہ کے برعکس) ”امام الحرمین، غزالی، سیوطی، ابن حجر مکی، ابن ام حنفہ، ابن حجر، نووی جیسے کثیراتعداد جلیل القدر علماء سلف و خلف نے انبیاء و اولیاء کی کوئی زیارت کو جائز نہیں کیا یہ حضرات مشرک ہیں؟“ (ہرگز نہیں)

(ہدیۃ المہدی ص ۳۱)

سنت بستہ سلام و حاضری: ”آداب زیارت میں سے ہے کہ قبلہ کی طرف ہمت کرنے، روضہ پاک کی طرف منہ کرے۔ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر دست بستہ کھڑا ہو۔ حضور ﷺ سے شفاعت و دعا کے لئے سوال کرے اور یہ امام پڑھے۔“

”السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا حبيب الله، السلام عليك يا اكرم الخلق“۔ الخ۔

جس نے ایسا کرنے والوں کو مشرک کہا اس نے قلو و حد سے تجاوز کیا حالانکہ یہ سلام میں منع ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۳۰، نزل الابرار ص ۲۸)

قبر پر دعا: ”میرے نزدیک مواضع حبر کہ بالخصوص قبر نبوی پر دعا کی جلد قبول ہوتی ہے۔ علامہ جزری نے فرمایا ”اگر قبر نبوی پر دعا قبول نہیں تو اور کہاں قبول ہوگی؟“ امام شافعی نے فرمایا (کہ دعا کی قبولیت و حاجت پوری ہونے کے لئے) امام شافعی کا علم کی قبر تریاق مجرب ہے۔

ابن حجر مکی نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ ”میں امام ابوحنیفہ کی قبر پر برکت حاصل کرتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت ہوتی ہے آپ کی قبر کے پاس دو گنا پڑھ کر دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی قبر پر دعا کی قبروں پر جا کر دعا مانگتی تھیں۔“

(ہدیۃ المہدی ص ۲۲، ۳۲، ۳۳) طبع

فیوضات قبر: (ابن تیمیہؒ) ”قاصر و ناقص لوگوں نے شبہ وارد کیا ہے کہ ارواح صلحاء و قبور اولیاء سے فیوض و برکات دل کی ٹھنڈک اور انوار کا حصول کیسے ممکن ہے حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ان کے صاحبزادے، عبدالحزیز محدث دہلوی اور سید احمد نے متاخرین میں سے اور امام شافعی و ابن حجر نے متقدمین میں سے اس کو ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کا ایسا تجربہ و مشاہدہ کہ مجال انکار نہیں۔“ (ہدیۃ المہدی ص ۲۲، ۶۳)

۴ نکات: ”اللہ کے اذن و رضا سے حل مشکلات و قضاء حاجات کے لئے امامان و مدد کرنا انبیاء و اولیاء کی شان ہے۔ جس نے ان سے مدد مانگنے والوں کو مشرک کہا اس کا کلام صحیح نہیں۔ زیارت کے لیے آنے والوں کے حق میں اہل قبر کے دعا فرمانے میں کوئی مانع ہے؟ جبکہ اہل قبر سے سوال مردوں سے سوال نہیں بلکہ ارواح اولیاء سے سوال ہے۔ (جو بہر حال زندہ ہیں) قبر اور صاحب قبر میں فرق ہے۔ سوال قبر والے سے ہوتا ہے۔“

قبر کی ظاہری مٹی و پتھر سے۔ قبر کو بتوں پر قیاس نہیں کر سکتے اس لیے کہ بتوں کے لیے سراسر حکم ہے وہ خاص کفر کا شعار ہیں اور اللہ نے انہیں رجس و پلید قرار دے کر ان سے اپنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ارواح انبیاء و اولیاء بتوں کی جنس و قبیلہ سے نہیں بلکہ جنس ملائکہ ملائکہ ان سے بھی اشرف ہیں۔ پس ان ارواح و قبور کا قیاس ملائکہ پر کیا جائے گا نہ کہ بتوں پر۔ ہاں اگر کوئی صاحب قبر کی بجائے صرف پتھر مٹی کے ظاہری ڈھانچے سے سوال کرے (یعنی مغز کی بجائے چھلکے ہی کو مقصود سمجھ لے) تو اس کا حکم بت کا ہوگا۔“

(مکر کوئی قائل مسلمان ایسا نہیں کر سکتا)۔ (ہدیۃ المہدی ص ۲۲، ۲۸)

برزخی زندگی: ”قبروں والے زائرین کا سلام و کلام سنتے ہیں سلام و دعا کہنے والوں کو پہچانتے ہیں ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ ان میں سے کئی حضرات نمازیں پڑھتے اور تلاوت کرتے ہیں، آپس میں ملاقات و زیارتیں کرتے، نعمتیں پاتے اور لباس پہنتے ہیں۔ جنتی میوے کھاتے اور وہاں کا پانی پیتے ہیں۔ اپنے زائرین کے حالات جانتے، ان کی دیکھتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں ان کے بعد مر کر جو ان کے پاس پہنچتے ہیں۔ ان سے اہل و عیال اور دنیا کے حالات پوچھتے ہیں۔ اپنی اولاد و اہل خاندان کی نیکیوں سے خوش ہوتے اور ان کی بد عملی و نافرمانی سے غمگین ہوتے ہیں اور خواب میں زندوں کی ارواح سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔“ (ہدیۃ المہدی ص ۸۹، ۶۱)

شتم شریف (نذر و نیاز): ”ہر بدنی و مالی عبادت کا ثواب، صدقہ و ختم قرآن کی طرح شتم بخاری وغیرہ کا اموات کو پہنچتا ہے اور انہیں زندوں کے عمل سے نفع ہوتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کیلئے نذر دے اور اس کا ثواب بطریق ہدیہ نبی، ولی یا کسی مسلمان کی روح کو پہنچائے جسے لوگ فاتحہ (خوانی) کہتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ لوگ انبیاء اولیاء کی جو نیاز دیتے ہیں اگر اس کا معنی ان کی روح کو ثواب کا ہدیہ و تحفہ بھیجنا ہے تو یہ حلال ہے۔ نبی

دوبلی کی ایسی نذرمانعت میں داخل نہیں ہے۔ بزرگان دین کو جو ہدیہ بھیجا جاتا ہے اس میں اسے نذر کہا جاتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۳۸، ۴۱، ۷۰ ملخصاً)

غیر اللہ کا نام: ”ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”وَمَا أَهْلُ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ“

(جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے) وہ ہے جو بتوں کیلئے ذبح کیا گیا اور ذبح اس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ جمہور مفسرین کا یہی قول ہے اور بعض علماء نے تصریح ہے کہ جس حیوان پر غیر اللہ کا نام لیا گیا جب وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوا، تو حلال ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۳۹)

یزید پلید: ”ہمارے امام حسین نے یزید لعنہ اللہ پر خروج کیا اس لئے کہ اگر امام مدینہ اور آپ نے اس کی بیعت نہیں کی تھی اور جو بیعت کر بیٹھے تھے انہوں نے بھی یزید کا فسق و فجور والحاد دیکھا تو اس کی بیعت توڑ دی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کلمۃ اللہ کرنے اور شرع متین قائم کرنے کیلئے اپنی جان قربان کر دی اور صدیقین و شہداء سرور بن گئے۔ جس نے آپ کی شہادت کا انکار کیا اور آپ کو باغی گمان کیا اس نے فاحش کا ارتکاب کیا شدید فلعطی کی۔ (ہدیۃ المہدی ص ۹۸)

کاش: موجودہ غیر مقلد وہابی ”ہدیۃ المہدی“ کی روشنی میں اپنی مفید تہذیب و آراء کن نظریات کا جائزہ لیں۔

=====



الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

تحفہ وہابیہ مسئلہ طلاق ثلاثہ

قرآن و سنت اجماع اُمت و اکابر علماء وہابیہ سے
بیک وقت تین طلاق کے وقوع کا ثبوت

قَالَ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْجِلْهُ مِنْهُ كَتَبْنَا عَلَيْهِ تِلْكَ وَجْهًا مُخِیرًا

(پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۴۳)

”نہیں اگر خاوند نے تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عورت اس کیلئے حلال نہ

ہو جب تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔“

اسی طرح ہو گیا کہ قابل رجوع وصالحت صرف دوسری طلاق ہے اس سے زائد تین طلاق قابل رجوع وصالحت نہیں۔ اگر خاوند نے تین طلاقیں دے دیں تو پھر وہ پہلے واپس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ عدت گزار کر دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے مگر وہ اس کا نکاح باقاعدہ حقوق زوجیت کے ساتھ ہو محض نفلی و نکاح ہر ہی طور پر نہ ہو۔ یعنی تین طلاق کے بعد بغیر طلاق شرعی پہلے خاوند کیلئے عورت حلال نہ ہوگی۔ (وافعی فی الکتاب)

پھر قرآن مجید نے صرف دوسری طلاق قابل رجوع قرار دی ہے اس لئے کہی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ سے زائد تین طلاق ہونے کے باوجود طلاق مذکورہ کے بغیر عورت کو تین طلاق دینے والے کیلئے قابل واپسی قرار دے کر زراہکاری کا دوازدہ کھولے۔ (والصلا بکلمہ) وال: تین طلاق کے بعد عورت جب حرام ہوگی جبکہ تین طلاقیں وقفہ وقفہ کے بعد ملے جودہ دی جائیں۔ ایک ہی مجلس میں ایک ہی مرتبہ تین طلاق دینا ایک ہی کے حکم میں ہے جو قابل رجوع ہے۔

جواب: تین کے بعد کو ایک قرار دینا عقل و نقل کے خلاف ہے جو عقل و انصاف و تحقیق سے محروم غیر مقلدین کے علاوہ کسی اہل علم و دانشور پر عملی نہیں۔ جب قرآن مجید نے صرف دو طلاقیں قابل رجوع قرار دے کر اس میں صبر کر کے دو طلاق میں رجوع کی حد نہ دی فرمادی ہے تو پھر کسی کو تین طلاق قابل رجوع قرار دے کر یہ حد بندی توڑنے کا کیا حق پہنچتا ہے؟ چاہے کیا ہوگی تین طلاقیں ہوں یا علیحدہ علیحدہ جو تین طلاق کی واحد قرار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قرآن مجید میں اللہ کریم نے قابل رجوع وصالحت اور ناقابل رجوع وصالحت طلاق کی تفصیل بیان فرمائی:

وَالْمُطَلَّاتُ بِتَرْتِیْنٍ یَّأْتِیْنِہُنَّ قَوْلًا وَحَدًّا (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۲۸)

یعنی ”طلاق یا فتنہ عورتیں اپنی جانوں کو دو کے طریق (عدت گزاریں) تین چھٹ تک

آ کے فرمایا: وَبَعَثْنَا لَہُمْنَ آخِیْرَ یَوْمَئِذٍ قَوْلًا لِّیْنَ اِذَا قُلُوْا اِضْلَاحًا

(پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۲۸)

”امور ان کے شوہروں کو اس مدت (عدت) کے اندر ان کے گھر

(رجوع کر لینے) کا حق پہنچا ہے کہ اصلاح (دعوت) جائیں۔“ پھر فرمایا:

اَللَّکُلَافِیْ مَوْئِلٰہِ فَاَنْصَبَاکَ یٰہُیْوٰی اَوْ تَحْسِبِیْجَ یٰہِیْوَیَّ

(پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۲۹ برکوع ۱۲)

”یہ طلاق (رجعی) دوبار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لیا یا

نیکوئی کے ساتھ چھوڑ دیا۔“

معلوم ہوا کہ رجس طلاق کے بعد خاوند کو عدت میں عورت سے رجوع وصالحت ہوتا ہے وہ رجعی طلاق صرف دو عدد ہے جس کے بعد چاہے تو طریقی معترف وصالحت ساتھ رجوع کر کے عورت کو روک لے اس سے اچھا سلوک کرے برسلوکی نہ کرے۔ چاہے تو احسان و نیکی کے ساتھ چھوڑ دے اور عدت گزار جانے دے اور دونوں حالتوں میں اس سے زیادتی نہ کرے۔

سیحان اللہ! کہی تیسرتیج اور حسن اخلاق و یک سلوکی کی کتنی پیاری تعلیم رجعی طلاقوں کے بعد تیسری طلاق کے متعلق فرمایا:

دے کر قابل رجوع قرار دیتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ ہماری طرح قرآن مجید کی روایت میں تین طلاق کو قابل رجوع قرار دینے کی تصریح پیش کرے اور مذکورہ قرآنی ترتیب میں اس کی گنجائش دکھائے مگر ہرگز نہیں دکھائے گا۔

اجماع اُمت: جس مسئلہ کی بنیاد ہم نے قرآن مجید سے صراحت کے ساتھ بیان کی ہے۔ اسی پر اجماع اُمت اور ”آئمہ اربعہ“ کا اتفاق ہے۔ چنانچہ مفسر قرآن علامہ صادق علیہ الرحمۃ نے مسئلہ ہذا پر دیگر تفاسیر و تحقیقات کا خلاصہ بدیں الفاظ بیان فرمایا ہے کہ ”تیسری طلاق ایک ہی مرتبہ و طلاق کے بعد واقع ہو یا دومرتبہ دو طلاق کے بعد۔ اس کا معنی یہ ہے کہ تین طلاق ایک ہی مرتبہ واقع ہو یا متعدد مرتبہ اس کے بعد عورت پہلے خاوند کو حلال نہ ہوگی جیسا کہ اس نے کہا تو (یکبارگی) تین طلاق سے مطلقہ ہے“ اور اس مسئلہ پر اجماع ہے اور یہ قول کہ ایک مرتبہ تین طلاق کہنے سے واقع نہ ہوگی مگر ایک (رجعی) یہ ابن تیمیہ حنبلی کے علاوہ اور کسی سے معروف و منقول نہیں جبکہ خود اس کے مذہب حنبلی کے آئمہ نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے فرمایا ”ابن تیمیہ ضال و مضل ہے (یعنی خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا)۔ (والعیاذ باللہ)“ (تفسیر صاوی علی الجلالین جلد ۱ ص ۱۰۷)

فائدہ: درس نظامی کی مشہور و مقبول تفسیر جلالین ص ۳۵ کے حاشیہ نمبر ۵ پر بھی تفسیر صاوی کی مذکورہ عبارت نقل کر کے یکبارگی تین طلاق واقع ہونے پر اجماع اور ابن تیمیہ ضال و مضل نقل کیا گیا ہے۔

تحقیق مذکور: کے بعد ہر صاحب ایمان با انصاف و پاکدامن اور پاکیزہ کردار مسلمان سے اپیل ہے کہ وہ مسئلہ ہذا پر غور کرے اور اپنے پاک ضمیر سے فیصلہ طلب کرے کہ قرآن مجید کی روشنی میں اجماع اُمت اور مسلمہ چاروں امامان اُمت (آئمہ اربعہ) کا

ایمان ملت اور اہل اسلام کے سوا او اعظم کی راہ اختیار کرنی چاہیے یا ان سب کا دامن چھوڑ کر ”ضال و مضل ابن تیمیہ“ کی بدعت کی پیروی کر کے شرعی حد بندی توڑ کر بدکاری اور وارثہ کھولنا چاہیے۔ ع..... دل صاحب ایمان سے انصاف طلب ہے

”تحفہ وہابیہ“: مذکورہ تصریحات کے بعد ”تحفہ وہابیہ“ کا حوالہ بھی خالی از قاعدہ نہیں اور اگر وہابی اس کے باوجود ہٹ دھرمی اور ”میں نہ مانوں“ کا مظاہرہ کریں اور ”تحفہ وہابیہ“ کی بھی قدر نہ کریں تو پھر ان کی ناشکری و سرکشی میں کیا شبہ ہے؟ ”تحفہ وہابیہ“ وہابی مذہب کی مستند تاریخی کتاب ہے جو پہلے نجدی سعودی حکمران ملک عبدالعزیز کے حکم سے مولوی اسماعیل غزنوی وہابی نے آفتاب برقی پریس امرتسر سے شائع کی تھی۔ اس کتاب کے ص ۷۲ پر وہابیہ کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے ”امام عبد اللہ“ بن ابن عبدالوہاب کا یہ فتویٰ درج ہے کہ ”چند مسائل میں ہماری ان (ابن تیمیہ اور ابن قیم) سے مخالفت سب کو معلوم ہے، مثلاً طلاق ثلاثہ مجلس واحد میں بلفظ واحد ہم تین کہتے ہیں جس طرح آئمہ اربعہ فرماتے ہیں۔“

مدعی لاکھ پہ ہماری ہے گواہی تیری۔ کے مصداق ”تحفہ وہابیہ“ کے مذکورہ فتویٰ سے معلوم ہوا کہ مسئلہ طلاق ثلاثہ میں امام الوہابیہ کا فتویٰ اور نجدی سعودی حکمرانوں کا فیصلہ بھی آئمہ اربعہ اور سوا او اعظم کے مطابق ہے جس سے انحراف کر کے ابن تیمیہ ضال و مضل و مبتدع قرار پایا۔ بات بات پر اہلسنت کو ناحق بدعتی قرار دینے والے وہابیوں کو مسئلہ ہذا میں ایک ضال و مضل و مبتدع شخص کی بدعت کی پیروی کرتے ہوئے کچھ تو خوف خدا ہونا چاہیے۔

۔ بڑے پاکیزہ و بڑے پاک طینت

جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

انتباہ: یاد رہے کہ جس ابن تیمیہ کے ضال و مضل و مبتدع ہونے کا ذکر ہوا ہے یہ وہی

بد نصیب و بد عقیدہ شخص ہے جس نے طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینے کی بدعت ضلالہ و علاوہ اپنی مبتدعانہ تخریج ذہنیت کے تحت اکابر علماء اُمت کے برعکس اُمت مسلمہ میں انتشار کی سعی مذموم کی بناء پر ہمارے پیارے رسول اللہ (ﷺ) کے روضہ اقدس زیارت کے سفر کو ناجائز و معصیت و گناہ قرار دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

حضور پر نور (ﷺ) کو مردہ و بے اختیار قرار دیا۔ آپ کا وسیلہ پیش کرنا پکارنا اور آپ سے استغاثہ و فریاد کرنا بدعت و شرک ٹھہرایا بلکہ معاذ اللہ حضور کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) کو بھی غیر مسلم قرار دیا۔ (ولا حول ولا قوة الا باللہ)

جیسا کہ ابن تیمیہ کی کتاب ”الوسیلة“ و ”الرد علی الاختصاصی“ میں اس کے قائل عقائد باطلہ کی تصریحات ہیں اور انہی عقائد باطلہ کی بناء پر اکابر علماء اُمت و محدثین بزرگان دین نے ابن تیمیہ کا ردِ بلیغ و ردِ شدید فرمایا۔ خصوصاً علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ”شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الخلق (ﷺ)“ میں بھی کتنا ستم ہے کہ غیر مقلدین وہابی اور سب کو چھوڑ کر محض اپنی نفسانی ہوس کیلئے اب گستاخانہ عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ رکھنے والے ابن تیمیہ کی تقلید میں تین طلاق ایک قرار دے کر مطلقہ عورتوں کو بغیر حلالہ دوبارہ بیوی بنانے پر بھند ہیں۔ یہ لوگ طلاق کے مسئلہ پر تو بہت شرماتے ہیں لیکن غیر حلالی بے نکاحی عورت رکھنے پر کوئی شرم محسوس نہیں کرتے اور نہ غیر حلالی اولاد کی پیدائش پر شرمندہ ہوتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

حقیر اقلیت: یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ دیوبندی وہابی اگرچہ غیر مقلد وہابیہ کے ”تقویۃ الایمانی“ بھائی ہیں مگر مسئلہ طلاق ثلاثہ میں علماء دیوبند کا فتویٰ ان اجماع اُمت و آئمہ اربعہ کے تابع اور غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ لہذا غیر مقلد وہابی جب دیوبندی وہابیہ سے بھی کٹ گئے تو غیر مقلدین نہایت اقلیت ہونے کے باعث نہایت نامقبول و غیر معتبر قرار پائے جن کی بات کا کوئی اعتبار و وزن نہ رہا۔ اب کون

کون خدا رکھنے والا صحیح الدماغ شخص ہے جو سوادِ عظیم و اُمت کی عظیم اکثریت سے کٹ کر اور ایک حقیر اقلیت کے کہنے پر تین طلاق دینے کے بعد بغیر حلالہ بے نکاحی مطلقہ عورت گھر میں رکھ کر غیر حلالی عورت کے ذریعے گھر میں غیر حلالی اولاد کا اضافہ کرے۔

فالی اللہ المشتکی - ولا حول ولا قوة الا باللہ

فکر یہ: طلاق ثلاثہ کی طرح ۲۰ تراویح بھی اجماعی و متفقہ مسئلہ ہے اور سعودی وہابی ۲۰ تراویح ہی کے قائل و عامل ہیں جس کا دل چاہے سعودی وہابی علماء سے فتویٰ طلب کرے یا حرمین شریفین میں ماہ رمضان گزارنے والوں سے پوچھ لے کہ مسجد حرام و مسجد نبوی میں ۲۰ تراویح پر شروع سے آج تک عمل درآمد ہو رہا ہے مگر پاک و ہند کے وہابیہ کا حال ”شتر مرغ“ کی طرح ہے کہ یوں تو نجدی سعودی علماء و حکام کی قصیدہ خوانی کرتے نہیں جھکتے۔ مگر طلاق ثلاثہ و ۲۰ تراویح کے مسئلہ میں نہ ان کی اُن سے فتی ہے نہ علماء دیوبند سے اور سب سے کٹ کر اور الگ ہو کر دونوں مسئلوں میں اپنی ”ڈیڑھ اینٹ“ کی مسجد کھڑی کر لیتے ہیں اور نام نہاد احمدیہ کا کھلانے کے باوجود انہیں نہ ارشاد قرآنی:

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳)

پر نظر ہے نہ ”غیر سبیل المومنین“ کی وعید کا کچھ خوف ہے اور نہ ہی ان احادیث مبارکہ کی کچھ پرواہ ہے کہ: اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ - يَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ - غَلَبَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰-۳۱)

صاف ظاہر ہے کہ ان کا الحدیث و مدعیان بالحدیث ہونے کا دعویٰ سراسر جھوٹ اور فراڈ ہے۔ (واللہ اعلم)

یہ آئمہ کرام کے ”غیر مقلد“ ہو کر درحقیقت اپنے نفس کے مقلد و خود ساختہ مذہب کے پیروکار ہیں اور ان کا نجدی سعودی علماء و حکومت کی قصیدہ خوانی کرنا محض ”ایڈ“ حاصل کرنے اور پیسہ پٹورنے کیلئے ہے۔

بہر حال: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف اجماع اُمت ہو آئمہ اربعہ ہوں، جمہور علماء اُمت ہوں، خود وہابیوں کے ہم عقیدہ وہم مسلک علماء دیوبند و نجدی سعودی علماء اور امام الوہابیہ کا "تحفہ وہابیہ" ہو اور دوسری طرف ایک حقیر ترین اقلیت اپنی ڈیڑھ اینٹ کی "مذہب" میں حق بجانب ہو ایسا نہیں ہو سکتا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

"رُوحانی فیصلہ": شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "میں عالم رؤیاء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو کیا تین طلاقیں ہی واقع ہوں گی یا ایک رجعی ہوگی؟" فرمایا "خاوند کے کہنے کے مطابق تین واقع ہوں گی۔" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔" فرمایا "تین طلاقیں واقع ہوں گی اور وہ عورت اس پر حرام ہوگی حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔" اس پر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث شروع کر دی اور وہ اہلبیٹس تھا۔ میں نے دیکھا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سُرخ ہو گیا اور بلند آواز سے جھڑک کر فرمایا "تم بدکاری کرنا چاہتے ہو؟" پھر حضور نے بار بار فرمایا "یہ تین طلاقیں ہیں یہ تین طلاقیں ہیں۔" (کتاب سعادۃ الدارین ص ۴۷، از علامہ مبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

"المحمدیث" رسالہ میں تین طلاق پر مسجد نبوی

کے خطیب و جسٹس مدینہ منورہ کا خطبہ مجعہ

۳۰۔ اپریل ۱۹۷۷ء جمعۃ المبارک کا خطبہ خطیب مسجد نبوی و مدینہ کے جسٹس فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن صالح نے ارشاد فرمایا جس میں کہا کہ "معاشرہ کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آج کل بلاوجہ اپنی بیوی کو بیک وقت ایک ہی مجلس میں

تین طلاقیں دینے کا رُحمان چل نکلا ہے۔ اس رُحمان کی حوصلہ شکنی کرنا فرض ہے۔

تین طلاق: ان کم عقل لوگوں کو خدا خونی سے کام لینا چاہیئے جو بلاوجہ ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر معاشرہ کی فضا کو مکدر کرتے ہیں۔ ہمارے مشاہدے میں ہے کہ اقدام کر گزرنے کے بعد ندامت ہوتی ہے لیکن اس وقت پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے اور بعد میں شرمندگی بے سود اور بے فائدہ ہوتی ہے۔ دائیں بائیں دیکھتا ہے کبھی کسی کے پاس جاتا ہے اور کبھی کہیں ٹھوکریں کھاتا ہے اور ایسے مفتی کی تلاش میں ہوتا ہے جو اسے ٹوٹی دے کہ تیری بیوی تجھ پر حرام نہیں ہوئی کیونکہ تین طلاقیں واقع ہی نہیں ہوئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ ایک ایسا آدمی آیا جس نے بیک وقت ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دی تھیں۔ حضور علیہ السلام کو جب اس کی خبر ملی تو آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ فرمایا کہ "میری موجودگی میں ہی تم نے اللہ کی کتاب کو کھلونا بنالیا ہے۔" ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہر کم

(حضور کی اس قدر ناراضگی سے معلوم ہوا کہ یکدم تین طلاق کے قلعہ طریقہ کے باوجود عورت حرام ہو گئی رجوع کی گنجائش نہ رہی۔ اگر تین کے بعد رجوع کی گنجائش ہوتی تو ایسی ناراضگی نہ فرماتے)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جس نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ "تو نے اپنے پروردگار کی بھی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی بھی تجھ پر حرام ہو گئی۔"

عَصَيْتُ رَبَّكَ وَبَاثْتُ مِنْكَ امْرَأَةً

اجماع صحابہ: خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ وباعام ہو گئی کہ لوگ ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیتے۔ جب یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ

نے تمام جلیل القدر صحابہ کرام کو اکٹھا کر کے اس معاملہ پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ ”لوگ ایک نقصان دہ اور ضرر رساں کام میں جلدی کر رہے ہیں..... اب اگر کوئی ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دیدے تو وہ تینوں ہی نافذ ہوں گی اور آئندہ کیلئے اس پر بیوی حرام ہو جائے گی۔“

اجماع صحابہ: صحابہ کرام نے اس رائے سے اتفاق کیا اور کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا یعنی یہ مسئلہ اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔

شرعی طریقہ: شریعت نے اس معاملہ میں بھی ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ طلاق شرعی کا طریقہ بتلایا ہے لیکن ساتھ ساتھ تنبیہ کی ہے کہ یہ آخری حد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ“

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۲۲۹)

یعنی جس طلاق کے بعد رجوع ہو سکتا ہے وہ تو دہائی ہیں جو دو دفعہ کر کے دی جائیں پھر طلاقوں کے بعد (رجوع کر کے) یا تو دستور کے مطابق بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھتا ہے یا حسن سلوک کرتے ہوئے اسے رخصت کر دیتا ہے۔

طلاق ثلاثہ: اس کے بعد فرمایا:

”فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ“

(پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۲۳۰)

اگر عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو اس کے بعد جب تک (حلالہ نہ ہو یعنی بعد از عدت) عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اس کیلئے حلال نہیں ہو سکتی یعنی وہاں خاوند طلاق دے تو (بعد از عدت) پہلے کیلئے حلال ہو سکتی ہے (ورنہ نہیں)

(ہفت روزہ الاسلام ”الحدیث“ لاہور ۷-۷-۸۰ء)

خطیب مسجد نبوی و مدینہ کے چیف جسٹس کے اس جامع فتویٰ کے باوجود غیر مقلدین کا تین کو ایک قرار دینا شدید ہت دہری نہیں تو اور کیا ہے؟ اور سنئے

مسئلہ طلاق ثلاثہ۔ ایک ”الحدیث“ عالم کی نظر میں

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ”فتاویٰ ثنائیہ“ کے حواشی میں ”الحدیث عالم“ ہادی شرف الدین نے بھی از روئے تحقیق و انصاف اجماع اُمت کی موافقت میں حسب ذیل مضمون میں تین طلاق کو ایک قرار دینے والے غیر مقلدین و بانیوں کو بدیں الفاظ پھینچوڑا ہے کہ..... ”اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین، صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں۔“

(مَنْ أَذْطَلَّ عَلَيْهِ الْبَيِّنَاتُ بِالْبُرْهَانِ وَ دَوْلَةُ خَوَاطِئِ الْقَتَادِ)

کتاب ”الاختبار فی بیان النسخ و المنسوخ من الآثار“ میں امام حازمی نے ابن عباس کی مسلم کی حدیث (متعلقہ تین طلاق) کو منسوخ بتایا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بھی ”الطلاق مرتان“ کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے (اس سے) دوسری حدیث نقل کی ہے جو سنن ابوداؤد میں باب لَسَخَ الْمَرْأَجَعَةُ بَعْدَ التَّطْلُقِ الثَّلَاثِ بِسَدِّ خَوْفِ الْقَتَادِ

”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرُجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَتَسَخَّ ذَٰلِكَ فَقَالَ ”الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ“ (الآیہ) (عون المعبود جلد ۲، ص ۲۲۵)

امام نسائی نے بھی اسی طرح صلیہ ۱۰۱، جلد ۲، میں باب منعقد کیا ہے اور یہی حدیث لائے ہیں اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تو لائے ہیں اور باب منعقد کیا ہے اور ابن کثیر نے بھی

مرسلہ اسناد نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے اس حدیث سے منسوخ ہے۔

پس یہ حدیث مذکورہ محدث ابن کثیر وابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے۔ مستدرک میں حاکم نے صحیح الاسناد لکھا ہے۔ امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے اور ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازی نے ”کتاب الاعتبار“ میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے۔ **فَاسْتَقْلَّ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيدًا مِنْ يَوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ طَلَقَ اَوَّلًا يُطَلِّقُ حَتَّى رَقَعَ الْاِجْمَاعُ فَتَسَخَّرَ الْحُكْمُ الْاَوَّلُ**۔ ارغ۔

اور سنن ابی داؤد کی شرح کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین واقد پر جو علامہ ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین تقریب المعجزہ میں صدوق و ہم لکھا ہے مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے: نہیں بہ باس اور وہم سے کون بشر خالی ہے۔

لہذا یہ کوئی جرح نہیں راوی معتبر ہے۔ خصوصاً جبکہ محدثین مذکور نے حدیث صحیح تسلیم کیا ہے اور حسین بن واقد کو تقریب میں ثقہ لکھا ہے اور یہ راوی روایات کی مسلم سے ہے اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی حدیث کی مسلم کی حدیث بھی سہو ہے۔ (فلا حجة فيه)

اور وجہ کلام میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکورہ کو بھی بتایا ہے نیز یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔ تفصیل شرح صحیح مسلم نووی علی الباری وغیرہ مطبوعات میں ہے۔ نیز یہ کہ ابن عباس کی حدیث مذکورہ مرفوعہ ہے یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جن کو شیخ کاظم نے تھا۔ نیز یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازی وغیرہ ابن جریر وابن کثیر وغیرہ کی تحقیق سے بظاہر قرآن و سنت صحیح و اجماع صحابہ وغیرہ اور محدثین کے خلاف ہے لہذا حجت نہیں ہے۔ (شرفیہ بر فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ ص ۲۱۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ اِذَا لَلَّوْاْ اٰیٰتِیْہِمْ وَرَسُوْلِیْہِمْ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِیْوْنَ ۝

”تم فرماؤ! کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے شہلھا کرتے ہو؟“ (پارہ ۱۰، رکوع ۱۳، سورہ التوبہ، آیت ۶۵)

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ

”اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی۔“ (پارہ ۱۰، رکوع ۱۶، سورہ التوبہ، آیت ۷۴)

علماء دیوبند کے عقائد و مسائل کالرزہ خیر بیان

۔ دعا کی دال یا جوج کی ہے ہی اس میں وطن فروشی کا واؤ بدی کی ب اس میں جو اس کی نوں میں نار جحیم غلطیاں ہے تو اس کی دال سے دہقانیت نمایاں ہے ملے یہ حرف تو بے چارہ دیوبند بنا بڑے خمیر سے شہر نا پسند بنا

(ماہنامہ تجلی دیوبند فروری ۱۹۵۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حبیب خدا:

شب اسرئی کے دو لہا نہی نجیب دان و عالم ماکان و مائیکون حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشہور و معتبر حدیث کے مطابق ملک شام و یمن کیلئے برکت کی دعا فرمائی تو اہل نجد نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہمارے نجد کیلئے بھی“۔ آپ نے ملک شام و یمن کیلئے دعا برکت فرمائی۔ انہوں نے پھر نجد کیلئے عرض کیا ”اس پر آپ نے فرمایا کہ ”وہاں زلزلے اور قتلے ہوں گے اور وہیں شیطان کا گروہ نمودار ہوگا۔“ (بخاری، مشکوٰۃ ص ۵۸۲، والعیاذ باللہ تعالیٰ)

فائدہ:

اس پیشین گوئی کے مطابق نجد سے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا گروہ اور اس کی تحریک وہابیت کا ظہور ہوا، یہی شخص وہابی مذہب کا موجد و امام ہے اور دورِ حاضر میں اہل دیوبند، مودودی جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، غیر مقلدین ”الجمہوریت“ و حقیقت میں اس شخص کے پیروکار اور اعتقادی طور پر اس سے متاثر اس کے ہمعوا ہیں۔ بظاہر مختلف ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب لوگ وہابی اصول و عقائد سے وابستہ اور ان خاندان کی شاخیں ہیں۔ اہل دیوبند کا بظاہر اہلسنت والجماعت جتنا اور ”سواء اہل اہلسنت“ کے نام سے تنظیم قائم کرنا سراسر دھوکہ و مغالطہ ہے جس کے ازالہ کیلئے مندرجہ ذیل حقائق کا مطالعہ ضروری ہے۔

اعتراف حقیقت:

اہل دیوبند کا وہابی ہونا ان کا محمد بن عبد الوہاب نجدی سے اندرونی تعلق اور اس کا مدّاح و معتقد ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا خود اکابر دیوبند نے (۱۸۵۱ء)

۱۸۵۱ء میں اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ”محمد بن عبد الوہاب..... اچھا آدمی تھا۔“

”محمد بن عبد الوہاب کے معتقدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اہل نجد اور سنی خفیوں کے عقائد متحد ہیں۔ وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۰۵، ۵۵۱)

مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے متعلق اعلان تھا کہ ”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں (ہمارے ہاں) فاتحہ نیا کیلئے کچھ مت لایا کرو۔“

(اشرف السوانح جلد ۱ ص ۳۵)

اور ان کی یہ تمنا تھی کہ ”اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر (لوگ) خود ہی وہابی بن جائیں۔“ (الافاضات الیومیہ جلد ۵ ص ۶۷)

مولوی ظلیل احمد، مولوی محمود حسن، مولوی اشرف علی تھانوی، مفتی کفایت اللہ، میر جم جیسے اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب ”المہند ص ۹ میں لکھا ہے کہ ”وہابی..... سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔“ مولوی منظور نعمانی نے کہا ”ہم بڑے سخت وہابی ہیں“ اور مولوی محمد زکریا نے ان کے جواب میں کہا ”مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔“

(سوانح مولانا یوسف کاندھلوی ص ۱۹۲)

اکابر دیوبند کے ان ناقابل تردید حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دیوبندی مولوی اندر سے نجدی اور کچے وہابی ہیں اور ان کا بظاہر سنی حنفی بننا محض تقیہ و بازی و امین الوقتی ہے۔ اسی لئے فتہ دیوبندیت امت محمدی و بھولے بھالے سنیوں کیلئے سب سے زیادہ خطرناک و نقصان دہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ الفرض حدیث مذکورہ کی روشنی میں اہل دیوبند کے نجدی گروہ سے اندرونی تعلق محمد بن عبد الوہاب کی مدّرج و تحسین

اس سے قلبی و اعتقادی وابستگی و ہابیت کی قصیدہ خوانی اور خود اپنی زبان و ہابی بننے کے لئے اب دیوبندی کتب فکر کے امام محمد بن عبدالوہاب و وہابی مذہب کی حقیقت ملاحظہ ہو۔
محمد بن عبدالوہاب:

دیوبندی کتب فکر کے مایہ ناز رہنماؤ سابق صدر دیوبند مولوی حسین احمد "مدنی" دیوبندی مسلک کے امام و ممدوح محمد بن عبدالوہاب کے متعلق لکھتے ہیں "صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور اپنے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت و جماعت سے لڑ کر قتال کیا۔ ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دینا رہا۔ (انہیں کافر و مشرک قرار دے کر ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حریم کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی، خونخوار، فاسق شخص تھا۔۔۔۔۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و جمہور مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔"

وہابیت:

"شان نبوت اور حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نے گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مکمل ذات سرور کائنات قرار دیتے ہیں۔"

میتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے تو سل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں (اکابر) کا یہ قول ہے۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! نقل کفر، کفر نہایت ہے۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاشیٰ اس سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے بے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات شرف عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ کروضہ مطہرہ کو یہ طائفہ (وہابیہ) دعوت حرام و غیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر محمد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا و غیرہ مانگتے ہیں۔ وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو ترک فی الرسالہ جانتے ہیں اور آئمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں (نازیبا) الفاظ وہابیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانه استعمال کرنا معمول ہے۔ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود و بر خیر الا نام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزہ و غیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک و غیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

(کتاب "شہاب ثاقب" از حسین احمد "مدنی" صفحہ ۳۲، ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۳۸)

نوٹ: یہ ہیں محمد بن عبدالوہاب و وہابیوں کے عقائد و معمولات۔ "مدنی صاحب" ایک تو صدر دیوبند تھے اور دوسرا وہ بقول دیانہ سترہ اٹھارہ برس مدینہ منورہ میں رہنے

کے باعث محمد بن عبد الوہاب و اہل نجد کے حالات سے ذاتی طور پر زیادہ واقف تھے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو دیوبندی حضرات "مدنی صاحب" کو جاہل و کاذب اور مفتزی ٹھہرائیں اور یا پھر خوف خدا کریں اور خود کو سنی حنفی و "سواد اعظم اہلسنت" قرار کر کے مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیں۔ اس لئے کہ محمد بن عبد الوہاب و وہابیوں کو "اچھا عمدہ" جاننے والے دیوبندی وہابی نہ سنی کہلا سکتے ہیں اور نہ نجدی حنفی ہو سکتے ہیں۔ سراسر تضاد ہے جھوٹ ہے منافقت ہے۔

یہاں ان لوگوں کیلئے بھی مقام عبرت ہے جو نجدی وہابی مولویوں اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والوں کو مسور و الزام ٹھہراتے اور یکطرفہ پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ اللہ "مدنی صاحب" و نواب صدیق حسن خاں کی جان کردہ تاریخ و حقیقت کی روشنی میں سوچنا چاہیے کہ محمد بن عبد الوہاب کے پیروکاروں کے پیچھے اہلسنت و جماعت کی لڑائی کیسے ہو سکتی ہے؟ قصور اقتداء نہ کرنے والوں کا ہے یا ان مولویوں کا؟

مولوی محمد اسماعیل:

دہلوی دیوبندی وہابی مکتب فکر کے دوسرے امام ہیں جن کی شان الوہابیت دربار رسالت میں گستاخی و زبان درازی کا یہ عالم ہے کہ ان کے نزدیک "اللہ تعالیٰ" زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے" (ایضاح الحق ص ۳۵)

(گویا مخلوق کی طرح خالق بھی زمان و مکان کا محتاج ہے۔ والعیاذ باللہ)

"خدا تعالیٰ کمر بھی کرتا ہے" لکھا ہے "اللہ کے کمر سے ڈرنا چاہیے"۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۵)

☆ "اللہ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کیلئے ممکن ہے۔"

(یک روزہ ص ۱۷۱۔ ملخصاً)

☆ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب نبی کی شان ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۲۳)

گویا اللہ کا علم قدیم و لازم نہیں۔ چاہے تو دریافت کر لے چاہے تو بے علم رہے اور اس کیلئے غیب غیب ہی رہے۔ والعیاذ باللہ

یہ ہیں ان لوگوں کے نعرہ توحید کے کرشمے۔ اللہ کے علم قدیم کا انکار اور زمان و مکان و جھوٹ و مکر کا اثبات۔

☆ "رسالت مآب ﷺ کا نماز میں خیال بخل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی مرتبہ زیادہ بُرا ہے۔"

(مراط مستقیم فارسی ص ۹۵، اردو ص ۲۰۱)

☆ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چہرے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویۃ الایمان ص ۱۵)

☆ "مقبولین حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و اکمل کا وقوع طلسم و جادو والوں سے ممکن ہے۔" (منصب امامت ص ۱۸)

☆ "محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ..... مارے و ہشت کے بے حواس ہو گئے۔" (تقویۃ الایمان ص ۶۸)

☆ "انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی، ولی ہو) وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔"

(تقویۃ الایمان ص ۷۳)

☆ "بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان..... ایسے عاجز لوگوں کو پکارتا..... محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (خدا) کا

مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔" (تقویۃ الایمان ص ۲۹-۳۳)

کیا دیوبندی وہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر نادان حواس ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے؟

☆ ”اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد ﷺ کے پیدا کر ڈالے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۳۶)

☆ مرزائیوں نے تو ایک کو کھڑا کیا، وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے۔ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

☆ ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔“ (تقویۃ الایمان ص ۳۹)

☆ ”جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ ان معنوں کو ہر غیر اپنی امت کا سردار (بے اختیار) ہے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۷۱)

☆ ”کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی تعریف ہو وہی کرو۔ اس میں بھی اختصار ہی کرو۔“ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

☆ حضور ﷺ پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ ”میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں۔“ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

☆ حضور ﷺ پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ ”میں بھی ایک دن مرکز میں ملنے والا ہوں۔“ (تقویۃ الایمان ص ۷۸)

☆ دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو ”مردہ موشی میں ملنے والا“ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے؟

مولوی محمد قاسم:

نانوتوی، دیوبندی وہابی کتب فکر کے تیسرے امام وہابی مدرسہ دیوبند ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر امن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“

(تحدیر الناس ص ۳)

اس عبارت میں معنی ختم نبوت میں تحریف اور خاتم بمعنی آخری نبی واس کی فضیلت کا انکار کرنے کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کیلئے لکھا ہے ”اگر

الفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آنے کا۔“ (تحدیر الناس ص ۲۴)

مسئلہ ختم نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک اور ”گل“ کھلایا ہے کہ ”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں

بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تحدیر الناس ص ۵)

☆ امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی رشید احمد گنگوہی، دیوبندی وہابی کتب فکر کے چوتھے امام ہیں۔ انہوں نے ”تقویۃ الایمان“ جیسی رسوائے زمانہ گستاخانہ و شدید ذلالت کتاب کے متعلق لکھا ہے

کہ ”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۱)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا۔ استغفر اللہ۔ ان کے نزدیک ”تقویۃ الایمان“ کی

گستاخیوں کے باعث جو اس کو کفر اور مولوی اسماعیل کو کافر کہے "وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے"۔ (فتاویٰ ۳۵۲-۳۵۶)

مگر "جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے..... وہ اس گناہ کبیرہ سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا"۔ (فتاویٰ ص ۴۳۰)

☆ "تقویۃ الایمان" کے زیر اثر حضور ﷺ پر افترا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجھ کو بھائی کہو"۔ (فتاویٰ ص ۳۹۶)

☆ ان کے نزدیک "ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں پوری کھانا درست ہے"☆
☆ "ہندو کے سودی روپیہ کے پیاف سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں"۔

(فتاویٰ ص ۲۷۴)

لیکن "محرم میں ذکر شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور..... حرام ہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۵)

☆ "شہیدانِ کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے"۔ (فتاویٰ ص ۲۷۶)

لیکن خود ان کا "مرثیہ" دیوبندی شیخ الہند محمود حسن دیوبندی نے شائع کیا۔☆
☆ "قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے"۔ (فتاویٰ ص ۲۶۵)

لیکن "مرثیہ" میں انہیں "قبلہ حاجات روحانی و جسمانی" لکھا ہے۔☆
☆ "بچوں کی ساگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے"۔ (فتاویٰ ص ۴۶۶)

لیکن "رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد بہر حال ناجائز ہے..... اگرچہ روایات پر بھی جاویں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۲۶)

"زراغ معروفہ (کوتا) کھانے والے کو ثواب ہوگا"۔

(فتاویٰ ص ۲۹۶)

لیکن غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں کا کھانا "حرام" ہے۔

(فتاویٰ ص ۴۳۳)

☆ "مولوی اسماعیل قطعی جنتی ہے"۔ (فتاویٰ ص ۳۵۲)

لیکن حضور ﷺ نہیں جانتے کہ "کیا کیا جاوے گا" میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ"۔ (فتاویٰ ص ۳۳۳)

☆ "لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے..... اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲، ص ۹)

☆ انہی کے حکم سے لکھی گئی ان کی مصدقہ و مولوی ظلیل احمد ایٹھوی کی مصنفہ کتاب "براہین قاطعہ" میں "شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ و خود حضور ﷺ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" اور اسی صفحہ پر شیطان و ملک الموت کا علم آپ سے وسیع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیطان و ملک الموت کا حال و کچھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کو..... ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی) نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت کی لون ہی نص قطعی ہے"۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

☆ "جب سے علماء مدرستہ دیوبند سے آپ کا معاملہ ہوا آپ کو اردو زبان آگئی" (براہین قاطعہ ص ۲۶)

مولوی اشرف علی تھانوی:

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے پانچویں امام ہیں۔ انہوں نے دیوبند میں تیسرے امام نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسالہ ”الامداد“ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵ پر اپنے ایک مرید کی طرف سے بدیں الفاظ کا کلمہ درود شائع کیا۔

لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ

اور

اللہم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی

اور حالت خواب و بیداری میں اس کلمہ درود پڑھنے والے مرید کو تسلی دی کہ ”اللہ کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ قطع سنت ہے۔“ کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں ہے؟ ایک طرف تو تھانوی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ درود پڑھوایا اور دوسری طرف نبی آخر الزمان ﷺ کی یہاں تک تنقیص و گستاخی کی کہ ”بعض علوم غیبیہ میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مسلمان و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپائوں) کیلئے بھی حاصل ہے“

(حفظ الایمان ص ۸)

رہی اسی کسریوں پوری کر دی کہ ”بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور

وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان (اقاضات یومیہ جلد ۳، ص ۸۱-۸۷)

گویا جو رسول اللہ ﷺ اور محبوبان خدا کی تعظیم و ادب کرے وہ بے ایمان و بدعتی ہے اور جو ان کی توہین کرنے والا گستاخ و بے ادب ہو وہ با ایمان و متقی ہے۔ ایماندار کیلئے بے ادب اور گستاخ ہونا ضروری ہے اور چونکہ وہابی بے ادب ہیں اس لئے

وہابی با ایمان ہیں۔ اس سے بڑھ کر وہابیت کی حمایت اور شان رسالت و ولایت کی بے وفائی و مخالفت اور کیا ہو سکتی ہے؟

مولوی محمود حسن:

خلیفہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی مکتب فکر کے چھٹے امام ہیں جنہوں نے اپنے پیر گنگوہی کے مرنے پر ”مرثیہ“ لکھا جس میں گنگوہی صاحب کا حضرات انبیاء علیہم السلام سے موازنہ اور ان حضرات کی تنقیص کرتے ہوئے گنگوہی صاحب کو بانی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ”ثانی“ قرار دیا۔

گنگوہی صاحب کے کالے کلوٹے عبید و بندوں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ”ثانی“ قرار دیا۔ گنگوہی صاحب کی آواز کو ”لحن داؤدی اور بانگ ظلیل الہی“ قرار دیا۔ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر گنگوہی صاحب کی برتری بیان کرتے ہوئے بدیں الفاظ عیسیٰ علیہ السلام پر طعناں آپ کی تنقیص کی کہ گنگوہی نے:۔

”نردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم“

مولوی محمود حسن صاحب نے تنقیص انبیاء پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ پیر پرستی میں

یہاں تک غلو کیا کہ

ع..... ”پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ“

لکھ کر گنگوہ کو کعبۃ اللہ سے بھی بڑھ کر قرار دیا۔ ”تقویۃ الایمانی“ عقیدہ توحید کے برعکس گنگوہی صاحب کو ”سب مشکلات کا حل کرنے والا..... حاجات روحانی و جسمانی اور دینی و دنیاوی کا قبلہ مربی خلاق“ اور ان کے حکم کو ”قضاے مبرم“ کی تلواریں تہذیبی تقدیر

کی خدائی صفات میں شریک کیا بلکہ گنگوہی صاحب کو رب ان کی قبر کو طور اور خواجہ محمد موسیٰ (علیہ السلام) قرار دے کر بدیں الفاظ آرنی کا ورد کیا کہ:-

”تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ کہوں ہوں بار بار آرنی مری دیکھی بھی نادانی“

مولوی حسین علی واں بھڑوی:

مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی غلام خاں کے استاد اور مولوی سر فرید گنگوہی کے بیڑ دیوبندی وہابی مکتب فکر کے ساتویں امام ہیں۔ انہوں نے اپنی نام نہاد تفسیر ”ہلختہ الخیر ان“ (ص ۳۳) میں معاذ اللہ فرشتوں اور رسولوں کو ”طاغوت“ قرار دے دیا جس کو کوئی معمولی دیوبندی مولوی بھی اپنے حق میں گوارا نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں معتزلہ کے اس عقیدہ باطلہ کی توثیق کی کہ ”اللہ کو بندے کے عمل کے بعد اس کا علم ہوتا ہے پہلے نہیں“۔ (ہلختہ الخیر ان ص ۱۵۸)

حکومت سے مطالبہ:

درج بالا گستاخانہ عبارات پر مشتمل کتب کو حکومت ضبط کرے اور شان رسالت ناموں صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کیلئے عملاً قانون نافذ کیا جائے۔

=====



الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلتک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دورگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

علماء دیوبند کی دورگی توحید کا بیان

یہ سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
(از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

علماء دیوبند کی تقریباً ہر معاملہ میں دورگی ابن الوقتی تقیہ بازی و زمانہ سازی کی
ڈھکی چھپی بات نہیں مگر اس کا سب سے زیادہ السوسناک پہلو عقیدہ تو حید میں بھی ان کی
دورگی ہے اور مختلف اشخاص و اوقات میں ان کا عقیدہ تو حید و شرک بھی بدلتا رہتا ہے۔
اس سب سے بڑے اولین عقیدہ اسلام میں بھی انہیں استقامت نصیب نہیں اسی بنا پر
فاضل دیوبند مولوی عامر عثمانی مدیر ماہنامہ ”جنگل“ دیوبند نے علامہ ارشد القادری
علیہ الرحمۃ کی شہرہ آفاق کتاب ”زلزلہ“ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ”حضرت مولانا
رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتویٰ کی زبان میں
بات کرتے ہیں تو ان احوال و عقائد کو برملا شرک کفر اور بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں
جن کا تعلق غیب کے علم روحانی تصرف، تصوریخ دراستہ ادب و آراء جیسے امور سے ہے۔
لیکن جب طریقت و تصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی سب چیزیں میں
واقعہ عین کمال و ولایت اور علامت بزرگی بن جاتی ہیں۔ ہمارے نزدیک جان چھڑانے
کی ایک ہی راہ ہے کہ یا تو تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ امدادیہ، ہشتی زیور اور
الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے میں رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا
جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے لیے
عقائد ادوار ثلاثہ، سوانح قان اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کر لیں
چاہئیں یا پھر ان مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو محض
کہانیوں کی کتابیں ہیں جو مطلب و یا پس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد و
ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔“ (بحوالہ کتاب زلزلہ ص ۱۸۷)

امیر مقلدین: بھی ”تقویۃ الایمان“ کے رشتہ سے اگرچہ علماء دیوبند کے موحد وہابی
عالمی ہیں مگر وہ بھی دیوبندی موحدین کی دورگی تو حید پر متوجہ و معترض ہیں۔ چنانچہ غیر
مقلدین کے مفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مرزا بہادر بیگ دیوبندی وہابی کا مضمون
نہج ہوا ہے جس میں وہ رقمطراز ہیں کہ

”حسب ذیل چند تحریریں مجھے بتلائی گئی ہیں جو کہ تو حید کے بالکل خلاف ہیں
میں یہ کتابیں علماء دیوبند کے پاس لے گیا۔ بجائے مجھے سمجھانے کے اُنہا نے ادب
کے ساتھ جاہل کہا اور اپنی مجلس سے نکال دیا بلکہ مارنے کیلئے بھی تیار ہو گئے۔ علماء کرام
درخواست کرتا ہوں کہ تو حید کو مد نظر رکھتے ہوئے بتایا جائے کہ یہ تحریریں تو حید کے
خلاف ہیں یا مخالف؟ اگر تو حید کے خلاف ہیں تو کیا شرک کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے کہ
نہیں؟“ (وہ چند تحریریں حسب ذیل ہیں)

عباد الرسول: ”حاجی امداد اللہ صاحب کی (پیر و مرشد علماء دیوبند) فرماتے ہیں
یہ کلام آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ
عالی فرماتا ہے

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ (الآیہ)

معنیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا کہ قریہ
کی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ۔ اگر مرجع اس کا
امداد فرماتا ”مِن رَّحْمَتِي“ تا کہ مناسبت عبادی کے ہوتی۔“

(شام امدادیہ ص ۷۱-۱۳۵)

یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے

اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

اولیاء مشکل کشا: حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ایک بار مجھے ایک مشکل پیش آئی اور حل نہ ہوتی تھی میں نے حلیم (کعبہ) میں کھڑے ہو کر کہا کہ تم لوگ تین سو سالہ زیادہ اولیاء اللہ یہاں رہتے ہو اور تم سے کسی غریب کی مشکل حل نہیں ہوتی تو پھر کسی کی دوا دے اس پر ایک کالا سا آدمی آیا۔ اس کے آنے سے میری مشکل حل ہو گئی۔

(شائع امدادیہ ص ۸۶/۸۷-۸۷)

بیڑا پار: حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ”محبوب علی نقاش نے بیان کیا کہ آگہوٹ (جہاز) تباہی میں تھا۔ میں مراقب ہو کر آپ سے ملتی ہوا۔ آپ نے مجھے آگہوٹ اور آگہوٹ کو تباہی سے بچالیا۔“ (یہ بیان تردید کے لائق تھا مگر تردید نہ فرمائی)

(شائع امدادیہ ص ۸۱/۸۲-۸۲)

قبر سے فائدہ: حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ”پیر مرشد نے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ تم سے مجاہدہ و ریاضت لوں گا۔ مشیت باری سے چارہ نہیں ہے۔ عمر نے وفات کی۔ رونے لگا۔ حضرت نے نفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی میں میری ذات سے ہوتا ہے۔“ (شائع امدادیہ ص ۸۱/۸۲)

دستگیری: مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے فرمایا دوا استفاہ کرتے اور اس دعوت عام دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

دستگیری کیجئے میرے نبی
مکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
آ کے میرے مولا خبر لیجئے میری
میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول
ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
(نشر لطیف فی ذکر الحبيب مطبوعہ تاج کتب لاہور)

مزارات پر حاضری: مولانا حسین احمد مدنی شجرہ اور ”سلاسل طیبہ“ میں فرماتے ہیں ”نیز اولیاء اللہ اور مشائخ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور ان کی روحانیت کی طرف توجہ کرے اور اس کی حقیقت اپنے مرشد کی صورت میں تصور کرے اور فیضیاب ہوا کرے اور برکت حاصل کرے اور کبھی کبھی عام اہل اسلام کے مزاروں پر جا کر موت کو یاد کرے اور فاتحہ پڑھ کر ان کو ثواب پہنچائے۔“ (دعوت الحق ص ۱۵-۱۶)

مطلب برآری: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے (امداد السلوک ص ۸ میں) فرمایا ہے کہ ”علم سلوک حاصل کرنے والے کیلئے ایک شیخ کامل کی ضرورت ہے جب اس کا مرید ہو جائے تو اب یقین کر لینا چاہئے کہ تمام جہان میں مجھ کو اپنے مطلب تک سوائے اپنے پیر کے اور کوئی نہیں پہنچا سکتا بلکہ جس طرح قبلہ اور حق ایک ہے راستہ پر چلانے والے شیخ اور پیر کو بھی ایک ہی یقین کرے۔“ (دعوت الحق ص ۳۵، مصنفہ مولانا گل بادشاہ اکوڑہ خٹک)

فیض قبر: ”باقی رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے الٹی فیوض کا پہنچنا سو یہ بے شک صحیح ہے۔“ (دعوت الحق ص ۳۵)

فیضان ارواح: ”اولیاء اللہ کی ارواح مبارک کو یہ تصرفات بحکم اللہ و مشیت ایزدی حاصل ہیں کہ وہ اس عالم سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے ذرائع کو فیض پہنچاتے رہتے ہیں

اور بہت سے مشکل امور ان کی برکت سے حل ہو جاتے ہیں اور اپنے مرید اور نسبت والوں کو کبھی اپنی صورت پر مشتمل ہو کر سامنے آ کر طریقہ کامیابی ارشاد فرماتے ہیں اور کبھی خواب میں آ کر تندرستی و صحت اور مطلوب کی عقدہ کشائی فرماتے ہیں۔ (دعوت الحق ص ۳۱-۳۲)

بیداری میں زیارت: مولانا اشرف علی صاحب لکھتے ہیں ”کانپور میں ایک مشہور اور مستند بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت شاہ غلام رسول صاحب جن کا لقب ”رسول اللہ“ تھا کیونکہ وہ اپنے تصرف سے حضرت رسول پاک ﷺ کی بیداری میں زیارت کر کے کرتے تھے۔“ (اشرف السوانح ص ۱۱۶، جلد ۲، حصہ اول)

کیا یہی توحید ہے؟ حاجی امداد اللہ صاحب کی فرماتے ہیں:

مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھے یک دم میرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ، یا رسول اللہ (گلزار معرفت تصنیف حاجی امداد اللہ ص ۹-۱۰)

باطنی امداد: رسالہ ”النور“ ص ۱۴۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک ارشاد گرامی موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں ”ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ وعظ سے پہلے جب تک پوری توجہ اور حضور قلب کے ساتھ یوں نہ کہیں یا رسول اللہ میں اجازت نہ ہوں کہ آپ کی نیابت میں کچھ بیان کروں اس وقت تک وعظ نہ کہیں اور یہ اس لیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور اصحاب اولیاء اور علماء باطنی طریقہ سے ہماری امداد کرتے ہیں انشاء اللہ ہمارے بیان میں الجھن یا الغش یا رکاوٹ نہ ہوگی۔“

مشہور شیخ: ایک طالب علم نے لکھا کہ ”ضعف قلب کی وجہ سے تہجد اور ذکر میں عجیب کمزوری و اہیات خیالات کا ہجوم ہوتا ہے۔“ حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے جواب فرمایا کہ ”ایسی حالت میں اپنے شیخ کا تصور ان پریشان خیالات کا دافع ہو جاتا ہے۔“ (اشرف السوانح حصہ دوم ص ۱۳۱)

روح شیخ دور و نزدیک ہر جگہ: ”مرید کو بکمال یقین یہ سمجھنا چاہیے کہ روح کسی خاص مکان میں مقید نہیں بلکہ مرید اگر دور ہو یا نزدیک شیخ کی روح ہر وقت مرید کے ساتھ ہوتی ہے پس مرید کو جب ربط قلب کا ملکہ بکمال حاصل ہو تو پھر مرید ہر حال میں شیخ سے استفادہ کر سکتا ہے چنانچہ حل واقعہ کیلئے شیخ کو اپنے دل میں حاضر یقین کرے اور بلسان حال سوال کرے تو باذن اللہ شیخ کی روح اپنے مرید کے دل کے اندر القاء کر دے گی۔“

(اشہاب اثنائب تصنیف مولانا حسین احمد مدنی ص ۶۱ امداد السلوک مولانا گنگوہی ص ۲۳) استفادہ: مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی سماع موتی اور اہل قبور سے سفارش و استفادہ طلب کرنے وغیرہ کا جواز ثابت کرتے کھلم کھلا لکھتے ہیں ”قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے ملاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہانے زیارت قبر مبارک کے وقت شفاعت و مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱، ص ۹۹-۱۰۰)

غلبہ عقیدت: حافظ محمود صاحب داماد مولانا مولوی مملوک علی صاحب ایک مرتبہ حضرت درویش کی خدمت میں بعد بیعت کے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ”مجھے تصور شیخ کی بہارت دیجئے۔“ حضرت نے فرمایا کہ ”غلبہ محبت سے تصور شیخ خود بخود بڑھ جاتا ہے پھر ایسا

ان پر غلبہ ہوا کہ ہر جگہ صورت شیخ نظر آتی تھی۔ جہاں بھی قدم رکھتے وہاں صورت شیخ موجود ہے۔ (شام امدادیہ ص ۸۱ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۵ شوال ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۶۸ء) تنظیم الامجدیہ: "الاعتصام" کا مذکورہ مکمل مضمون غیر مقلد وہابیوں کے ایک دوسرے ترجمان ہفت روزہ "تنظیم الامجدیہ" لاہور نے بھی ۹ شعبان ۱۳۵۸ھ میں شائع کیا ہے اور پھر ۲۷ شوال ۱۳۵۸ھ کے شمارہ میں دیوبندی کتب کے حوالہ سے درج کیا ہے۔ حوالہ جات کا اضافہ کیا ہے۔

ولی کا علم و مشاہدہ: "محمد بن علی بن محمد شہر باط کے ایک خادم نے افریقہ میں ایک مولیٰ سفر کیا۔ اس کے گھر والوں کو اطلاع ملی کہ وہ مر گیا ہے تو وہ بہت شکستہ دل ہوئے اور آپ کے پاس آئے۔ آپ نے کچھ دیر سر جھکا کر توقف کے بعد فرمایا "وہ افریقہ میں ہے مرا نہیں" عرض کیا گیا کہ "اس کے مرنے کی اطلاع آئی ہے"۔ فرمایا "میں نے جنت میں دیکھا" اسے وہاں نہیں پایا۔ اور میرا درویش دوزخ میں داخل نہیں ہوگا" پھر اس کے زندہ ہونے کی خبر آگئی اور ایک عرصہ بعد وہ خود بھی آگیا۔ (جمال الاولیاء از مولانا اشرف علی تھالوی)

جنتی دوزخی کی پہچان: "شیخ محمد بن عمر ابو بکر حلب میں کھڑے ہوتے اور ہم بھی ساتھ ہوتے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں میں سے اہل یحیٰ (جنتی) اور اہل شمال (دوزخیوں) کو پہچانتا ہوں اور اگر میں ان کا نام بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں مگر ان لوگوں کو اس کی اجازت نہیں اور ہم مخلوق میں حق تعالیٰ کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتے۔" (جمال الاولیاء)

غائبانہ امداد: حضرت محمد بن عبد اللہ علوی جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے پھر لوگ کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ فرمایا میرے متوسلین (مریدوں) میں سے بعض کا ہوا

پٹ گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے مدد مانگی تو میں نے اس میں اپنا کپڑا لگایا حتیٰ کہ ان لوگوں نے اس پٹن کو درست کر لیا اور جہاز جیسا تھا ویسا ہو گیا۔" (جمال الاولیاء ص ۱۳۲)

نذر پیر: (روشن ضمیر) "آپ کے متعلقین میں سے کسی نے آپ کے واسطے اپنے دل میں پانچ اشرفیوں کی منت مانی تھی۔ جب وہ آئے آپ نے اشرفیاں طلب فرمائیں۔ انہوں نے عرض کیا "میں نے کب پیش کرنے کا قصد کیا تھا؟" آپ نے فرمایا "فلاں"۔ جبکہ تم فلاں کشتی میں سوار تھے انہوں نے اس کا اقرار کیا۔" (جمال الاولیاء ص ۱۳۳)

لوح محفوظ است پیش اولیاء: محمد شمس الدین خنی سے کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا مسلسل اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ وہ سوال کرنا چھوڑ دیتا تو آپ فرماتے کیا اور نہیں پوچھتے جس کا جواب میرے پاس نہ ہوتا تو میں لوح محفوظ سے جواب دیتا۔ (جمال الاولیاء) حیاۃ النبی علیہ السلام: شیخ آلولیٰ فرماتے ہیں کہ "میں ۳۷۳ھ حرم شریف کے اندر موجود تھا مجھ پر ایک حال وارد ہوا جس میں حضور اور آپ کے ہمراہ دس صحابہ کو میں نے دیکھا۔ آپ نماز پڑھا رہے تھے میں نے بھی ان حضرات کے ساتھ نماز پڑھی۔"

(رسالہ خدام الدین لاہور ۲۸ جون ۱۹۶۳ء)

زیارت نبوی: اسی "خدام الدین" میں ہے کہ "ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے الترویج کی ہے کہ اولیاء کی ایک کرامت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے ہیں اور حضور سے ملتے ہیں"۔ الخ۔ (بحوالہ الحادی للسیوطی)

شرف ہمکلامی: شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انعام فرمایا کہ میں مصر میں ہوتے ہوئے حضور علیہ السلام سے اس طرح گفتگو کرتا ہوں جیسے کوئی ہم مجلس سے بات کرتا ہے۔ میں مصر میں ہوتا ہوں اور حضور علیہ السلام کی آرام گاہ پر

میرے ہاتھ ہوتے ہیں۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۸ جون ۱۹۶۳ء)

تنظیم الامجدیٹ کا تبصرہ: مذکورہ مضمون دیوبندی حوالہ جات نقل کرنے کے بعد ”تنظیم الامجدیٹ“ نے لکھا ہے کہ ”اس قسم کے واقعات دیوبندیوں میں اب کافی عام رہے ہیں۔ سواب ان میں اور بریلویوں میں برائے نام فرق رہ گیا ہے یعنی اب دیوبندی کی تاریخ مسخ ہو چلی ہے۔ دیوبندیوں سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جناب اگر یہی اسلام اور توحید ہے تو پھر کافر کیسے کہتے ہیں؟ بہر حال ان اسلام کے اجارہ داروں اور اسلاف کی ارادت مندی کے ان مدعیوں کو کچھ سوچنا چاہیے کہ وہ کلمہ پڑھ کر اب کون گنڈھڑیوں پر پڑ گئے ہیں۔“ (۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۱۹۶۹ء)

دوسرا تبصرہ: ”ان گندم نما جو فروش دوستوں کی دیوبندیت کا پوسٹ مارٹم پڑھنے کے بعد ان کے بلند بانگ دعاوی اور رسوخ فی التوحید کے نعروں کا سارا بھرم کھل گیا ہے۔ انہی بتوں کو اٹھا کر پوجنے لگ گئے ہیں جن ”لات و منات و ہبل“ کو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے گھڑا تھا۔ کیا یہ دیوبندیت اور یہ تمہاری توحید ہے؟ جو قافلہ ”علم توحید“ نے لگا لگا تھا وہ جاہلی نعروں اور رسومات کے صحراؤں میں قدم رکھتے ہی اب بھٹک گیا ہے۔ تاہم دیوبندی دوستوں کو اس کی وضاحت کرنا چاہیے۔“

(ہفت روزہ تنظیم الامجدیٹ ۹ شعبان ۱۳۸۸ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۸۸ء انارک)

رضائے مصطفیٰ: (مولوی سرفراز کا سکوت) ذات باری کی بے نیازی اور دیوبندی وہابی مکتب فکر سے قدرت کا یہ انتقام ہے کہ بمصادق

ع۔۔۔۔۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنو

دیوبندی وہابی بڑی بے رحمی کے ساتھ سنی بریلوی حضرات و بزرگان دین کو جن امور پر شرک و بدعت کا نشانہ بناتے اور طعنہ دیتے تھے یحییٰ وہی امور خود ایک دیوبندی وہابی نے ”دیوبندی مذہب“ سے درآ کر کے جب دیوبندی علماء کے سامنے پیش کئے تو انہوں نے توبہ کرنے اور معقول جواب دینے کی بجائے اُلٹا اس فرزند دیوبند کو ڈرایا دھمکایا جس پر اس نے وہ معاملہ غیر مقلدین کے سامنے پیش کیا، جنہوں نے نہ صرف وہ مضمون رسالوں میں شائع کیا بلکہ اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے علماء دیوبند کو اس پر خوب جھنجھوڑا اور اس دورنگی توحید پر ان کی خوب خبر لی مگر اس پر بھی علماء دیوبند ٹس سے مس نہ ہوئے۔

چنانچہ اہلسنت و جماعت کے بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کو جرنالوالہ نے بھی ”الاعتصام“ کا مذکورہ مضمون ۲۲ ذیقعد ۱۳۸۷ھ کی اشاعت میں شائع کر کے علماء دیوبند بالخصوص مولوی سرفراز گلکھڑوی کو غیرت دلائی۔ اس مضمون کیلئے جواب طلبی کی اور اس دورنگی توحید پر توجہ دلاتے ہوئے چیلنج کیا کہ اگر سرفراز صاحب اپنے مسلک و مشغلہ تصنیف میں سچے ہیں تو مذکورہ مضمون و حوالہ جات کا نمبر وار صحیح و صریح جواب لکھ کر اپنے دیوبندی بھائی مرزا بہادر بیگ و غیر مقلدین کی طرف سے اس دورخی اور تضاد کے اثرات کو رفع کریں۔ اس کے بعد مکتبہ رضائے مصطفیٰ کی طرف سے شائع شدہ کتاب ”دیوبندی حقائق“ اور پھر رسالہ ”ملاحظی قاری اور مسلک اہلسنت“ میں بھی دوبارہ سہ بارہ یاد دہانی کرائی گئی مگر سرفراز صاحب بھی دیگر علماء دیوبند کی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے حالانکہ قلم و قرطاس ان کا خاص مشغلہ ہے اور اپنے متعلقین و مداحین میں وہ بہت چٹیں و چٹاں قسم کے مولوی اور مصنف کہلاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب

مذکور کے اکابر بھی عقیدہ توحید سے نا آشنا اور شرک و کفر و بدعت میں مبتلا تھے اور مولوی صاحب بھی گھر کی صفائی کی بجائے انتہائی ہٹ دھرمی و شرک گری کے ساتھ انطا اہلسنت پر مشق ستم فرماتے اور سادہ لوح عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور ان کی نام نہاد تبلیغ کا مقصد انتشار و افتراق اور قحطی و آوارگی و بدعتی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

مزید یاد دہانی:

غیر مقلدین کے رسائل میں دیوبندی مضمون نگار کی جواب طلبی کے علاوہ اور ”رضائے مصطفیٰ“ کی سہ بارہ یاد دہانی کے بعد ہم علماء دیوبند بالخصوص مولوی محمد سرور لکھنوی کو ایک بار پھر مزید یاد دہانی کراتے ہیں کہ وہ خوف خدا و ناپائیدار زندگی کو کوئی نظر رکھ کر اپنے غیر مقلد و ہابی بھائیوں اور خود فرزند دیوبند مرزا بہادر بیگ کی طرف سے اپنی اور علماء دیوبند کی دورگی تو حید پر مذکورہ الزام و حوالہ جات کا فوری جواب دیں اور ان کے علاوہ علماء دیوبند کا یہ بہت بڑا قرضہ اتاریں اور دیوبندی مذہب و رسم کم از کم ”توحید الایمان“ و اپنی کتاب ”گلدستہ توحید“ و ”راہ سنت“ کی روشنی میں اپنی دورگی تو حید اور محقول توحید بیان کریں اور مذکورہ حوالہ جات کے نمبر و ارتوحید کے مطابق اور شرک و بدعت سے خارج ہونے کی وضاحت فرمائیں۔ غیر متعلقہ لمبی چوڑی گفتگو اور غلط فہمی سے احتراز کریں اور گول مول باتوں سے کھجڑی نہ پکائیں اور نہ ہی یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کریں کہ میں فلاں بات لکھ چکا ہوں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول الله
وعلی آلتک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله

صدر سالہ
چشمن دیوبند کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صدائے بازگشت: شاعر مشرق مفکر پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اس شہرہ آفاق کلام و اشعار میں:

”زدیوبند حسین احمد ایں چہ ہو العجیبی است“

فرما کر دیوبند اور صدر دیوبند کی مشرک دوستی و کانگریس نوازی اور متحدہ قومیت سے ہمواری کو بہت عرصہ پہلے جس ”ہو العجیبی“ سے تعبیر فرمایا تھا۔ بمصادیق ”تاریخ“ اپنے آپ کو دہراتی ہے اس ”ہو العجیبی“ کی صدائے بازگشت اس وقت بھی کی گئی جب ”صد سالہ جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی وزیراعظم بھارت کو ”شیخ محفل“ کے سرخورد دیوبندی مکتب فکر کے نامور عالم ولید زمر مولوی احتشام الحق تھانوی (کراچی) بھی یہ کہنا پڑا کہ ”زدیوبند مسز گاندھی ایں چہ ہو العجیبی است“

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ شان رسالت و جشن میلاد النبی ﷺ عداوت کے مرکز اور کانگریس کی حمایت و مسلم لیگ و پاکستان کی مخالفت کے مرکز ”دارالعلوم دیوبند“ کا ۲۱، ۲۲، ۲۳، مارچ ۱۹۸۰ء کو صد سالہ جشن منایا گیا اور اس موقع پر اندرا گاندھی کی کانگریسی حکومت نے جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے ریڈیو، ٹی وی، اخبارات، ریلوے وغیرہ تمام متعلقہ ذرائع سے ہر ممکن تعاون کیا بھارتی محکمہ ڈاک و تار نے اس موقع پر ۳۰ پیسے کا ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔ جس پر مدرسہ دیوبند کی تصویر شائع کی گئی۔ یہی نہیں بلکہ اندرا دیوبی نے ”ذات نفس“ کے جشن دیوبند کی تقریبات کا افتتاح کیا۔ اپنے دیدار و آواز اور نسوانی اداؤں سے دیوبندی ماحول کو مسحور کیا اور دیوبند کے اسٹیج پر تالیوں کی گونج میں اپنے خطاب میں جشن دیوبند کو مستفیض فرمایا۔ بانی دیوبند کے نواسے اور مدرسہ دیوبند کے ”بزرگ“

مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا دیوبی کو عزت مآب وزیراعظم ہندوستان کہہ کر خیر مقدم کیا اور اسے بڑی بڑی ہستیوں میں شمار کیا۔ اور اندرا دیوبی نے اپنے خطاب میں بالخصوص کہا کہ ”ہماری آزادی اور قومی تحریکات سے دارالعلوم دیوبند کی وابستگی انوث رہی ہے۔“ علاوہ ازیں جشن دیوبند کے اسٹیج سے پنڈت شہر وکی راہمنائی و متحدہ قومیت کے سلسلہ میں بھی دیوبند کے کردار کو اہتمام سے بیان کیا گیا۔ بھارت کے پہلے صدر راجندر پرشاد کے حوالہ سے دیوبند کو ”آزادی (ہند) کا ایک مضبوط ستون قرار دیا گیا۔

(ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ مطابق اپریل ۱۹۸۰ء) یادگار اخباری دستاویز: نئی دہلی ۲۱ مارچ (ریڈیو رپورٹ) (۱۷ آئی آر) دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات شروع ہو گئیں بھارت کی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے تقریبات کا افتتاح کیا۔

(روزنامہ مشرق، نوائے وقت لاہور ۲۲، ۲۳، ۲۴ مارچ ۱۹۸۰ء)

تقریر: مسز اندرا گاندھی نے کہا دارالعلوم دیوبند نے ہندوستان میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان رواداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا اس نے دیگر اداروں کے ساتھ مل جل کر آزادی کی جدوجہد کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے دارالعلوم کا موازنہ اپنی پارٹی کانگریس سے کیا۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۳ مارچ) تصویر: روزنامہ جنگ کراچی ۳۔ اپریل کی ایک تصویر میں مولویوں کے جھرمٹ میں ایک بچہ منہ، ننگے سر، برہنہ بازو، عورت کو تقریر کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ ”مسز اندرا گاندھی دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریبات

کے موقع پر تقریر کر رہی ہیں۔ ”روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹۔ اپریل کی تصویر میں ایک مولوی کو اندرا گاندھی کے ساتھ دکھایا گیا ہے اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ ”مولانا راحت گل مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کرنے کے بعد واپس آرہے ہیں۔“

دیگر شرکاء: جشن دیوبند میں مسز اندرا گاندھی کے علاوہ مسٹر راج نرائن، بک جیون رام، مسٹر بھوگنانے بھی شرکت کی۔ (جنگ کراچی ۱۱۔ اپریل)

بچے گاندھی کی دعوت: اندرا گاندھی کے بیٹے بچے گاندھی نے کھانے کا وسیع انتظام کر رکھا تھا۔ بچے گاندھی نے تقریباً پچاس ہزار افراد کو تین دن کھانا دیا۔ پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہوتا تھا۔ بھارتی حکومت کے علاوہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں ہندوؤں اور سکھوں نے بھی دارالعلوم کے ساتھ تعاون کیا۔

(روزنامہ امروز لاہور ۹۔ اپریل)

ہندوؤں کا شوق میزبانی: ”کئی مندوبین (دیوبندی علماء) کو ہندو اصرار کے اپنے گھر لے گئے جہاں وہ چار دن ٹھہرے۔“

(روزنامہ امروز لاہور ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

حکومتی دلچسپی: ”اندرا گاندھی اور بچے گاندھی وغیرہ کی ذاتی دلچسپی کے علاوہ اندرا حکومت نے بھی جشن دیوبند کے سلسلہ میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس جشن کے خاص انتظام و اہتمام کے لئے ملک و حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آگئی اور بڑے بڑے سرکاری حکام نے بہت پہلے سے اس کو ہر اعتبار سے کامیاب با مقصد اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے اپنے آرام و سکون کو قربان کر دیا۔ اور شب و روز

اسی میں لگے رہے۔ ریلوے، ڈاک، پولیس، ٹی وی، ریڈیو اور پولیس کے حفاظتی عملہ نے منتظمین جشن کے ساتھ جس فراخ دلی سے اشتراک و تعاون کیا ہے۔ اس صدی میں کسی مذہبی جشن کے لئے اس کی مثال و درویش نظر نہیں آتی۔“

(ماہنامہ فیض رسول براؤن بھارت۔ مارچ ۱۹۸۰ء)

ڈیڑھ کروڑ: ”جشن دیوبند کے مندوبین نے واپسی پر بتایا کہ جشن دیوبند کی تقریبات پر بھارتی حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ کئے اور ساٹھ لاکھ روپے دارالعلوم نے اس مقصد کے لئے اکٹھے کئے۔ (روزنامہ امروز لاہور ۲۷۔ مارچ ۱۹۸۰ء) ۳۰ لاکھ: ”مرکزی حکومت نے قصبہ دیوبند کی نوک پلک درست کرنے کے لئے ۳۰ لاکھ روپیہ کی گرانٹ الگ مہیا کی۔ روٹری کلب نے ہسپتال کی صورت میں اپنی خدمات پیش کیں۔ جس میں دن رات ڈاکٹروں کا انتظام تھا۔“

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

کشم: ”ہنگامی طور پر جلسہ کے گرد متعدد نئی سڑکوں کی تعمیر کی گئی اور بجلی کی ہائی پاور لائن مہیا کی گئی بھارتی کشم اور امیگریشن حکام کا رویہ بہت اچھا تھا۔ انہوں نے مندوبین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں آنے دی۔“ (روزنامہ امروز لاہور ۹۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

اخراجات جشن: ”تقریباً جشن کے انتظامات وغیرہ پر ۷۵ لاکھ سے زائد رقم خرچ کی گئی۔“ ”پنڈال پر چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔ کمپوں پر ساڑھے چار لاکھ سے بھی زیادہ کی رقم خرچ ہوئی۔“ ”بجلی کے انتظام پر ۳ لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ خرچ ہوا۔“

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۔ اپریل۔ امروز لاہور ۹۔ اپریل ۱۹۸۰ء)

اندر اسے استمداد: ”مفتی محمود نے اسٹیج پر مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کی اور ان سے دہلی جانے اور ویزے جاری کرنے کے لئے کہا۔ اس پر اندرا گاندھی نے ہدایت جاری کی کہ جو چاہے اسے ویزے جاری کر دیئے جائیں۔ پٹنامی بھارتی حکومت نے دیوبند میں ویزا آفس کھول دیا۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء)

دیوبند کے ”تبرکات“: ”زائرین دیوبند و جشن دیوبند کے تبرکات میں شرکت کے علاوہ واپسی پر وہاں سے بے شمار تحفے تحائف بھی ہمراہ لائے ہیں۔ ان میں کھیلوں کا سامان ہاکیاں اور کرکٹ گیندوں کے علاوہ سیب، گتے، ناریل، کپڑے، کپڑے، جوتے، چوڑیاں، چھتریاں اور دوسرا سینکڑوں قسم کا سامان شامل ہے۔ حد تو یہ ہے کہ چند ایک زائرین اپنے ہمراہ لکڑی کی بڑی بڑی پارٹیشنیں بھی لاہور لائے ہیں۔“ (روزنامہ مشرق، نوائے وقت ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء)

تاثرات

احتشام الحق تھانوی: ”کراچی ۲۲۔ مارچ مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ اجلاس جو مذہبی پیشواؤں اور علماء و مشائخ کا خالص مذہبی اور عالمی اجتماع ہے اس کا افتتاح ایک (غیر مسلم اور غیر محرم) خاتون کے ہاتھ سے کرانا نہ صرف مسلمانوں کی مذہبی روایات کے خلاف ہے بلکہ ان برگزیدہ مذہبی شخصیتوں کے تقدس کے منافی بھی ہے جو اپنے اپنے حلقے اور علاقوں سے اسلام کی اتھارٹی اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اجتماع میں شریک ہیں۔“

ہیں۔ ایشیا کی دینی درسگاہ کے اس خالص مذہبی صد سالہ اجلاس کو ملکی سیاست کے لئے استعمال کرنا ارباب دارالعلوم کی جانب سے مقدس مذہبی شخصیتوں کا بدترین انتہال اور اسلاف کے نام پر بدترین قسم کی استخوان فروشی ہے۔ ہم ارباب دارالعلوم کے اس غیر شرعی اقدام پر اپنے دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ اس شرمناک حرکت کی ذمہ داری دارالعلوم دیوبند کے مہتمم پر ہے۔ جنہوں نے دارالعلوم کی صد سالہ روشن تاریخ کے چہرے پر کلنگ کا ٹیکہ لگا دیا ہے۔

(روزنامہ امن کراچی ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء)

وقار انبالوی: ”مولانا احتشام الحق صاحب کا یہ کہنا:

(بہ دیوبند مسز اندرا گاندھی ایس چہ بواجبی است)

کی وضاحت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تو اب تاریخ دیوبند کا ایک ایسا موڑ بن گیا ہے کہ مورخ اسے کسی طرح نظر انداز کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے دامن سے یہ داغ شاید ہی مٹ سکے۔ وقتی مصلحتوں نے علمی غیرت اور حمیت فقر کو گھٹا دیا تھا۔ اس فقیر کو یاد ہے کہ ”متحدہ قومیت“ کی ترنگ میں ایک مرتبہ بعض علماء سوامی سردہا نند کو جامع مسجد دہلی کے منبر پر بٹھانے کا ارتکاب بھی کر چکے ہیں۔ لیکن دو برس بعد اسی سردہا نند نے مسلمانوں کو دھمی کرنے یا بھارت سے نکالنے کا نعرہ بھی لگایا تھا۔

(سرراہے نوائے وقت ۲۹ مارچ ۱۹۸۰ء)

جشن دیوبند پر قہر خداوندی: ”دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صد سالہ کے بعد سے (جس میں کچھ باتیں ایسی بھی ہوئیں جو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نظر عنایت سے محروم کرنے والی تھیں) ایک خانہ جنگی شروع ہوئی جو برابر جاری ہے

اور اس عاجز کے نزدیک وہ خداوندی قہر و عذاب ہے۔ راقم سطور قریباً ساٹھ سال سے اخبار اور رسائل کا مطالعہ کرتا رہا ہے۔ ان میں وہ رسالے اور اخبارات بھی ہوتے ہیں۔ جن میں سیاسی یا مذہبی مخالفین کے خلاف لکھا جاتا تھا اور خوب غم لگ جاتی تھی۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے کسی کے اختلافی مضامین میں شرافت و اتنا پامال اور رذالت و سفالت کا ایسا استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ ہمارے دارالعلوم دیوبند سے نسبت رکھنے والے ان ”مجاہدین قلم“ نے کیا ہے۔ پھر ہماری انتہائی قسمتی کہ ان میں وہ حضرات بھی ہیں جو دارالعلوم کے ”مسند یافتہ“ فضلاء بنائے جاتے ہیں۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ فروری ۱۹۸۱ء، الاعتصام لاہور ۲۰ مارچ)۔

سیارہ ڈائجسٹ: انٹاری اسٹیشن پر ٹکنٹیں خریدی گئیں تو پتہ چلا کہ حکومت بھارت نے (جشن دیوبند کے) شرکاء کو ایک طرفہ کرایہ میں دو طرفہ سفر کی رعایت دی ہے۔ بعض لوگ کفار کی طرف سے اس رعایت یا مدد کو مسترد کرنے پر اصرار کر رہے تھے۔ مگر جب انہیں بتایا گیا کہ اسی کافر حکومت نے جشن دیوبند کی تقریبات کے انتظامات پر ایک کروڑ سے زائد لگائی ہے اور گیسٹ ہاؤس بھی بنوا دیا ہے۔ یہ اصحابِ ندامت سے بغلیں جھانکنے لگے۔ دیوبند میں اندرا گاندھی، جگ جیوان رام، چرن سنگھ جیسی معروف شخصیتیں آئی ہوئی تھیں۔ اور دیوبند تقریبات پر حکومت نے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپے صرف کئے اور ہر طرح کی سہولتیں، پھوپھائیں۔ دیوبند کی افتتاحی تقریب میں جب اندرا گاندھی نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کو ہندوستانی قومیت کے تصور کے ساتھ ہم آہنگ کر کے مسلم قومیت کے تصور کی بیخ کنی کی تو وہاں موجود چوٹی کے علماء کو اسلام کے اس عظیم اور بنیادی

اسفند کی تشریح اور تصحیح کی جرأت نہ ہوئی۔ حکیم الامت (اقبال) نے کانگریس کے ملام کی اسی ذہنی کیفیت کو بھانپ کر فرمایا تھا:

نجم ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ

زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

تلاوت و ترانہ کے بعد اسٹیج پر کچھ غیر معمولی حرکات کا احساس ہوا۔ اس لئے شریعتی اندرا گاندھی افتتاحی اجلاس میں آرہی ہیں۔ اسٹیج پر موجود تمام عرب و فود و رویہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اندرا گاندھی اس سب کے خوش آمدید کا مسکراہٹ سے جواب دیتے ہوئے آئیں۔ انہیں مہمان خصوصی کی کرسی پر جو صاحب صدر اور قاری محمد طیب کی کرسیوں کے درمیان تھی بٹھایا گیا (جبکہ دیگر بڑے بڑے علماء بغیر کرسی کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے) شریعتی کو دیکھنے کے لئے زبردست ہلچل مچی۔ تمام حاضرین اور خصوصاً پاکستانی شرکاء شریعتی کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔ شریعتی ایک مربع اور سنہری کرسی پر لاکھوں لوگوں کے سامنے جلوہ گر تھیں۔ شریعتی نے سنہری رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھ میں ہلکے رنگ کا ایک بڑا سا پرس تھا۔ قاری محمد طیب صاحب کے خطبہ استقبال کے دوران مصر کے وزیر اوقاف عبداللہ بن سعود نے شریعتی اندرا گاندھی سے ہاتھ ملایا۔ نیز شریعتی اور مفتی محمود صاحب تھوڑی دیر اسٹیج پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے رہے۔ (بعض شرکاء دیوبند کا کہنا ہے کہ اندرا گاندھی بن بلائی آئی تھی) اگر یہ درست مان لیا جائے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے مہمان خصوصی کی کرسی پر کیوں بٹھایا گیا؟ تقریر کیوں کرائی گئی؟ چرن سنگھ اور جگ جیوان رام وغیرہ نے ایک مذہبی اسٹیج پر کیوں تقاریر کیں؟ کیا یہ سب کچھ

دارالعلوم دیوبند کے تنظیمین کی خواہش کے خلاف ہوتا رہا؟ دراصل ایک جھوٹ چھپانے کے لئے انسان کو سوا اور جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ کاش خدا علماء کو سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ایک پاکستانی ہفت روزہ میں مولانا عبدالقادر آزاد نے غلط اعداد و شمار بیان کئے ہیں۔ یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے ان کے مطالب دس ہزار علماء کا وفد پاکستان سے گیا تھا۔ حالانکہ علماء و طلبہ ملا کر صرف ساڑھے آٹھ سو افراد ایک خصوصی ٹرین کے ذریعے دیوبند گئے تھے۔ اجتماع کی تعداد مولانا کے کم از کم ایک کروڑ بتائی ہے۔ حالانکہ خود تنظیمین جلسہ کے بقول چند ال تین لاکھ آدمیوں کی گنجائش کے لئے بنایا گیا تھا۔ کاش ہم لوگ حقیقت پسند بن جائیں۔ اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ عرب وفود کے لئے طعام و قیام کا عالی شان انتظام تھا۔ ڈائیننگ ہال اور اس طعام کا ٹھیکہ دہلی کے انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل کا تھا۔ عربوں کے لئے اس مخصوص انتظام نے مساویہ اسلامی سادگی اور علماء ربانی کے تقدس کے تصور کی دھجیاں اڑا دیں۔ ایسا لگتا تھا کہ کل انتظام کا ۵ فیصد بوجھ عرب وفود کی دیکھ بھال اور اہتمام کی وجہ سے تھا۔

(ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور جون ۱۹۸۰ء آنکھوں دیکھا حال)

سیّدہ اندرا گاندھی: روزنامہ ”اخبار العالم الاسلامی“ سعودی عرب نے لکھا کہ ”سعودی حکومت نے دارالعلوم دیوبند کو دس لاکھ روپے وظیفہ دیا۔ جبکہ سیّدہ اندرا گاندھی نے جشن دیوبند کے افتتاحی اجلاس میں خطاب کیا“

(۱۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ)

غلام خان درمدج مشرک: روزنامہ جنگ راولپنڈی یکم اپریل ۱۹۸۰ء کی

ماعت میں ایک با تصویر اخباری کانفرنس میں مولوی غلام خان کا بیان شائع ہوا کہ ”جشن دیوبند کو کامیاب بنانے کے لئے بھارت کی حکومت نے بڑا تعاون کیا ہے۔ سوا کروڑ روپے خرچ کر کے اندرا حکومت نے اس مقصد کے لئے سرکاری زمینیں، نیا اسٹیشن بنوایا ہم سے نصف کرایہ لیا اور دیوبند کی تصویر والی ٹکٹ جاری کی۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے بھارت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے وہاں باہر سے کوئی چیز نہیں منگواتے اس کے مقابلے میں پاکستان اب بھی گندم تک باہر سے لگوار رہا ہے۔ پاکستان میں باہمی اختلافات اور نوکر شاہی نے ملک کو ترقی کی بجائے نقصان کی طرف گامزن کر رکھا ہے۔“ (روزنامہ جنگ راولپنڈی)

یاد رہے کہ مولوی غلام خان کا یہ آخری اخباری بیان تھا۔ جس میں اس شخص نے عید میلاد النبی ﷺ کی طرح صد سالہ جشن دیوبند کو بدعت قرار دینے اور دیگر تکلفات و فضول خرچی وغیرہ بالخصوص ایک دشمن اسلام و پاکستان بے پردہ وغیرہ محرم کافرہ مشرک کی شمولیت کی پر زور مذمت کرنے کی بجائے الٹا جشن دیوبند کی کامیابی و اندرا گاندھی کی کامیابی و احسانات کے ذکر و بیان کے لئے باقاعدہ پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اور اندرا حکومت کی توصیف اور اس کے بالقابل پاکستان کی تنقید کی گئی اور ساری عمر غیر اللہ کی امداد و استمداد کا انکار کرنے والوں نے اندرا حکومت کے بڑے تعاون کو بڑے اہتمام سے بیان کیا۔ اور ساری عمر یہ رسول اللہ ﷺ پر کپارنے والے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی قرار دے کر مخالفت کرنے والے آخر عمر میں کافرہ مشرک کی مدح کرنے لگے جس پر قدرت خداوندی کے تحت آخری انجام بھی عجیب و غریب اور عبرتناک ہوا۔

چنانچہ محمد عارف رضوی ملتانی خطیب فیصل آباد کے ایک مطبوعہ اشتہار میں دوہی سے مختار احمد صاحب کا ایک خط بدیں الفاظ شائع ہوا ہے کہ ”میں اللہ تعالیٰ کا حاضر و ناظر جان کر لکھتا ہوں کہ (دوہی میں) میں نے خود پہلے ان کی تقریر سنی ہے انہوں نے یہاں کی تقریر یاد دہن کی تک آپ تقریر کرتے رہے۔ ہزاروں لوگ تقریر سننے آئے ہوئے تھے۔ مولانا غلام خاں صاحب نے خوب خوب سرکار میں سنی کی گستاخی کی پہلے میں خود بھی ان کا مداح تھا۔ پھر تقریر کرتے ہوئے ان کی دل پر درد پڑا۔ اور انہیں ہسپتال لایا گیا وہ پلنگ سے اچھل کر چھت تک چائے اور پھر زمین پر آ پڑتے۔ ڈاکٹر سب کمرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میں چھپ کر دیکھتا رہا اور کانپتا رہا۔ اسی کشمکش میں تقریباً ایک گھنٹہ گزرا پھر خاموشی ہو گئی۔ کوئی اندر جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے ڈاکٹر کو بلایا۔ جب کافی آدمی جمع ہوئے اکٹھے اندر گئے اور دیکھا کہ ان کا رنگ سیاہ پڑھ چکا ہے زبان منہ سے باہر نکل کر لٹک رہی تھی اور آنکھیں باہر ابل آئی تھیں۔ مجبوراً اسی طرح پٹی بند کر کے پاکستان بھیج دیا گیا۔ میں تین چار دن بیمار رہا اور اٹھ اٹھ کر بھاگتا تھا۔ پھر توبہ استغفار پڑھی اور کچھ میں ٹھیک ہوا۔ یہ تھی ان کی تقریر اور انجام۔ خدا کی لاشی بے آواز تھی کام کر گئی۔“

(مختار احمد ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء دوہی)

نوائے وقت کی تائید: روزنامہ ”نوائے وقت“ کے خصوصی نمائندہ کی رپورٹ سے بھی مختار احمد صاحب کے مذکورہ مکتوب کی تائید ہوتی ہے۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ جگہ جگہ لوگوں نے مولانا (غلام خان) کی میت کا آخری دیدار کر لے گا۔ کوشش کی۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ جب مولانا کی میت لحد میں اتاری

نے لگی۔ تو طبی وجہ کی بناء پر اس وقت بھی خواہش مند سگوگواروں کو مولانا کی میت کا آخری دیدار نہیں کرایا گیا۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ راولپنڈی ۲۹ مئی ۱۹۸۰ء) ظاہر ہے کہ بقول مختار احمد ”دال میں کچھ کالا ضرور تھا“ ورنہ کیا وجہ تھی کہ ہم خویش ساری عمر قرآن پاک کی تبلیغ کرنے اور شیخ القرآن کہلانے والے کا چہرہ ہی نہ دکھایا گیا۔ جب کہ بیرونی ممالک سے لائی جانے والی عام لوگوں کی میت کا کسی آخری دیدار کرایا جاتا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے اور اصلی نسلی مشرکوں کی تعظیم و مدح سرائی کا عبرتناک انجام اور جشن دیوبند منانے اور جشن میلاد النبی ﷺ پر فتوے لگانے کی قدرتی گرفت و سزا۔ والعیاذ باللہ

قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی دیوبند سے بیدخلی کے باعث اسی نقش میں دنیا سے چل بسے جو جشن دیوبند کی نحوست و شامت کے باعث خانہ جنگی کی صورت میں پیدا ہوئی۔ حتیٰ کہ آخری وقت ان کا جنازہ بھی دارالعلوم میں سے نہ گزرنے دیا گیا۔ (روزنامہ جنگ ۲۱۔ اگست ۱۹۸۳ء)

اگر درخانہ کس است..... یک حرف بس است

اندر اگانڈھی کا مرثیہ: بھارتی وزیراعظم آنجنمانی مسز اندرا گاندھی کے قتل پر جس طرح پاکستان میں موجود سابق قوم پرست علماء اور کانگرس کے سیاسی ذہین و فکر کے ترجمان ”وارثان منبر و محراب“ نے تعزیت کی ہے وہ کوئی قابل فخر اور دینی حلقوں کے لئے عزت کا باعث نہیں ہے۔ قومی اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ نظام العلماء پاکستان کے نامور راہنماؤں مولانا محمد شریف وٹو، مولانا زاہد الراشدی اور مولانا بشیر احمد شاد نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اندرا گاندھی نے اپنے اقتدار

میں جمعیت علماء ہند اور دارالعلوم دیوبند کی قومی خدمات کا ہمیشہ اعتراف کیا اور ہر طرح کی معاونت اور حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ نیز ان راہنماؤں نے یہ بھی کہا کہ اندر نے جشن دیوبند میں اکابر دیوبند سے اپنے خاندانی تعلقات کا برملا اظہار کیا یہ پڑھ کر انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ سیکولر ازم کے علمبرداران سابق کا گنہگار علماء کو ابھی تک اندر کے خاندانی تعلق پر کس قدر فخر ہے۔ کس قدر ستم کی بات ہے کہ ان مٹھی بھر لوگوں نے ابھی تک اپنے دل میں پاکستان کی محبت کی بجائے اندر کا گندھی سے تعلق کو سہار کھا ہے۔ اس لئے پاکستانی عوام اور حکومت کو ان الفاظ پر غور کرنا چاہیے کہ یہ ابھی تک تحریک پاکستان کی تمنخیاں اپنے دل سے نہیں نکال سکے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کو ان کے اپنے قول کے مطابق جس طرح فرزند ان دیوبند کی اکثریت غلیظ گالیوں سے نوازتی تھی وہ فکر آج تک ان لوگوں کے سینوں میں صداوت پاکستان کا ایک تناور درخت بن چکی ہے ورنہ اس وقت پنڈت موتی لال نہرو، پنڈت جواہر لال نہرو کا جناب سید احمد بریلوی اور جناب اسماعیل دہلوی سے فکری تعلق جوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ دیوبند کے ان راہنماؤں نے یہ بیان دے کر آج بھی دو قومی نظریے کی نفی کی ہے۔ تحریک آزادی میں ہندوؤں کے ساتھ کا گنہگاری خیال کے علماء کے کردار کو نمایاں کرنا ہمارے لئے باعث شرم ہے۔“ (روزنامہ آفتاب لاہور ۳ نومبر ۱۹۸۳ء)

=====



الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى آلك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

مولوی غلام خان اور اس کے عقائد اور اس کی حج تفسیر بہتہ الحیران علماء دیوبند کی نظر میں

ان کے دشمن پہ لعنت خدا کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے
یہ ہے میت کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مولوی غلام خان دیوبندی ہے نہ دیوبندی یہ ایک جدید فتنہ انگیز طائفہ کا الیٰہی مسلمانوں کو خبردار رہنا چاہیے۔ مولوی غلام خان اور اس کے ہم خیالوں کے پیچھے مکر وہ تحریر ہے اور ان کو مساجد کا امام نہ بنانا چاہیے۔ دین کی حفاظت کیلئے ان سے سلام و کلام بند کر دینا چاہیے۔ صدر مفتی دارالعلوم دیوبند و دیگر علماء کے فتوے۔

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین تفسیر ”بلغۃ النہر ان“ کے مندرجہ ذیل مقامات میں؟ یہ جو کچھ اس تفسیر میں لکھا گیا ہے یہ سلف صالحین و اہلسنت و الجماعت علماء دین نظریات کے موافق ہے یا مخالف؟

(۱) كُلُّ فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ کے ماتحت ”بلغۃ النہر ان“ ص ۷۵ پر لکھا ہے: یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کیساتھ متعلق نہیں تاکہ لازم آئے کہ تمام باتیں کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارا اعمال لکھ رہے ہیں ”فرشتے انہی بلفظہ“ کیا یہ اہلسنت و الجماعت کے مسلک سے ملے اور اعتزال کا اظہار نہیں؟ حالانکہ جملہ مفسرین اس سے مراد لوح محفوظ لے رہے ہیں۔ علماء دیوبند کا بھی یہی مسلک ہے جیسا کہ مولانا شبیر احمد صاحب نے ”موضح القرآن“ میں اس آیت کے فائدہ میں لکھا ہے ”تو بناء علیہ کیا یہ فرقہ علماء دیوبند کے مسلک کے مخالف نہ ہو اور کیا اس خود ساختہ تفسیر پر قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَاذِبٌ اور اس قسم کی دوسری احادیث کی تکذیب نہیں ہوتی اور تمام کتب عقائد کی تقلید نہیں ہوتی؟

(۲) یا جوج ماجوج کے متعلق ص ۲۰۵ پر ہے یا جوج ماجوج سے مراد انگریز ہیں یا کولہ؟ کیا یہ یا جوج ماجوج کے متعلق وارد روایات کے خلاف نہیں اور کیا یہ مرزا انیسویں کی موافقت نہیں؟

(۳) بلغۃ النہر ان کے ص ۱۵۰ پر وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا کی تفسیر میں لکھا ہے: باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھے باقی تفسیروں کا کذب ہے انہی بلفظ

یا مفسرین کو کاذب کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو قائل کا کیا حکم ہے۔

(۴) اس تفسیر کے ص ۲۳۲ پر مندرج ہے رسولوں کا کمال بس عذاب الہی سے نجات الہی ہے اتنی۔ کیا یہ مرسلین کی تنقیص نہیں؟ عذاب الہی سے نجات اگر رسول کا کمال ہو تو کیا غیر رسول کو نجات نہ ہوگی؟

(۵) ص ۵۰ پر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو کیا کہا ہے کہ یہ بھی کمال نہیں؟ کیا یہ لفظ اور جمہور کے مخالف نہیں؟

(۶) ص ۷۵ پر معتزلہ کا مذہب نقل کر کے لکھا کہ انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد ”علوم ہوگا۔ الیٰ ان قال“ مگر بعض مقام قرآن جو ان کے مطابق نہیں بنتے معنی صحیح کرتے ہیں کیا یہ اعتزال کی صریح اور واضح تائید نہیں اور یہ قدامت علم الہی کا انکار نہیں؟

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کا جواب: مذکور سوال میں جو تفسیر بلغۃ النہر ان سے اقتباسات نقل کئے گئے ہیں یہ اہلسنت و الجماعت اور اکابر دیوبند کے مسلک کے خلاف اور سلف صالحین صحابہ کرام و تابعین کے مخالف ہیں۔ ان میں معتزلہ کے مذہب کی ترویج بھی ہے اور جمہور مفسرین اہلسنت کی تکذیب بھی۔ بعض آیات کی لفظ تعبیر و تاویل ہے جس کو قرآن و احادیث مشہورہ سے دور کا واسطہ نہیں ہے۔ تفسیر مذکور مطالعہ عوام کیلئے گمراہ کن ہے اور ان کے صحیح عقیدوں کو بدل دینے میں مدد و معاون ہے۔ یا جوج ماجوج کی تعبیر و تفسیر اور كُلُّ فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ کے معنی قطعاً غلط ہیں۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے متعلق جو لکھا گیا ہے وہ بھی لغو اور باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم پر بھی کاری ضرب ہے جس سے جہل خداوندی کا لزوم ظاہر ہے اور ایسے امور کے اعتقاد پر لزوم کفر کھلا ہوا ہے جس سے ایمان خطرے میں ہے۔ ہمارا علم اس کی شہادت دیتا ہے جس بڑے شخص کی طرف اس تفسیر کی نسبت کر رکھی ہے ہرگز اس کے یہ عقائد نہیں

ہیں بلکہ دوسرے لوگوں نے ان کی طرف ترویج کتاب کیلئے منسوب کر دیے ہیں اور بالفرض والجمال ان کے بھی یہی خیالات ہوں جو تفسیر میں مذکور ہیں تو قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ان کی حقیقت نہیں ہے ان کو رد کر دیا جائے گا اور قرآن و حدیث کے مطابق عمل ہوگا۔ بجز انبیاء علیہم السلام کے ہر شخص کا قول رد کر دیا جائے گا اگرچہ کتنا ہی کیوں نہ ہو جبکہ اس کا قول عقائد اسلامیہ کے مخالف ہو۔ یہ تفسیر مسلمانوں کیلئے مفسر ایسے عقائد رکھنے والے حضرات اہلسنت میں داخل نہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے مسجد کا امام نہ بنایا جائے۔ ایسے عقائد والوں سے اور دوسروں کو کافر و مشرک سمجھنے والوں سے قطع تعلق کر لینا اور سلام و کلام بند کر دینا چاہیے، مجبوری اور ضرورت کے وقت ہے۔ بدعتی اور محدث فی الدین سے علیحدگی دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے جو کتب اور کتب فقہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حال کریمہ ارشاد فرماتے ہیں مندرجہ سوال نمبرات کا مفہوم بلاشبہ عقائد اہلسنت و الجماعت متصادم ہے۔ اور جبکہ بلغۃ الحیر ان میں اس قسم کے شیعہ مضامین موجود ہیں تو مفسر احقر کا عام مسلمانوں کیلئے یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے احتراز کریں۔ مختصراً جناب محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی ارقام فرماتے ہیں کہ تفسیر مذکور میں دیکھی ہے اس میں بہت سے مقامات ناقابل فہم ہیں اور بہت سے مقام مشککہ ہیں۔ اس کے ہیں عام مسلمانوں کے سمجھنے اور کام میں لانے کے لائق نہیں۔

تفسیر ”بلغۃ الحیر ان“ کا اس فقیر نے قریباً سات سال پہلے اس کے مطالعہ کا ہے مصنف کا مذہب کوئی نہیں نہ عقائد میں اہلسنت و جماعت کے موافق ہے اور احادیث اور فقہ سے اس کو کوئی تعلق ہے سو انا نہایت اور بے ادبی کے اس میں اور کلام نہیں۔ اکثر جگہ لکھتے ہیں ”مفسرین نہیں سمجھتے“ بعض جگہ لکھتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت

لٹیک نہیں کہتے۔ اور حدیث صحیح اور فقہ شریف کے علم سے بے بہرہ ہے۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے واقع میں لکھتے ہیں کہ زینب کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاعدت کیا کیونکہ غیر مدخولہ تھیں حالانکہ تمام تفاسیر کا اتفاق ہے کہ انہوں نے عدت گزاری اور مسلم شریف کی حدیث شریف موجود ہے۔ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ اور فقہ شریف میں صاف لکھا ہے کہ خلوت سے عدت ہو جاتی ہے دخول ہو یا نہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ ہم صحبت رہے ہیں۔ فقط: محمد صدر الدین سکنہ درویش

جملہ اہل اسلام پر واضح ہو کہ یہ طائفہ جو معانی قرآن و حدیث کی مخالف اہلسنت و جماعت کے کرتے ہیں ان کے ساتھ سلام و کلام مجلس غمی شادی حرام ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ الْآیَةِ وَقَالَ النَّبِیُّ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ أَوْ لَبِیْغَةً یَبْدُمُ ارْخَ۔ (رواہ مسلم)

ایسا طائفہ ملت اسلام سے خارج ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ یَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَوَاقِیْهِمْ۔ یَحْقَرُ أَحَدُكُمْ قِرَاءَتَهُ یَقْرَءُ لَهُمْ وَ صَلَوَاتُهُ یَصَلُّوْا لَهُمْ طَوْبِی الْخ۔ بِمَضْوَرَةِ الْحَدِیْثِ۔ وَالْأَحَادِیْثِ بِهَذَا الْمَضْمُونِ کَثِیْرَةٌ فِی صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ وَالْمَشْکُوْرَةِ نَقْلًا عَنْهَا فَکِیْفَ تَكُوْنُ ذَٰلِکَ الطَّائِفَةُ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ وَهُمْ یَادُلُّوْنَ الْقُرْآنَ السَّلَفَ وَالْخَلَفَ وَالْأَحَادِیْثَ الصَّحِیْحَةَ۔ فقط عبد الجبار گنڈہ غنی عنہ۔

علماء دیوبند اور دیگر علماء وطن کی تائید کے بعد کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ علماء سلف کی تفسیر کے خلاف چلنا مسلم کو زیبا نہیں۔ واللہ اعلم واسلمہ اتم۔

احقر العباد: محمد عبد الحمید غنی عنہ میرپوری

سوالات مندرجہ اگر بلحاظ سیاق و سباق درست ہیں تو جوابات بالابالاکل درست ہیں اور میں جوابات کی پوری تائید کرتا ہوں بشرطیکہ سیاق و سباق سے قطع تعلق نہ کیا گیا

ہو۔ باقی تفسیر ”بیان القرآن“ کے ہوتے ہوئے کسی دوسری اردو کی تفسیر کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بلکہ دیکھنے میں اکثر اور تفاسیر لکھنے والے علوم ضروریہ سے ناواقف ہوتے ہیں۔ میں نے تفسیر ”بلغۃ الحیران“ خود نہیں دیکھی مگر حضرت قبلہ علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میری نظر سے گزری اور حضرت تھانوی کی رائے بھی میں نے دیکھی ہے جس میں دونوں حضرات نے اقرار کیا ہے کہ اعتزال کی طرف مائل ہے مگر ساتھ ہی دونوں حضرات نے مولانا حسین علی صاحب مرحوم کی طرف مس عقیقت کا اظہار فرما کر اس نسبت کو فرضی قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب بہت ہی بڑے پاس کے بزرگ گزرے ہیں۔ ابوالوفاق محمد اسحاق ازلیت آباد

لَقَدْ أَجَابَ الْفَاضِلُ الْمُعْجِبُ فِي الْجَوَابِ وَهُوَ الصَّوَابُ

کتبہ بندہ حبیب الرحمن صدر مدرس دارالعلوم رحمانیہ ہری پوری ہزارہ

الجواب الجواب: عبدالرؤف مدرس رحمانیہ ہری پوری

جواب درست ہے سید احمد بقلم خود۔ الجواب صحیح: محمد یعقوب عفی عنہ مراد آبادی

الجواب ہوا الصواب: واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد شمس الدین عفی عنہ ۲ جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ

جواب صحیح ہے: محمد یوسف عفی عنہ ازبیریاں

إِنَّهُ لَحَقُّ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يَجْعَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فقیر محمد عفا اللہ عنہ فاضل دیوبند ایت آباد

ولقد اجاب المعجب المحقق هو الیق بالقبول حقیقت ورایت بلغة الحیران

حررہ راجی رحمۃ اللہ علیہ احقر العاصی عفی اللہ عنہ اور دورانی

المعجب مصیب بلا ریب راقم الحروف فدوی سید عبداللہ مشہور بصوفی ساکن کسمن

جواب صحیح ہے: قاضی غلام یحییٰ خطیب مسجد ہری پور

لقد اجاد و احباب المعجب عبدالرحمن بقلم خود معلم دینیات ہائی سکول ہری پور (ہزارہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا
 ”اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو“
 (پارہ ۲۶، رکوع ۱۳، سورہ الحجرات)

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الذِّكْمَةَ الْمُضِلَّةَ
 ”مجھے اپنی امت پر گمراہ کن لیدروں کا خوف ہے۔“
 (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶۳)

جماعت اسلامی کے مخصوص پس منظر کا بیان

سے آگے سے کا جل صاف چرائیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
 تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
 (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ: بعض مشترکہ ملکی و سیاسی مسائل کے حل اور کسی مشترکہ خطرہ کے افساد کے اپنے اختلافات پر قائم رہتے ہوئے بعض جماعتوں کے بعض علماء کا کسی وقت اشتراک عمل نہ دلیل صریح کلیت ہے نہ اس سے اصولی و اعتقادی اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور نہ ہی کسی جماعت کی جداگانہ حیثیت اور اس کے مخصوص عقائد و نظریات سے صرف انکار جاسکتا ہے۔ اس مبنی بر حقیقت قول کی روشنی میں مودودی صاحب کی ”جماعت اسلامی“ کا جائزہ لیا جائے تو وہ اپنے ظاہری پروپیگنڈا و سیاسی لبادہ کے باوجود ایک مذکورہ اعتقادی جماعت ہے جو غیر مقلدیت و یو بندیت اور تبلیغی جماعت کی طرح رسالت زمانہ فرقہ و ہابیت کی ایک شاخ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی تحریک کی ایک کڑی ہے۔ اپنے اندرونی معتقدات میں شدید متعصب، شان رسالت و ولایت کی منکر، مسلمانیت و ہابیت کی سخت مخالف اور اہل اسلام کو جاہلیت اور شرک کا مرکز قرار دینے میں بہت پیاک ہے۔ اس لئے جن سادہ لوح عوام و بالخصوص سنی نوجوانوں کو جماعت اسلامی کے پروپیگنڈا اور ظاہری و سیاسی انداز سے مغالطہ ہو رہا ہے وہ خالی الذہن اور جذبہ انصاف و دیانت سے سرشار ہو کر کم از کم ایک مرتبہ مندرجہ ذیل حقائق پر ضرور غور فرمائیں تاکہ انہیں حقیقت حال سمجھنے اور صراط مستقیم معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

اعلان و ہابیت: مودودی صاحب لکھتے ہیں ”ہابیت کے الزام سے بچنے کا اہتمام کیجئے“ لوگوں نے درحقیقت مسلمان کیلئے یہ دوسرا نام تجویز کیا ہے۔ (رسائل و مسائل ص ۸۸) گویا مودودی کے نزدیک وہابی اور مسلمان ہونا ایک ہی چیز ہے۔ یعنی جماعت وہابی ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ وہابی ہے۔ اس عبارت میں مودودی صاحب نے اپنی وہابیت کے اعلان کے علاوہ کس ہوشیاری سے وہابیت کو اسلام سے تعبیر کیا ہے اور

وہابی اہل اسلام کو اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ روئے زمین میں غیر وہابی اہل اسلام اہلسنت و جماعت ہی کی اکثریت ہے جنہیں مودودی صاحب کے برعکس وہابیت سے بچنے کا پورا اہتمام ہے اور وہ کسی قیمت پر وہابی کہلانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

جہالت کا فتویٰ: مودودی صاحب نے دوسری جگہ صراحتاً نام لے کر سنی حنفی بریلوی کو جہالت کی پیداوار قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں ”خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بناء پر حنفی بریلوی شیعہ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیداوار کی ہوئی ہیں۔“ (خطبات ص ۸۲)

دیکھئے مودودی صاحب نے کس بے دردی کے ساتھ بریلوی اہلسنت و احناف کو جہالت کی پیداوار قرار دیا ہے اور اس فہرست میں وہابی کا نام شامل ہی نہیں کیا اس لئے کہ صرف وہابیت ہی تو ان کے نزدیک اسلام و علم کی پیداوار ہے اور بس۔ قطع نظر اس سے کہ اہل اسلام کی عظیم اکثریت کے علاوہ کتنے جلیل القدر، عظیم المرتبت آئمہ کرام محمد شین، مفسرین، فقہاء اور اولیاء اللہ سنی حنفی ہیں وہابی کو مسلمان اور سنی حنفی بریلوی کو جہالت کی پیداوار قرار دے کر مودودی صاحب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بڑے متعصب وہابی اور اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ ع۔۔۔۔۔ ہوشیار! ہوشیار! ہوشیار!

مودودیت و یو بندیت کا اندرونی اتحاد: جس طرح مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ ”مسلمان کا دوسرا نام وہابی ہے اسی طرح ایسے ہی الفاظ میں دیوبندیت کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی لکھا ہے کہ ”وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵)

دیکھ لیا آپ نے یہ ہے مودودیت و یو بندیت کا اندرونی اتحاد اور دونوں کی وہابیت کا منہ بولنا ثبوت۔ ایک صاحب لکھتے ہیں ”مسلمان کا دوسرا نام وہابی ہے“ اور دوسرے لکھتے ہیں کہ ”وہابی قبیح سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔“ حالانکہ درحقیقت دونوں حضرات نے وہابی کے

معنی میں تحریف کر کے مغالطہ دیا ہے۔ اب انہی کی زبانی اس حقیقت کا اظہار ملاحظہ فرمائیے۔
اظہار حقیقت: مولوی رشید احمد گنگوہی رقمطراز ہیں کہ ”محمد بن عبد الوہاب کے
مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ تھے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۱)

اسے کہتے ہیں: ع..... جادو وہ جو سرچہ بولے

معلوم ہوا کہ نہ ہی مسلمان کا نام وہابی ہے اور نہ ہی تبع سنت اور دیندار
وہابی کہتے ہیں بلکہ حقیقتاً محمد بن عبد الوہاب نجدی کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور
وہابیت کی قصیدہ خوانی کرنے والے مودودی و گنگوہی دونوں محمد بن عبد الوہاب کے
مقتدی ہیں اور وہ ان کا مقتدا۔

وہابی گرچہ اخفای کند بغض نبی لیکن..... نہاں کے ماند آں رازے کز وسازند مخفایا
صاحب تقویۃ الایمان: مودودی صاحب نے اپنی وہابیت کا مزید مظاہرہ کرتے
ہوئے اپنی کتاب ”تجدید و احیاء دین“ میں امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو بھی محدود
دین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ وہی مولوی اسماعیل جنہوں نے مقام رسالت و شان
رسالت کی تحقیق و تنقیص کیلئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتے ہوئے آپ کی
طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ

☆ ”میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے والا ہوں“ (تقویۃ الایمان ص ۷۵)

☆ ”جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (ص ۴۹)

☆ ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“

☆ ”اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے سچا ہو“

☆ ”محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے“۔ (ص ۳۶)

☆ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ (نبی ولی ہو) اس کی پاس

بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔“ (ص ۷۲)

☆ ”ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل
ہے۔“ (ص ۱۵ مطبوعہ دہلی)

یہی مولوی اسماعیل دہلوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ

☆ ”نماز میں حضور ﷺ کا تصور خیال کرنا گدھے اور تیل کے تصور میں ڈوب
جانے سے بدرجہا برا ہے۔“ (صراط مستقیم ص ۷۸) وغیرہ ذلک من الخرافات
خود ہی غور فرمائیے کہ ایسے بدعقیدہ و بے ادب شخص کو مجدد دین میں شمار کرنے
والے مودودی صاحب خود کون ہوئے؟

توہین آمیز عبارات کی حمایت: دیوبندی علماء کی منصب رسالت کے خلاف
توہین آمیز عبارات کسی باخبر آدمی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ انہی عبارات کی بناء پر علماء
عرب و عجم اور علماء اہلسنت بریلوی نے ان عبارات کے قائلین وان کے معتقدین کی تکفیر
کا حکم شرعی بیان فرما کر منصب رسالت کا تحفظ فرمایا ہے مگر افسوس کہ مودودی صاحب کو
نہ منصب رسالت کا پاس ہے نہ ان عبارات وان کے قائلین سے کوئی پر خاش۔ انہیں اگر
عناد ہے تو منصب رسالت کا تحفظ فرمانے والے علماء اہلسنت سے جنہیں وہ تحقیر آمیز
انداز میں ”بریلوی طبقہ کے فتویٰ باز و کافر ساز مولوی“ کے الفاظ سے یاد فرماتے ہیں۔

(رسائل و مسائل جلد ۲ ص ۵۱۳)

یہ ہے مودودی صاحب کا ایمان و انصاف کہ ان کے نزدیک توہین آمیز
عبارات تو قابل طعن نہیں لیکن منصب رسالت کا تحفظ فرمانے والے مطعون ہیں۔
مودودی صاحب نے اپنے متعلق بعض علماء دیوبند کی تحریرات کا توہین سے نوٹس لیا ہے
لیکن ان کی توہین آمیز عبارات پر گرفت کی بجائے الثاء علماء اہلسنت بریلی کو کوس رہے ہیں
کیوں نہ انہیں شان رسالت کا احترام نہ سید کھلانے کے باوجود انہیں شان رسالت کا کوئی
پاس وہ دیوبندی وہابی یہ مودودی وہابی جن کا اندرونی اتحاد پہلے ثابت ہو چکا ہے۔

شانِ محبوبیت والہست سے دشمنی: مودودی صاحب نے اپنی بدعتیگی کے جوش میں وہابیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے (تمہیمات کے حوالہ سے) یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ”جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کیلئے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر ایسے ہی دوسرے مقامات (بغداد، دہلی، داتا گنج بخش لاہوری حتیٰ کہ روضہ نبوی) پر جاتے ہیں وہ اتنا ہی گناہ کرتے ہیں کہ قتل و زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں (لات و عزریٰ) کی پرستش میں فرق کیا ہے؟ اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے اس کا دل گناہ میں مبتلا ہے۔“ (تجدید و احیاء دین ص ۶۲)

معلوم ہوا کہ مودودی صاحب کے نزدیک محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رحمۃ اللہ علیہم اجمین زندہ نہیں بلکہ مردہ ہیں۔ انبیاء و اولیاء کفار و مشرکین کے خود ساختہ معبودوں، بتوں کی طرح مجبور و بے بس ہیں۔ ان سے توسل و استمداد اور بتوں کی پرستش میں کوئی فرق نہیں اور توسل و استمداد کرنے والے الی اسلام الہست و جماعت قاتلوں اور زانیوں سے بڑھ کر گناہ کے مرتکب یعنی کافرو مشرک ہیں۔ یہ ہے اس شخص کی جسارت اور ”شُرک گری“ جو علماء بریلی کو ”فتویٰ باز و کافر ساز“ قرار دیتا ہے۔ ع۔۔۔۔۔ بریں عقل و دانش بیا بد گریست

تاجدارِ اجمیر: مودودی صاحب نے اپنی مذکورہ عبارت میں جس اجمیر کا ذکر کیا ہے اگر وہ صرف اسی اجمیر کے خواجہ غریب نواز کا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہما کے آستانہ عالیہ پر اکتساب فیض کیلئے حاضر ہونا اور بوقتِ رخصت ع۔۔۔۔۔ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

کافر و بلند فرمانا یاد رکھتے تو انہیں ایسی جسارت کی ہرگز جرأت نہ ہوتی۔ تاجدارِ اجمیر کے اسی واقعہ کی طرف ڈاکٹر اقبال نے بھی اشارہ کیا ہے کہ:

ع۔۔۔۔۔ سید ہجویر مخدوم ام۔۔۔۔۔ مرقد اوچیر خیر راحرم کیا یہ زندہ و مسلمہ حقیقت مودودی کی تکذیب و تردید کیلئے کافی نہیں؟ کیا مودودی صاحب تاجدارِ اجمیر کو بھی اپنے شرکیہ فتویٰ و ناپاک تاثر کا نشانہ بنائیں گے؟ اور ڈاکٹر اقبال کو بھی مرقد کو حرم قرار دینے پر اسی فتویٰ سے نوازیں گے؟

یا در ہے کہ دیوبندی مولوی سرفراز گلکھڑوی نے بھی نجدی ذہنیت کے تحت کتاب ”راہِ سنت“ (ص ۱۶۲) میں مودودی کی طرح شاہ ولی اللہ کی ”تمہیمات“ کے حوالہ سے ایسا ہی لکھا ہے۔ حالانکہ ان دونوں کا تو یہ عقیدہ ہے شاہ صاحب کا نہیں اس لئے کہ خود شاہ صاحب اور ان کے بزرگوں کا اصحابِ مزارات سے روحانی تعلق و رابطہ ان کی تصانیف طیب الغنم، انفاس العارفین، درخشین، فیوض الحرمین والقول الجلیل وغیرہ سے ظاہر و ثابت ہے۔ خود اسی ”تمہیمات“ کے مطابق شاہ ولی اللہ صاحب کا وجود و تولد اصحابِ قبر کی زندگی، تکلم و تصرف اور علم غیب مافی الارحام و فیضانِ قبر کا مجسم ثبوت ہے جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ ”میرے والد شیخ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر کی زیارت کو گئے، تو شیخ نے قبر سے ان کے ساتھ کلام فرمایا اور انہیں بیٹا (یعنی شاہ ولی اللہ) پیدا ہونے کی بشارت دی اور اپنے نام پر قطب الدین نام رکھنے کا حکم فرمایا پھر جب میری پیدائش ہوئی تو والد صاحب نے بھول کر ولی اللہ نام رکھ دیا مگر جب یاد آیا تو قطب الدین نام رکھا۔“ (تمہیمات الہیہ ص ۱۸۵، انفاس العارفین ص ۱۱۰)

مودودی و گلکھڑوی: کا ”تمہیمات“ سے اس واقعہ کو ذکر نہ کرنا اور پہلی عبارت سے غلط تاثر دینا سراسر جہالت و بددیانتی ہے جبکہ پہلی عبارت کا حکم اُس وقت ہے جب بالفرض کوئی ”لات و عزریٰ“ کی طرح قبر کو معبود و مستقل بالذات سمجھے۔

قلم کی شقاوت: مودودی صاحب مشرکین قوم ہود کے مختلف رب بنانے کا ذکر کرتے

ہوئے لکھتے ہیں "اس (رب بنانے) کی مثالیں موجودہ زمانہ میں بھی ہمیں ملتی ہیں۔ کسی انسان (حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا) کو لوگ مشکل کشا کہتے ہیں حالانکہ مشکل کشائی کی کوئی طاقت اُس کے پاس نہیں۔ کسی (سید علی ہجویری) کو گنج بخش کے نام سے پکارتے ہیں حالانکہ اس کے پاس کوئی گنج نہیں کہ کسی کو بخشے۔ کسی کیلئے داتا کا لفظ بولتے ہیں حالانکہ کسی شے کا مالک ہی نہیں کہ داتا بن سکے۔ کسی (خولجہ اجیر) کو غریب نواز کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ غریب اس اقتدار میں کوئی حصہ نہیں رکھتا جس کی بناء پر وہ کسی غریب کو نواز سکے۔ کسی (شیخ عبدالقادر جیلانی) کو غوث فریادرس کہا جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی زور نہیں رکھتا کہ کسی کی فریاد کو پہنچ سکے۔ پس درحقیقت ایسے سب نام محض نام ہی ہیں جن کے پیچھے کوئی سبب (کوئی حقیقت) نہیں ہے۔" (تفہیم القرآن جلد دوم ص ۳۶)

اصوات غیر احیاء کی تفسیر میں لکھا ہے "الفاظ (وہ مردہ ہیں نہ کہ زندہ) صاف بتا رہے ہیں کہ یہاں خاص طور پر جن ہناؤں معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ..... اصحاب قبور ہیں..... وہ انبیاء اولیاء شہداء صالحین اور دوسرے غیر معمولی انسان ہیں جن کو عالی معتقدین داتا، مشکل کشا، فریادرس (غوث) غریب نواز، گنج بخش اور نہ معلوم کیا کیا قرار دے کر اپنی حاجت روائی کیلئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔"

(تفہیم القرآن جلد دوم ص ۵۳۳)

"خداؤں کی دوسری اقسام (لات، ہبل، عزری وغیرہ بت) تو رخصت ہو گئیں مگر انبیاء و اولیاء شہداء صالحین مجازیب اقطاب ابدال علماء مشائخ اور ظلِ فلکوں کی خدائی پھر بھی کسی نہ کسی طرح عقائد میں اپنی جگہ نکالتی ہی رہی..... فرق صرف یہ ہے کہ اُن (مشرکین) کے ہاں اہل کار علانیہ اللہ دیتا دیتا رہا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ (مسلمان) انہیں غوث قطب ابدال اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ کے الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔" (تجدید و احیاء دین ص ۱۲)

اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے جس کو یونان

ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔ (تجدید و احیاء دین ص ۱۰)

اندھے کی لالٹھی: اور ظالم جلاد کی تلوار کی طرح یہ ہے مودودی صاحب کا بے لگام گستاخانہ قلم جس کے سامنے یہ محبوبانِ خدا حضرات انبیاء و اولیاء شہداء و ملائکہ اور کفار و مشرکین کے خود ساختہ معبودوں بتوں دیوی دیوتاؤں میں کوئی فرق ہے اور نہ ان محبوبانِ خدا کی کوئی شرم و احترام۔ نہ اہل اسلام اہلسنت و جماعت اور کفار و مشرکین میں کوئی فرق ہے اور نہ ان کا کوئی لحاظ و پاس۔ بزعم مودودی صرف الفاظ ہی کا پردہ ہے۔

باقی معاملہ دونوں طرف ایک ہے۔ شقاوت کی انتہاء یہ ہے کہ انہوں نے قرآن وحدیث اور اجماع اُمت کے خلاف مشرکوں اور بتوں کی مذمت میں نازل شدہ آیات کو انبیاء و شہداء پر چسپاں کر کے انہیں بھی اُمواتِ غیورِ اَحیاء (بے روح مردے) طاعنوت، جوش و ہابیت میں مودودی صاحب کے اندھا دھند تفسیری نمونہ کے بعد اب مودودی صاحب کے ایک دوسرے دیوبندی وہابی بھائی مولوی حسین علی والی پٹروی کا نام نہاد تفسیری "شاہکار" ملاحظہ ہو۔

لکھتے ہیں "طاعنوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔"

(بلغۃ الحیران ص ۳۳)

یہ ہے تفسیر قرآن کے پردہ میں دیوبندی مودودی وہابی مذہب کی محبوبانِ خدا کی عظمت و ناموس کے خلاف سازش۔ یاد رہے کہ "طاعنوت طغیان (سرکشی) سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے شیطانِ بت کا ہن اور گمراہوں کا سردار (منتخب اللغات ص ۳۷)

اور یہی ناپاک لفظ وہابی مذہب میں فرشتہ و رسول کو بولنا جائز ہے۔

ع..... شرم ان کو مگر نہیں آتی

مقام نبوت کی تنقیص: مودودی صاحب لکھتے ہیں "ہر شخص خدا کا عہد ہے مومن بھی

اور کافر بھی حتیٰ کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔

(ترجمان القرآن جلد ۲۵، عدد ۱-۲-۳-۴)

☆ ”شیطان کی شرارتوں کا ایسا کامل سد باب کہ اسے کسی طرح کھس آئے

موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری

طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔“ (ترجمان القرآن جون ۱۹۳۶ء ص ۵۵)

☆ ”بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و اشرف انسان بھی تھوڑی

دیر کیلئے اپنی بشری کمزوری سے مفلوب ہو جاتا ہے اور ہر وقت مومن کے بلند

ترین معیار کمال پر قادر نہیں ہو سکتا۔“ (ترجمان القرآن جون ۱۹۳۶ء ص ۵۳)

☆ ”بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریکی رہزنی کے خطرے پیش آئے۔ چنانچہ

حضرت داؤد جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی۔“ (تفہیمات ص ۱۶۳)

☆ ”نبی ہونے سے پہلے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایک بہت بڑا گناہ

گمایا تھا کہ انہوں نے ایک انسان کو قتل کر دیا۔“ (رسائل و مسائل ص ۳۱)

☆ ”اس امر انکی چرچا ہے کہ کو بھی دیکھئے جس سے وادی مقدس طویٰ میں بلا کر

باتیں کی گئیں۔“ (تفہیمات ص ۲۳۹)

☆ ”حضرت یونس سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہوئیں اور

عالمی انہوں نے بے صبر ہو کر قبل از وقت اپنا مستقر چھوڑ دیا تھا۔“

(تفہیم القرآن جلد ۲ ص ۳۱۲)

☆ حضرت یوسف علیہ السلام سلطنت مصر کے ممتاز کل رومی اصطلاح میں ”ذوالکبر“

بنائے گئے تھے۔“ (تفہیم القرآن ص ۳۱۱)

☆ ”حضرت ابراہیم کے باپ دادا اپنی قوم کے پنڈت اور برہمن تھے اور وہ

پنڈت زادے تھے۔“ (خطبات ص ۱۷۰)

امام الانبیاء کے حضور جسارت: قرآنی آداب و تعلیمات کے برعکس مودودی

صاحب تو امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور بھی جسارت سے باز نہیں آئے اور

آپ کے متعلق بہت گھٹیا، عامیانہ اور ناشایان شان الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

☆ ”محمد ﷺ کو خدا نے اپنا اپنی مقرر کیا ہے۔“ (خطبات ص ۲۸)

☆ ”یہ قانون ریگستان عرب کے ایک آن پڑھ چرچا ہے نے دنیا کے سامنے پیش

کیا ہے۔“ (کتاب پردہ ص ۱۵۰)

☆ ”نبوت کے منصب پر سرفراز ہونے (۳۰ سال) سے پہلے آپ اس بات

سے بالکل بے خبر تھے کہ آپ نبی بنائے جانے والے ہیں۔“

(ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۷۳ء)

☆ ”حضور کے والدین..... کے بارے میں کوئی ایسی تصریح نہیں ملتی کہ انہیں صحیح

معنوں میں مومن و مسلم مان لیا جائے۔“ (ترجمان القرآن جلد ۶۹، عدد ۳ ص ۶۲)

☆ ”جو لوگ جہالت اور ناانسانی کے باعث رسول عربی کی صداقت کے قائل نہیں ہیں

مگر انبیائے سابقین پر ایمان رکھتے اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں ان کو اللہ کی

رحمت کا اتنا حصہ ملے گا کہ ان کی سزائیں تخفیف ہو جائے گی۔“ (تفہیمات ص ۷۷ ملخصاً)

☆ آنحضرت کو بانی اسلام تک کہہ دیا جاتا ہے۔ دراصل یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی

ہے۔“ (رسالہ دینیات ص ۳۶)

☆ ابو نعیم احمد نسائی اور حاکم (محدثین) کی روایات خوش عقیدگی پر مبنی ہیں۔ نبی

کی قوت باہ کا حساب لگانا مذاق سلیم پر بار ہے اور محمد ﷺ کو کنہیا جی

اور ہندو یوتاؤں کے رنگ میں پیش کرتا ہے۔“ (تفہیمات ص ۲۳۳ ملخصاً)

☆ ”یہ کانادہ جال وغیرہ تو افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں..... کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہیں تھا“
لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم (رسائل و مسائل ص ۵۳-۵۷)
محمدی نسبت کا انکار: ہم اپنے مسلک اور نظام کو کسی شخص خاص کی طرف منسوب کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ مودودی تو درکنار ہم تو اس مسلک کو ”محمدی“ کہنے کی بجائے تیار نہیں۔ (رسائل و مسائل جلد ۲، ص ۳۳۷)

شفاعت کا انکار: ”کوئی سمجھتا ہے کہ خدا کے ہاں بزرگوں اور روجوں کی سفارش لے جانا ضروری ہے اور ان کو وسیلہ بنائے بغیر وہاں کام نہیں چلتا..... یہ سب جہالت کا نتیجہ ہے۔“ (دینیات ص ۵۶)
”آدمی کے ایمان و عمل کے سوا (شفاعت و نسبت وغیرہ) کسی چیز کا لحاظ نہ لیا جائے گا۔“ (ترجمان القرآن جلد ۲۶، عدد ۱-۲)

عدم تکفیر: ”جو لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی ماننے ہوں اور اس کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہوں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔“ (منشور جماعت اسلامی ص ۱۳)

”مرزا نیوں کی لاہوری جماعت..... ایک مدعی نبوت کی نبوت کا صاف اقرار نہیں کرتی کہ اس کی تکفیر کی جاسکے۔“ (مکتوب مودودی ۶۸-۱-۲۹، نمبر ۲۲۹)
مکتوب ہذا میں صراحتہً دجال قادیانی کی مجددیت کی قائل لاہوری پارٹی کی تکفیر سے اجتناب کیا گیا ہے اور مودودی منشور کی عبارت کی رو سے بھی لاہوری پارٹی غیر مسلم قرار نہیں پاتے۔ حالانکہ بحکم شرعی جو مرزا کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ چہ جائیکہ اسے مجدد وغیرہ تسلیم کرنے والے لاہوری مرزائی بھی کافر قرار نہ پائیں۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پاکستان کا مطلب کیا؟

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ



اولیاء کا ہے فیضان
پاکستان پاکستان

پاکستان کے حامی و مخالف

طلابہ کلمیان

ہم ہیں اہلسنت ہم نے پاکستان بنایا تھا
ہم نے ہی انگریز یہاں سے انگلستان بھگایا تھا
ہم نے ہی وہ پرچم تھاما جس پر چاند ستارا ہے
دور ہٹو اے دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسلمہ حقیقت: ہفت روزہ ”استقلال“ لاہور رقمطراز ہے کہ: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ برصغیر کی آبادی کا ۸۰ فیصد حصہ اہلسنت و جماعت پر مشتمل ہے اور جب کبھی بھی اسلام کے خلاف سازش کی گئی سنی علماء و مشائخ نے اس کا مقابلہ اپنا دیا فریضہ سمجھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع سے آخر تک علماء و مشائخ کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ اس جنگ میں علماء و مشائخ اہلسنت کے فتویٰ جہاد نے وہ کام کیا جو بڑی بڑی عسکری قوتوں سے ناممکن تھا۔

مولانا فضل حق خیر آبادی: مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا کفایت علی کافی، مراد آبادی، مولانا سید احمد اللہ شہید مد راسی، مولانا فیض احمد عثمانی، مولانا ہاج الدین مراد آبادی، مولانا رسول بخش کاکوروی، مفتی صدر الدین دہلوی (علیہم الرحمۃ والرضوان) اور ان کے اصحاب و تلامذہ اکابر سنی علماء ربانی فرنگی سامراج سے ٹکرائے۔

اسلام کے تحفظ کے لیے جان عزیز کی بازی لگا کر شمع حریت کو ابھی تابی بخشی اور انگریز کے خلاف سب سے پہلی تحریک آزادی کا سنگ بنیاد رکھا جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نام سے مشہور ہے۔ آزادی کی یہ جنگ سنی علماء و مشائخ کے جذبہ اسلامی اور خدمت دینی کا ایک روشن باب ہے۔ بعد میں رونما ہونے والی تمام تحریک کو اسی تحریک آزادی کے سلسلہ کی کڑیاں اور جذبہ حریت کے اس عظیم بینار کی روشنی کی کرنیں کہا جائے گا۔

بنا کردند خوش رہے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

اعلیٰ حضرت: مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے علیحدہ قومی تشخص ”دوقومی نظریہ“ کی حمایت اور ہندو مسلم اتحاد کی جو مخالفت کی وہ

ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے ۱۸۹۷ء میں ”دوقومی نظریہ“ کا جو تصور پیش کیا وہ ہندو مسلم اتحاد کے بطلان پر ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے۔ اسی موقف کی روشنی میں مصور پاکستان علامہ محمد اقبال اور تحریک پاکستان کے سربراہ محمد علی جناح کے لیے ایک اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے کی راہ ہموار ہو گئی۔ (حالانکہ کچھ عرصہ پہلے ان دونوں کا رجحان بھی کانگریس کی طرف تھا) ملاحظہ ہو (المحجۃ المؤمنۃ، انفس الفکر اور فاضل بریلوی اور ترک موالات وغیرہا)

سنی کانفرنس مراد آبادی: علامہ اقبال نے قیام پاکستان کا مطالبہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں کیا لیکن اس سے تقریباً چھ برس قبل اوائل ۱۹۲۵ء میں اسی ضرورت کا احساس ”آل انڈیائی کانفرنس“ مراد آباد کے اجلاس میں علماء و مشائخ نے دلایا۔

قرارداد پاکستان: ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس ہوا جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی۔ یہی قرارداد بعد میں قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی۔ مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں سنی علماء و مشائخ کی طرف سے تقریر کرنے والوں میں مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ شامل تھے۔

تاریخی جدوجہد: مطالبہ (قرارداد) پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی علماء اہلسنت نے اپنی مساعی تیز کر دیں اور اپنی تمام تر توجہ تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے وقف کر دی۔ تعلیمی اداروں، خانقاہوں، پرنس کے مبارک موقعوں، مذہبی جلسوں اور سنییت کے ترجمان اخبار و رسائل الغرض ہر مقام سے پاکستان کا نعرہ بلند ہونے لگا۔

اہلسنت و جماعت کے مشائخ عظام اور علمائے کرام بالخصوص امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان تلامذہ خلفاء اور متبعین و ہم مسلک علماء و مشائخ

نے تحریک پاکستان میں مثبت تاریخی کردار ادا کیا اور مخالفین پاکستان و کانگریسی مولویوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اسماء گرامی: جن سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان میں مؤثر کردار ادا کیا ان کا شمار مشکل ہے۔ چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

- ☆ مجاہد اسلام پیر محمد امین الحسنات ماگلی شریف
- ☆ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری
- ☆ حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی
- ☆ مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی
- ☆ صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی
- ☆ مولانا سید محمد اشرف محدث کچھوچھو
- ☆ محسن ملت مولانا مفتی محمد بہان الحق جبل پوری
- ☆ مجاہد ملت مولانا عبدالحمید بدایونی
- ☆ مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی
- ☆ خواجہ پیر محمد سلیمان تونسوی
- ☆ حضرت مولانا عبدالسلام باندوی
- ☆ مولانا پیر محمد عبدالرحمن بھرچوٹی شریف
- ☆ صاحبزادہ پیر غلام محمد الدین گلڑدی
- ☆ غازی کشمیر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری
- ☆ شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی

- ☆ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی
- ☆ امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری
- ☆ مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی
- ☆ مولانا علامہ احمد سعید کالپی
- ☆ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی
- ☆ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری
- ☆ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی
- ☆ شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد قادری
- ☆ حضرت خواجہ پیر قمر الدین سیالوی
- ☆ صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی
- ☆ مولانا حسرت موہانی وغیرہم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

(ہفت روزہ "استقلال" لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۳ء از مورخ اہلسنت مولانا محمد جمال الدین قادری)

سنی کانفرنس: بکثرت انفرادی و علاقائی اجتماعات و تقاریب کے علاوہ علماء و مشائخ اہل سنت نے اجتماعی طور پر سنی کانفرنس اجیر شریف اور آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بفضلہ تعالیٰ بالخصوص بھرپور قوت و شان و شوکت کا مظاہرہ فرمایا اور اپنا پورا وزن قیام پاکستان کے پلڑے میں ڈال کر مسلم لیگ و تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ تفصیل کے لیے "خطبات سنی کانفرنس" اور "اکابر تحریک پاکستان" کا مطالعہ کریں اور اس سلسلہ میں مکتبہ قادریہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور سے رجوع کریں۔

صدر مملکت کی تصدیق: اس تاریخی حقیقت کو صدر محمد ضیاء الحق نے بھی بتاریخ ۲۲

ستمبر ۱۹۸۰ء مشائخ کنونشن اسلام آباد میں بدیں الفاظ بیان فرمایا کہ ”تحریک پاکستان کے دوران ہمارے علماء و مشائخ کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں انہوں نے قوم کو اس منزل تک پہنچنے کا اہل بنا دیا جس کا اس نے عہد کیا تھا۔ اس سلسلہ میں جناب پیر جماعت علی شاہ میاں صاحب شرعی پوری، پیر غلام محی الدین گولڑوی، علامہ عبد العظیم صدیقی، پیر محمد سلیمان تونسوی، مولانا عبدالحامد بدایونی، پیر صاحب ماگھی شریف کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں پھر آپ کو بنارس میں منعقد ہونے والا (اپریل) ۱۹۶۶ء کا وہ عظیم الشان اجتماع بھی یاد ہو گا جس میں برصغیر کے طول و عرض سے چھ ہزار علماء و مشائخ اور لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس ایمان افروز اجتماع نے نظریہ پاکستان کی تائید و توثیق کر کے حصول پاکستان کی منزل کو آسان بنا دیا۔“

لحجہ فکر یہ: جنگ آزادی و تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سنت کا روز روشن کی طرح روشن کردار تاریخ اسلام و پاکستان کا سنہری باب ہے۔ اس سلسلہ میں جہاں تک کتاب ”تجانب اہلسنت“ کا تعلق ہے۔ وہ بعض اصاغر و قلیل علماء کا انفرادی و اقلیتی موقف تھا جسے اہل سنت کی غالب اکثریت و آل انڈیائی کانفرنس کے پلیٹ فارم نے عملاً مسترد کر دیا تھا، لہذا معاندین کا ”تجانب اہلسنت“ کو پیش کرنا اور آل انڈیائی کانفرنس سے چشم پوشی کرنا تاریخی خیانت و بددیانتی ہے کیونکہ شرعاً اخلاقاً عرفاً اکثریت کا کردار قابل ذکر فیصلہ کن اور انقلاب آفرین ہوتا ہے نہ کہ مسترد شدہ اقلیت کا۔ بہر حال اہلسنت کے مذکورہ تاریخی کردار کے برعکس معاندین و مخالفین اہل سنت کی قلیل و حقہ تعداد کے علاوہ ان کے مرکز و منبع دارالعلوم دیوبند اس وقت کے صدر دیوبند مولوی حسین احمد مدنی اور ان کے امام الہند مولوی ابوالکلام آزاد و ”الہندیت“ و دیوبندی علماء کی غالب اکثریت تحریک آزادی و قیام پاکستان کی شدید مخالفت تھی۔

ابوالکلام: تحریک پاکستان کا علمبردار روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور ”الہندیت“ و دیوبندی مکتب فکر کے امام و ممدوح ابوالکلام آزاد کے متعلق رقمطراز ہے کہ

☆ ”مولانا آزاد اندر باہر سے کشمکش گھسی تھے۔ اس سے کون انکار کرے گا کہ مولانا آزاد کو قائد اعظم نے دھککارا قوم نے دھککارا۔ قائد اعظم نے مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے گاندھی، نہرو وغیرہ سے بخوش گفتگو کی لیکن جب مولانا آزاد نے کانگریس کے صدر کی حیثیت سے قائد اعظم کو خط لکھا تو قائد اعظم نے بڑی حقارت سے مسترد کیا اور مولانا کو کانگریس کا ”شوہرائے“ کہا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اگر اخلاقی جرأت ہے تو کانگریس کی صدارت سے استعفیٰ دے دو۔“

☆ ”یہ صورت ان کے لیے قطعاً قابل قبول نہ تھی کہ گفتگو ہندو مسلم مسئلہ پر ہو اور مسلمانوں کی نمائندگی محمد علی جناح اور ہندوؤں کی رہنمائی مولانا ابوالکلام آزاد کریں۔“ (نوائے وقت لاہور ۲ دسمبر ۱۹۸۳ء)

☆ جب ابوالکلام جیسے ”مفسر قرآن عالم دین“ نے اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر کے سیکولر تصور کو مسلمانان برصغیر پر تھوپنا چاہا تو انہوں نے اس کو رد کر دیا اور ایک ایسے ہی مسلمان سے نہ رہا گیا اور کہہ اٹھا:

”جو تھا ”امام الہند“ کبھی آج ”امام الہندو“ ہے

کل تھا اک آزاد مسلمان آج ”غلام الہندو“ ہے

حسین احمد: (مدنی) جس سیاسی مسلک پر قائم ہو گئے ہوتے تھے وہ کانگریسی مسلک تھا۔ جس پر گاندھی، نہرو، ٹیل وغیرہ مسلط تھے جو مولانا کے سیاسی رہنما تھے اور اس وقت مولانا جمعیت العلمائے ہند سے بھی متعلق تھے اور اس پارٹی کے ساتھ وہ کانگریس کے ایک حلیف تھے۔ جہاں تک انگریز کی مخالفت کا تعلق تھا مولانا صحیح تھے۔

☆ لیکن جہاں تک انگریزوں کے ہندوستان چھوڑ دینے کے بعد کے حالات میں مسلمانوں کی پوزیشن کا تعلق تھا یہاں مولانا نے سخت ٹھوکر کھائی اور مرد مومن کی فراست کا مظاہرہ نہ کر سکے اور ناکام ہو گئے۔

☆ کانگریس کے فنڈز سے کانگریس کے ساتھ ملحقہ مسلم سیاسی جماعتوں کو بھی روپہ دیا جاتا تھا اور اسی فنڈ سے مولانا مدنی کو جمعیت العلماء ہند کو اور ان کے اخبار ”الجمعیت“ کو مالی اعانت دی جاتی تھی۔

☆ اور بلا مبالغہ ۹۹ فیصد رقم ہندوؤں کی طرف سے آتی تھی جو خالصتاً سودور سے حاصل ہوتی تھی۔ یا ہندو ساہوکار مسلمانوں کو سودی قرضے دے کر وصول پاتے تھے (اور بطور رشوت) پھر یہی روپیہ مسلمان لیڈروں بشمول مولانا حسین احمد مدنی کو بھی ملتا تھا۔ (نوائے وقت ۷ اکتوبر ۱۹۸۳ء) ملخصاً۔

☆ ”مولانا مدنی کی دو حیثیتیں ایک عالم دین اور بزرگ کی اور دوسری سیاسی رہنما کی۔ سیاسی حیثیت پر پہلے بھی بحث ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ عقیدت اپنی جگہ لیکن تاریخی حقیقت بھی مخوف نہیں کی جاسکتی۔

☆ اس سلسلہ میں مفکر پاکستان علامہ اقبال کا تبصرہ تو زبان زد خاص و عام ہے کہ

۔ بھم ہنوز نداند رموز دین در نہ

زدیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است

چہ بے خبرز مقام محمد عربی ست

بمصلحت برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست

اگر باو نرسیدی تمام بوالعجبی ست

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ دسمبر ۱۹۸۳ء) ملخصاً

لر زہ خیز فتویٰ: ”نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو مولانا حسین احمد مدنی نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔“

(مجموعہ مکالمہ الصدرین صفحہ ۳۸)

☆ مولوی حسین احمد ”مدنی“ کی پیروی اور مذکورہ فتویٰ کی تائید میں ”مجلس احرار نے بھی قائد اعظم کو کافر کہنا شروع کر دیا“ یہ شعر بھی مظہر علی اظہر سے منسوب ہے جو احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ (اور ان کے شعر پر کسی احراری کانگریس مولوی کا انکار منقول نہیں)

۔ اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا

یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء)

شعبہ احمد پر فتویٰ: مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے علماء دیوبند سے شکوہ کیا کہ

”دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے گندی گالیاں فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق

چسپاں کیے جن میں ہم کو ابو جہل تک کہا گیا۔ دارالعلوم کے طلباء نے میرے قتل کے حلف

اٹھائے اور فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ پر پھینکے۔ میں تو اب آپ میں ایک

انچوت کی حیثیت رکھتا ہوں۔“ (مجموعہ مکالمہ الصدرین صفحہ ۳۳-۳۴)

عطاء اللہ بخاری: ”سور کی گالی:“ احرار کی شریعت کے امیر مولانا عطاء اللہ بخاری

نے امر وہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ”جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں

اور سور کھانے والے ہیں۔“ (کتاب چمنستان از ظفر علی خاں صفحہ ۱۶۵)

پاکستان کی پ: عطاء اللہ بخاری نے علی پور کی احرار کانفرنس میں کہا ”مسلم لیگ کے

لیڈر۔۔۔ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے“ اور

☆ پرور میں تقریر کرتے ہوئے کہا ”اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں دیا پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔“

☆ انہوں نے کہا کہ ”پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو اجار نے مجبور قبول کیا۔“ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۲۷ بحوالہ روزنامہ ملاپ ۱۲-۱۳-۱۹۵۵ استقلال نمبر روزنامہ جدید نظام ۱۹۵۴ء وغیرہ)

نوائے وقت: لاہور نے ۲۶ اگست ۱۹۷۱ء میں لکھا ہے کہ ”عطاء اللہ شاہ بخاری کی خطابت کو کانگری آلہ کار ہی کی خطابت کہا جاسکتا ہے۔ اس امر سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ ان کی خطابت نے مجموعی طور پر مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچایا۔“

پلیدستان: مولوی محمد علی جالندھری نے ”تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد پاکستان لیے“ پلیدستان“ کا لفظ استعمال کیا۔“ (رپورٹ مذکورہ ۲۷)

حبیب الرحمن: لدھیانوی صدر مجلس احرار میرٹھ میں اس قدر جوش میں آئے کہ فرماتے تھے ”دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور شوکت (حیات) اور ظفر علی خاں (لال نہرو) کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں۔“ (چندستان صفحہ ۱۶۵)

اسے کیا کہیے! کہ ادھر تو دس ہزار جناح و شوکت و ظفر کو ایک دشمن اسلام کا لالہ جوتی کی نوک پر قربان کیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف ایک پنڈت زادی دے دے کے نزدیک یہی جناح تھا اتنا وزنی و بھاری ہے کہ ”اگر مسلم لیگ میں ایک سو گانڈھی اور دو سو ابوالکلام آزاد ہوتے اور ان کے مقابلہ میں کانگریس میں صرف ایک جناح ہوتا تو ملک کبھی تقسیم نہ ہوتا۔“ (نوائے وقت لاہور ۸-۱۲-۲۸)

مفتی محمود: نے ۱۷ ستمبر ۱۹۷۵ء کو بمقام کوٹھی چودھری ظہور الہی گلبرگ لاہور میں

خاؤ کے اجلاس میں کہا ”خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے“ مفتی محمود اپنے معتقدین کی محفلوں میں کہتے رہتے ہیں ”پاکستان ٹوٹا ہے تو ٹوٹے ہمیں کیا ہمارے اکابر پاکستان کے خلاف تھے۔“

☆ نیز مفتی محمود نے راولپنڈی کی محفل میں کہا ”میں پنجابیوں پر پیشاب کرتا ہوں۔“ یہ الفاظ کہتے وقت انہوں نے مولانا عبید اللہ انور اور مولانا عبداللہ درخواتی وغیرہ اپنے اکابر کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا۔ ملخصاً (ہفت روزہ الجمیعہ پنڈی ۷ دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۲) مفتی محمود نے فتویٰ دیا تھا کہ ”مسلم لیگ کو ووٹ دینے والوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔“ (روزنامہ ندائے ملت لاہور ۷-۹-۳۷)

اعتراف: دیوبندی غلام خانی کتب فکر کے ترجمان ماہنامہ ”تعلیم القرآن“ راولپنڈی نے مارچ ۱۹۶۵ء کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ ”دیوبندی سیاسی فکر کی عملی تفسیر ”جمعیت العلماء ہند“ تھی جو کانگریس کی مؤید و معاون تھی اگرچہ بعض علماء دیوبند انفرادی طور سے اس فکر سے متفق نہ تھے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع ان ہی حضرات میں سے ہیں۔“

☆ ”حضرت والا (اشرف علی تھانوی) نے لیگ کی بد اعمالیوں کو ملاحظہ فرما کر لیگ سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی کہ اب لیگ کی اصلاح کی امید بالکل ختم ہو گئی۔ ہاں شروع شروع میں لیگ کے حامی تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسلم لیگ جیسی بددین جماعت کی حمایت کریں۔“

(کتاب اشرف الاقادات صفحہ ۱۷۸ از مولانا عبدالاحد سورتی اشاعت یکم اپریل ۱۹۳۶ء) اعتراف مودودی: ”مسلم لیگ کی حمایت میں اگر کبھی کوئی لفظ میں (مودودی) نے لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن جولائی ۱۹۳۸ء)

☆ ”ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ سے ہم غیر متعلق رہے ہیں۔“ (ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء)

☆ معمر مسلم لنگی رہنما سردار شوکت حیات نے کہا ہے کہ ”قائد اعظم کے حکم پر میں اور راجہ غففر علی خاں ۱۹۴۶ء میں جب قائد اعظم کا پیغام لے کر مولانا مودودی کے پاس گئے اور کہا کہ آپ پاکستان کے لیے دعا بھی کریں تو مولانا نے کہا آپ میرے پاس ”نپا پاکستان“ کے لیے دعا کروانے آئے ہیں۔“ (روزنامہ جنگ لاہور ۷ دسمبر ۱۹۸۳ء)

☆ ”جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن (قرارداد پاکستان) کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے..... لیگ کے ”قائد اعظم“ سے لے کر مقتدیوں تک ایک بھی اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر نہیں رکھتا۔“

(ملخصاً سیاسی کشمکش مودودی حصہ سوم صفحہ ۳۷)

امیر جمعیت اہلحدیث: مولوی محمد اسماعیل گوجرانوالہ کے متعلق سیالکوٹی ”اہلحدیثوں“ نے لکھا ہے کہ ”مولوی محمد اسماعیل وہ کنڑ کانگریسی ہیں مردہ سببش چند یوس کے فوٹو کی صدارت میں تقریر کر چکے ہیں کیسے موجد ہیں جو بیت کی صدارت میں تقریر کریں۔“ (پمفلٹ حافظ محمد شریف کی قلم بازیایں صفحہ ۶)

☆ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ ”بہت سے اہلحدیث علماء اور عوام و امراء کانگریس کا ساتھ دیتے تھے۔“ (انتقال الجمہور صفحہ ۱۲)

☆ مولوی ابوالقاسم بنارسی نے کہا کہ ”پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے۔“ (پیغام ہدایت صفحہ ۸۰)

☆ ”اہلحدیث جماعت کے ناقص العلم غیر محتاط نام نہاد علماء میں بعض خارجی اور بعض کانگریسی ہیں۔“ (احیاء المیت صفحہ ۲۶)

=====



الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول الله
وعلی آلت واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

انگریز کے حامی و مخالف علماء کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ:

روحانی منزل و اخلاقی گراوٹ اور تعصب و نفسانیت کے تحت مکار و کذاب
انگریز کو بھلو کے اس مقولہ کے مطابق کہ ”جھوٹ اس کثرت و تسلسل کے ساتھ بولوا کہ
لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں۔“ جو باطل پر اپیگنڈ اور جھوٹی کہانیاں تاریخ میں شامل کر دی
گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی (مصنف تقریر
الایمان) اور ان کے پیر سید احمد بریلوی تحریک آزادی کے ہیر و اور انگریز کے سخت
مخالفت تھے۔ یہ وہ کذب بیانی ہے جس کا تحریر و تقریر میں تذکرہ کرتے ہوئے ہر دم
خویش بڑے بڑے نام نہاد مؤرخ و پڑھے لکھے جہلاء ذرا نہیں شرماتے۔ مزید ستم
ظریفی یہ ہے کہ اس غلط پر اپیگنڈ کی بناء پر جو حضرات واقعی تحریک آزادی کے قائد
انگریز کے خلاف اور صحیح معنی میں مجاہدین اسلام اور انگریز کا نشانہ ستم تھے ان کی نہ
صرف حق تلفی ہوئی ہے بلکہ پوری طرح ان کی کردار کشی کی کوشش کی گئی ہے جیسا کہ
قائد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

اعتراف حقیقت: ”مولوی محمد اسماعیل پانی پتی“ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا
ہے اور محققانہ مؤرخانہ اور منصفانہ طور پر مختلف تواریخ و مؤرخین کی تحقیقات کا خلاصہ بڑی
عمدگی کے ساتھ پیش کیا ہے اور اس سلسلہ میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ تاریخی حقائق و
واقعات کو ترتیب دیا ہے اور مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ”پانی پتی“ صاحب کوئی متعصب
و مخالف مؤرخ نہیں بلکہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد صاحب بریلوی کے
مداح و عقیدت مند ہیں بلکہ ان کو وقت کا مجدد اور نہایت درویش صفت بزرگ مانتے ہیں

اور بہت عقیدت و احترام سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

(حاشیہ مقالات سرسید حصہ ۱۶، ص ۲۵۳)

مقالات سرسید: کے حاشیہ پر مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے تذکرہ میں مولوی محمد
اسماعیل پانی پتی نے لکھا ہے کہ ”جناب خلیق احمد نظامی نے ۱۸۵۷ء کا ”تاریخی روزنامہ
کے دیباچہ میں یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف
پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل ہی تھے
اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو
حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ صاحب کی عملی
زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ چنانچہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے
ایسے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

بعد کی بات: یہ بات دوسری ہے کہ ۱۸۵۷ء کے چند سال بعد سید صاحب کے
متبعین نے سرحد پر لڑائیاں شروع کر دیں مگر اس کا ذمہ دار سید احمد اور شاہ صاحب کو
قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ تحریکوں کے بانیوں کے مر جانے کے بعد
پسماندگان اپنی اپنی راہیں خود متعین کر لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر بعد والوں نے
انگریزوں کے خلاف کچھ کیا تو یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ سید صاحب اور شاہ صاحب نے
جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمے لگاتا
تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔

تاریخی تعصب: مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد ہر مذہبی
جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں مصروف ہے۔ (چاہے ان کے
اکابر انگریز دوست ہی کیوں نہ ہوں) اور یہی جذبہ شاہ صاحب اور سید صاحب کو انگریز

دشمن ثابت کرنے کیلئے مجبور کر رہا ہے اور یہ جذبہ پیدا بھی ایسے مصنفوں میں ہوا ہے جن کے قلم کے حسن کی ”کرشمہ سازیاں“ خاص شہرت رکھتی ہیں۔“

(حاشیہ مقالات سرسید، حصہ ۱۶، ص ۳۱۸، ۳۱۹)

مزید تفصیل: مولوی محمد اسماعیل پانی پتی نے سید احمد صاحب کے تذکرہ پر مزید لکھا ہے کہ ”اس زمانہ میں بعض حضرات کہنے لگے ہیں کہ دراصل حضرت سید احمد کا مقصد انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا تھا سب تو ایسے ہی درمیان میں آ گئے۔ یا اگر سکھ آزادی وطن کے جہاد میں حضرت سید احمد کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہوتے تو خود ان سے رزم و پیکاری کوئی وجہ نہ ہوتی۔ یا سکھوں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت کا پختہ ارادہ انگریزوں سے جہاد کا تھا۔“ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان تینوں بیانات کا کوئی حقیقی ثبوت موجود نہیں اور صاف اور گنجی بات یہی ہے کہ ہرگز ہرگز حضرت کا ارادہ انگریزوں سے جہاد کا نہ تھا۔

سرسید اگر ایسا ہوتا تو سرسید (جو حضرت کے سب سے قریب العہد مؤرخ ہیں) ضرور اس کا ذکر کرتے۔ سرسید کا یہ بیان اس لحاظ سے بھی نہایت معتبر و مستند اور محکم و مضبوط ہے کہ سید احمد سرسید کے زمانہ میں تھے اور ان کی شہادت کے صرف چودہ ہندو برس بعد ہی سرسید نے ان کا تذکرہ لکھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس سے پہلے کا کوئی بیان حضرت کے دشمن میں موجود نہیں۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ حضرت کے متعلق اس اولین بیان کو جو ان کے ایک ہم عصر نے دیا ہے، ہم معتبر و مستند نہ سمجھیں۔

ڈاکٹر ہنٹر: علاوہ ازیں ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب کے جواب میں جو مضمون سرسید نے ۱۸۷۱ء میں لکھ کر انگریزی میں اخبار ”پانیپت آباذ“ میں اور اردو میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں شائع کرایا تھا۔ اس سے بھی نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت

کے جہاد کا رخ صرف اور صرف سکھوں کے خلاف تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(مقالات سرسید، حصہ ۱۶، ص ۱۴۱ تا ۱۴۳)

گارسن دتاسی: دوسرا ہم عصر مؤرخ فرانس کا مشہور مستشرق گارسن دتاسی ہے جس کی ”تاریخ ادب اردو“ کی تلخیص اردو میں ”طبقات شعراء ہند“ کے نام سے مولوی کریم الدین پانی پتی اور ایک انگریز ایف فیلن نے ۱۹۲۸ء میں شائع کی جس میں گارسن دتاسی نے سید احمد کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے کہ ”وہ بیس برس کا عرصہ ہوا کہ سکھوں کے خلاف جہاد کرتا ہوا مارا گیا۔“ (طبقات شعراء ہند ص ۹۵ء مطبوعہ ۱۸۲۸ء)

اور اس بات کا اشارہ بھی ذکر نہیں کرتا کہ وہ (یعنی حضرت سید احمد) انگریزوں کا بھی دشمن تھا اور ان کے خلاف جہاد کرتا یا جہاد کا ارادہ رکھتا تھا۔ نیز

نواب صدیق حسن خاں: نے بھی ”ترجمان وہابیہ“ کے ص ۲۱-۸۸ پر یہی بات لکھی ہے کہ حضرت کا جہاد انگریزوں کے خلاف نہ تھا۔ ان ہم عصر (مشاہیر) مؤرخوں (سرسید ڈاکٹر ہنٹر گارسن دتاسی نواب صدیق حسن خاں) کے واضح بیانات کی موجودگی میں اب ۱۱۷ برس کے بعد یہ کہنا کہ ”نہیں حضرت انگریزوں کے خلاف جہاد کا عزم بالجزم رکھتے تھے۔“

ایک ایسا دعویٰ ہے جو اپنے ساتھ کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں رکھتا۔

علاوہ ازیں: ایک معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت (سید احمد) انگریزوں کے دشمن ہوتے اور ان کے خلاف جہاد کا ارادہ رکھتے یا اس سلسلہ میں کوئی جدوجہد کرتے یا لوگوں کو انگریزوں کے خلاف جہاد کرنے کیلئے آمادہ عمل کرتے یا عوام و خواص میں اس ارادہ کا اظہار کرتے تو انگریز ہرگز ہرگز ایسے بیوقوف اور ناواقف نہیں تھے کہ اپنے دشمن کو کھلی چھٹی دے دیتے کہ ہمارے ملک میں بیٹھ کر ہمارے خلاف بے فکری

سے جہاد کی تیاری کرو۔ وہ تو فوراً ان کا قلع قمع کر کے رکھ دیتے جیسا کہ ان سب لوگوں کا کردیا جن کو انہوں نے اپنا مد مقابل اور دشمن سمجھا۔

انگریز کی معاونت: برخلاف اس کے حضرت سید احمد سے انگریز شروع سے آخر تک نہایت نرمی و ملامت نہایت امدادی و اعانت نہایت شفقت و مروت اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے رہے۔ چنانچہ انگریزوں نے ان کی دعوتیں کیں، سکھوں کے خلاف ان کے جہاد کو نہایت پسند کیا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا، ان کی جہادی سرگرمیوں پر اپنے علاقہ میں ہرگز کوئی پابندی عائد نہیں کی بلکہ جب ایک انگریز مجسٹریٹ نے ایسا اقدام کرنا چاہا تو انگریزی حکومت نے سختی سے اسے روک دیا اور مجسٹریٹ کو حکم دیا کہ حضرت سید احمد اور ان کے لشکر سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔

مدد و کمک: پھر جب تک مجاہدین (تحریک بالاکوٹ) سرحد پر سکھوں سے برسر پیکار رہے پٹنہ بنگالی اور دوسرے انگریزی علاقوں سے برابر ان کے پاس روپیہ اور سامان ہا روک ٹوک پہنچتا رہا۔ جب جمع شدہ چندہ میں ایک ہندو مہاجن نے تغلب اور بددیانتی کی تو اس کا دعویٰ بھی مہاجن پر شاہ محمد اسحاق نے انگریزی عدالت میں کیا اور انگریزی عدالت نے مجاہدین کے حق میں فیصلہ دیا اور روپیہ مجاہدین کو دلوا یا جو فوراً سرحد پر پہنچ دیا گیا۔

ناقابل تردید: ان متذکرہ بالاساری باتوں کے ثبوت مستند تاریخوں اور معتبر بیانیوں میں موجود ہیں جن سے انکار کی جرأت کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ اختصار کی وجہ سے ہم نے یہاں حوالے نہیں دیئے۔ (الغرض) اگر ذرا سا بھی شبہ انگریزوں کو ہو تا کہ حضرت سید احمد ہم پر جہاد کا قصد رکھتے ہیں اور اس غرض کیلئے فوج، سامان اور روپیہ جمع کر رہے ہیں تو وہ آپ کو فوراً ہی گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دیتے۔

انگریز کے جاسوس: اس سلسلہ میں یہ امر بھی خاص طور سے غور طلب ہے کہ جب حضرت (سید احمد) صوبہ سندھ اور سرحد کے علاقہ میں داخل ہوئے جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے تو ان کے متعلق عام طور سے یہ شبہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شبہ محض اس بناء پر کیا گیا کہ حضرت کے تعلقات انگریزوں سے نہایت خوشگوار تھے۔ (درند) ان پر انگریزوں کے جاسوس ہونے کا شبہ کبھی نہ کیا جاتا۔

ایک بڑا پختہ ثبوت: اس بات کا کہ حضرت سید احمد اور آپ کے مجاہدین کی نیت یا ارادہ یا خیال ہرگز نہ تھا کہ انگریزوں سے جہاد کیا جائے یہ ہے حضرت سید احمد کے شہید ہونے کے صرف ۲۶ برس بعد جب ۱۸۵۷ء میں ہر طرف انگریزوں کے خلاف بغاوت کے شعلے زور شور سے بھڑکے ہندوستان کی سرزمین انگریزوں پر تل گئی تو اس قیامت خیز ہنگامہ میں حضرت سید احمد کے گروہ کا ایک شخص بھی شریک نہ ہوا۔

(مقالات سر سید حصہ خیم ص ۱۶۳)

حالانکہ یہ موقع صرف سید احمد کی جماعت کیلئے انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا بہترین موقع تھا کیونکہ اس وقت بظاہر یہی نظر آ رہا تھا کہ انگریزوں کی حکومت اب گئی اور اب گئی۔

علامہ فضل حق خیر آبادی: بڑے تماشا کی بات یہ ہے کہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں وہ سب کے سب علماء کرام (علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے رفقاء) شامل تھے جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسماعیل کے شدید ترین دشمن تھے اور جنہوں نے حضرت اسماعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ (حاشیہ مقالات سر سید حصہ ۱۶ ص ۲۵۲ تا ۲۵۸)

مولانا فضل حق عجیب و غریب قابلیتوں اور لیاقتوں کے مالک تھے۔ نہایت

عالم و فاضل بڑے مفتی و قاضی بے نظیر شاعر بے مثل ادیب اعلیٰ پایہ کے مدرس ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں انگریزوں کے خلاف سخت حصہ لیا جس کے نتیجہ میں گرفتار کر کے کالے پانی بھیج دیئے گئے جہاں اس فاضل اجل اور عالم بے بدل نے نہایت کمپری اور پہلے ہی دلا چاری کی حالت میں ۲۰ اگست ۱۸۶۱ء کو انتقال کیا اور علم و دانش فضل و ہنر کا یہ آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہو گئے۔ بہت سی بلند پایہ تصانیف اور تین صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے۔ (حاشیہ مقالات سرسید، حصہ ۱۶، ص ۳۳۰)

نوٹ: مولوی محمد اسماعیل پانی پتی کے مذکورہ مدلل تاریخی مضمون میں حقائق کی روشنی میں تصویر کے دونوں رخ قارئین کے سامنے ہیں۔ ہر شخص جان پہچان سکتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو سید احمد صاحب وان کے پیرو کار کون تھے اور قائد جنگ آزادی کا قائلہ سالار حریت و مجاہد اسلام علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے رفقاء کا رعلاء اہلسنت (رحمۃ اللہ علیہم) کون تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار و نمک خوار اور جاسوس و آلہ کار کون تھے؟ اور سفید فام و سیاہ دل انگریز کے ساتھ برسرِ پیکار اور اس کے معتب و نشانہ ظلم کون تھے؟

نواب صدیق حسن کی تصدیق: مولوی اسماعیل پانی پتی نے مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی اور مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کے متعلق جو حقیقت و اتقی نقل کی ہے غیر مقلدین و ہابیہ کے پیشوا نواب صدیق حسن خاں نے بھی بایں الفاظ اس کی تصدیق کی ہے کہ ”جتنے لوگوں نے غدر ۱۸۵۷ء میں شرفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حق تھے نہ (الہمدیٹ) متبعان حدیث نبوی۔

(ترجمان و ہابیہ ص ۲۵)

علاوہ ازیں سرسید علی گڑھی نے مولوی اسماعیل دہلوی و سید احمد بریلوی کے متعلق جو تحریر کیا ہے کہ وہ انگریز کے خلاف نہ تھے بلکہ اس کے حامی و ہمنوا تھے اس سلسلہ میں بھی نواب صدیق حسن خاں نے سرسید کی شہادت پر بدیں الفاظ مہر تصدیق ثبت کی ہے کہ ”اس مفہوم (وہابیوں سے انگریز کی مخالفت) کا رد سرسید احمد خاں بہادر نے بخوبی اپنی کتاب (ڈاکٹر ہنر کی غلط فہمیوں کا ازالہ) میں لکھ دیا ہے اور وہ براہ انصاف و معاملہ شناسی کے نزدیک گورنمنٹ وغیرہ کے مقبول بھی ٹھہرا۔“ (ترجمان و ہابیہ ص ۵۲)

الہمدیٹ و خدام الدین: مولوی محمد اسماعیل پانی پتی اور نواب صدیق حسن کی طرح دیوبندی دہابی کتب فکر کے ترجمان ہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور و غیر مقلدین و ہابیہ کے ترجمان ہفت روزہ ”الہمدیٹ“ لاہور نے بھی جنگ آزادی میں علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کو سراہا ہے۔ خدام الدین نے لکھا ہے کہ ”مولانا فضل حق خیر آبادی بھی باغی قرار دیئے گئے اور جریرہ انڈیا ماں روانہ کر دیئے گئے جہاں ہندوستان کے یہ مجاہد جلیل و اصل بحق ہو گئے۔“ (خدام الدین ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء)

”رسالہ ”الہمدیٹ“ رقمطراز ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس پر عدالت نے عمر قید دیا ہے شور کی سزا دی۔“

(الہمدیٹ ۱۶ جولائی ۱۹۸۳ء)

مولوی حسین احمد (مدنی): دیوبندی نے نقش حیات جلد ۲، ص ۴۱۸/۴۱۹ پر ایک طرف ”سوانح احمدی“ کے مصنف کے متعلق لکھا ہے کہ ”مولوی محمد جعفر تھاغیر سیدی صاحب کے نہایت مستند سوانح نگار ہیں۔“ اور دوسری طرف علامہ فضل حق خیر آبادی کے متعلق لکھا ہے کہ ”علامہ کی شان استقلال کے قربان جانیے خدا کا شیر (انگریزی عدالت میں) گرج کر کہتا ہے وہ فتویٰ (جہاد) صحیح ہے میرا لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت

بھی میری وہی رائے ہے۔ عدالت نے جس دوام و ریائے شور کا حکم سنایا۔ آپ نے کمال مسرت اور خندہ پیشانی سے سنا۔ (مجلس و مکتبہ دار شاہ)

سکھوں سے جہاد کی حقیقت: زیر نظر اشتہار و مضمون میں مولوی اسماعیل دہلوی وسید احمد بریلوی کے سکھوں کے ساتھ جہاد کا جو ذکر آیا ہے وہ نام نہاد جہاد صرف سکھوں کے خلاف نہ تھا بلکہ سرحد کے سنی مسلمان پٹھانوں کے خلاف بھی تھا اور اس نام نہاد جہاد کے پس پردہ بھی درحقیقت انگریز کی خواہش کی تکمیل اور گورنمنٹ برطانیہ کیلئے پنجاب و سرحد کی راہ ہموار کرنا تھی۔ چنانچہ سید احمد صاحب کے مستند و معتقد قریبی سوانح نگار مولوی محمد جعفر تھامیری رقمطراز ہیں کہ ”سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کا ہرگز ارادہ نہ تھا۔ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے۔ سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔ سید صاحب کے ”الہام“ کے مطابق آخر کار ۱۸۴۵ء میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے چند برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ہماری عاقل سرکار (برطانیہ) کے قبضہ میں آگئی جس کو ہم (دہلوی) مسلمان اپنے ہاتھ پر فٹخ ہونا تصور کر سکتے ہیں اور غالباً سید صاحب کے ”الہام“ کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور میں آئی۔“ (سوانح احمدی ص ۱۳۸)

مرزا حیرت دہلوی: جو مولوی اسماعیل دہلوی وسید احمد بریلوی کے پیروکار و عقیدت مند ہیں۔ انہوں نے بھی مذکورہ حقائق کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”سید صاحب نے یہ اعلان کیا کہ سرکار انگریزی سے ہمارا مقابلہ نہیں اور نہ ہمیں اس سے کچھ خاصہ ہے۔۔۔۔۔ (اس لئے) گورنمنٹ خود جانتی ہے کہ اس کی سلطنت کے قانون کو فرقہ الہند

نے کس قدر تسلیم کیا ہے اور اس کے کیسے فرمانبردار اور مطیع اس گروہ کے لوگ ہیں۔۔۔۔۔ جو کبھی ان کاروائیوں میں شریک نہیں ہوتے جو گورنمنٹ کے خلاف کبھی جاتی ہیں۔“

(حیات طیبہ ص ۲۸۵-۲۸۵)

علماء الہند بیٹ و دیوبند: چونکہ اپنے نجدی معتقدان کے باعث مولوی اسماعیل دہلوی کے مداح و پیروکار اور ان کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ پر کاربند ہیں اس لئے ان دونوں کتب فکر کے علماء نے بھی اپنے پیرو کی پیروی میں مجموعی طور پر انگریز نوازی و انگریز دوستی کا خوب مظاہرہ کیا۔ اس سلسلہ میں علماء دیوبند کی ”ابوحنیفہ اکیڈمی“ فقیر والی ضلع بہاولنگر نے کتاب ”الہند بیٹ اور انگریز“ اور علماء الہند بیٹ کی ”امام اعظم اکیڈمی“ فیصل آباد نے کتاب ”علماء دیوبند اور انگریز“ شائع کر کے مدلل و مفصل طور پر ایک دوسرے کی انگریز نوازی و انگریز دوستی کا بھرپور طور پر ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اس لئے اختصار کے پیش نظر اس وقت ہم دونوں فریق کی اسی دستاویز پر اکتفا کرتے ہیں۔

دارالسلام: علماء الہند بیٹ و دیوبند کے نزدیک انگریزی دور کے ہندوستان کا دارالسلام و دارالامان ہوتا بھی مسلم و واضح ہے۔ ”مجموعہ فتاویٰ“ جلد اول میں علماء دیوبند کے مدد و مولانا عبدالحی عکسٹوی نے فرمایا ”خفی نہایت کہ بلاد ہند کے در قبضہ نصاریٰ اور دارالاسلام ہستند“ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ ”ترجیح ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کو ہی دی جائے گی۔“ (تحدیر الاخوان تھانوی ملخصاً)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ ”دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۷)

نواب صدیق حسن خاں: نے انگریز کی حمایت و جہاد کی ممانعت پر ایک کتاب

”ترجمان دہلیہ“ لکھی جس میں کہا ”میں کہتا ہوں کہ“ میں نے اپنی کتابوں میں مطابقت مذہب حنفیہ ہندوستان کو دارالاسلام لکھا..... اور ایک کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہندوستان جن علماء کے نزدیک ایک دارالحرب ہے ان کی دلیلوں کی بنیاد پر بھی اس جگہ جہاد نہیں ہو سکتا گویا یہ نزاع لفظی ہے۔“ (ص ۴۹)

مولوی محمد حسین بٹالوی ”الحدیث“ نے بھی انگریز کی حمایت و جہاد کی ممانعت پر ایک مستقل کتاب ”الاقتصاد فی مسائل الجہاد“ لکھی (ص ۲۵)

جس میں یہ تصریح کی کہ ”ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔“ میاں نذیر حسین دہلوی ہندوستان کو ہمیشہ دارالامان فرماتے تھے۔“ (الحیات بعد الممات ص ۱۳۴)

اسماعیلی فتویٰ:

”جو شخص آجنگاب (سید احمد) کی امامت قبول نہ کرے، ایسے باغی کا خون بہا حلال اور اس کا قتل، قتل کفار کی طرح عین جہاد ہے ایسے لوگ دوزخی کہے“ ملعون! شرابی ہیں۔ میرا یہی مذہب ہے۔“

(سیرت سید احمد شہید از ابوالحسن ندوی جلد ۱ ص ۵۴۳)

حرف آخر:

پیشوائے ”الحدیث دہلیہ“ کی خود انگریز دوستی و پیر پرستی اور دوسروں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا لمحہ بخور و فکر ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلتک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

انجمن سرفروشان اسلام کے عقائد و نظریات کا بیان

مسلمانو! پڑھو اور انصاف کرو

”سرفروشو!“

حق قبول کرو ورنہ مدلل و مفصل جواب دو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنی بھائیوں کی معلومات و صورتحال کی وضاحت کیلئے گزارش ہے کہ ”فرقہ گوہریہ“ کے سربراہ ریاض احمد گوہر شاہی ہیں جو ”انجمن سرفروشان اسلام“ کے بانی و رہنما ہیں ان کا حدود دار بعد یہ ہے کہ ان صاحب کو نہ تو علماء کرام کی صحبت میسر آئی اور نہ ہی مشارط طریقہ کی تربیت نصیب ہوئی۔ یعنی ریاض احمد صاحب نہ تو کسی سنی مدرسہ سے فارغ التحصیل عالم دین ہیں اور نہ ہی کسی سلسلہ بیعت میں منسلک ہیں اور غیر مقلدین و ہابیوں کی طرح ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بیعت ہیں اور آپ کے مرید ہیں۔ اس لئے ان کے سلسلہ گوہریہ کا ”باطن“ پر سارا دار و مدار ہے کہ یہ خود اور ان کے والد فضل حسین صاحب بغیر کسی دلیل و ثبوت کے جو چاہیں باطنی انکشافات فرماتے رہیں تاکہ کسی کے دلیل و ثبوت طلب کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے اور بے علم و غالی عقیدت مندوں کی وابستگی میں کوئی فرق نہ آئے۔

”فرقہ گوہریہ“ ذکر لسانی کے علاوہ بالخصوص باطنی ذکر و دل پر ”نقش اللہ“ بنانے کا دعویدار ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جن کا دل ذکر الہی اور ”نقش اللہ“ سے منور ہو جائے ان کے عقائد و معمولات اور اقوال و نظریات پر بھی نورانی پرتو نظر آنا چاہئے اور گفتار و کردار شریعت الہی و سنت نبوی (ﷺ) کا نمونہ ہونا چاہئے اور شان الوہیت و شان رسالت و ولایت کا ادب بطور خاص ان کو ملحوظ ہونا چاہئے جبکہ یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے اور گوہر شاہی شریعت کا رنگ و ڈھنگ ہی کچھ اور ہے۔ سنی بھائیو! خبردار۔ ہوشیار۔ احتیاط

شان الوہیت کے خلاف عقیدہ باطلہ: ناواقف عوام و علماء اہلسنت کی آگاہی اور خود ”انجمن سرفروشان اسلام“ کے متعلقین کی خیر خواہی و اصلاح کے طور پر چند اہم چیزیں قابل توجہ ہیں۔

انجمن سرفروشان اسلام کے ترجمان رسالہ ”ہدائے سرفروش“ اگست ۱۹۹۱ء نے ریاض گوہر شاہی کے ابا جی بابا فضل حسین صاحب سے نقل کیا ہے کہ (تقسیم ہند کے موقع پر گوہر شاہی نے) ایک رات اچانک مجھے سوتے سے اٹھایا اور کہا ”ابا ابا! اٹھو دیکھو یہ آوازیں آرہی ہیں“ میں نے غور کیا تو واقعی آوازیں آرہی تھیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ ”یہاں آجاؤ سب ولی اللہ یہاں دعا کیلئے جمع ہیں“۔ آوازیں کر میں (فضل حسین) فوراً اٹھا اور شاہ صاحب کو ساتھ لے کر آواز کی سمت چل دیا۔ چنانچہ ہم محبوب الہی کے دربار پہنچ گئے۔ وہاں بہت سے بزرگ اللہ کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں کر رہے تھے۔ خواجہ حسن نظامی بھی ان بزرگوں میں دعائیں شامل تھے۔ اتنے میں ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ”دیکھو یہ سب بزرگ اللہ کے حضور دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! مسلمانوں پر رحم کر۔ یا اللہ! مسلمانوں پر رحم کر۔ یہ قتل و غارت بند کر“۔ لیکن غیبی آواز ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کو میں نے بہت ڈھیل دی ہے، بہت آزمایا ہے، انہیں سزا بھی دی ہے لیکن یہ نہیں مانے اور گناہوں میں مبتلا رہے۔“

اللہ یہی کہہ رہا ہے کہ اب میں بھی مجبور ہوں، قابو ہوں ان مسلمانوں کو اب ایسے ہی کٹنے مرنے دو انہیں تباہ و برباد ہو جانے دو۔ جہاں میں رحمن و رحیم ہوں وہاں میں جبار و قہار بھی ہوں میں جو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ وہ منادی والے بزرگ جو تعارف کر رہے تھے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے ”اللہ نہیں مانتا“ کیا کریں۔ اس واقعہ کے بعد اب میں بالکل نارمل ہو چکا تھا ساری وحشت، خوف و ہراس ختم ہو چکا تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

مسلمانو! سوچو، سنو، غور کرو کیا قادر و قیوم اور خالق کل اللہ تعالیٰ کی یہی شان ہے جو گوہر شاہی کے ترجمان ”ہدائے سرفروش“ نے نقل کی ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اللہ مجبور و بے قابو اور ایسا بے بس ہے کہ حالات اس کے قابو میں نہ رہے اور وہ بھی کفار کے مقابلہ میں جبکہ وہ اس کے ماننے والوں کو نشانہ ستم بنا رہے تھے۔ کیا اللہ کی

یہی شان ہے کہ سب اولیاء اللہ اس کے حضور گزرا کر مسلمانوں پر رحم کی دعا کریں اور وہ اپنے پیارے اولیاء کی دعا قبول کرنے کی بجائے یہ کہہ کر انہیں مایوس کرے کہ ”اب میں بھی مجبور ہوں بے قابو ہوں“۔

کیا اللہ کی یہی شان ہے؟ کہ وہ رحمن و رحیم اولیاء کرام کی دعا کے جواب میں کفار کو تباہ کرنے کی بجائے اُلٹا اپنے ماننے والوں اور مسلمان ہونے کی بناء پر کفار کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کے متعلق یہ کہے کہ ”انہیں ایسے ہی کٹنے مرنے والے انہیں تباہ و برباد ہونے دو“۔

کیا اللہ کی یہی شان ہے کہ بقول ”صدائے سرفروش“ ایک طرف تو وہ مجبور بے قابو ہو اور دوسری طرف اس کا اپنا یہ قول بھی جھوٹ ثابت ہو کہ ان مسلمانوں کو ایسے ہی کٹنے مرنے دو انہیں تباہ و برباد ہونے دو۔ اس لئے کہ مسلمان ہر گز تباہ و برباد نہیں ہوئے بلکہ اُس وقت کی بہ نسبت ماشاء اللہ پاک و ہند میں پہلے سے بڑھ کر شاد و آباد ہوئے اور پھلے پھولے ہیں۔

لہذا گو ہر شاہی کے والد اور اس کے جماعتی ترجمان ”صدائے سرفروش“ کی ساری کہانی جو قدرت الہی، عظمت و صداقت خداوندی اور شان الوہیت کے خلاف ہے سب جھوٹ ہے باطل ہے۔ عقیدہ اسلام و مسلک اہلسنت کی نفی ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا جھوٹا افترا کریں وہ ہر گز سنی مسلمان نہیں ہیں اور ان کا اللہ والا کہلانا اور قلب جاری کرنے کا دعویٰ کرنا سب غلط ہے۔

مزید تو بین شان الوہیت: گو ہر شاہی نے اپنی منظوم کتاب ”تربایق قلب“ میں بدیں الفاظ لکھا ہے کہ:۔

بہنچ نہ سکے گا ہر گز تو اس شاہراہ کے بغیر

خدا بھی چلا نہیں قانون خدا کے بغیر

جبکہ خدا تعالیٰ کیلئے لفظ چلا (چلنا پھرنا) کا استعمال اور اسے قانون کا ماتحت و پابند بنانا شان خداوندی کے خلاف ہے۔

۔ اسی نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے

خدا کی قسم اسی نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے

یہاں بھی خدا تعالیٰ کو مجبور لکھا ہے جبکہ مجبور عام فہم لفظ ہے جس کا مطلب ضعیف و کمزور و بے کس و بے بس لیا جاتا ہے۔ نیز مجبور مظلوم کی طرح مفعول ہے یعنی جس طرح مظلوم کیلئے ظالم ہوتا ہے اسی طرح مجبور کیلئے جابر (فاعل) ہوتا ہے۔

اس لئے گو ہر شاہی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جب خدا تعالیٰ کو مجبور کہتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو جابر و طاقتور سمجھتا ہے جس نے اللہ پر جبر کر کے اسے مجبور کیا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ گو ہر شاہی عقیدہ شان الوہیت کے خلاف کتنا..... گھناؤنا عقیدہ ہے کہ جس نے جبار کو مجبور بنادیا ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ:

۔ جب منہ موڑا دھر سے بچ کہا ہریوں نے خدا نہیں

کیا سمجھ و بصیر ہے کچھ بھی سنتا نہیں!

قریب ہے شاہرگ کے اسے کچھ بھی پتہ نہیں (ص ۱۸)

گو ہر شاہی کے زیر نظر ”الہامی کلام“ سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کے بے لگام قلم کی شان الوہیت کے خلاف کیسی گستاخانہ رفتار ہے۔ ایک طرف ایسی منہ زوری و بدعقیدگی اور ہریوں کی تصدیق اور دوسری طرف ولایت والہام و معرفت کے دعوے۔

ع..... ایں خیال است محال است وجنوں

خیال خدا: شان الوہیت کے خلاف گو ہر شاہی کا ایک اور نظریہ ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے:

”ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں“ سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن

گئی اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہو گئی۔ یہ واقعہ آدم علیہ السلام کا بت بنانے کا ہے۔ (روشناس ص ۱۷)

خواب و خیال سوچ بچار غور و فکر۔ یہ انسانی صفات ہیں جن میں غلطی کا احتمال ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان احتمالی و غلط باتوں سے پاک ہے۔ لہذا گو ہر شاہی کا اللہ کی طرف خیال کی نسبت کرنا اللہ کا روح پر عاشق ہونا بیان کرنا اور آدم علیہ السلام کو بت اور خدا تعالیٰ کو بت بنانے والا ظاہر کرنا سب باتیں شان الوہیت کے خلاف ہیں جنہیں گو ہر شاہی نے از روئے جہالت بیدھڑک بیان کیا ہے۔ ”قماوی رضویہ شریف“ میں اسی حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کو عاشق کہنا ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اور ایسا لفظ بے درود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی“ (جلد ۱، ص ۸۷)

شان الوہیت: کے خلاف گو ہر شاہی کے مذکورہ عقائد باطلہ اور خدا تعالیٰ کے خلاف کذب و افتراء اور بہتان تراشی کے متعلق خود خدا تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ جھوٹوں، مفتر یوں اور ظالموں کے متعلق فرمایا ”اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی آتی ہے اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی“۔ (پارہ ۱۲، رکوع ۱۷) مزید فرمایا ”جھوٹا افتراء وہ باندھتے ہیں جن کا اللہ کی آیات پر ایمان نہیں وہ وہی لوگ جھوٹے ہیں“۔ (پارہ ۱۲، رکوع ۲۰)

اور رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ ”میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے ڈرو مگر جس کا تمہیں علم ہو۔ پس جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی نسبت کر لی پس اسے چاہیے کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے“ جب رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے

نسبت کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے تو خود اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں اور عقائد باطلہ رکھنے اور شائع کرنے والے اور اس کے پیروکاروں کا انجام اور ٹھکانہ کیا ہوگا؟

رسول اللہ پر افتراء: ”فرقہ گوہریہ“ کے ترجمان ”صدائے سرفروش“ کے انکشاف کے مطابق گوہر شاہی کے ابا بابا فضل حسین نے خدا تعالیٰ کی طرح رسول اللہ (ﷺ) پر بھی جس طرح افتراء کیا ہے۔ ایک سوال اور اس کے جواب میں ملاحظہ کریں۔

سوال: ”اباجی! آپ یہ بتائیں کہ وہاں کی (نجدی سعودی) حکومت کو حضور پاک (ﷺ) پسند فرماتے ہیں؟ جبکہ بہت سی نامور ہستیوں کی قبروں تک کی وہاں کوئی قدر نہیں کی گئی وہ خستہ حال ہیں اور وہاں کی حکومت عقیدے کے اعتبار سے ان پر کوئی توجہ نہیں دیتی“۔

جواب: ”نہیں جناب حضور پاک (ﷺ) وہاں کی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔ وہاں کے ولی عہد خادم الحرمین کو حضور پاک نے بہت نوازا ہے۔۔۔۔۔ وہاں کی حکومت نے اپنے کارندوں کو سخت ہدایت دی ہوئی ہے کہ کسی بھی ملک کے کسی ایک حاجی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حضور پاک اسی وجہ سے ان سے خوش ہیں“۔

(صدائے سرفروش دسمبر ۱۹۹۱ء ص ۴)

غور فرمائیں کہ ریاض گوہر شاہی کے ابا کی جسارت کس قدر حد سے بڑھ گئی ہے کہ اس نے بیدھڑک اللہ پر افتراء پر دازی کے بعد رسول اللہ (ﷺ) پر کتنی بیدردی سے بہتان باندھا ہے کہ معاذ اللہ حضور نجدی سعودی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں اور آپ نے نجدی حکومت کے سربراہ کو بہت نوازا ہے اور دلیل کیا ہے؟

یہ کہ حکومت نے ہدایت دی ہے کہ کسی حاجی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ حالانکہ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں جس کیلئے نجدی حکومت کو ”پسندیدگی“ کا سرٹیفکیٹ دیا جائے اس

لئے کہ یہ چیز تو ہر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی رعایا و بالخصوص مہمانوں کی حفاظت و آرام کا اہتمام کرے چہ جائیکہ مہمان ہی حجاج و زائرین ہوں جن سے خود سعودی حکومت کے مفادات وابستہ ہیں اور حجاج و زائرین سے سعودی ملک و حکومت کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

ایک طرفہ ڈگری: سوال میں اس تصریح کے باوجود کہ ”بہت سی نامور ہستیوں کی قبروں تک وہاں کوئی قدر نہیں کی گئی وہ خستہ حال ہیں اور وہاں کی حکومت عقیدے کے اعتبار سے اُن پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔“

سوال کے اس اصل بنیادی مقصد و مطلب کو تو گوہر شامی کے ابا جی نے چھوٹا تک نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی جھوٹی ترجمانی کرتے ہوئے نجدی وہابی حکومت کو بابا فضل حسین نے یکطرفہ ڈگری دے دی ہے کہ ”حضور پاک وہاں کی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔“ یعنی بابا فضل حسین کی ڈگری کے مطابق حضور پاک (ﷺ) نجدی سعودی حکومت کے گستاخانہ عقیدہ باطلہ وہابیہ کو پسند فرماتے ہیں اور عام اہل اسلام کی قبروں کی بے حرمتی و ان کا نام و نشان مٹانے کے علاوہ نجدی حکومت کی طرف سے بالخصوص بہت سی نامور ہستیوں (صحابہ کرام و اہل بیت پاک علیہم الرضوان) کی قبروں کی ناقدری و خستہ حالی اور ان کے ساتھ ظالمانہ بزدلی و فرعونی سلوک بھی حضور کے نزدیک نجدی حکومت کا پسندیدہ عمل ہے۔

ع۔۔۔۔۔ بریں عقل و دانش ببا بد گریست
بہر حال یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نجدی وہابی شان رسالت میں گستاخیاں کریں رسول اللہ ﷺ کے دروضہ اقدس کی زیارت کیلئے جانے والوں کو منع کریں اور گنگا رکھنا ان کی روضہ اقدس کی جالی مبارک کے قریب ہونے والوں کو دھکے دیں زرد کو ب کریں اور خود روضہ اقدس کی طرف پشت کر کے بیٹھے رہیں نجدی حکومت میاں مصطفیٰ منانے والوں کو قہر و ہنر کی سزائیں دے اور جلا وطن کرے عشاق رسول علماء اہلسنت کا حرمین میں داخل ہونے

کرنے بہترین ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ پر پابندی عائد کرے اور مترجم قرآن مجید کو نذر آتش کرنے کا آرڈر دے اور رسول اللہ (ﷺ) ایسے بے ادب سنگدل منکرین شان رسالت کو پسند فرمائیں۔ ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

یہ ریاض گوہر شامی کے ابا کا رسول اللہ (ﷺ) پر افتراء ہے بہتان تراشی ہے اور فرقہ ”گوہریہ“ کے ترجمان ”صدائے سرفروش“ کا شان الوہیت و شان رسالت کے خلاف اپنی خرافات و گستاخوں کی اشاعت عام کرنا ذیل جرم ہے۔

اور ”فرقہ گوہریہ“ نجدیوں کی قصیدہ خوانی کے باعث نجدیوں وہابیوں کی گستاخوں اور ان کے جرائم و مظالم میں شریک جرم ہے۔

آہ! ”فرقہ گوہریہ“ کس قدر جری اور بے باک ہے کہ کھلم کھلا اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) پر افتراء پروازی و بہتان تراشی کرتا ہے۔

خدا مصطفیٰ کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کرنے اور منکھوت باتیں بیان کرنے سے ذرا نہیں شرماتا۔ یہاں تک کہ معاذ اللہ ”اللہ مجبور و بے قابو ہے“ اور ”رسول اللہ نجدی وہابی حکومت کو بہت پسند فرماتے ہیں۔“

کیا ایسے فرقہ کے گمراہ و باغی اور منکرین شان الوہیت و مخالفین شان رسالت ہونے میں کوئی شبہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیسی جہالت و حماقت اور دیدہ دلیری ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) تو نجدیوں سے ایسی نفرت کریں کہ بحکم حدیث نجد کیلئے دھانچہ نہ فرمائیں اور ”فرقہ گوہریہ“ نجدیوں کو حضور (ﷺ) کا پسندیدہ ٹھہرائیں۔

☆ تفصیل کیلئے مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوہر انوالہ سے کتاب ”خطرہ کالارم“ منگوائیں اور پڑھیں۔

توبہ توبہ! مستغفر اللہ: ”فرقہ گوہریہ“ کے بعض مزید عقائد و نظریات پڑھیں اور خدا سے ڈریں

حضور انور (ﷺ) کے متعلق لکھا ہے کہ معاذ اللہ شیطان بدیں حلیہ آپ

کی صورت میں آیا کہ ”سانو لے رنگ کا آدمی سر سے رنگا میرے سامنے موجود ہے“ گلے میں ایک تختی پڑی ہوئی ہے جس پر بغیر زبردستی کے کچھ لکھا ہوا ہے۔ آواز آتی یہی رسول اللہ ہیں۔“ (روحانی سفر ص ۲۱) حالانکہ حضور (ﷺ) کا ارشاد ہے کہ شیطان میری صورت اختیار کر کے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ (اوکا قال علیہ السلام)

آدم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”آپ نفس کی شرارت سے اپنی رراحت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں پھینکے گئے۔ ایک دن عرش و کرسی کا کشف ہوا جس پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا تھا۔ کشف کا مطلب تھا کہ آدم علیہ السلام..... اس کو وسیلہ بنائیں تاکہ نفس کی اصلاح اور معافی ہو۔ آپ نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں ہوں گے۔ نفس نے اسکیا تیری اولاد سے ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے۔ یہ بے انصافی ہے۔ اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔“

(کتاب روشناس ص ۹، مینارۃ نور ص ۱۱)

اللہ کے معصوم پیغمبر حضرت آدم (علیہ السلام) کیلئے نفس کی شرارت، نفس کی اصلاح، پھینکے گئے۔ یہ بے انصافی ہے اور آپ کو دوبارہ سزا دی گئی کے الفاظ کیا شان نبوت و شان عصمت کے شایان شان ہیں ہرگز نہیں۔ لہذا ایسی گستاخیوں کا مرتکب صحیح العقیدہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”بیت المقدس سے دو میل دور موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے۔ یہودی مرد اور عورتیں وہاں شراب نوشی کرتے حتیٰ کہ وہ مزار خاکی کا ادا بن گیا جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے لطائف وہ جگہ چھوڑ گئے اور مزار خالی بت خاندہ گیا۔“ (مینارۃ نور ص ۶۲)

نبی اکرم (ﷺ) نے شب معراج موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور گو ہر شاہی نے اس کو فاشی کا اڈا اور خالی بت خانہ قرار دے دیا۔ الحیاؤ باللہ خضر علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ ”وہ اور دیگر اولیاء ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا ولایت بدعت سے مبرا نہیں۔“ (روحانی سفر ص ۳۶، ۵۳)

حضرات اولیاء کو بدعتی (گمراہ) قرار دینے والے ولایت کو بدعت سے مبرا نہ سمجھنے والے اور خضر علیہ السلام کو بچے کے قتل کی بدعت و ظلم و گناہ کبیرہ کا مرتکب و قاتل قرار دینے والے کے خود بدعتی (گمراہ) ہونے میں کیا شک ہے؟ نشہ بازی خدا کی یاری؟ ایک طرف اولیاء کرام کو گو ہر شاہی نے مختلف بدعات و کبیرہ گناہوں کا مرتکب قرار دیا مگر دوسری طرف ”روحانی سفر“ میں بغیر تردید نشہ کے متعلق متعدد مرتبہ نقل کیا ہے کہ ”بھگت جس پینے سے سب خیالات کا فور ہو جاتے ہیں اور سب اللہ ہی یاد رہتا ہے۔“ (ص ۳۳)

”جوشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے..... وہ مباح بلکہ جائز ہے..... بھگت کتنا ذائقہ دار شربت ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا۔“ (ص ۳۵) اور مزید لکھا ہے ”اتنے میں اس نشہ باز نے سگریٹ سلگایا اور جس کی بو اطراف میں پھیل گئی..... رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی کہ یہ شخص ان ہزاروں عابدوں زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جوشہ سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بکل حسد اور تکبران کا شعار ہے۔ یہ شخص جس سے تو نے نفرت کی اللہ کے دوستوں سے ہے“ عشق اس کا شعار ہے یہ نشہ اس کی عادت ہے۔“ (روحانی سفر ص ۳۹)

کیسے خطرناک انداز میں نشہ باز بھگتی چری کو خدا کا دوست اور ہزاروں عابدوں زاہدوں اور عالموں سے بہتر قرار دیا ہے۔ والہیاء باللہ تعالیٰ۔

تفصیل ولی: ”نبی و دیدار الہی کو ترستے آئے اور یہ (اولیاء امت محمدی) دیدار میں

رہتے ہیں..... ولی نیا کا نعم البدل ہے۔“ (بینارۃ نور ص ۳۹، ۴۰)

کس طرح ولی کو نبی پر فوقیت دے کر ولی کو نبی کا نعم البدل قرار دیا ہے حالانکہ ولی صحابی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا چہ جائیکہ ولی کو نبی پر فوقیت ہو اور ولی نبی کا نعم البدل اور اس سے اچھا و بہتر ہو۔ ”بہار شریعت“ جلد ۱ ص ۱۵ پر ہے ”ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بنائے کافر ہے۔“
مرزا آئی مسلمان: ”کچھ مسلمان شیخ صناعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں“

(روشناس ص ۱۰)

☆ کیا عجیب چکر ہے کہ ختم نبوت کا باغی بھی اور مسلمان بھی؟

جعلی آیت: ”قرآن مجید میں بار بار آیا ہے دَعْ نَفْسَكَ وَ قَعَالَ“

(کتاب بینارۃ نور ص ۲۹)

حالانکہ بار بار کی بجائے قرآن میں ایک بار بھی یہ نہیں آیا۔

الہی گنگا: ”پہلے اعمال ہیں پھر اس کے بعد ایمان ہے اعمال اور چیز ہیں ایمان اور چیز ہے۔“
(تحفۃ المجالس دوم ص ۲)

☆ حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ایمان پہلے اور اعمال بعد میں ہیں۔

إِنَّ الدِّينَ أَمْنٌ وَأَعْمَلُوا الصَّالِحَاتِ۔

مذہب کا پتہ نہیں ”ہم کو پتہ نہیں چلتا کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے۔“

۷۲-۷۳ فرقے ہیں صحیح کی پہچان کیا ہے۔“ (تحفۃ المجالس ص ۱۱)

☆ جس کو خود صحیح اور غلط کی پہچان نہیں وہ صحیح العقیدہ اہلسنت کیسے ہو سکتا ہے اور

دوسروں کی کیا رہنمائی کر سکتا ہے؟

اسے کیا کہیے؟ چند سال قبل گوہر شاہی کی عمر تک موت واقع ہوئی اور اسے کڑے پیرے میں دفن کیا گیا۔

تقاریظ

حضرات علماء و مشائخ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



نیرۃ امیر ملت صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب جماعتی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف

حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب کی شخصیت قابل تعارف نہیں۔
یہ شخصیت ماشاء اللہ پاکستان اور بیرون ملک بھی مشہور ہے۔ انہوں نے دین کی تبلیغ اور
اشاعت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں جو کسی سے نہ ہو سکتے تھے۔

میں حضرت علامہ موصوف و مذکور کیلئے بارگاہ ایزدی میں بوساطت سرکار مدینہ
مکرمہ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مذکور کو حیات طولانی سے طاقت اور توانائی عطا
فرمائے تاکہ دین مبین کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ ہو سکے اور راستے سے ہٹکے ہوئے سیدھی
راہ پر گامزن ہو کر باعث نجات بن سکیں۔ فقط والسلام: سید افضل حسین شاہ



جگر گوشہ صدر الشریعہ علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی صاحب

نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن، مہتمم دارالعلوم نور پور بدھوہ کراچی

بقیۃ السلف، بیچۃ الخلف، نائب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق
صاحب مدظلہ العالی نے مسلک حق اہلسنت کی اشاعت کیلئے جو تبلیغی اشتہارات لاکھوں کی
تعداد میں شائع کرائے ہیں اور انہیں تمام دنیا میں پھیلا یا ہے یہ ایک صدقہ جاریہ ہے جس
کا قیامت تک انہیں ثواب ملتا رہے گا (انشاء اللہ)۔ اشتہارات کو کتابی صورت میں لانا بڑا
احسن اقدام ہے..... میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نیازی صاحب کی ہمت و حوصلہ کو
بلند فرمائے اور حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کو صحت کاملہ عطا فرمائے
اور ان کا مبارک سایہ اہلسنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
فقط دعا گو: رضاء المصطفیٰ اعظمی غفرلہ

جانشین محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب

بانی اسلامک یونیورسٹی جامعہ محدث اعظم رضا گھر فیصل آباد روڈ چنیوٹ

نباض قوم، پاسان مسلک رضا مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی زید مجدہ نے ان بیسیوں اہم موضوعات پر قلم کشائی کی جن کی مدد سے عقائد کی پختگی اور اعمال و عبادات کی اصلاح میں مدد ملی۔ یہ تمام مواد مکمل تحقیق کے ساتھ اور حوالہ جات کے ساتھ اشتہاری صورت میں طبع کر کے طول و عرض میں تربیت قوم کیلئے اہم دستاویزی حیثیت میں موجود تھا۔ آج کے حالات اس امر کے متقاضی تھے کہ ان اشتہارات کو یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا جائے۔

عزیز مولانا محمد حنیف نیازی نے اس خدمت کا بیڑا اٹھایا اور ان موتیوں کو پرو کر کتابی صورت دی ہے یہ خدمت اصلاح قوم کیلئے ایک ایسی دستاویز کی شکل اختیار کر گئی ہے کہ جو بنیادی عقائد کی اصلاح اور عبادات کو صحیح انداز میں ادا کرنے میں محدود معاون ثابت ہوگی۔ میں نے ان اشتہارات کو دیکھا اور بعض جگہوں سے پڑھا۔۔۔۔۔

ماشاء اللہ یہ مجموعہ ایک ایسا سرمایہ ہے جس کی بدولت بہت سے وہ سوالات حل ہوتے نظر آئے ہیں جن کا جواب ہر کوئی دینے سے قاصر تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجموعہ ہر گھر کی زینت ہونا چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل اپنے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے صدقہ سے مولانا محمد صادق رضوی اور مولانا محمد حنیف نیازی کی اس سچی جہلہ کو قبول فرمائے اور سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط: قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی



ماہر رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب رحمہ اللہ

ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (اعزاز فضیلت)

حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ العالی فقیر کے دیرینہ کرم فرما ہیں تقریباً ۸۵ سال عمر شریف کے باوجود بہت ہی فعال و متحرک ہیں وہ آئینہ محدث اعظم ہیں وہ نکلن مجاہد ملت ہیں۔ دسمبر ۱۹۲۹ء میں سیالکوٹ (پاکستان) میں ولادت ہوئی۔ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۶۹ھ میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد سے دستار فضیلت حاصل کی۔ ۱۳۷۰ھ میں زینت المساجد (گوجرانوالہ) میں امامت و خطابت کا آغاز کیا جو ماشاء اللہ اب تک جاری و ساری ہے۔۔۔۔۔ وہ صاحب استقامت ہیں۔ ۱۳۷۳ھ میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔۔۔۔۔

۱۳۷۳ھ میں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں شرف بیعت حاصل کیا اور اسی سن میں مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم قائم کیا۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء میں جماعت رضائے مصطفیٰ قائم کی۔ ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء میں ہفت روزہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا اجراء ہوا جو اب ماہنامہ ہو گیا ہے۔ ۱۹۶۴ء میں درس قرآن کریم کا آغاز فرمایا۔ بے شمار مساجد تعمیر کرائیں متعدد مدارس عربیہ قائم کئے۔ تبلیغی ادارہ جماعت رضائے مصطفیٰ اور اشاعتی ادارہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ قائم کیا۔۔۔۔۔

ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا مگر سیاست کی آلودگیوں سے دامن محفوظ رکھا۔۔۔۔۔ حق گوئی و بے باکی اپنا شعار رکھا اور اس کی پاداش میں سات مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریک ختم نبوت (۱۹۵۴ء) پاک و ہند جنگ (۱۹۶۵ء) سنی کانفرنس دارالسلام (۱۹۷۰ء) وغیرہ میں بھرپور حصہ لیا۔

اقتیازی خصوصیات میں عشق مصطفیٰ، اتباع سنت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، غریب پروری، عاجزی و انکساری، ادب و احترام، تقویٰ و پرہیزگاری، بدعقیدہ لوگوں سے اجتناب، قناعت، خلاف سنت رسوم کا قاطعہ اور ان کی بیخ کنی وغیرہ وغیرہ ہیں۔

وہ حق و صداقت کے شمشیر برہنہ ہیں۔ دور جدید میں حق گوئی و بے باکی میں ان کا کافی نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔ ان کا قلم حقیقت رقم رواں دواں ہے ان کا رسالہ عقائد کی اصلاح میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ مختلف موضوعات پر ان کے رسائل و اشتہارات حاصل مطالعہ اور قابل مطالعہ ہیں۔ مثلاً نورانیت مصطفیٰ، علم غیب، مسئلہ حاضر و ناظر، شان محمدی میں عیسائیوں کا چیلنج، میں تراویح، پاکستان کے بارے میں موافق و مخالف علماء کے بیانات وغیرہ وغیرہ۔ یہ اشتہارات اب کتابی صورت میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبول عام فرمائے۔ آمین

آخر میں اپنے مشفق و مہربان اور معظم و محترم حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد علیہ الرحمۃ (خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) کے وہ القاب پیش کرتا ہوں جو ۳۳ سال پہلے حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی کے نام کے ساتھ تحریر فرمائے۔ یہ القاب علامہ موصوف کی سیرت کا آئینہ ہیں اور زندگی کا خلاصہ:

حای سنن ماجی فتن (۱۹۶۳ء)۔۔۔۔۔ نازش اہلسنت، مجاہد اسلام (۱۹۶۵ء)

اور مولانا عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ کے وہ الفاظ جو مولانا ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ العالی کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمائے جو ان کی متحرک زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اہلسنت کے اگاڑی پچھاڑی ہیں اگر کوئی پیچھے رہتا ہے آگے دھکیلتے ہیں اگر کوئی اپنی قدرتی نظریاتی حدود سے آگے بڑھتا ہے تو اسے اس کی حد پر پیچھے کھینچتے ہیں۔“ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، فروری ۲۰۰۶ء)

بلاشبہ حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی زید لطفہ اہلسنت و جماعت کیلئے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت باکرامت رکھے اور ان کا فیض جاری و ساری رہے (آمین)۔ فقیر کی دعا کہیں ان کے ساتھ ہیں۔

نقطہ: احقر محمد مسعود احمد عثمانی

استاذ الاساتذہ علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب

مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

ترجمان اہلسنت و پاسان مسلک امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب رضوی مدظلہ العالی نے بچپن سے لے کر اس عمر تک اہل حق اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی بھرپور خدمت کی جو معاصرین کیلئے قابل رشک ہے۔ ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کو جن نامساعد حالات میں شروع کیا اور حوصلہ شکنی کے باوجود ماشاء اللہ وہ جاری ہے زندہ ہے اور ترقی پذیر ہے یہ آپ کی استقامت کا فیض ہے۔ دیگر تالیفات کثیرہ کے ساتھ عام فہم آسان زبان اور واضح دلائل کے ساتھ عقائد و اعمال اہلسنت کو اشتہاری شکل میں پیش کر کے اسے گھر گھر پہنچانے کی سعی کی آپ کا یہ فیض عام بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت مولانا محمد صادق زہد و تقویٰ میں اسلاف کی یادگار، فتاویٰ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، شیخ الحدیث، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد چشتی قادری نور اللہ مرقدہ کی روایات کے امین ہیں آپ کی خدمت میں سلام مسنون پیش کرتے ہوئے دعا کا خواستگار ہوں۔ محترم جناب محمد حفیظ نیازی قادری کو بھی میری طرف سے سلام۔ نیازی صاحب کی وفاداری، خدمت گزاری، مسلک حق سے ہمدردی، ”رضائے مصطفیٰ“ کے پھیلانے میں مساعی اہلسنت کے ساتھ محبت اور ہم مسلک علماء کا ادب اس دور میں مثالی کارنامے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو حق پر رکھے، حق پر موت دے، اہل حق کے ساتھ برزخ میں رکھے اور اہل حق کے ساتھ ہی حشر فرمائے، آمین ثم آمین

حضرت مولانا محمد صادق صاحب کی جسمانی طبیعت کی تاسازی کی خبر سن کر دل پریشان ہوا۔ شانی الامراض جل شانہ کے حضور بوسیہ حضور پر نور (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا ہے کہ قادر مطلق

عز اسے آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے ماضی سے بڑھ کر روحانی، جسمانی، فنی، فکری اور بدنی توانائیوں کے ساتھ دینِ متین کی خدمت مقبولہ کی توفیق خیر بخشے۔ آپ کا سایہ عاطفت آپ کی نسی روحانی، علمی اولاد اور تمام اہلسنت کے سروں پر تادیر قائم رکھے آمین
عبدہ الفقیر ابوالخیر سید حسین الدین شاہ



فیض مجسم علامہ ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب

مہتمم دارالعلوم اویسیہ رضویہ بہاولپور

حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ گشتانِ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک چمکتے ہوئے پھول ہیں، فقیر بھی اسی باغ کا ایک تنکا ہے۔ اسی مناسبت سے ان سے محبت و عقیدت ہے۔ جب سے اس نسبت کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے وابستہ ہوئے، رابطہ مسلسل جاری ہے بلکہ اضافہ ہوا اور ہو رہا ہے۔ خدا کرے کہ یہ رابطہ تا قیام قیامت دائم و قائم رہے اور قیامت میں تو انشاء اللہ وابستگی ہوگی کیونکہ ارشاد حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "المرء مع من احب" حق ہے۔

علامہ موصوف کی خدمات دینیہ میں اتنی ترقی ہوئی کہ نائبِ محدث اعظم پاکستان (رحمۃ اللہ علیہ) کا مرتبہ حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات دینیہ قبول فرمائے اور ہم سب کو خاتمہ ایمان نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد حنیف تیزی کو داد دیئے اور صد ہا آفرین کہے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ انہوں نے وفاداری کا حق ادا کر دیا ہے۔ حضرت مولانا ابوداؤد صاحب مدظلہ کے صاحبزادگان بھی ماشاء اللہ ان کے نقش قدم پر چلنے میں رواں دواں ہیں۔

الفقیر القادری ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

شیخ الحدیث علامہ محمد شریف رضوی صاحب

بانی و مہتمم جامعہ سراجیہ رضویہ بھکر

مجاہد ملت، بقیۃ السلف، حجتہ الخلف حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ (شیخ الجامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ) کی دینی مذہبی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ آپ نے ہر دور میں حق و صداقت کے علم کو بلند رکھا اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کی اشاعت و ترویج میں ہمہ وقت کوشش فرما رہے ہیں۔ آپ مختلف موضوعات پر نہایت مدلل اور مفید رسائل و جرائد اور پمفلٹ وغیرہ کے ذریعے اہلسنت پر احسان عظیم فرما رہے ہیں۔

آپ نے ہمیشہ مسلک امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمانی و پاسبانی فرمائی اور مسلک حق اہلسنت و جماعت کو بڑی تقویت بخشی۔ آپ کی حق گوئی اور بے باکی زبان زد عام ہے اپنے پرانے اسے تسلیم کرتے ہیں کہ حامی سنت، ماحی بدعت، شیخ طریقت حضرت مولانا علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب حق گو اور متقی اور پرہیزگار عالم دین ہیں اور مسلک امام احمد رضا کے پاسبان و ترجمان ہیں۔

میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ جامع معقول و منقول، استاذ العلماء قبلہ حضرت صاحب موصوف کو صحت و عافیت سے رکھے اور خضریٰ عمر عطا فرمائے اور ان کے علمی و روحانی فیض کو عام فرمائے اور اہلسنت کو ان سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ محترم نیازی صاحب نے بھی حضرت کے زیر سایہ دین کی اشاعت کیلئے جو کوششیں فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

والسلام!

فقیر محمد شریف رضوی غفرلہ

جانشین غزالی زماں پر دھیر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب

مرکزی امیر جماعت اہلسنت پاکستان

حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی گرانقدر و جینی مسلکی، ملی خدمات نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی اور پاسپانی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ دیانہ اور وہابیہ کے عقائد باطلہ کا رد ان کی زندگی کا مشن ہے اور اس سلسلہ میں انہوں نے قلمی جہاد کیا ہے۔ علم غیب، حاضر ناظر، تصرفات، استمداد و استعانت جیسے اہم موضوعات پر حضرت مولانا نے نہایت وقیع، مدلل اور مفصل لیکن عام فہم انداز میں تقریباً پچاس کے قریب تبلیغی مضامین کو پوسٹرز کی شکل میں کثیر تعداد میں شائع کر کے دین و مسلک کی عظیم خدمت انجام دی۔

الحمد للہ ان پوسٹرز کو اہلسنت میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اب ان پوسٹرز کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے جو وقت کی اشد ضرورت ہے۔ میں حضرت مولانا دامت فیوضہم کو ان مضامین کے تحریر کرنے پر اور ادارہ رضائے مصطفیٰ کو انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے پر ہدیہ تمہریک پیش کرتا ہوں۔ دُعا ہے اللہ رب العزت جل مجدہ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کی صحیح رہنمائی اور مسلک اہلسنت کی تقویت کا سبب بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ فقیر: سید مظہر سعید کاظمی غفرلہ



مفکر اسلام علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب

مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقل روشن چراغ ہے اور تاریک راہوں میں قافلۂ انسانیت کی رہنمائی بلاشبہ عقل کی مرہون منت ہے لیکن وہ لوگ جو اپنی زندگی میں

مکلفۃ نبوت سے نکلنے والی روشنیوں کو امام بنا لیتے ہیں وہ آفتاب عالم تاب کے نور میں موجود ہوتے ہیں اس لئے وہ عقل کے چراغوں کو بجھا کر عشق کے ماہتاب روشن کر لیتے ہیں جس طرح کہا گیا:

رات محفل میں ہر اک مہ پارہ محولاف تھا

صبح کو جب سورج نکلا تو مطلع صاف تھا

حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی علماء کی بزم میں وہ روشن ستارے ہیں جن کی ساری زندگی عشق و محبت سے عبارت ہے۔ عقیدہ کی پاسداری اور چوکیداری آپ کا مسلک حیات ہے۔ اہلسنت کے افکار میں ان کے ہاں جو چنگی پائی جاتی ہے وہ کم محققین کو میسر آتی ہے۔ آپ جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھائیں قرآن و سنت استدلال میں بنیادی مراجع اور مصادر ہوتے ہیں جن افکار اور رسوم کے بارے آپ سمجھتے ہیں کہ وہ درست نہیں، پیشہ فرہاد سے زیادہ ان پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ علم غیب، حاضر و ناظر رسول، بعد نماز ذکر بالجہر، دعا بعد نماز جنازہ، گیارہویں شریف الغرض ہر موضوع پر آپ نے قلم فرمائی اور کلک افزائی فرمائی اور مخالفین کے سورج بھی حذف ریزے بن گئے اور ان کے اعلام پر لرزہ طاری ہو گیا:

والشمس فی کبد السماء مریضة

والارض واجفة تکاد تمور

علامہ ابوداؤد محمد صادق مدظلہ العالی نے تعلیم و تحصیل کی تکمیل حضرت محدث اعظم پاکستان کے ہاں فیصل آباد میں فرمائی۔ لکھنے پڑھنے بولنے اور سوچنے ہر ایک پر استاد کا رنگ غالب اور گہرا ہے۔ ایسا شخص جس نے زندگی واقعہ مذہبی روحانی اور دینی گزاری ہو ”ابوداؤد محمد صادق“ کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ کا سفر حیات ”سبحان اللہ“ سے شروع ہوتا ہے اور ”الحمد للہ“ پر ختم ہوتا ہے۔ آپ کا سکوت ”ماشاء اللہ“ اور ”لا حول

ولا قوت“ کی صداؤں میں گزرتا ہے اور آپ کی زندگی کے سارے ہنگامے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ میں بسر ہوتے ہیں۔ آپ میں جمالیاتی حبس عروج پر کام کرتی ہیں۔ شہد کی مکھی کی طرح آپ ہمدوم انگلیں تیار کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے علم اور عشق کو کبھی بچا نہیں، کفاف و قناعت کی زندگی میں آپ کی عظمت کا راز پایا جاتا ہے۔ اب تو آپ کہہ سکتے ہیں۔ بقول کے:

فكل امرء امثاله عدد الحصى

وہات نظیری فی جمیع المحافل

ہماری دُعا ہے حضرت الممدوح دیر تک اپنے رشحات قلم سے نوازتے رہیں اور اہلسنت کا چین ان کے دم قدم سے تادیر مہکتا رہے۔ آمین

دعا جو سید ریاض حسین شاہ



مجاہد اہلسنت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب

سابق رکن قومی اسمبلی امیر جماعت اہلسنت پاکستان کراچی

مجھے یہ جان کر از حد خوشی ہوئی کہ مخدوم و محترم حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قبلہ و امت برکاتہم العالیہ کے تحریر کردہ عقائد و مسائل اہلسنت پر مبنی مدلل و مفصل اور علمی و تحقیقی اشتہارات جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے، کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ اشتہارات نہایت عام فہم اور سلیس انداز میں ترتیب دیئے گئے ہیں ہمارے یہاں کراچی میں اہلسنت و جماعت کی بیشتر مساجد میں فریم کر کے لگائے جاتے ہیں ان اشتہارات کے ذریعے حضرت علامہ مدظلہ نے اہلسنت و جماعت کے معمولات کو قرآن و سنت اور اقوال علماء سے نہ صرف ثابت کیا ہے بلکہ منکرین کا رد بھی

بھی فرمایا ہے۔ ماشاء اللہ یہ اشتہارات اہلسنت و جماعت میں بے حد مقبول ہوئے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل حضرت علامہ مدظلہ کی اس سعی کو قبول فرما کر جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ نیز جو حضرات اسے شائع کر رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری



فخر اہلسنت علامہ سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب

خطیب مرکزی جامع مسجد غلہ منڈی پورے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث پاک ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ

حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وُلْدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں ایمان، جان ایمان ہے۔ اس کے بغیر کمال

ایمان تو بہت دور کی بات ہے ایمان ہی نہیں ملتا اور آپ کی محبت ایسی عظیم حقیقت ہے کہ

صرف انسان اور ذی روح ہی نہیں ان تعینات سے جدا ہر چیز آپ سے محبت کرتی ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

احد جبل یحبنا ونحبہ

جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

محبت ایک ایسا فرماں روا ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی محبت اس سے انحراف

اور اختلاف نہیں کر سکتا۔ چنانچہ سید اکبر بن حبیب رب العالمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ

وآلہ وصحبہ اجمعین خود ارشاد فرماتے ہیں:

حبك الشيء يعنى يصم كسى شئى كى محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

اس شرح میں محدث عبدالرؤف السناوی فرماتے ہیں:

امے يجعلك اعمى عن عيوب المحبوب اصم عن سماعها
یعنی تجھے محبوب کے عیوب دیکھنے سے اندھا اور ان کے متعلق سننے سے بہرا کر
دیتی ہے۔ یعنی اگر ہوں بھی تو محبت کو نظر نہیں آتے اور نہ ہی وہ انہیں سن سکتا ہے۔
آگے فرماتے ہیں:

بل ترى منه القبيح حسنا و تسمع منه الخفا قوله جميلا
بلکہ اس سے بڑے اعمال اچھے نظر آتے ہیں اور غیر معیاری بات بھی
خوبصورت معلوم ہوتی ہے اور واضح رہے کہ یہ تو اس محبوب کی بات ہے جو خلق کا محبوب
ہو کہ مثلاً اس میں عیب تو ہیں مگر محبت کو نظر نہیں آتے اور نہ وہ سن سکتا ہے لیکن یہاں تو بات
ہی اس محبوب کی ہے جس سے صرف خلق ہی نہیں بلکہ خالق بھی محبت فرماتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

أَنَا حَبِيبُ اللَّهِ سن لو میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں۔

صرف خلق کے محبوب میں امکان عیب ہے کہ وہ بنانے والا نہیں جبکہ محبوب خدا
میں عیب ہو ہی نہیں سکتا کہ اسے بنانے والا اس کا محب بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ محبت تو حسن
و خوبی سے ہوتی ہے عیب سے تو نہیں۔ معلوم ہوا کہ بنانے والے نے جو کہ محبت بھی ہے
اسے پیکر حسن و جمال بنایا ہے۔ ورنہ یہی سے محبت کرنے والا خود بھی ہوتا ہے۔ اسی لئے
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حقیقت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔

خُلِقْتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَمَا نَكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

اب یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ جب تک حضور نبی کریم ﷺ کی پاک ذات سے پوری

کائنات سے زیادہ محبت نہیں ہوگی تو ایمان نہیں اور محبت عیب سے نہیں بلکہ حسن و خوبی
اور جمال با کمال سے ہوتی ہے تو ہوتا چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو بے عیب ماننا اور چانتا ہی
ایمان بلکہ حقیقت ایمان ہے۔

بقول امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ:

۔ وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی بھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس تمہیدی بنیادی کلام سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ دین اسلام کا تشخص
و تخصّص نبی کریم ﷺ کی ذات پاک سے محبت ہے۔

تعلیمات قرآن کریم اور تصریحات سنت پاک کا خلاصہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اقبال نے
برصغیر بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو باہم اور کانگریس کے بھوت "مدعیان اسلام" کو بالخصوص
تنبیہ کرتے ہوئے بجا طور پر دعویٰ اسلام سے شناسائی کا نقطہ مرکزی سمجھایا ہے۔

بمسطح برساں خویش را کہ دیں ہمدوست

اگر ہاؤ نرسیدی تمام بولھی است

کسے اس حقیقت سے آگاہی نہیں کہ عظمت سید عالم ﷺ کا مسئلہ جس قدر مرکزیت و اہمیت
کا حامل ہے۔ اسی قدر اس برصغیر پاک و ہند کے خاص ذہن و عقیدہ سے وابستہ یعنی
خارجی ذہن کے لوگوں نے اسے اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ اس پر اپنے غیر شائستہ گمان کے
مطابق تنقیص و توہین کے تیرے سائے اور تاک تاک کر نشانہ بازی کی اور حیرت و افسوس
ہے کہ یہ سب کچھ تو حید کے نام پر کیا گیا اور جس پاک ذات کو رب العزت نے اپنی برہان
قرار دیا اسی کی عظمت کو تو حید کے خلاف محاذ قرار دیا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ (الآیہ)

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ (الآیہ)

کے مطابق جسے رب کریم نے روح توحید و لیل توحید کے طور پر پیش فرمایا، اسی کی عظمت کے بیان کو اور بیان کرنے والوں کو شرک و مشرک کہا اور لکھا گیا۔ دیانت و شرافت بلکہ معرفت و حقیقت کے خلاف اس ناپاک سازش کے تار و پود بکھیرنے، اسے زندہ درگور کرنے بلکہ اس کے پرچے اڑانے میں عشق و محبت کی دنیا میں تاج دار بریلی، محافظ ناموس مصطفیٰ (ﷺ) امام احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ کا نام نصف النہار کے آفتاب کی طرح روشن رہے گا جو توفیق الہی اور عشق رسالت پناہی ﷺ کی بدولت چمکتا رہا اور ریح سکون کائنات کو چمکا تا رہا۔

آپ کے زیر سایہ روحانی تربیت حاصل کرنے والے اکابر اہلسنت اور زعمائے ملت نے قوت عشق سید عالم ﷺ کی بدولت ناموس شاہ خواہاں علیہ الصلوٰت والتسلیمات اور عظمت اہل اللہ کے جہان نور پر شب خون مارنے والوں کا ناطقہ بند کر دیا اور اس میدان کارزار عشق کے رجال باکمال میں امام اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہ کے خلفاء علماء صلحاء اور طلباء کے اسماء گرامی اور ان کی خدمات اس صدی کی تاریخ کے ماتھے کا خوشنما جھومر ہیں۔ ان سرکف مجاہدوں میں امام الاعلام شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب (بانی جامعہ رضویہ جھنگ بازار لاکھپور) ہیں جنہوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں قلوب میں عشق سید عالم ﷺ کی شمع کو روشن کیا۔ یہاں آپ کے مستفیدین اور خدام کے اسماء گرامی کا احصاء مراد نہیں صرف ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے بانی اور جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے امیر حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ کی مساعی جلیلہ کی اہمیت کے بیان کی فقیر کی اپنی سی کوشش ہے جو کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ارشد تلامذہ اور اسعد خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے ذریعے جو مسلک حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کی ہے اسے ملک اور بیرون ملک اپنے پیگانے سب جانتے ہیں۔ علاوہ انہیں آپ نے تقاضائے محبت

سید عالم ﷺ کی تعمیل میں اغیار و اشرار کے طوفان بدتمیزی کے سامنے سد سکندری کی طرح خم ٹھونک کر مقابلہ فرمایا اور بحمدہ تعالیٰ یہ سلسلہ خیر جاری و ساری ہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے عظمت سید عالم ﷺ سے متعلق بے شمار موضوعات پر مبنی پوسٹرز شائع کئے جو کہ تبلیغ و اشاعت مسلک حق کی ایک کامیاب اور جاندار کوشش ہے جو تقریباً پچاس موضوعات پر حاوی ہیں۔ اصلاح عقیدہ، اصلاح عمل اور محبت سید عالم ﷺ پر مبنی سیاست کے آفتاب ماہتاب علماء کا تعارف اور ان کے مقابل عشق سید اخلق علی الاطلاق ﷺ کی دولت لازوال سے خالی مدعیان علم کی بے مانگی دوں ہمٹی اور پشردگی کا بیان ہے بلکہ انہیں کے گھر کے آئینوں میں انہیں کی صورت دکھائی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دین حق دین اسلام کے خلاف مختلف محاذ جو برصغیر میں کھولے گئے ان کا حزم و تحقیق کے ساتھ رد فرمایا۔ ان اشتہارات پر گر چہ اطلاق تو اشتہارات کا ہی ہوتا ہے لیکن حقیقت میں مسائل و حقائق کے جوابات کو پوری محنت و دیانت اور تحقیق سے جمع کیا ہے اور مبتدی ہی نہیں علماء کرام کو بھی جو کہ مطولات کی ورق گردانی نہیں کر سکتے، جامعیت کے ساتھ وافر مقدار میں ایمانی روحانی مواد مہیا فرمایا بلکہ صاحب تصانیف الکثیرہ مخدوم الصلحاء حضرت علامہ مولانا یوسف المنیبانی رحمہ اللہ کے تتبع میں جو اہر البحار کی قابل قدر جھلک اور مہک ہے۔

جیسا کہ پہلے لکھا ہے کہ اشتہارات پھر اشتہارات ہیں مگر چہ افادیت کے اعتبار سے مخزن المسائل ہیں۔ اب ان تمام موضوعات پر اشتہارات میں درج شدہ تمام برکات روحانیہ کو کتابی شکل میں جمع کر کے حضرت مخدوم اہلسنت امیر جماعت رضائے مصطفیٰ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہم کے نہایت تخلص و فادار اور جانثار ساتھی مولانا محمد حفیظ نیازی صاحب نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے جو کہ امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کی کاوشوں کے سائے میں بجائے خود قدر آور روحانی دستاویز ہے۔ رب العزت جل شانہ حضرت ترجمان مسلک امام احمد رضا پروردہ نگاہ حضرت شیخ

الحمد للہ! استاذ العلماء حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان اور ان کے مخلص رفیق اور مسافر مولانا محمد حفیظ نیاز سی دامت بھم کو زندہ و سلامت باکرامت رکھنے یہ سرچشمہ فیض ہمیشہ جاری و ساری رہے (آمین)۔ ان پچاس موضوعات میں سے ہر موضوع صرف ایک ہی کتاب میں تو پورے طور پر نہیں ملتا اس کیلئے کس قدر وسیع و وسیع علمی خزانہ کھنگالے گئے اور ان سے استفادہ کیا گیا آپ ان اشتہارات میں ہر عنوان کے تحت درج شدہ حوالہ جات سے معلوم کر سکتے ہیں۔ پھر ایک اشتہار کے مجموعی حوالہ جات کو پچاس سے ضرب دیں تو دیکھیں کہ جب یہ تمام موضوعات اور ان کے مآخذ ایک کتابی شکل میں آپ کے سامنے موجود ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواص و عوام کو کوشش سید عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیرابی کیلئے بحرِ خار مہیا کر دیا ہے۔

جزاہ اللہ تعالیٰ

کہنے لکھنے کو تو توفیق الہی سے بہت کچھ ہے، سردست ایک بات خصوصیت سے پیش خدمت ہے کہ اغیار و اجانب کے خلاف بالخصوص اور عوام و خواص میں پائی جانے والی عملی کوتاہیوں کے خلاف بالعموم ”رضائے مصطفیٰ“ کا قلمی و علمی جہاد ایک ناقابل تردید و انکار حقیقت ہے جو کہ کسی رد عمل اور موہوم و مغفلوں پریشانی کی پرواہ کئے بغیر جاری رہتا ہے۔ عین ممکن کہ عدم تدریک بنیاد پر بعض حضرات کو یہ کھٹکتا ہو لیکن اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو درحقیقت یہ بھی محبت حبیب کبریٰ افسوس ہر دوسرا شفیعنا و وسیلنا الی اللہ تعالیٰ یوم الجزاء علیہ التحیۃ و النقاء کی اسی فرماں روائی کی تعمیل ہے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

کمال متابعت فرج کمال محبت است بانسروہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ مصرع ان المحب لمن ہواہ مطیع۔ و علامت کمال محبت

کمال بغض است باعداء او صلی اللہ علیہ وسلم۔ در محبت و مداہنت گنجائش ندارد۔ محب دیوانہ محبوب است تاب مخالفت ندارد و با مخالفان محبوب بھیج وجہ آشتی نماید۔

یعنی کامل اتباع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے کامل محبت کی فرع ہے کہ محبت جس سے محبت کرے اس کا مطیع ہوتا ہے اور کمال محبت کی علامت حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے کامل بغض رکھنا ہے۔ محبت میں سستی کی گنجائش نہیں محبت اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے۔ مخالفت کی تاب نہیں رکھتا اور محبوب کے مخالفین کے ساتھ کسی طرح بھی صلح نہیں کر سکتا۔

نیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

عزیزے فرمودہ است کہ تائیک از شما دیوانہ نشود بمسلمانی نرسد دیوانگی عبارت از درگشتن است از نفع و ضرر خود بواسطہ کلمہ اسلام۔ بامسلمانی ہرچہ شود گھو شود و اگر نشود گھو نشود و چون مسلمانی است رضائے حق عزوجل است و رضائے پیغمبر حبیب او علیہ الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ دولت عظیم تر از رضائے مولا نیست رضینا باللہ سبحانہ ربنا و بالاسلام دینا بمحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیا و رسولا۔ مصرع ہم برینم بدانیم یا رب بحرمتہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ من الطیبات افضلنا من التسلیمات

اکابر اسلام میں سے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہو مسلمانی تک نہیں پہنچتا۔ دیوانگی عبارت ہے کلمہ اسلام کی خاطر اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہ کرنا۔ مسلمانی کے ہوتے ہوئے جو ہو سو ہو اگر نہ ہو تو نہ سہی جب مسلمانی ہے تو خوشنودی حق عزوجل اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہے اور رضائے مولا سے عظیم تر کوئی نعمت نہیں ہم اللہ تعالیٰ کے رب اسلام کے دین اور حضرت

محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہیں۔ میں اسی عقیدے پر ہوں اور اے رب کریم! مجھے اسی پر رکھ۔

بحرمة سيد المرسلين صلوات الله وسلامه عليه وآله اجمعين
حضرت مجدد الف ثانی ﷺ کے مذکورہ بالا اقتباسات پر غصہ دل سے غور کریں اور پھر ان معروضات کے آغاز میں حدیث پاک کے ارشادات کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کریں کہ ان دونوں ارشادات اور وضاحتوں کے درمیان جو کچھ آپ نے دیکھا اور پڑھا۔ کیا جن حضرات نے اس میدان میں ذمہ دارانہ ذیوبنی دی یہ محبت سید عالم ﷺ کے تقاضوں کی تعمیل و تکمیل نہیں؟ فہل من عدو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان ارباب و قفا کو نبی رحمت شفیع امت کے سر بکف پہرے داروں اور محافظین ناموس پاک کی تقارروں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

خویدم جماعتہ اہلسنت محمد محفوظ الحق غفرلہ

فاضل جلیل مولانا علامہ محمد مقصود احمد صاحب قادری چشتی

خطیب مرکزی جامع مسجد دار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ لاہور
یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مجاہد ملت، ترجمان مسلک اہلسنت حاشی شریعت، ماحی بدعت حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب (زیدت معالیم) تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی انتہائی موثر اور نصاحت و بلاغت کے ساتھ جو خدمات سر انجام دے رہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کی ذات نام و نمود ریاکاری اور روایتی مولویت سے مبرا ہے۔ اس صوفی منش انسان کی جتنی بھی تعریف و توصیف کی جائے کم ہے۔ اشتہارات کے ذریعہ مسلک کی ترویج و اشاعت کا

کام انتہائی منفرد ہے۔ کتابی شکل میں اسے شائع کرنا ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اس اقدام سے اشتہارات میں درج تحقیقی کام محفوظ ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ)

یہاں یہ امر واضح رہے کہ راقم انتہائی دلجمعی و دلچسپی سے ”رضائے مصطفیٰ“ کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس میں ہر ماہ کی مناسبت سے تحقیقی مواد ہوتا ہے، نصیحت بھی اور آپریشن بھی۔ ”رضائے مصطفیٰ“ میں تواریخ وصال کا التزام ایک منفرد اور مستحسن امر ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف اور ان کے رفقاء کی مسلکی خدمات کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین والسلام! محمد مقصود احمد

استاذ العلماء علامہ مفتی محمد اشرف القادری، نیک آبادی صاحب

بانی و مہتمم الجامعة الاشرفیۃ المرکزۃ گجرات

مبسملا و محمد لا و مصلیا و مسلما

پاسبان مسلک رضا، نباض قوم مجاہد اسلام، حامی سنن، ماحی فتن، پیکر شرافت و اخلاص، بقیۃ السلف، پیر طریقت، حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی (لا زالت شמוש فیضانہ بازغہ و بدور عرفانہ لا معة) کی شخصیت ماشاء اللہ تعالیٰ گونا گوں خوبیوں کی حامل اور مختلف و متنوع دینی خدمات کا منبع ہے۔

انہی خوبیوں میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ صاحب زبان و بیان بھی ہیں اور بھمدہ تعالیٰ صاحب قلم بھی۔ آپ کی دینی و روحانی اور قلمی خدمات میں سے ایک شہرہ آفاق و عظیم شعبہ ”شعبہ تبلیغی اشتہارات“ بھی ہے۔ آپ مختلف اوقات و حالات میں بکثرت اختلافی و اصلاحی موضوعات پر مدلل و مفصل تبلیغی اشتہارات بھی تیار کر کے شائع کرتے رہے ہیں جنہیں شائقین مساجد و مدارس، مکانات و وقار اور وکانات

میں تبلیغی مقصد سے عوام الناس کیلئے آویزاں کر دیتے۔ اس طرح یہ اشتہارات بلا مبالغہ جہاں ہزار ہا ہزار مسلمانوں کیلئے تقویت و ترقی ایمان کا باعث ہوئے وہاں بے شمار بدعتیہ گمراہوں اور فساق و فجار کی ہدایات کا سبب بھی بنے۔ ہماری معلومات کی حد تک اشتہارات کے ذریعے اس منظم تبلیغی طریقہ کار کے ہمارے حاتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہی موجد ہیں۔

ماشاء اللہ تعالیٰ و بحمدہ تقدس یہ اشتہارات سینکڑوں موضوعات و عنوانات پر محیط ہیں جو اب تک لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر پوری دنیا میں پہنچے اور دنیا بھر کے اردو خوان صحیح العقیدہ مسلمانوں سے داد و تحسین بھی وصول کر چکے ہیں۔ ہر اشتہار اپنے موضوع پر دلائل و مسائل کے اعتبار سے بجائے خود ”کوزے میں دریا“ کا مصداق ہے۔

لیکن عنوانات کی کثرت کے پیش نظر لاہری وغیرہ میں اس علمی ذخیرے کو ترتیب وار اور سہل الوصول انداز میں محفوظ نہیں رکھا جاسکتا تھا کیونکہ ہر لاہری و مسجد اور گھر وغیرہ میں اتنی وسیع جگہ کا انتظام نہیں ہوتا جہاں ہر ہر موضوع سے متعلقہ اشتہارات کی اتنی بڑی تعداد کو فریم کر کر دیوار پر آویزاں کیا جاسکے۔ ویسے بھی اشتہار لمبے عرصے تک محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اشتہارات میں مختلف عنوانات کے مسائل یکجا نہیں ہوتے کہ کتاب کی طرح ایک ہی جگہ بیٹھ کر ایک ہی نشست میں ان کا آسانی سے مطالعہ کیا جاسکے۔ اگرچہ اشتہار کی ایک اپنی افادیت ہوتی ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر ایک عرصے سے مجھے یہ خیال دامن گیر رہا کہ ان مختلف و متفرق اشتہارات کو کبھی یکجا کر کے ایک خوبصورت کتاب کی شکل میں بھی شائع کر دیا جائے تو اس علمی ذخیرے کی افادیت دو چند ہو جائے اور گویا ہر اشتہار کے مضمون کو ایک نہر سے تمثیل دی جائے تو یہ مجموعہ ”معجم الانہر“ قرار پائے۔ اور ہر اشتہار

کے مندرجات کو ایک دریا سے تشبیہ دی جائے تو یہ کتاب ”ملتقی الابحر“ ٹھہرے اور پھر اشتہار کی جگہ اشتہار اور کتاب کی جگہ کتاب سے استفادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے حضرت نیازی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا اور جزائے خیر دے مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کے ارباب بسط و کشاد کو کہ میں نے یہ تجویز پیش کی تو انہوں نے میری تجویز کو نہ صرف قبول کیا بلکہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ خوشخبری بھی سادی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام عنوانات کے اشتہارات خوبصورت کمپوزنگ کے ساتھ کتابی صورت میں طباعت کیلئے بھی تیار ہیں۔ مجھے اس مبارک خبر کے سننے کے بعد انتہائی خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ اس مبارک موقع پر میں تہہ دل سے ان حضرات کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حضرت مولانا مفتی ابوداؤد و محمد صادق صاحب قبلہ کی عمر و صحت اور تبلیغی و اصلاحی مساعی میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی ایم کے ہر فرد کے جذبہ خدمت دینی میں پیش از پیش ترقیاں عنایت فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ

وبارک وسلم بعد ذکل ما عنده من العدد

خاکپائے اہل اللہ (خواجہ پیر)

مفتی محمد اشرف القادری ٹیک آباد



مولانا صاحبزادہ پیر محمد حقیق الرحمن فیض پوری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہاشمیری شریف، ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد جموں و کشمیر

مسک حقدہ اہلسنت و جماعت کی حقانیت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے۔

اس کی ضو کو چاروں گ عالم میں پھیلانے کیلئے علماء اہلسنت و مشاہیر امت ہمیشہ سے اپنی مساعی جلیلہ کو بروئے کار لاتے رہے ہیں۔ انہوں نے بجلی ہوئی انسانیت کیلئے تحریر و تقریر سے رشد و ہدایت کا سامان مہیا کیا، بہت سے گمراہ کن عقائد کی بیخ کنی کر کے عقائد اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کو یقینی بنایا۔

ان ہی عظیم شخصیات میں ایک عظیم عالم دین، بقیۃ السلف، 'مخدوم ملت' حضرت العلام مولانا الحاج پیر ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم النالیہ (شاگرد خاص و خلیفہ مجاز حضور محدث اعظم پاکستان) ہیں کہ جنہوں نے عقائد اہلسنت و جماعت کے پرچار میں کوئی کمی نہ چھوڑی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمہ اللہ کے مسلک کی صحیح اشاعت کی ہے۔

آپ کی جاری کردہ کتب و اشتہارات لا تعداد ہیں جو بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان و آزاد کشمیر کے کونے کونے اور دیگر متعدد ممالک میں بھی موجود ہیں۔ مسائل فضاائل و عقائد پر یہ کام بہت ضروری تھا جو حضرت والا کے حصے میں آیا، آپ کا وجود اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی جتنی قدر کی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور برکت فرماتا ہے۔

محمد حقیق الرحمن



مولانا علامہ پروفیسر مفتی فیض الرحمن صاحب

صدر تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

عالم ربانی، شیخ طریقت، بقیۃ السلف، قدوة الخلف، علامہ ابوداؤد محمد صادق دامت برکاتہم العالیہ مسلک اہلسنت و جماعت کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ دین و مسلک میں ان کا تہلب و رسوخ، عزیمت و استقامت اور حمیت اپنے عہد کی ایک عمدہ مثال ہے۔ ان کی دینی خدمات کثیر الجہات ہیں۔ ان کی گرانقدر دینی خدمات کا ایک نمایاں شعبہ ان کے دعوتی و تبلیغی بڑے سائز کے پوسٹرز ہیں جن کی مجموعی تعداد پچاس کے لگ بھگ ہے۔ ان پوسٹرز کے موضوعات کافی متنوع ہیں دین و شریعت کے بیشتر شعبوں کا احاطہ کیا ہے ایمانیات و عقائد، عبادات، سیاسیات و معاملات اور اصلاح اعمال و عقائد، الغرض ہر اہم موضوع پر پوسٹر موجود ہے۔ یہ پوسٹرز علمی و تحقیقی ہیں اور انداز تحریر عام فہم ہونے کی بناء پر عامۃ المسلمین کیلئے انتہائی مفید ہیں۔ یہ پچاس پوسٹرز پچاس کتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں اعلیٰ قسم کے پپر پر خوبصورت فریم میں مساجد، مدارس، کالجوں، جامعات، لائبریریوں، دفاتر، سرکاری دفاتر اور باوقار مقامات پر آویزاں کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ اب ان پوسٹرز کے تحقیقی، علمی اور دعوتی مواد کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر کے شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ یہ انتہائی احسن اقدام ہے میری خواہش ہے کہ یہ کام جلد پایہ تکمیل تک پہنچے اور یہ علمی سوغات دینی ذوق رکھنے والے تمام مسلمانوں کیلئے زیادہ سے زیادہ فیض رساں بنے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق کے ظل عافیت کو ان کی اولاد و امجاد، خلفاء مریدین، مجتہدین اور عامۃ المسلمین پر تادیر قائم رکھے اور وہ اسی طرح اپنی تمام تر عقلی، فکری، علمی اور جسمانی و روحانی قوتوں کی سلامتی کے ساتھ دین مبین کی خدمت کرتے رہیں اور ان کے فیوض و برکات کا سیل رواں یوں ہی جاری و ساری رہے۔ آمین

طلبہ کارؤعا: یوسف الرحمن

شیخ طریقت خواجہ ابو الخیر پیر محمد عبداللہ جان صاحب

سجادہ نشین دربار عالیہ مرشد آباد شریف (صوبہ سرحد)

یہ پڑھ کر دلی خوشی ہوئی کہ ادارہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ..... مجاہد اہلسنت ترجمانِ خشیت حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے تحریر کردہ بڑے سائز کے عام فہم مقبول عام مدلل و مفصل علمی و تحقیقی اور تبلیغی اشتہارات (جن کی تعداد تقریباً پچاس ہے) کو یکجا کر کے کتابی شکل میں زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کرنے کی عظیم سعادت حاصل کر رہا ہے اور بیاچھا ہے کہ ماشاء اللہ حضرت علامہ موصوف کی زندگی میں ہی کتاب چھپ رہی ہے۔ فقیر ادارہ اور اراکین و معاونین ادارہ اور خصوصاً ادارہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ ابوداؤد صاحب دامت برکاتہم کو اس عظیم کارنامہ کے سرانجام دینے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

بمقام تعالیٰ! ادارہ رضائے مصطفیٰ اور ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ حضرت علامہ ابوداؤد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں پچاس سال سے زائد عرصہ سے دینِ مشین کی خدمت اور مسلکِ حقہ اہلسنت و جماعت کی صحیح ترجمانی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ان کے علمی و تحقیقی اشتہارات اور ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا مطالعہ کرنے سے اہلسنت کے عقائد میں مزید پختگی اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور قاری راسخ العقیدہ ہو جاتا ہے۔ ان اشتہارات اور ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کی بدولت اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں عقائد اہلسنت کی خوب تشہیر ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ عوام و خواص اہلسنت کے علاوہ عامۃ المسلمین بھی مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں۔

دعا ہے مولا کریم حضرت علامہ ابوداؤد صاحب دامت برکاتہم کو صحت و عافیت

کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے ادارہ رضائے مصطفیٰ اور ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کو ان کی سرپرستی میں دن و رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اراکین و معاونین کو داریں کی عزتوں سے نواز دے۔ آمین ثم آمین بجاہ ملا ولیمین صلی اللہ علیہ و آلہ و اسحابہ وسلم والسلام! (فقیر) ابو الخیر محمد عبداللہ جان



خطیب اسلام صاحبزادہ سید شمس حسین شاہ صاحب حافظ آبادی

اُمتِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ و الثناء) میں کچھ ایسی شخصیات ہوتی ہیں کہ جن کا مشن فقط دین کی خدمت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہی ہوتا ہے اور اس میں کوئی دنیاوی ملاوٹ نہیں ہوتی..... ان خوش نصیب حضرات میں پاسان مسلک رضا فیض یافتہ امیر ملت و فقیہ اعظم کوٹلوی نائب محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی شامل ہیں۔ آپ علم نبوی کے وارث ہیں اور اس مشن کو لے کر اپنی پوری زندگی صرف اور صرف دین کی تبلیغ اور مسلکِ حقہ کے تحفظ کیلئے وقف فرما دی ہے۔ یہ سب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور حضرت محدث اعظم پاکستان (علیہما الرحمۃ) کا خصوصی فیضان ہے کہ اس مشن کو لے کر چلے ہیں۔ آپ اس دور کے عظیم مجاہد ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناموس کا تحفظ کرنے والوں میں ایک خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ کے تبلیغی مشن کی خوبیوں میں یہ بات سرفہرست ہے کہ جس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ جہاں بھی عزت و عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کا کوئی بھی مسئلہ ہو وہاں نبیائے قوم علامہ ابوداؤد صاحب (حفظہ اللہ تعالیٰ) کا ایک نمایاں کردار ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ کا تبلیغی اشتہارات و کتب تحریر فرمانا اور ان کو قوم کے سامنے پیش کرنا..... اس مشن میں اتنا خلوص اور اتنی محبت ہے کہ میں سمجھتا ہوں یہ وہ مبارک مشن

ہے جو ہر سچے مسلمان کا ہونا چاہیے اور واقعی علماء حق کا یہ صحیح مشن ہے جس پر آپ کام فرما رہے ہیں۔ عالم باعمل، آفتاب رضویت حضرت مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے کہ جو ابتداء سے انتہاء تک صرف اور صرف دین ہی کی بات کرتے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بحمد اللہ اس مشن میں کامیاب و کامران ہیں۔ آپ اس دور کے بہت بڑے مجاہد ہیں اور یہ جہاد اس طرح فرما رہے ہیں کہ جس طرح ناموس رسالت کا تحفظ کرنے کیلئے کوئی محافظ کھڑا ہوتا ہے اور اس لحاظ سے آپ اس دور میں حضور امام الانبیاء سرکار مدینہ ﷺ کے ناموس کے محافظ مقرر فرمائے گئے ہیں۔

الحمد للہ! میں نے گوجرانوالہ میں اہلسنت و جماعت کی اولین دینی معیاری مرکزی درس گاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم میں دوران تعلیم آپ کی خدمت میں رہ کر اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً آپ سے ملاقات اور آپ کی تحریر و تقریر میں دیکھا کہ جہاں بھی حضور ﷺ کی عظمت و شان کا کوئی مسئلہ آیا وہاں پیر طریقت مولانا ابوداؤد صاحب زید مجدد نے کسی بڑی سے بڑی طاقت کی پرواہ کئے بغیر کلمہ حق بلند فرمایا، آپ کے سامنے صرف اور صرف تحفظ ناموس رسالت اور دین حق کی اشاعت ہی ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں آپ کے سامنے کوئی پہاڑ بھی آجائے تو اس کو عبور کرنا آپ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں اور آپ کی نظروں میں اس کے مقابلہ میں کسی بھی چیز کی کوئی اہمیت نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تحریر فرمائے ہوئے لاجواب علمی و تحقیقی اور تبلیغی اشتہارات ماشاء اللہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور لاکھوں مسلمان ان علمی جواہر پاروں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ (الحمد للہ علی ذالک) ع..... اللہ کرے زور قلم اور زیادہ میں اور پوری قوم..... بقیۃ السلف، حجۃ الخلف حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمہ اللہ کی نصف صدی سے زائد مجاہدانہ دینی و ملی خدمات پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ آپ کا مبارک سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے

اور مولیٰ تعالیٰ آپ کو بصحت و عافیت عمر و راز عطا فرمائے اور ہر نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین ع..... ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد ماشاء اللہ آپ اس شعر کا صحیح مصداق ہیں کہ:

ہزاروں سال زرخس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
دعا گو: سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی



خطیب ملت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اذکار ذوی صاحب

چیمبر مین گلزار حبیب ٹرسٹ کراچی

محدث اعظم یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کیا خوب شخصیت تھے۔ ان کے وابستگان نے ان سے نسبت محبت و عقیدت نباہتے رہنا ہی اپنی پہچان رکھی۔ کہتے ہیں کہ ماحول سے متاثر ہونے والے اور ماحول کو متاثر کرنے والے اپنی اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ ذہن کے پکے اور لگن کے سچے نمایاں ہو جاتے ہیں۔ سچ اور سچائی سے بیان باندھنے والے ہر حال میں شمع جلانے رکھتے ہیں۔

حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے فیض یافتگان میں حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔ اپنی زندگی کیلئے جو نصب العین انہوں نے چنا اس پر دوام ہی ان کی پہچان ہوا۔ مسلک حق اہلسنت و جماعت کی ترجمانی اور اس باب میں ان کی بے باکی زبان زد عام ہے۔ وہ جسے درست جانتے ہیں کہے بغیر نہیں رہتے۔ ان کا ٹیکھا لہجہ دل آزاری نہیں باطل سے بے زاری کیلئے ہے۔ ان کی صدائے حق کی گونج سمیتوں میں پہنچتی ہے۔

نواب مرزا داغ دہلوی نے کہا تھا:

جواب اس طرف سے بھی فی الفور ہو گا

و بے آپ سے وہ کوئی اور ہو گا

حضرت مولانا محمد صادق صاحب اظہار حق میں اس شعر کا مصداق ہیں۔

ان کا سفر ذہنیت جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ ان کی تبلیغی تحریری کاوشیں کتابی

شکل میں محفوظ کی جا رہی ہیں۔ اللہ کریم جل شانہ اس کتاب کو مفید و نافع بنائے اور

حضرت مولانا محمد صادق صاحب کو صحت و برکت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

نقص: کوکب نورانی



عالی مبلغ اسلام علامہ مفتی محمد عباس رضوی صاحب

ریسرچ آفیسر حکومت اوقاف دہلی

پچھلے دنوں برطانیہ جانے کا اتفاق ہوا۔ لندن برمنگھم، لیمپنگھم اور دیگر کئی

شہروں میں مساجد اہلسنت میں میرے پیرو مرشد اور محسن و مربی پاسبان مسلک رضا

فیض یافتہ امیر ملت و فقیہ اعظم کوٹلوی نائب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ

الحاج مفتی پیر ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تحریر فرمائے ہوئے

لا جواب، عام فہم، مقبول عام مدلل و مفصل، علمی و تحقیقی اور تبلیغی اشتہارات آویزاں نظر

آئے۔ دینی شاربجہ، قطر وغیرہ میں بھی عموماً مساجد میں بڑے اہتمام کے ساتھ فریم شدہ

اشتہارات اپنا جلوہ دکھا رہے ہیں۔ حضرت صاحب رحمہ اللہ کی تصنیف کردہ کم و بیش پچاس

عنوانات پر مشتمل یہ تبلیغی بین الاقوامی مہم ماشاء اللہ عروج پر ہے اور اپنی نظیر آپ ہے۔ غور

کیا جائے تو اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ مہم اتنی موثر ہے کہ ہر قاری کو نہ صرف متاثر

کرتی ہے بلکہ ان کی نگارشات دلوں میں گھر کر لیتی ہیں۔ الحمد للہ! مخالفین اہلسنت کے

ہاں ان میں سے کسی بھی اشتہار کا کوئی جواب نہیں اور نہ ہی کسی کو تو دید کی ہمت ہوئی ہے۔

ضرورت تھی کہ ان لا جواب اشتہارات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا

جائے مجھے یہ جان کر انتہائی قلبی خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کے

زیر اہتمام "براہین صادقہ" کے عنوان سے انہیں کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ الحمد

للہ یہ مساجد و مدارس کی دیواروں کی زینت تبلیغ اب کتب خانوں، لائبریریوں میں بھی جلوہ

افروز ہوگی اور ہر طبقہ فکر کے قارئین اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ مولیٰ کریم اپنے حبیب

کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلہ جلیلہ سے اسے شرف قبولیت سے نوازے، عقائد اہلسنت

کی حقانیت کی یہ دستاویز ہمیشہ ہمیشہ ہر دور میں اپنے جلوے بکھیرتی رہے اور میرے

آقائے نعمت سیدی و سندی حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب کی عمر و صحت اور

پاکیزہ عزائم میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کی شفقتوں اور محبتوں کا گھنا سایہ

ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہد امین المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

ع۔۔۔۔۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آئین باد محمد عباس رضوی



فاضل شہر علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

(فاضل جامعہ محمدیہ بھکشی شریف، فاضل بغداد یونیورسٹی عراق) مہتمم جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام لاہور

دین متین کی تبلیغ کیلئے قلم و قرطاس کو استعمال کرنا اہل حق کا پرانا طریقہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بادشاہوں کے نام خطوط اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے خطوط اس

سلسلہ کی روشن مثالیں ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد

سرہندی رحمہ اللہ کے مکتوبات نے ایک انقلاب برپا کیا اور آج بھی وہ مکتوبات شریف

شریعت کا ایک انصاب ہیں۔

مجاہد ملت، نباض قوم، حضرت العلام الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری

رضوی نے بھی معاشرے کی اصلاح، بدعتیہ کی بے گئی کی بیخ کنی اور عقائد صحیحہ کی ترویج و اشاعت کیلئے اسی سلسلہ کو اشتہارات کی شکل میں بڑھایا اور اہم دینی موضوعات پر جامع اور مکمل و مدلل بڑے سائز کے پُرکشش اور جاذب نظر اشتہارات شائع کئے جن کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ پاکستان ہی میں نہیں بلکہ بیرون ممالک بھی بندہ ناچیز نے لوگوں کے گھروں میں بھی یہ اشتہارات آویزاں دیکھے ہیں۔ ایک ایک اشتہار نے ایک مبلغ کا کام کیا ہے اور کلمہ حق کا ابلاغ کیا ہے۔

ان تاریخی و تحقیقی اشتہارات کو اب کتابی شکل دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عوام کیلئے مزید مفید بنائے اور قبلہ حاجی صاحب کا سایہ تادیر سلامت فرمائے۔

آمین بجاہ ظہ و یسمن علیہ السلام

دعا گو: محمد اشرف جلالی



ادیب شہیر علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (ایم اے)

گمران مرکزی مجلس رضا، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”جہانِ رضا“ لاہور

محترم نیازی صاحب

السلام علیکم!

آپ نے جس انداز سے ان اہم تبلیغی اشتہارات کو کتابی انداز میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا یہ بہت مفید کام ہے۔

مبارک قبول فرمائیے

یہ کتاب انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی جائے گی۔

والسلام! اقبال احمد فاروقی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زینتِ صدق و صفائے کرم مجھے آراستہ..... مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ تا ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ

ہم انسٹھ (۵۹) سالہ مجاہدانہ دینی، مسلکی و ملکی خدمات پر

عالم اسلام کی عظیم علمی و عملی شخصیت، نامور بزرگ عالم باعمل و روحانی پیشوا..... عاشق مصطفیٰ، فدائے غوث الوری، پیکرِ صدق و صفا، فخر ملت اسلامیہ، پاسانِ مسلک امام احمد رضا، استاذ العلماء، حاجی سنت، ناجی بدعت، جبلِ استقامت، فیض یافتہ، امیر ملت محدث علی پوری، پروردہ نگاہ فقیہ، عظیم محدث کوٹلوی، نائب محدث اعظم پاکستان، دباض قوم، یادگار اسلاف، صادق الاقوال والاحوال، مخزنِ محاسن الاخلاق، فضیلۃ الشیخ، حضرتہ العلام قبلہ

مولانا الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی (حفظہ اللہ تعالیٰ)

کو مبارک پیش کرتے ہیں۔

آپ کی دینی خدمات کا اجمالی خاکہ:

(۱) آپ جماعت رضا، مصطفیٰ پاکستان کے بانی ہیں۔ (۲) گوجرانوالہ شہر جو کسی زمانہ میں نجدیت کا گڑھ تھا آج بفضلہ تعالیٰ آپ کی بے مثال کاوشوں سے سنیت و رضویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کا مثالی مرکز ہے۔ (۳) ماشاء اللہ آپ مسلسل ۵۹ سال سے گوجرانوالہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے مرکزی جلوس کی قیادت فرما رہے ہیں۔ (۴) ۵۹ سال سے گوجرانوالہ کی قدیم ترین مشہور زمانہ اسم باسکی تاریخی مرکزی جامع مسجد زینت المساجد کی امامت و خطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (۵) آپ اہلسنت کے بین الاقوامی شہرت یافتہ مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کے بانی و مہتمم اور جید علاؤ مشائخ کے استاذ ہیں اور اندرون

پاکستان کے علاوہ آپ کے سینکڑوں مریدین اور تلامذہ ملل ایسٹ عرب ممالک اور یورپ و امریکہ وغیرہ میں بھی اشاعت و تبلیغ دین میں مصروف ہیں، فالحمد للہ علی ذالک۔ (۶) آپ اہلسنت کے ۵۰ سالہ انزبیشل محبوب و مقبول ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ (۷) آپ مسلسل شب و روز وعظ و تبلیغ میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ (۸) آپ کے لکھے ہوئے تبلیغی اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں پورے عالم اسلام میں مقبول ہیں۔ (۹) آپ درجنوں کتب کے مصنف ہیں۔ (۱۰) سلسلہ بیعت و ارشاد میں بھی ماشاء اللہ آپ کا فیضان وسیع پیمانہ پر جاری و ساری ہے۔ (۱۱) خدمت دین اور حق گوئی کی پاداش میں گوجرانوالہ، بہاولپور اور میانوالی وغیرہ کی جیلوں میں آپ کو ۶ مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں پیش آئیں، پچاسی کوٹھڑی میں بند رکھا گیا اور ہتھکڑی لگا کر بہاولپور تا میانوالی قیدی بنا کر طویل سفر بھی کرایا گیا لیکن مسلک حق کی ترویج و اشاعت میں بحمد اللہ آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔ (۱۲) آپ کے دروس قرآن و حدیث سے ماشاء اللہ لاکھوں حضرات مستفیض ہوئے اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ (۱۳) آپ نے سینکڑوں فتاویٰ مبارکہ تحریر فرمائے۔ (۱۴) آپ نے آج تک شناختی کارڈ نہیں بنوایا بلکہ حج شریف بھی بغیر تصویر کے کیا اور شناختی کارڈ میں تصویر کے لزوم کے خلاف آپ نے شریعت کورٹ، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں قانونی جدوجہد فرمائی..... نہ شناختی کارڈ بنوایا اور نہ ہی پاسپورٹ۔ (۱۵) آپ نے ہر دور میں ہر حال میں کلمہ حق بلند فرمایا اور بحمد اللہ کبھی بھی کسی جابر سے مرعوب نہ ہوئے.....

الحقیر حضرت کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط تبلیغی و دینی مسلکی، تعمیری اور تقریری زبردست مجاہدانہ عملی خدمات کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔

(ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

وہا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے سے آپ کو سلامت باکرامت تا قیامت صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین (منجانب: الملیان گوجرانوالہ)

خطرہ کی گھنٹی

یہ خوبصورت کتاب حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کی مدلل و مفصل تالیف ہے۔ جس میں پروفیسر طاہر القادری کے ”فرقہ طاہریہ و پروفیسری مسلک“ کے قتلہ عظیمہ سے برادران اہلسنت و سنی بریلوی احباب کو خبردار کیا گیا ہے ﴿﴾ اور شیعہ دہلہ و بابیہ کے عقائد باطلہ کے باوجود پروفیسر صاحب کے ان سے تعلقات و صلہ کلیت و بھائی چارہ بلکہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے اور بد مذہبوں گستاخوں کو پر فریب انداز میں سنیوں کیلئے قابل قبول بنانے کی خطرناک سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ ﴿﴾ اور قرآن وحدیث و مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں بے ادب گستاخ بد عقیدہ لوگوں سے تعلقات کی ممانعت و بایکات کا حکم شرعی بیان کیا گیا ہے ﴿﴾ نیز پروفیسر صاحب کی مزید گمراہی و غور توں کی نصف ویت کے مسئلہ پر ان کی اجماع اُمت سے بغاوت و علماء اہلسنت کے ساتھ محاذ آرائی کا تاریخی پس منظر اور علماء اہلسنت کے پروفیسر صاحب کے خلاف بیانات و ان کے اہلسنت و جماعت سے خارج ہونے کے فتاویٰ مبارکہ کو جمع کیا گیا ہے۔ ﴿﴾ طاہر القادری کے جھوٹے دعوے اور تمام بزرگان دین سے ہمسری و برابری اور ہائیکورٹ کی زبانی طاہر القادری کی کذب بیانی کا تاریخی فیصلہ بھی شائع کیا گیا ہے اور شیعہ کے امام خمینی کے متعلق طاہر القادری کے اس گستاخانہ بیان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ﴿﴾ جس میں طاہر القادری نے کہا تھا کہ ”امام خمینی ان مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے“ ﴿﴾ اور خمینی سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے۔ ﴿﴾ علاوہ ازیں طاہر القادری کے تضادات و دوغلبہ کردار اور اخلاقی پستی کو بھی اخبارات و رسائل کے حوالہ جات و حقائق کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب ”خطرہ کی گھنٹی“ دسویں مرتبہ شائع ہوئی ہے جو حبان اہلسنت و متلاشیان حق کیلئے ایک عظیم دستاویز ہے۔ صفحات ۲۹۶ ہدیہ ۱۶ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ

فہرست کتب

عاشق مدینہ پاسبان مسلک رضا مجاہد ملت الحاج

مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی

(امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان)

- ۱۔ نورانی حقائق (میلا دشریف کے موضوع پر تاریخی شاہکار)
- ۲۔ تبصرہ رضوی برہنات لکھنؤ کی مسکنیہ: دیوبندی حقائق (جلد اول)
- ۳۔ دیوبندی حقائق (جلد دوم) معروف بہ دورگی توحید
- ۴۔ تاریخی حقائق (اسلام دشمن قوتوں کی نقاب کشائی)
- ۵۔ پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنت کی نظر میں مسکنیہ خطرہ کی گھنٹی
- ۶۔ تحقیق الہدیث (دہائیوں کے اعتراضات کے مسکت جوابات)
- ۷۔ علماء دیوبند کا وہ غلط کردار بالخصوص سپاہ صحابہ کی نقاب کشائی
- ۸۔ مسلک اہلسنت کا پیغام فرقہ گوہر یہ کے نام معروف بہ خطرہ کا الارم
- ۹۔ رضوی تحاقب بجواب تحقیقی نقاب مسکنیہ خطرہ کا سائرن
- ۱۰۔ الدعوة کو دعوت صدق وانصاف مسکنیہ الدعوة کی نقاب کشائی
- ۱۱۔ محمد پناہ اور جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء
- ۱۲۔ جشن میلاد النبی ﷺ چار سو کیوں؟ اور جلوس الہدیث و جشن دیوبند کا جواز کیوں؟
- ۱۳۔ روحانی حقائق
- ۱۴۔ تحفہ معراج و حقانیت اہلسنت
- ۱۵۔ مختصر سوانح حیات محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ
- ۱۶۔ سوانح شہید اہلسنت (مولانا الحاج محمد اکرم رضوی رحمہ اللہ)
- ۱۷۔ کرل معزز قدانی
- ۱۸۔ موووی حقائق
- ۱۹۔ مسلک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مع جوابات اعتراضات وہابیہ
- ۲۰۔ مسلک شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

- ۲۱۔ مسلک شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲۲۔ غوث الاعظم اور گیارہویں شریف
- ۲۳۔ محبوبان خدا کی برزخی زندگی
- ۲۴۔ شان محمدی ﷺ پانچویں عقائد اور عیسائی چیلنج
- ۲۵۔ مسئلہ ختم نبوت اور علماء اہلحدیث و دیوبند مسکنیہ کا دیان تھا نہ بھونٹنا
- ۲۶۔ رسالہ نور
- ۲۷۔ مختصر حیات اعلیٰ حضرت مع تعارف کنز الایمان اور عقائد علماء نجد و دیوبند
- ۲۸۔ علماء دیوبند کی دورگی توحید
- ۲۹۔ مکتوب مولانا ابوداؤد و پیغام مولانا ابوالیاس امیر دعوت اسلامی
- ۳۰۔ دو جہتیں (تعلیمی جماعت اور جماعت اسلامی کا اصل پس منظر)
- ۳۱۔ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۲۔ ترجمہ اعلیٰ حضرت کے خلاف ☆ حضرت خواجہ غلام حید الدین سیادی شاہد شہین سیال شریف پریسیڈنٹ اکا کا سہ اور غلام نبیوں کا ☆ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب ازالہ مسکنیہ پاسبان کنز الایمان ☆ مولانا الحاج عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمۃ
- الحاج صاحبزادہ ابوالرضا محمد داؤد رضوی کی مرتبہ کتب
- ۱۔ یادگار خلیل و ذبیح (قربانی کے فضائل و مسائل) ☆ تحفہ معراج و حقانیت اہلسنت
- ۳۔ حیات عامر حمید شہید رحمہ اللہ ☆ جب دزلزلہ آیا
- ۵۔ رحمت کی برسات (ماہ رمضان و یشان کے فضائل و مسائل)
- الحاج محمد حبیب الرحمن نیازی قادری رضوی کی مرتبہ کتب
- ۱۔ نماز نبوی ☆ عقائد اہلسنت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
- ۳۔ آداب مرشد ☆ فیضان الحرمین (حج وعمرہ کے ضروری مسائل)
- ۵۔ رضوی مجموعہ نعت



اختلافات چھوڑو بزرگوں کا مسلک اپناؤ
مسلک اہلسنت و جماعت کی حقانیت و صداقت پر بہترین نایاب مجموعہ

مسلک بزرگوارانِ دین

از افتادہ:

علامہ
مولانا
الحاج
ابوداؤد
محمد صادق
قادیانی
رحمۃ اللہ علیہ

و دیگر علماء

ترتیب و پیشکش

الحاج
محمد حفیظ نیازی

055
421 7986
0333-8759523

ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ



قابل مطالعہ یادگار کتب

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

عقوبات
و عت عمل

0333 8295933 ادارہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

HASSANNIAZI2000@YAHOO.COM 055-4217986